ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا ایم۔ایس خالد وزیرآبادیؒ

احتسابِ قادیانیت

جلد ۲۳

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوة
حضوری باغ روڈ، ملتان ۔ فون: 4514122

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

لیجیے احتساب قادیانیت کی جلد ۲۳ پیش خدمت ہے۔ وزیرآباد کے مولانا محمد شفیع خالد (ایم۔ ایس خالد وزیرآبادی) نے رد قادیانیت پر چار کتابیں شائع کیں۔

۱۔ صحیفۂ تقدیر (جو احتساب کی جلد ۲۲ پر مشتمل ہے)

۲۔ نوبت مرزا۔

۳۔ تصویر مرزا۔

۴۔ نوشتۂ غیب۔

مؤخر الذکر تینوں کتابیں احتساب قادیانیت کی اس جلد (۲۳ ویں) میں شامل ہیں۔ یوں محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مولانا وزیرآبادی مرحوم کے مجموعہ تصانیف ردقادیانیت کے کام سے فارغ ہوگئے۔ فلحمد اللہ

افسوس ہے کہ کئی بار ارادہ کیا لیکن تکمیل ارادہ نہ ہو پائی کہ وزیرآباد جا کر مصنف مرحوم کے حالات زندگی حاصل کر پاتے جو یہاں شریک اشاعت ہو جاتے اللہ تعالیٰ نے توفیق رفیق فرمائی تو انشاء اللہ العزیز حالات زندگی معلوم کر کے ماہنامہ لولاک ملتان میں مستقل مضمون شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین! بحرمۃ نبی الکریم۔

فقیر اللہ وسایا

۴صفر ۱۴۲۸ھ

۱۲فروری ۲۰۰۸ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نوبتِ مرزا

ایس۔ایم خالد وزیر آبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

التماس!

خاکسار نے نوبت مرزائے پہلے ایک کتاب موسومہ بہ ''نوشتہ غیب'' لکھی تھی۔ جس میں مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی کے مشہور رسوائے عالم آسمانی نکاح کا زندہ فوٹو معہ پرلطف ورنگین سوانح حیات، دلکش مزاحیہ مضامین کا پاکیزہ تسلسل ایک ایسے مؤثر ودلکش پیرایہ میں بطرز ناول بیان کیا گیا تھا جو آپ اپنی نظیر ہے۔

بحمداللہ اس پر طول وعرض ہندوستان سے خراج تحسین ومرحبا کے پھول نچھاور ہوئے اور خصوصاً علمائے کرام نے اس کو بے حد پسند فرمایا اور معزز مدیران نے ریویوز کئے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں وہ تمام عقیدت کے پھول طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کرسکتا۔ ہاں چند ایک تبرکاً ان پاکیزہ خیالات سے بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ باقی ان تمام حضرات سے جن کے نام نامی واسم گرامی ذیل میں درج ہیں معافی کا خواستگار ہوں کہ وہ مجھے مجبور سمجھتے ہوئے معاف فرمائیں گے اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ انشاءاللہ عنقریب نوشتہ غیب دورجدید میں طبع ہونے والا ہے۔ اس میں یہ کمی بھی پوری کردی جائے گی۔

۱...... شمس العلماء جناب مولانا مولوی اشرف علی تھانویؒ

۲...... مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

۳...... مولانا عبدالحنان لاہوریؒ

۴...... مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

۵...... مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسریؒ

۶...... مولانا حبیب اللہ کلرک نہرؒ

۷...... مولانا ابوسعید محمد شفیعؒ صدر مدرس ومہتمم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا

۸...... مولانا غلام محمدؒ خطیب جامع خیر دین امرتسر

۹...... مولانا غلام مرشدؒ لاہور

۱۰...... جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف

۱۱...... مولانا ناظمؒ مدرسہ تقویت الایمان فی تعلیم القرآن بہاولپور
۱۲...... مولانا عبدالرحمٰنؒ خطیب جامع اہل حدیث صدر راولپنڈی
۱۳...... الحاج مولانا حافظ عنایت اللہؒ جامع گجرات
۱۴...... مولانا سید حبیبؒ ایڈیٹر سیاست لاہور
۱۵...... مولانا عبدالمجیدؒ ایڈیٹر اخبار مسلمان سوہدرہ
۱۶...... مولانا غلام حسینؒ مدیر اخبار المنیر حضرت کیلیانوالہ
۱۷...... مدیر جریدہ روزنامہ احسان لاہور
۱۸...... مولانا محمد الدینؒ خطیب جامع وزیرآباد

خاکسار! ایم۔ایس۔خالد وزیرآبادی

فاضل اجل عالم بے بدل جناب مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانیؒ شیخ التفسیر والحدیث دیوبند کا ارشاد

بعد سلام مسنون، آنکہ خط اور دو نسخے نوشتہ غیب کے پہنچے۔ ممنون فرمایا میں آج کل سخت عدیم الفرصت ہوں۔ اس لئے جواب خط میں تاخیر ہوئی۔ نوشتہ غیب کو چند مقامات سے مطالعہ کیا جزاکم اللہ خیرا۔ بڑی مفید اور دلچسپ کتاب لکھی ہے۔ ایک مرتبہ شروع کردی جائے تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ دقیق علمی بحثوں سے زائد اس طرح کے رسائل کی اشاعت سے نفع پہنچ سکتا ہے۔ حق تعالیٰ مزید ہمت اور توفیق ارزانی فرمائے اور آپ کے رسائل کو مقبول بنائے۔

علامہ عصر، فاضل بے بدل جناب مولانا احمد سعید دہلویؒ ناظم جمعیت العلماء ہند دہلی کا ارشاد

السلام علیکم! میں نے آپ کی کتاب نوشتہ غیب بعض بعض مقامات سے پڑھی۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض مشاغل کے باعث تمام کتاب کا مطالعہ نہ کرسکا۔ جس قدر میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قادیانیوں کے رد میں بہترین کتاب ہے۔ زبان اور استدلال کے اعتبار سے ایسی سلجھی ہوئی تصنیف میری نظر سے کم گزری ہے۔ خدا تعالیٰ نوشتہ غیب کی غیب سے امداد فرمائے اور آپ کی کتاب کو عام مقبولیت حاصل ہو اور روح القدس کی جانب سے آپ کی تائید کی جائے۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ قادیانیوں کے استیصال میں پوری سعی کی جائے۔

مولانا محمد مبارک حسین محمودیؒ ناظم و شیخ الحدیث میرٹھ کا ارشاد

کتاب نوشتہ غیب آج کی ڈاک میں پہنچی۔ آپ نے مرزا قادیانی کا کذب بہتر طریقہ سے ثابت کرتے ہوئے عوام کو اس کے دجل سے بچانے کی سعی فرمائی ہے اور اس کی پیش گوئیوں کو ایسے صحیح دلائل اور انکشاف حقائق سے بے نقاب کر دیا ہے کہ جسے ہر شخص سمجھ سکے گا اور اس کے (مرزا قادیانی) دجال اور کذاب ہونے میں کسی کو شک باقی نہیں رہے گا۔ مسلمانوں کا صحیح معنوں میں کوئی نظام نہیں ہے۔ بلکہ ہر مقام پر متعدد انجمنیں بنی ہوئی ہیں اور ان میں سے کوئی کام کر رہی ہے اور کوئی نہیں۔ میں نے آپ کا نوازش نامہ انجمن تبلیغ کے سیکرٹری کو دیا ہے وہ اس میں سعی کریں گے اور میں بھی حتیٰ الوسع سعی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

جناب مولانا غلام بھیکؒ نیرنگ جنرل سیکرٹری

معتمد عمومی جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ کا ارشاد

آپ کا مطبوعہ نوازش نامہ ایک نسخہ کتاب نوشتہ غیب پہنچا۔ کتاب کی خوبی میں شک نہیں اور اس قسم کی کتابیں جس قدر زیادہ شائع ہوں مفید ہوں گی۔

فاضل اجل، عالم بے بدل جناب مولانا سید احمدؒ

شمس العلماء ہند جامع مسجد شاہی دہلی کا ارشاد

کرم فرمائے بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اوّل آپ کا شکریہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے کتاب نوشتہ غیب ارسال فرما کر مجھے ممنون فرمایا۔ میں نے اس کو تقریباً تمام وکمال مطالعہ کر لیا۔ مرزا قادیانی کے ابتدائی حالات مجھے ذاتی طور پر خود معلوم ہیں۔ اس لئے میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو آپ نے اپنی کتاب نوشتہ غیب میں لکھے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ اس کتاب کے متعلق میری مختصر رائے یہ ہے کہ یہ کتاب اس خوبی اور تحقیق و دلائل کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ اگر اس کو بہ نظر انصاف و تامل اور نفسانیت و تعصب سے علیحدہ ہو کر محض تحقیق حق کے خیال سے مرزائی صاحبان بھی مطالعہ فرمائیں تو یقیناً راہ مستقیم پر آ جائیں گے۔ لہٰذا کوشش ہونی چاہئے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مرزائی صاحبان اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں تاکہ جو مقصد اصلی ہے کہ وہ لوگ راہ راست پر آ جائیں وہ حاصل ہو۔ والسلام!

جناب مولانا حسین محمدؒ شیخ الحدیث فیروز پور چھاؤنی کا ارشاد

آپ کی کتاب نوشتہ غیب پہنچی میں نے اس کتاب کو شروع سے آخر تک بغور پڑھا۔ بے ساختہ آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ، پیش گوئی نکاح محمدی بیگم کو جس لطیف اور دلکش پیرائے میں بیان کیا ہے یہ آپ کا ہی حق تھا۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر کوئی قادیانی بھی اس کتاب کو پڑھے گا تو بشرطیکہ تعصب نے اس کو اندھا نہ کردیا ہو وہ ضرور اس حقیقت کا قائل ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جملہ دعاوی میں جھوٹے تھے۔ میں صاحب دولت حضرات کی خدمت میں پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو مرزائی دوستوں میں مفت تقسیم کریں۔ انشاء اللہ ثواب عظیم حاصل ہوگا۔ ختم نبوت اور دعویٰ نبوت مرزا پر جو بحث آپ نے کی ہے۔ اگرچہ مختصر ہے۔ مگر جامع اس قدر ہے کہ واقعی آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور خدمت اسلام کی مزید توفیق عطاء فرمائے۔ فقط والسلام!

فخر سادات جناب محمد ابوالقاسمؒ صاحب
سیف صدر آل انڈیا اہلحدیث بنارس کا ارشاد

جناب کی کتاب نوشتہ غیب جو اپنے باب میں بینظیر کتاب ہے موصول ہوئی۔ سرسری نظر ساری کتاب پر ڈال لی۔ زبان پر بے ساختہ مرحبا و جزاک اللہ کا جملہ آتا رہا۔ حقیقی قادیان کی حقیقت آپ نے خوب ہی کھولی ہے۔ اگر نوشتہ غیب کی بابت یہ عرض کیا جائے کہ اس کا مطالعہ تردید مرزائیت کے لئے دوسری کتابوں سے بے نیاز کردیتا ہے تو اس میں مبالغہ مطلق نہ ہوگا۔ درحقیقت کتاب مذکور ایک جامع کتاب ہے۔ اس امر میں آپ کی کاوشیں قابل داد اور باعث صد شکریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اس کی اشاعت کے لئے کافی پروپیگنڈا کیجئے۔ میں بھی اپنی تقریروں میں اس کا تذکرہ کیا کروں گا۔ انشاء اللہ اپنی دوسری تصنیف نوبت مرزا تیار ہونے پر ضرور بھیجیں ممنون ہوں گا۔

جناب مولانا عبدالغنیؒ سہارنپوری گمٹالوی گورداسپور کا ارشاد

السلام علیکم! میں نے جناب کے مرسلہ بہ نوشتہ غیب کے دستے اور بھالے کو اوّل آخر سے دیکھا بھالا۔ حرب قادیانی میں یہ حربہ ماشاء اللہ خوب کافی وافی ہے۔ اس صنعت کا جدید حربہ کسی نے تیار کیا۔ ایسی شدید شیطانی جنگ میں سیف اور حربہ کی ضرورت ہے۔

خالد برائے کفر عرب سیف تھے عیاں
خالد وزیرآبادی سیف کفر قادیاں

فخر ملت والدین جناب مولانا مولوی احمد علی لاہوریؒ

ناظم انجمن خدام الدین لاہور کا ارشاد

بندہ نے نوشتۂ غیب کا مقامات مدیدہ سے نہایت ہی غور سے مطالعہ کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنۂ دجالیت سے بچانے کا کفیل ہے اور مرزائیوں کو کفر مرزائیت سے تائب بنانے اور دائرہ اسلام میں کھینچ کر لانے کے لئے حبل متین ہے۔ علاوہ اس کے مرزائیت کے قلعہ پر گولہ باری کرنے کے لئے ایک زبردست توپخانہ ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف کی اس سعی بلیغ کو قبول فرمائے اور اسے ان کی نجات دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا الہ العالمین!

زبدۃ الاماثل والا فاضل شیخ الاسلام

جناب مولانا سید مہدی حسنؒ مفتی راندھیر کا ارشاد

آپ کی کتاب نوشتۂ غیب پہنچی اور اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوا۔ واقعی بہت ہی سہل طریق سے نکاح قادیانی کو طشت از بام کیا ہے۔ زبان پیرایۂ دلچسپ ایسا کہ ہر شخص اس کو پڑھے بغیر نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اور اس کے ذریعہ گمراہوں کی ہدایت کرے۔ آمین میں حتیٰ الوسع دوستوں کو اس طرف متوجہ کروں گا۔ قلوب خدائے تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقاصد میں کامیاب کرے اور آپ کی تالیفات کو قبولیت عامہ بخشے۔

فاضل اجل جناب مولانا قاضی محمد علیؒ

خطیب مسجد سنہری لاہور کا ارشاد

آپ کا ارسال کردہ رسالہ نوشتۂ غیب پہنچ گیا۔ احقر نے مطالعہ کیا طبیعت میں ازحد بشاشت پیدا ہوگی۔ جی چاہتا تھا کہ اس کو دیکھتا ہی رہوں۔ میری نظر سے بہت سے رسالے گزرے۔ مگر میں نے ایسا جامع اور مدلل رسالہ کبھی نہیں دیکھا۔ میں مصنف کی اس کوشش کی داد دیتا ہوا اس پاک لایزال کا شکریہ کرتا ہوں کہ اے رب العالمین اب بھی تیری مخلوق میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جو باطل کا مقابلہ بخوبی کرتے ہیں اور خصوصاً اس فرقے مرزائیہ کے لئے ایسی ہی ایک جامع کتاب ہونی چاہئے تاکہ ان کا ناطقہ بند کردیا جاوے۔ مجھے امید ہے کہ

اگر دوسرا ایڈیشن نوبت مرزا تیار ہو تو بندہ کو فراموش نہ فرمائیں گے ضرور بالضرور بندے کے پاس ایک نسخہ بھیجیں گے اور میں اس بات میں کوشاں ہوں کہ اشاعت میں توسیع ہو اور آپ کا بازو مضبوط کر دیا جائے۔

جناب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعزیزؒ شیخ الحدیث و ناظم مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ کا ارشاد

آپ کا ہدیہ سنیہ و عطیہ موصول ہو کر موجب بہجت و سرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطاء کرے کہ آپ نے خدمت اسلام میں اپنی ہمت صرف کر کے گروہ ناہنجار کے خسران کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اس جگہ انشاء اللہ آپ کی کتاب کے متعلق مناسب عرض کیا جاوے گا۔ اپنی دعاؤں سے یاد فرماتے رہا کریں۔

فخر سادات بلبل پنجاب جناب ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کا ارشاد

جناب کا مؤلفہ نوشتہ غیب میں نے پڑھا۔ مطالعہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ ایسی دلچسپ طرز میں ابھی تک شائد تردید مرزائیت نہیں کی گئی۔ طرز تحریر مضمون نگاری اور جوابات الزامی کا تسلسل نہایت پاکیزہ ہے۔

علامہ زمان مفتی دوراں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد کفایت اللہؒ صدر مدرسین مدرسہ امینیہ و صدر جمعیت العلماء ہند دہلی کا ارشاد

آپ کی کتاب نوشتہ غیب پہنچی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کے متعلق اظہار رائے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ میری مشغولی اور ضروریات میں انہماک پر نظر رکھتے ہوئے معاف فرمائیں۔ کتاب جس نیک مقصد سے لکھی گئی ہے وہ آج کل مسلمانان ہند کے لئے نہایت اہم وارفع ہے۔ فرقہ ضالہ مرزائیہ نے مسلمانوں کو مذہبی، معاشرتی سیاسی گمراہی میں مبتلا کرنے کے تمام ذرائع اختیار کر رکھے ہیں اور طرح طرح کے دام وتزویر بچھا رکھے ہیں۔ آپ نے نوشتہ غیب کے ذریعہ امت مرحومہ محمدیہ کو امت مرزائیہ کے دجل و تلبیس کا شکار ہونے سے بچانے کا مبارک انتظام کیا ہے۔ اس کا اجر جزیل بارگاہ رب العزۃ جل شانہ سے آپ کو ملے گا۔ فقیر کی مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرمائے اور نوشتہ غیب کو مقبولیت عامہ عطاء کرے اور مسلمانان ہند

کو مرزائیت کی تاریکیوں سے نکالنے اور راہ حق وصواب ان پر منکشف کرنے کے لئے نوشتہ غیب کو آفتاب ہدایت بنا کر نور افگن کرے۔ آمین!

فخر ملت والدین جناب مولانا مولوی محمد الدینؒ

خطیب جامع ملیہ وزیر آباد کا ارشاد

”هـذه عـجـالة نافعة وعلالة بائغة تروىٰ بها غليل طالبى البرهان وتشفى بها عليل امراض القاديان ۔ طالعته كرة بعد كرة ومرة بعد مرة لكن لا علے سبيل الاستيعاب بل علے سبيل الارتجال فوجد ته مصفانا لكدورة الخرافات المرزائية وكيد الكيد انية لا سيمـا الا هل الانگيـزية ولله در المصنف حيث اتى بالدار المكنونية وهذا اخر دعوانا وان الحمدلله رب العالمين ۔ آمين ثم آمين!“

عالم بے مثیل جناب مولانا مولوی محمد اسماعیلؒ

سیکرٹری آل انڈیا تنظیم اہل حدیث پنجاب گوجرانوالہ کا ارشاد

نوشتہ غیب جستہ جستہ مقامات سے دیکھا گیا۔ جناب کے ماحول کے لحاظ سے بہترین چیز ہے۔ جناب کی جستجو قابل تحسین ہے۔ اللھم زد فزد امید ہے کہ نقش ثانی نقش اوّل سے بڑھ کر ہوگا اور یہ مشغلہ بھی دیرپا ہوگا۔

علامہ عصر جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

طوطیٔ ہند ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ امدادیہ مرادآباد یوپی کا ارشاد

میں نے بعض مقامات سے نوشتہ غیب مؤلفہ ایم۔ ایس خالد وزیرآبادی کو دیکھا بہت مفید کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب کو خریدیں اور خرید کر غرباء میں تقسیم کریں۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو اس کے مضامین سنائیں۔ مسلمانوں کو اس فرقہ مرزائیہ کی رد کی طرف پوری توجہ فرمانی چاہئے۔ ہندوستان میں اسلام کے لئے بظاہر اس فتنہ سے زیادہ کوئی فتنہ قابل توجہ نہیں ہے۔ خداوند عالم جل وعلاء شانہ کا فضل ہے کہ اب بہت مسلمان اس طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو نفع دے اور مرزائیوں کو بھی ہدایت فرمائے۔ آمین!

جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰنؒ

خطیب جامع بازاروالی وزیرآباد کا ارشاد

"بسم الله الرحمن الرحيم ۔ الحمدلله وكفى وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ ۔ اما بعد! فاني طالعت الكتاب المستطاب الموسوم بنوشته غيب من تاليف الحب الذكى التقى النقى الملقب بالخالد فوجدته كتابالا ياتيه الباطل من بين يده ولا من خلفه ومجموعاً من المسائل الواقعية لا يجترى الجاهل الاندلسى ولا لد مشقى علىٰ رده وقد حه ولا يحوم المتجدد ولا المتبنى حول حريمه وفصيله واور اقاجامعة لله لا مل والبراهين وسطور احاوية علىٰ انكشاف حقيقة الدجال الذمى ادعىٰ النبوة فى القاديان واطال لسانه علىٰ ذوى الاديان وخرف النصوص القطعية الدالة علىٰ حيات عيسىٰ ابن مريم وختم النبوة علىٰ سيد المرسلين عليهما الصلوٰة والسلام امام المكان والزمان فيذل عما غالامة مسايهم الجميلة فى ترديد ذلك الشقى شكرالله سعيهم باالقلم والبيان فسلك اخى الخالد مسلكهم الا انه رحج التسهل فى ضبط المسائل لفهم العوام واختار الارتباط بين مضامين الكتاب نشاط الخواف وجمع اقوال المتبنى جميلة بيد انه اوضح النكاح السماوى الذى عليه مدار دائرة النبوة الكاذبة لتنكشف الحقيقة علىٰ وجهها فالرجاء من ناظرى الكتاب ان يوسعوا اشاعة وتبليغه ويعينوا علىٰ طباعته الثانية وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمين"

نذر عقیدت

یارب تو رحیمی ورسول تو رحیم
صد شکر کہ آدم بہ میان دو رحیم

خادم قوم نہایت ادب واحترام سے عجز وانکسار کے ساتھ جمیع فرزندان توحید کی طرف سے عموماً اور اپنے محترم بزرگ وقابلقدر ہادیٔ حقیقت ورئیس الطریقت الحاج الحرمین الشریفین حضرت جناب میاں محمد بڈھا صاحب دادوالی شریف کی طرف سے خصوصاً یہ ناچیز تصنیف موسومہ بہ نوبت مرزا جناب سید الکونین فخر موجودات آقائے عالمیان سید الولدآدم سرکار مدینہ آقائے

نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ خاتم النبیین وکافۃ للناس ورؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں خلوص نیت وحضور قلب کے ساتھ بطور ہدیہ پیش کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

ایم۔ایس۔خالد

مصنف: نوشتۂ غیب،نوبت مرزا،تصویر مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

تمام حمد وستائش اور خوبیاں اس خالق دو جہاں اور مالک کون ومکاں اور رزاق انس وجان کو سزاوار ہیں۔جس نے کائنات عالم کو کن کے ایک لفظ سے پیدا کیا اور اس کی ربوبیت فرمائی اور بے ستون آسمان بنائے اور ستاروں سے زینت دے کر اپنی عاجز مخلوق پر احسان عظیم فرمایا۔تاکہ وہ اس کے بھیانک پن سے محفوظ رہیں اور یہ سماوی فوج شیاطین کو شکست اور حساب میں مدد کے لئے بھی بنی اور قمر کو ضیاء اس لئے دی کہ پھل پکیں اور اس سے کٹھاس ومٹھاس حاصل کریں اور سورج کو اس لئے منور کیا تاکہ نظام عالم کی بقاء رہے اور اجناس بڑھیں اور پکیں اور توازن صحت قائم رہے۔

اے خدائے لایزال تو نے زمین کی بنا پانی پر رکھی اور پانی کو قلزم ہستی کا ناخدا بنایا۔اے بے مثال ہستی وبے نذیر شکستی تو نے وحوش وبہائم، چرند وپرند، شجر وحجر دریا ونالے، معدنیات ونباتات اور جمادات پیدا کیں اور ان پر تصرف کے لئے انسان کو پیدا کر کے اشرف المخلوقات کا خطاب دیا۔مولا یہ شاداب وادیاں اور ان میں رنگ برنگ کے پھول اور پھل، یہ آبشار اور ان میں پانی اور اس کا راگ تیری عظمت کا پتہ دیتا ہے۔

اے ظاہر وباطن کے جاننے والے آقا۔یہ کوہسار ومرغزار، یہ چٹانیں وپہاڑ اور ان کی سربلند چوٹیاں اور ان پر سبز وسفید پگڑیاں۔تیری قدرت کا تماشہ ہیں۔اے نظام عالم کی ربوبیت کرنے والے محسن، تو اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا اور تو اس ننھے کیڑے کو جو صدف میں تیری توحید کے گن گاتا ہے اور پتھر میں جو تیرے راگ الاپتا ہے سنتا ہے اور روزی دیتا ہے۔مولا تیری جلالیت کے پرتو سے پہاڑوں کے سینے شق ہوئے اور ان سے ندیاں تیری وحدت کا ترانہ گاتی ہوئی رواں ہوئیں۔اے ارحم الراحمین تیرے رحم سے تیرے کرم سے گلزار ہستی میں رنگ وبو ہے اور

تیری مئے وحدت سے گل لالہ، سرخ رو ہے اور نرگس بیمار تیرے ہی انتظار میں محو جستجو ہے اور غنچے چٹک کر موزون ہوئے اور پنکھڑیوں کی کٹوریاں شبنم پھولوں کے وضو کو لائیں۔ گل سوسن وچنبیلی، گل نرگس وجوہی، یہ موتیا و بیلا، یہ گلنار ومکھیہ گلاب کی اقتدائیں مقتدی ہوئے اور تیری ثناء میں ترانے ترنم سے گانے میں محو ہوئے۔ سرو نے مجرا دیا اور بلبل ناشاد شاد ہوئی۔ کبوتر ہو ہو سے اور پپیہا تو تو سے وحدت کے ترانوں میں محو ہوئے اور قمری نے حق حق کے نعرے لگا کر تیری توحید کا پیغام باد صبا کو دیا۔ جو اٹھکیلیاں کرتی ہوئی پتہ پتہ اور شاخ شاخ کو مسرور کر گئی۔

اے پاک پروردگار تیری ذات ازلی وابدی ہے۔ تو نے مردہ زمین کو رحمت کے بادلوں سے زندہ کیا اور تیرے نور کی ادنیٰ سی وہ تجلی جو بجلی کی شکل میں کوندتی ہے اور جو نگاہوں کو خیرہ و چکا چوند کر دیتی ہے۔ کس کی مجال ہے کہ جو دیکھے۔ اے خالق حقیقی تو نے اپنی حمد و کبریائی کے لئے لاتعداد ملائک نور سے، جان کو نار سے، انس کو مٹی سے پیدا کیا۔ پرند و چرند، شجر و حجر تیری حمد و تعریف میں رطب البیان ہیں اور زمین و آسمان کی باگ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس کو تو ایک دم میں فناہ کرنے اور نئی بسانے پر قادر ہے۔ تیرا نور زمانہ بھر پر محیط ہے اور تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

محامد خاتم النبیین ﷺ

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

خوش نصیب تھی وہ ساعت جو ربیع الاول میں آئی۔ جس میں ایک نور لازوال گوہر بے مثال ایک بیش قیمت لعل، ایک انمول جوہر، ایک نور علیٰ نور ہیرا۔ جس کی بے مثل روشنی سے شمس و قمر خجل ہو کر ماند ہوئے۔ جس کی ابدی و سرمدی خوشبو پر عنبر و کستوری فدا ہوئیں اور جس کی معطر و دل آویز خوشبو کے تصدق میں پھولوں کو رعنائی ملی۔ جس کی زبان فیض ترجمان نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جو کرہ ارض پر لہریں اور موجیں مار کر دنیا کو سیراب کر گئے اور جس کے حسن لاجواب سے فردوس کی حوریں شرمائیں اور حسینائیں عالم خجل و شرمندہ ہوئے۔ چاند کی پیشانی عرق ریز اور ستارے بادل کے آنچل میں چھپے اور جس کے دید کی تصدیق میں آہو کو بے مثال آنکھیں ملیں اور جس کے قد رعنا سے سرو نے بلندی پائی اور جس کے اخلاق حمیدہ سے دنیا نے تہذیب سیکھی اور جس کے رحم و کرم سے ظالم و جاہل بدو، گلہ بان عالم بنے اور جس کے عدل و انصاف نے نوشیرواں

کو مات کیا اور جس کا ایک عالم مدح خواں ہوا۔ جس کے مبارک عہد میں شیر و بکری نے ایک گھاٹ پر پانی پیا۔ جس کی سخاوت کے صدقے میں ہزاروں حاتم بنے اور جس کی شجاعت میں رن کانپے اور دشمن ہمیشہ مغلوب ہوئے۔ جس کے رعب وجاہ و جلال سے قیصر و کسریٰ کے محل لرزہ بہ اندام ہوئے اور کنگرے سجدہ ریز ہوئے۔ جس کے نور سے جہان منور ہوا اور ظلمتیں کافور ہوئیں۔ حضور سرور دو عالم ﷺ کا ظہور قدسی کائنات عالم کے لئے سب سے بڑی نعمت و مسرت ثابت ہوا۔ شب دیجور نے کروٹ بدلی اور سپیدۂ صبح نمودار ہوا۔ طائران خوش الحان اس در نایاب و ازلی یتیم عبداللہ کی تشریف آوری کا مژدہ گانے میں محو ہوئے۔ بادصبا نے مبارک باد کا پیغام دیا اور خصوصاً فارس کے مجوسی آتشکدہ کو سنایا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرد ہوا۔ حضرت ابراہیم کے دنیا میں سب سے پہلے گھر کی وہ آگ توحید کے پیغام سے سرنگوں ہو کر تختوں سے گرے۔ نمرودی بچہ کی وہ آگ پھولوں کا لباس زیب تن کئے۔ عنبر و عود کی کشتی میں دعائے خلیل کو آنکھوں پہ رکھے۔ ملائکہ کی فوج کے ساتھ نور کی مشعلیں لئے توحید و تمجید کے گلدستے ہاتھوں میں سنبھالے آمنہ کے در و دیوار پر رحمتیں برساتی اور تعریف کے گن گاتی ہوئی نازل ہوئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بغایت شان زیبائی بصد انداز یکتائی
امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

مبارک باد کا غلغلہ نسیم صبح نے گایا۔ سبز سبز ڈالیاں فرط محبت سے گلوگیر ہوئیں اور پتے پتے نے خوش آمدید کہا بشارت مسیح، محمد ﷺ کے لباس میں باب نبوت کو بند کرتی ہوئی جلوہ افروز ہوئی۔ طاغوتی طاقتیں شرک و بت پرستی کو تاراج کرتی ہوئیں رحم و کرم، عفو و حلم، خلوص و صداقت کی رحمانی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہوئیں۔ شیطان معہ اپنی ذریت کے پہاڑوں کو بھاگم بھاگ دوڑا اور دھاڑیں مار مار کر رویا۔ زمین و آسمان اس جلوۂ سبحانی سے مسرور ہوئے اور مبارک بادی کا ترانہ گایا۔

خود خلعۂ قدرت نازاں ہے ہر چشم تماشا حیراں ہے
اس مصحف عنصر خاکی پر یہ نقش و نگار اللہ اللہ

اے عبداللہ کے در یتیم تیری پیدائش مبارک، تیرا تشریف لانا رحمت۔ اے انسانیت کا سبق یاد کرانے والے آقا۔ اے قلزم ہستی میں خلق و مروت کے دریا بہا دینے والے داتا۔ اے کفر و ضلالت کو خس و خاشاک کی طرح بہا دینے والے مولا۔ اے اخوت و محبت کے بخشنے والے منعم۔ اے حلم و بردباری کے سبق کو از بر کرانے والے رسول۔ اے

عفو وکرم کی مجسم تصویر، ہمارا لاکھ لاکھ سلام آپ پر اور آپ کی آل پر۔
نغمہ ہے تیرا دلکش اکبر مضمون ہے تیرا پاکیزہ وتر
بلبل کے ترانے صل علیٰ پھولوں کی لطافت کیا کہنا

انعام باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کا ہزار ہزار احسان ہے۔ جس نے ہماری رشد وہدایت وفلاح وبہبود کے لئے، ہمارے نیک وبد کے سمجھانے کی خاطر، ہمیں قعر مذلت میں گرنے سے بچانے کی خاطر، وحوش وبہائم کو انسان بنانے کے لئے، خواب گراں سے بیدار کرنے کو، ہماری سوئی قسمت کے جگانے کو۔ ہمیں اپنا بندہ بنانے کی خاطر اور نار جہنم سے بچانے کی خاطر۔ قرآن ناطق کو جس کا اسم گرامی ہی تعریف کیا گیا ہے۔ رحمت عالم کے لباس میں عفو وحلم کے پیکر میں۔ رحم وکرم کی تصویر میں۔ اخوت ومحبت کے قالب میں۔ انکساری وتواضع کے مجسمے میں۔ فقر وغنا کے ڈھانچے میں۔ مساوات کا علم دے کر۔ قران صامت بیش قیمت صحیفہ دے کر۔ جس کی ضیا باری آبدار موتیوں سے بالاتر ہے اور جس کی قیمت کے پاسنگ لعل وجواہر نہیں ہو سکتے اور جس کی معطر ودل آویز مہک عنبر وعود سے زیادہ دل لبھا لینے والی ہے مبعوث فرمایا ہے۔

وہ قوانین ازل کا قاسم، وگلیم پوش وبوریہ نشین نبی جو رسولوں کا سرتاج اور نبوت کا عاقب ہوا اور جس کی ضیا پاشی سے جہاں مستنیر ہوا اور سراج المنیر کہلایا۔ جس کے مقدس احکام آب زر سے صفحہ دہر پر ہمیشہ درخشاں رہیں گے۔

اور جن کے محو کرنے پر زمانہ کبھی قادر نہ ہو سکے گا۔ جب خانہ خدا کی آخری زیارت سے مستفیض ہو چکا تو خدا کے حکم بردار بندوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے سامنے ایک عام اعلان فرمایا۔ جسے ادبی دنیا حجۃ الوداع کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مشرک جزیرۃ العرب میں نہ رہنے پائے اور کوئی برہنہ مسجد حرام کا طواف نہ کرے۔ بلکہ پاس بھی بھٹکنے نہ پائے۔ مسلمان کا مال اور جان اور عزت تم پر قطعی حرام ہو چکا۔ خبردار کوئی کسی مسلم کو دکھ نہ دے۔ خدا نے اپنے دین کو کامل اور اکمل کر دیا اور تمام نعمتیں پوری ہو چکیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ میرا آخری حج ہو۔ تم میں دو چیزیں ایسی بیش قیمت چھوڑے جاتا ہوں۔ ’’ترکت فیکم امرین لن تضلّوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (مشکوٰۃ ص۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) ‘‘یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول۔ اگر اس پر گامزن رہو گے تو شادکام وبامراد رہو گے۔ اور تمہیں کوئی گمراہ نہ کر سکے گا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور انگلی اٹھائی اور تین بار اعادہ

کیا۔ خداوند گواہ رہیو میں نے تیرے احکام تیری عاجز مخلوق کو پہنچادیئے۔ اس کے بعد فرمایا یامعشر المسلمین تم میں جو حاضر ہیں وہ سن لیں اور جو غائب ہیں انہیں پہنچادیا جائے۔

یثربی محبوب خدا کا حکم ہے کہ میرے نام لیوا وہی ہو سکتے ہیں اور جنت کی ضمانت انہیں ہی مل سکتی ہے جن کا نصب العین یہ ہو۔

''کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ، وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر (البقرۃ:۲۸۵)'' ﴿میں نے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کو (سچے دل سے مان لیا) یہ کہ ہم انبیاء میں کسی کے (مرسل من اللہ ہونے میں) فرق نہیں جانتے اور وہ (یوں) کہتے ہیں ہم نے سن اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی ہمارا پھرنا ہے۔﴾

''قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسماعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتیٰ موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (البقرۃ:۱۳۶)'' ﴿اقرار کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ایمان لائے اس وحی پر جو ہم پر بواسطہ نبی کریم نازل ہوئی اور ہم ایمان لائے اس وحی پر جو حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئی اور ہم ایمان لائے اس وحی پر جو ان نبیوں پر نازل ہوئی جو ان کی اولاد میں تھے اور اس وحی پر جو موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو دی گئی اور اس وحی پر جو دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو دی گئی اور ہم ان میں کسی میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ بلکہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تسلیم کرتے ہیں اور ہم اس کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء علیہم السلام کو تسلیم کرتے ہیں۔﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام حکم ایسا دیا جس کی تعمیل کرنے والوں کا نام مؤمن قرار دیا۔

مبارک ہیں وہ جنہیں آقائے زمان، سید المعصومین، سرکار مدینہ ﷺ کا پیام آج تک یاد ہے اور وہ اس پر دل وجان سے فدا اور عمل پیرا ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جو رسولوں کی عزت وحرمت پہ کٹ مرتے ہیں اور دامن رسالت پہ آنچ نہ آنے سے اپنے جنت الفردوس کی زینت کو دوبالا کرتے ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

فرقان حمید شاہد ہے۔

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرۃ:۱۵٤)" الٰہی ہمیں مسلمان رکھیو اور اسی پر خاتمہ کیجیو۔ مولا ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم تیرے پیغمبروں کی عزت واحترام پر دل وجان سے فدا ہوں اور ان کے احکام کو جو تیری جانب سے نازل ہوئے ہیں حرز جان بنائیں اور ان کی خدمت پہ فدا ہوں۔ آمین یارب العالمین آمین!

خدا کے پسندیدہ دین کے قائد اعظم سید المرسلین ﷺ کی ذات گرامی کا امتیازی نشان ایک یہ بھی ہے کہ جو بھی احکام الٰہی وقتاً فوقتاً نازل ہوئے وہ صرف کتابی شکل میں ہی نہیں رہے بلکہ اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص محبوب خدا نے اسے بذات خود عملی جامہ پہنا کر دنیا جہاں پر احسان عظیم فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے چودہ سو برس پیشتر کا مسلمان جو حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ناظر تھا اور آج کے مسلمان میں جس کے سامنے قرآن صامت نے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۲۱)" پیش کیا۔ ایک ہی رنگ میں رنگین ہیں، اور یہی اسلام کی صداقت ہے۔ اگر احکام صرف کتابی شکل میں ہی ہوتے اور اس کے ساتھ عمل نہ ہوتا تو آج سخت مشکلات کا سامنا ہوتا اور ضرور آج کل کے منچلے پنجابی، بروزی، ظلی، تشریعی، غیر تشریعی، رودر گوپال یا امین الملک، جے سنگھ بہادروں کے زور قلم یا تحریف سے ردوبدل ہو کر ایک بھیانک اور ناقابل قبول لائحہ عمل بن جاتا۔ مگر چونکہ مشیت ایزدی کو یہ منظور تھا کہ اس کا پسندیدہ دین پھولے، پھلے، بڑھے اور بسے اور اس کے شاداب شجر برومند وتنومند ہوں اور حوادث زمانہ کے تھپیڑوں سے محفوظ رہیں اور نزہت بخش پھول اور کلیاں جہاں کو معطر کرتی رہیں۔ یہی وجہ تھی جو اس کی حفاظت کا ذمہ احسن الخالقین نے اپنے ذمہ قرار دے کر فرمایا "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر:۹)"

اور یہی وجہ تھی کہ حضور فضیلت مآب ﷺ نے ایک ایک حکم کی عملی تفسیر بذات خود فرمائی۔ حضور ﷺ کا وہ ارشاد صفحہ تاریخ پر درخشندہ ستارے کی طرح آب وتاب سے اب تک دمک رہا ہے کہ مجھ کو یونس بن متیٰ پر فضیلت ایسے رنگ میں مت دو کہ ان کی تحقیر ہو۔ کیونکہ یہ سب خدا کے برگزیدہ رسول ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو کر ایک ہی پاک مقصد لے کر خلق خدا کی ہدایت کے لئے اپنے اپنے وقت میں مبعوث ہوئے۔ چنانچہ فرمان رسالت ملاحظہ فرمائیں۔

"عن ابن عباسؓ وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما ینبغی

لعبد ان يقول انی خير من يونس ابن متیٰ (مسلم ج۲ ص۲٦۸، باب من فضائل يونس، بخاری ج۱ ص٤۸٥،٤۸٦، باب وان یونس لمن المرسلين) ’’﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔﴾

توہین انبیاء علیہم السلام

ذیل میں ہم کرشن قادیان، مسیلمہ ثانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے چند ایسے اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اس قادیانی مراقی نبوت کے ہاتھوں خدا کے وہ نہایت ہی محبوب پیامبر جو معصومیت کے منبع، صداقت کے شہزادے اور سچائی کے مجسمے تھے۔ جن کی غلامی معصیت سوز اور اطاعت جنت کی ضمانت ہے اور جو اخلاق کائنات نے دنیائے جہاں کی فلاح وبہبود کے لئے امن وسلامتی کو برسر اقتدار کرنے کی خاطر عدل وانصاف، عفو وحلم، محبت وآشتی کے دریا مساوات کی شیرینی سے لبریز کر کے ہماری تیرہ بختی وجہالت کے محو کرنے کو، شربت توحید کے خم کے خم لنڈھانے کو ایسے بہترین ساقی وحدت مبعوث فرمائے جن کے مقدس نام پر رہتی دنیا تک کے سعید الفطرت انسان سلام ودرود بھیجتے رہیں گے۔ مگر آہ!

چودھویں صدی میں پنجاب کے خطے میں ایک ایسی ہستی بھی پیدا ہوئی جو درماندگی ومفلسی کا شکار ہوکر مجدد وقت کے لباس میں بتدریج ترقی کرتی ہوئی خدائی مراتب کی دعویدار ہوئی۔ چکر کاٹنے والے آسمان اور گردش کرنے والی زمین نے اتنے چکر نہ کاٹے ہوں گے اور رنگ بدلنے والے گرگٹ نے یوں رنگ نہ بدلے ہوں گے جس قدر ’’خاکسار پیپر منٹ‘‘ کے الہامی نے جدت دکھلائی۔

گورداسپور کے ضلع قادیان جیسی غیر معروف بستی میں ایک لڑکا مرزا غلام مرتضےٰ کے ہاں پیدا ہوا جو سندھی بیگ کے نام سے منسوب ہوکر غلام احمد کہلایا۔ ان حضرت کا دعویٰ ہے کہ میں تمام اولیاء، اقطاب، ابدال اور خدا کے پیاروں سے مرتبہ ووجاہت میں بلند تر ہوں اور ان کی حقیقت مرے سامنے پانی بھرتی ہے۔ تمام معصومیت کے سرچشمے یا خدا کے برگزیدہ رسول میرے پیراہن میں چھپے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام مجھ پر بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر یہ انعام ونشان ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ان سے ایک ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ تمام انبیائے عظام ایک مردہ وجود کی طرح تھے۔ میری آمد نے ان کو زندہ کر دیا۔ قصر نبوت یا شجر اسلام نامکمل اور برگ وبار سے بے بہرہ تھا۔ میری آمد سے وہ شاداب وگلزار ہوا۔ میں آدم ہوں، میں

شیث ہوں، میں نوح وابراہیم ہوں، میں یعقوب ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں کرشن ہوں، رودر گوپال ہوں، میں آمین الملک جے سنگھ بہادر ہوں، میں آریوں کا بادشاہ ہوں، میں صور ہوں، میں مظفر ومنصور ہوں، میں حکم ہوں، میں محدث ہوں، میں خدا کا پہلوان ہوں، نبیوں کے لباس میں۔ غرضیکہ میں مجوب مرکب انبیاء ہوں۔ میرے لئے ہزار ہا نہیں لاکھوں نشان آسمان نے دکھلائے۔ ہزاروں معجزے زمین نے پیش کئے۔ خدا میری مدد کے لئے ایک سپاہی کی حیثیت سے تیز تلوار لئے کھڑا ہے۔ وہ میرے منکر کے لئے طاعونی کیڑے پال کر ہماری زمین کی طرف آرہا ہے۔ وہ میری عرش پر تعریف کرتا ہے اور سمندر کی طرح موجزنی کرتا ہے۔ وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں۔ اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ تو جو بھی چاہے کر ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ میرا خدا نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے۔ جاگتا ہے اور سوتا ہے۔ میرے خدا کا نام لاش ہے۔ یوں تو میرا نام ''مرزا'' خدا کا سب سے بڑا نام ہے اور کہا جاتا ہے اسی لئے مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔ میں نوح ہوں اور خدا کی قسم میں غالب ہوں اور عنقریب میری شان ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک ہلاک ہوگا۔ ہاں وہی بچے گا جو میری کشتی میں بیٹھ گیا اور اس قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی جو مجھ پر ایمان نہ لائے۔ میں ہی رحمۃ اللعالمین ہوں۔ میرا خدا اونچے آسمانوں کا بنانے والا ہے۔ اس نے مجھ کو یہ بھی وحی کی کہ اے مرزا کہہ دے اے تمام جہان کے لوگو! میں تم سب کے لئے خدا کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں اور میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن سے ظاہر ہوا اور قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں اور یہ مکالمہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقین ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر اور مجھے یہ بھی کہا گیا کہ اے سردار تو مرسلین سے ہے اور تو سیدھی راہ پر ہے اور ہم نے تمہیں کوثر دیا اور رات کے تھوڑے حصہ میں سیر کرائی۔ مجھے یہ بھی بتلایا گیا کہ خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے اور میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں اور مجھے وہ چیز عنایت ہوئی جو دنیا میں کسی دوسرے انسان کو نہ دی گئی اور مجھے یہ بھی کہا گیا اے مرزا تو علم کا شہر ہے اور میرا خدا یہ بھی کہتا ہے کہ میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا اور اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ اے مرزا ہم نے تجھے تمام جہان کے لئے

رحمت بنا کر بھیجا اور میرا مرتبہ اس کلام سے جانچو۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر میرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا اور میری پاسداری خدا یوں فرماتا ہے کہ مرزا جس پر تو ناراض اس پر میں ناراض ہوں اور خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخش دیں جو ابوالبشر آدم کو دیں تھیں اور میرے بعد کوئی کامل انسان ماں کے پیٹ سے نہ نکلے گا اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور مجھے یہ خطاب دیا کل لك ولا مرك یعنی سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے اور گر مجھے پیدا کرنا مشیت ایزدی کو نہ مطلوب ہوتا تو یہ دنیا اور اس کے اسباب پیدا ہی نہ کئے جاتے۔ بلکہ دنیا تو ہیچ ہے یہاں تک کہا گیا لولاك لما خلقت الافلاك یعنی اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا ہی نہ کرتا اور چند ایک عربی الہام یہ ہوئے۔ ''انت منی وانا منك ، انت مني بمنزلة توحيدي وتفريدي، انت اسمي الاعلىٰ ، انت مني بمنزلة ولدي ، انت من ماء ناوهم من فشل ، سرك سري ، ظهورك ظهوري ، لاتخف انك انت الاعلىٰ ، انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون ، انت مني بمنزلة اولادي '' (تذکرہ والبشریٰ) غرض کہ میں ہی نجات کا اجارہ دار اور جنت کا ٹھیکیدار ہوں اور وہی اس میں جا سکتے ہیں جو مجھ پر ایمان لائیں۔ کیونکہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ پھر وہ مؤمن کیونکر ہو سکتا ہے۔

''يقبلني ويصدقني الاذريت البغايا'' مجھ کو ہر ایک قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے ہاں حرام زادے مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں

۱......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۲...... ''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۳...... ''اے عیسائی مشنریو اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۴...... ''میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو

بلکہ ان کی تو تعریف میں مرزا قادیانی نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ہاں یہ بازاری روایات یسوع کو جو عیسائیوں کا خدا اور ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جس کے متعلق قرآن شریف خاموش ہے الزامی رنگ میں اور وہ بھی محمد ﷺ کی حمایت میں پیش کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب افسانے دجل دینے کو تراشے گئے ہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں مسیح، یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی مبارک ہستی کے نام تھے۔ اس کے ثبوت میں وہی مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا آٹھ حوالوں سے ثابت کیا۔ صاحب فراست وعلم کے لئے اس میں ایک نقطہ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی ضرورت اور موقعہ محل اور خواہشات نفسانی کے مطابق آیا کرتی تھی۔ یعنی مرزا قادیانی یہ انداز کرلیا کرتے تھے کہ میرا روئے سخن اس وقت کون ہے۔ جہاں غریب پادری مقابل ہوئے۔ پارہ کی ڈگری جوش میں آئی اور پانی پی پی کر کوسنا شروع کیا اور جب جنابہ ملکہ وقت سے خطاب ہوا تو آپ ڈر کے مارے برف ہوئے اور آپ کو گویا رحم آگیا۔ پھر لگے تعریفوں کے پل باندھنے اور مشترکہ جائیداد کی یا جدی وراثت کی تشبیہات دینے۔ نقطہ کی بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ آپ مراق کی وجہ سے مجبور ومعذور تھے۔ آپ کے کلام میں تناقض بہت پایا جاتا ہے۔ دراصل آپ کو یاد نہیں رہا کرتا تھا کہ پہلے کیا لکھا اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو! متنبی قادیان کی خوش کلامی جس سے واضح طور پر مثیل مسیح کی زبان سے اعجازی شیرینی ٹپکتی ہے۔ دیکھ لی کیا یہی وہ الہامی نمونہ ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ ”یا احمد فاضت الرحمة علیٰ شفتیك“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۱۷ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۱۷) یعنی اے مرزا تیرے ہونٹوں سے شیرینی ٹپکتی ہے۔ اگر یہی شیرینی ہے تو مہربانی کر کے اس کو محفوظ رکھئے۔ کیونکہ یہ کام کی چیز کسی آڑے وقت میں داشتہ آید بکار ثابت ہوگی اور مثیل مسیح ہی کے کام آئے گی۔

عجب ثم العجب کہ دعویٰ مثیل مسیح اور مسیح کا خاکہ ایسا بھیانک کھینچا کہ شرافت وسنجیدگی شرم کی اوڑھنی لئے چپکے سے رخصت ہوئی اور حیا نے منہ ڈھانپ لیا۔ اب سوال تو یہ ہے کہ نقل کفر کفر نباشد کے مصداق اگر یہ باتیں نعوذ باللہ مسیح علیہ السلام میں بقول مرزا ہیں تو مثیل مسیح میں بھی بدرجہ اتم ضرور ہوں گی اور اصل سے کہیں زیادہ تب ہی تو مثیل مسیح کہا جاسکتا ہے۔ جب کہ یہ اوصاف ان میں پائے جائیں اور امت مرزائیہ کا یہ کہنا کہ یسوع کو گالیاں دی گئیں۔ عجب مضحکہ خیز معاملہ ہے۔ دنیا کی فلاح وبہبود کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین من اللہ مبعوث

شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔"

(ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ ص۱۰۴)

۵...... "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

(حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

۶......

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۷...... "وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل میں بھی اترا ہے۔ مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ۔"

(حقیقت الوحی ص۲۷۴، خزائن ج۲۲ ص۲۸۶)

۸...... "تم کہتے ہو مسیح کلمۃ اللہ ہے ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا۔"

(اخبار بدر ۷؍نومبر ۱۹۰۲ء، ج۱ نمبر۲ ص۱۱، ملفوظات ج۴ ص۹۳)

۹...... "ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی قرار دیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

۱۰...... "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۱۱...... "یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۱۲...... "مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے (رامچندر) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۴۱)

۱۳...... "عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

(کشتی نوح ص۶۵، خزائن ج۱۹ ص۷۰)

۱۴...... ''ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔''

(الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج ۳ ص ۱۳۷)

۱۵...... ''آپ کا کنجریوں کے ساتھ میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے سمجھ لیں کہ ایسا آدمی کس چال چلن کا ہو سکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۶...... ''خدا ایسے شخص کو دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کیا ہو۔'' (دافع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

۱۷...... ''آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکت جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۱۸...... ''درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی...... نادان اسرائیلی نے ایسی معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

۱۹...... ''آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۲۰...... ''نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۲۱...... ''آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ حصہ نہیں دیا تھا اور یا استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو سادہ لوح رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۲۲...... ''آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۲۳...... ''ایک فاضل پادری فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا کے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۲۴...... ''آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور ہمیشہ چاہتے تھے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۲۵...... ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اسی دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۲۶...... ''چاہئے تھا کہ وہ ایسی لاف وگذاف سے اپنی زبان کو بچائے اور اسی پہلی بات پر قائم رہے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں۔ مگر نفسانی جذبات کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر ایک اور چال اختیار کی اور پھر جب باغی ہونے کے شبہ میں پکڑے گئے تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچنے کے لئے وہی پہلا پہلو اختیار کیا دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چال بازیاں جائے تعجب ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۲۷...... ''ساری رات آنکھوں میں رو رو کر نکالی پھر بھی دعاء منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی۔ باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا۔ اکثر پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا۔ فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا۔ کچھ پیش نہ گئی۔ ایلیاء کی تأویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا اور پیش گوئی کو آپ نے ظاہر الفاظ میں پورا کرنے کے لئے ایلیاء کو زندہ کر کے دکھلا نہ سکا اور لما سبقتنی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خداؤں سے تو ہندوؤں کا راجندر ہی اچھا ہے جس نے جیتے جی راون سے اپنا بدلہ لے لیا۔'' (نور القرآن ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۹ص۳۵۴)

۲۸...... ''جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں۔ جس نے شراب خوری اور قمار بازی کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر

حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقعہ دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگادے۔ اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں کوئی بات بھی حرام نہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ج ۱۱ص ۳۸)

۲۹...... ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس کا نام رکھنے سے مانع تھے۔''

(دافع البلاء ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ص ۲۲۰)

۳۰...... ''یسوع (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے ایک کنجری کو بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔''

(نور القرآن ص ۴۷ ملخص، خزائن ج ۹ص ۴۴۹)

۳۱...... ''مسیح کی راست بازی اپنے زمانے کے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔''

(دافع البلاء ص ۴، خزائن ج ۱۸ص ۲۲۰)

۳۲...... ''مسیح کا بن باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ برسات کے موسم میں باہر جا کر دیکھئے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ پیدا ہوتے ہیں۔''

(جنگ مقدس ص ۱۹۸ ملخص، خزائن ج ۶ص ۲۸۰)

۳۳...... ''حضرت مسیح ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے میں قریب قریب ناکام رہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۱۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ص ۲۵۸)

۳۴...... ''ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہوگئے۔ دوبارہ آ کر وہ دنیا میں کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہشمند ہوں۔''

(بدر ۹ رمئی ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج ۹ص ۲۴۳)

۳۵...... ''مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ص ۲۳،۲۴)

۳۶...... ''افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں۔ ان کی نظیر کسی اور نبی میں پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کے لئے یہ بھی ایک شرط ہوگی۔

مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بہت سے غلط اجتہادوں اور غلط پیش گوئیوں کی وجہ سے ان کی پیغمبری مشتبہ ہوگئی ہے۔ ہرگز نہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۲۵، خزائن ج۱۹ ص۱۳۵)

۳۷...... ''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہیں تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۳۸...... ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیش گوئیوں کا اپنی ذات کے متعلق پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں۔ جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہوگئیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۳۹...... ''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرسکے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

۴۰...... ''بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۸،۲۵۷)

مسیح، یسوع، عیسیٰ علیہ السلام

ایک ہی شخص کے تین نام اظہر من الشمس ہیں۔

۱...... ''ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے۔ مگر میں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں۔'' (رسالہ ریویو ستمبر ۱۹۰۲ء)

۲......

کرمکے بودم مراکر دی بشر
من عجب تراز مسیح بے پدر

(ازالہ اوہام ص ۴۷۷، خزائن ج۳ ص ۲۹۴)

۳...... ''جن نبیوں کا اس وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج۳ ص ۵۲)

۴...... ''اس (خدا) نے مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

۵...... ''جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵)

۶...... ''ہم اس جگہ یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ یسوع یعنی عیسیٰ، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے بعد عین چودھویں صدی میں مدعی نبوت ہوا تھا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹)

۷...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزز یا یوز آصف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ ان کا مزار ہے۔'' (راز حقیقت ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱)

۸...... ''وہ نبی جو ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو برس پہلے گزرا ہے وہ بگڑ کر یوز آصف بننا نہایت قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیزس بنالیا ہے تو یوز آصف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں۔'' (راز حقیقت ص ۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۷)

ناظرین کرام! میں نے چالیس حوالے مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں سے ایسے پیش کئے ہیں جن میں نہایت واضح طور پر مسیح علیہ السلام پر اوباشانہ اور سوقیانہ حملے اور بازاری باتوں کو بڑی فراخ دلی سے استعمال کیا گیا ہے۔ امت مرزائیہ اس کا یہ جواب دیا کرتی ہے کہ یہ الزامی جواب ہیں جو مرزا قادیانی نے عیسائیوں کو دیئے اور ان کا تعلق عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی سے نہیں

ہوئے۔ مگر فرقان حمید نے صرف پچیس سے ہمارا تعارف کرایا۔ اب کیا ہم دوسروں کو گالیاں دیں اور وہ بھی بلا سوچے سمجھے۔ چاند پر خاک جھونکنے سے اپنی پیشانی پر ہی پڑتی ہے۔ مرزا قادیانی کرشن کو نبی کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم یہاں بھی خاموش ہے۔ پھر ذرا ان کے حق میں بھی تو ایسی فراخ دلی سے کام لیا ہوتا۔ مگر چونکہ جانتے تھے کہ اس کا نتیجہ تلخ ہوگا۔ اس لئے کہیں اہل ہنود چھٹی کا دودھ نہ یاد دلائیں۔ خاموش رہے اور برسنے کا نام نہیں لیا۔ بلکہ جھوٹی باتیں یہاں تک کہ سرکار مدینہ ﷺ کی حدیث بتا کر انہیں نبی قرار دے دیا اور برسے بھی تو مسیح کے حق میں ایسا برسے کہ اپنا اور اپنے نام لیواؤں کا ایمان ڈھانپ کر شمالی منارۃ المسیح میں پہنچا دیا اور وہ بھی اس کے حق میں جسے قرآن صامت وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ قرار دیتا ہے۔

گلوں سے لگی سارے گلشن میں آگ
الٰہی کہاں جائے بلبل غریب

حالانکہ مغالطہ دہی سے قطع نظر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حوالہ جات سے معاملہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ نہ یہاں کسی شاہد کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی اور کی۔ حیلہ طرازی کی حاجت کیونکہ جب کہ مرزا آنجہانی کے نقطہ نگاہ میں عیسیٰ علیہ السلام مسیح اور یسوع ایک ہی مبارک ہستی کے نام ہیں تو کسی باتونی کی لن ترانیاں اور دجل آمیزیاں چہ معنی دارد قاعدہ کلیہ ہے کہ آدمی اپنے قول وفعل سے خود پکڑا جاتا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کو یہ تسلیم ہے کہ میں نے عمداً مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تو اب باقی کون سی بات ایسی ہے۔ جس کو چھانا جائے۔ کاش امت مرزائیہ تعصب کی عینک سے بے نیاز ہو کر ان کو پڑھے اور پھر رسول اکرم ﷺ کی وہ صحیح حدیث جس میں سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے ”بدألکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم (مشکوٰۃ ص ۳۲، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) ”اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور میری پیروی چھوڑ دو تو البتہ ضرور گمراہ ہو جاؤ۔ دیکھیے اور قرآن ناطق کے بعد قرآن صامت کے حکم پر بلا چون وچرا سر تسلیم کو خم کرتا ہوا شیطانی جوئے کو تار تار کرتا ہوا رحمانی جوازیب گلو کرے۔ ”آمنا باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر (بقرۃ:۲۸۵)“ ﴿ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں اس کی پر اور رسولوں اس کے پر نہیں فرق کرتے ہم درمیان پیغمبروں اس کے سے اور کہتے ہیں ہم کہ سنا ہم نے حکم اور اطاعت کی۔ ہمیں بخش دے اے رب ہمارے، اور تیری طرف ہی ہم نے پھر جانا ہے۔﴾

مرزا قادیانی کا مسلمہ اصول

’’منجملہ اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں کوئی نبی جھوٹا ہے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۴، خزائن ج۱۲ص ۲۵۶)

’’اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اس کو سچا سمجھیں۔ جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا پھر وہ دعویٰ اس کا جڑ پکڑ گیا اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۵، خزائن ج۱۲ص ۲۵۸)

آخری فیصلہ کسی نبی کو گالی مت دو

تحفہ قیصریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو تو ہمیں نہیں چاہئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کریں اور نہ یہ کہ اس کو برے لفظ سے یاد کریں۔ بلکہ چاہئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں اور یقین رکھیں کہ وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کروڑہا انسانوں میں عزت پا گیا اور صدہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے یہی پختہ دلیل اس کی منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۸، خزائن ج۱۲ص ۲۶۰)

اس انوکھی منطق اور نرالے اصول سے امت مرزائی کو تمام وہ ادیان ماننے چاہئیں جن سے آئے دن طرح طرح کی چھیڑ خانیاں رہتی ہیں۔ مثلاً عیسائی، سکھ، اہل ہنود اور بقول مرزا یہ بہت مدت کے مذہب ہیں اور ان کے لاکھوں کروڑوں پیروکار ہیں۔ اس لئے ان کے ریفارمر سچے ہیں اور بقیہ مجوسی، گبر، زرتشتی، بہائی اور ہزاروں مذہب جن کے پیروکار ایک مدت سے ان کو تسلیم کر چکے ہیں تمام حق پر ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

امت مرزائیہ سے ایک سوال

مسیح قادیانی کے نونہالو! تمہارا مضحکہ خیز بودا اصول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کوئی

توہین آمیز کلمہ نہیں کہا گیا۔ بلکہ یسوع کو کہا گیا ہے۔ اس پر ایک ایسا سوال ہے جو یقیناً حواس درست کر دے۔ مہربانی کر کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سنیں اور جواب کا یارا ہو تو نوازش ہو گی۔ وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو متنبی قادیان یا مسیلمہ ثانی وغیرہ خطابات سے اگر کوئی صاحب خفا بھی ہوں تو اس کے جواب میں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مرزا غلام احمد کو گالیاں نہیں دی گئیں۔ بلکہ متنبی قادیان کو دی ہیں تو آپ کو کچھ اعتراض تو نہ ہو گا اور کیا اس جواب پر آپ کو یقین آ جائے گا کہ مرزا قادیانی کو مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ کسی اور کو۔

ہمارے خیال میں یقیناً آپ مرزا قادیانی کو ہی تصور کریں گے اور یہ موہوم جواب زیادہ زخموں پر نمک پاشی کرے گا اور آپ ضرور کہہ دیں گے کہ تو جھوٹا ہے اور اس پر بزدل و بدشعار بھی ہے۔ کیوں ایک تو تو نے گالیاں دیں اور عمداً دیں اور اب قانون شکنجہ یا حکومت کی سخت گیری سے مرعوب ہو کر جھوٹ کا مرتکب ہو رہا ہے اور چونکہ یہ غیر کی آنکھ کو تنکا ہے۔ اس لئے ضرور کھٹکے گا۔ کاش اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھلائی دیتا۔ حالانکہ تمہارے مرزا تو وہ تھے جنہوں نے کوئی بات ایسی نہیں کی جو ذومعنی نہ ہو اور اپنے کئے کی سزا خود تجویز نہ فرمائی ہو۔ مگر شاید قولہ تعالیٰ یقولون مالا یفعلون مرزا قادیانی کے لئے ہی مختص ہے۔ خود ہی تعلیم دیتے ہیں کہ کسی نبی کو برا نہ کہو اور گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں کا بھی اعادہ کرتے ہیں اور پھر مماثلت تامہ کے بھی دعویدار ہیں۔ مگر افسوس گالیاں بھی وہ دیں کہ لکھنؤ کی بھٹیاریاں استاد مانیں اور بازاری روایات کا ریکارڈ مات ہو جائے افسوس تو یہ ہے کہ وہ جس اولوالعزم ہستی کو پانی پی پی کر کوس رہے ہیں۔ اس سے متعدد دفعہ ملاقات بھی کر چکے ہیں۔ پھر خدا معلوم کہ توازن دماغ خواہ مخواہ کیوں درہم برہم ہو جاتا ہے۔

مسیح بھیڑوں کے لئے وہ ملاقات کا نقشہ بھی ہم ہی پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ حسن عقیدت کے غلام سوائے ہر بات پر واہ واہ اور آمنا کہنے کے عادی ہو چکے ہیں اور یہ بھی یاد دلائے دیتے ہیں کہ اس وقت ملکہ وقت سے خطاب ہوا ہے اس لئے پارہ کی ڈگری دسمبر کے آخری اوقات میں ہے اور ڈر ہے کہ کہیں نبوت کا قصر ملکہ معظمہ کے ایک اشارہ پر بنیادوں سے نہ مسمار کر دیا جائے۔

مرزا آنجہانی کی مسیح علیہ السلام سے ملاقات

قادیانی (تحفہ قیصریہ ص۲۱،۲۲، خزائن ج۱۲ ص۲۷۳،۲۷۴) پر فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کی عجیب باتوں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں

جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء ہے جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے...... میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آج کل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔''

مرزا آنجہانی قادیانی باوجود یہ کہ مسیح علیہ السلام سے متعدد دفعہ بیداری میں ملاقی ہوئے اور انہیں تثلیث و ابنیت سے متنفر پایا۔ پھر کس لئے ان کے حق میں ان کے خاندان کے حق میں بازاری روایات استعمال کیں اور اگر لاعلمی اور نالائقی سے اس کا اعادہ بھی ہو گیا تھا تو ملاقات کے بعد کیوں نہ اس کی تردید کی کہ سہواً و نا ارادۃً یہ بے لذت گناہ اور ناقابل عفو عصیاں ہوا۔ جس سے نوے کروڑ فرزندان تثلیث کے دل مجروح ہو گئے اور گورنمنٹ برطانیہ کی دل شکنی ہوئی اور چالیس کروڑ مسلمانوں کے دلوں پر نمک پاشی ہوئی اور غداروں میں شمار ہوا۔ اس لئے میں اپنے کئے پر پچھتاتا ہوں۔ بڑا بے ادب ہوں۔ سزا چاہتا ہوں۔

مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ معاملہ فہمی کے بعد عمداً و ارادۃً اس غلط وطیرے پر ڈٹے رہے۔ حالانکہ اس کی سزا کے لئے جہنم کافی نہیں۔ کاش گورنمنٹ فرض شناسا ہوتی۔ مگر ہمارے خیال میں ایک دیہاتی سمجھ کر باز پرس نہیں کی یا ایک مراقی سمجھ کر خاموش رہنے کو ترجیح دی گئی۔ اب اپنے کئے کی سزا بھی خود ہی تجویز فرماتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کریں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزا آنجہانی مسیلمہ ثانی کا سرکلر

''پس ایسے عقیدے والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر برا کہتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ صلح کاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔ بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو برا کہا جائے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۸، خزائن ج۱۲ ص۲۶۰)

دوسرا سرکلر

''جن لغزشوں کا انبیاء علیہ السلام کی نسبت خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آدم

علیہ السلام کا دانہ کھانا۔ اگر تحقیر کی راہ سے ان کا ذکر کیا جائے تو یہ موجب کفر اور سلب ایمان ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۱، خزائن ج ۲۱ ص ۹۱)

مرزائیو! سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تمہارے مرزا آنجہانی نے جو یہ بے لذت گناہ کئے اور طرح طرح کے افتراء جوڑے اور بے پر کے بہتان تراشے۔ ان کی کیا وجہ تھی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت یسوع مسیح خداتعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور فرزندان تثلیث جو کچھ بھی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ غلط ہے اور حضرت یسوع اس سے قطعاً بری الذمہ ہیں اور عیسائی تعلیم کی وجہ سے حضرت یسوع پر اعتراض کرنا ان کی اہانت ہے اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت وتحقیر موجب کفر اور سلب ایمان ہے۔

ان حالات کی روشنی میں مرزا قادیانی کا فرزندان تثلیث کے مسیح کو گالیاں دینا اور اوباشانہ روایات استعمال کرنا اور پادریوں کی غلط تعلیم کو مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا اور سلب ایمان کا یقینی باعث ہے اور ایسے انسان کے لئے جوان روایات کا مرتکب ہو رب کعبہ کے ہاں حتمی وعدہ ہے کہ وہ ابدلآباد تک جہنم میں جلتا رہے گا۔

چٹکیاں اور گدگدیاں

مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں نے مسیح علیہ السلام کو عمداً گالیاں دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲) پر فرماتے ہیں کہ:

"کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ بہت گالیاں دیں ہیں۔ پس اس طرح اس نامراد خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہیں ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔"

پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲) پر تحریر کرتے ہیں کہ:

"پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔"

کاش پنجابی نبی کو یہ معلوم ہوتا کہ اسلامی تعلیم اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اگر کسی

پادری نے نادانی اور کمینگی سے اس پاکوں کے پاک پر کوئی بہتان لگایا یا کسی اور سفیہانہ فعل کا ارتکاب کیا تو اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام کو تختۂ مشق بنایا جائے۔ یہ ایک ایسا غلط اصول ہے جس کا خیال کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں مسیح علیہ السلام کا کیا قصور ہے۔ کاش مرزا قادیانی میں غیرت ایمانی ہوتی تو گالیاں دینے کی بجائے پادری فتح مسیح سے دو دو ہاتھ کرتے۔ نہ یہ کہ اپنے ہی ایک معصوم پیغمبر کے حق میں بے نقط سناتے۔ اگر پادری موصوف نے سرور کائنات کو گالیاں دے کر اپنے خسران کا سامان بہم پہنچایا تو کیا مرزا قادیانی نے مسیح علیہ السلام کو گالیاں دے کر جہنم کو نہ خریدا؟ یقیناً دونوں نے خذلان وخسران حاصل کیا۔

حالانکہ مرزا قادیانی بھی اس غلط وطیرہ کو صحیح طریق نہ سمجھتے ہوئے ایسے مرتکب کے حق میں سفیہانہ اور جاہلانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس کے حق میں ایک اور سرکلر امت کے نام دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا سرکلر امت مرزایہ کے نام

’’واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اس نے خلیفہ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راست باز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے میرے دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرے اور لعن طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو۔ جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۴۴)

مرزا قادیانی اس عبارت میں صاف صاف بلا کسی ایچ پیچ کے غیر مبہم الفاظ میں شیعہ اور عیسائی کے مقابل حضرت امام حسینؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی سفیہانہ کلام اور جاہلانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔ اب سوال تو صرف یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی اس خود ساختہ اصول کے تحت میں آ گئے یا بچ گئے۔ یقیناً اس کا جواب اثبات میں ہو گیا۔

قارئین کرام! اب ایک اور لطف بیان مرزا قادیانی کا ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں

مرزا قادیانی کی دورنگی چال دجل کی بھٹی میں ابال کھاتی ہوئی گورنمنٹ برطانیہ کے حضور میں جاں بلب نظر آتی ہے۔

مرزا قادیانی ایک درخواست گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت عاجزانہ لکھی اور جس میں یہ جتلایا گیا کہ مسیح علیہ السلام کے حق میں جو گستاخیاں میرے قلم سے سرزد ہوئیں وہ کن حالات کی بناء پر مبنی تھیں۔ چونکہ میں حضور کا ایک پرانا آبائی نمک خوار ہوں اور میری رگ رگ و تار تار میں آپ کی اطاعت بسی ہوئی ہے۔ اس لئے محض حضور کی خیرخواہی میں یہ جرم مجھ سے سرزد ہوا۔ اللہ اللہ یہ ہیں پنجابی نبوت کی صداقت کی دلیلیں۔ مندرجہ ذیل چٹھی انشاء اللہ مرزا قادیانی کی قلعی اس رنگ میں کھولے گی اور واقعات مہرتاباں کی طرح اس طرح انکشاف کریں گے کہ پھر کسی مرزائی کو مرزا کی فضیلت بیان کرنے کا یارا نہ ہوگا۔ افسوس اسی بودے سہارے اور نکمے وسائل پر قصر نبوت کو کھڑا کیا گیا ہے اور اگر یہی معیار نبوت ہے تو توبہ ایسی نبوت سے سلام ہزار بار سلام۔

کاش! میرے محترم مرزائی دوست تعصب سے بے نیاز ہوکر اس کو پڑھیں اور ٹھنڈے دل اور فراخ حوصلگی کو کام میں لاتے ہیں۔ معاملہ کی تہ کو دیکھیں انشاء اللہ شیطانی جو امنٹوں سیکنڈوں میں اتر نہ جائے تو خالد نام نہیں۔ مرزائیو!

مجھ سا مشتاق زمانے میں نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی نے مورخہ ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست بعنوان مندرجہ بالا لکھی تھی۔ جس کو آپ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تریاق القلوب'' کے آخیر میں بطور (ضمیمہ نمبر۳ص ب، خزائن ج۱۵ص ۴۹۰،۴۹۱) نقل کیا جو حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمادیں:

''میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائیوں مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نورافشاں میں جو ایک عیسائی اخبار رلدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زناکار اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر...... تھا اور بایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دل پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر

پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کی غیض وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض ومعاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے۔ یک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی۔ گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں تو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اسی حد تک پہنچائے۔ جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کے لئے اس جگہ پر موقعہ نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ (چشم بدور خالد) کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجہ کا بنادیا ہے۔ اوّل...... والد مرحوم کے اثر سے۔ دوم...... گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ سوم...... خدا تعالیٰ کے الہام نے۔'' (یہی پاک تثلیث ہے خالد)

فنافی الگورنمنٹ نبی کی قوت ایمانی ملاحظہ فرمائیں۔ جس پروانہ رسالت کو شمع پیاری ہو اور وہ اس پر نثار ہو جائے تو مرزا قادیانی کی درگاہ سے وحشی کا خطاب پائے۔ یہ ہے عشق محمدی کا

نمونہ اور محبت رسول کا صحیح فوٹو اور یہ جو گالیاں مسیح علیہ السلام کو دی گئیں ہیں یہ محبت رسول اور عشق محمد میں نہیں بلکہ نمک خواری اور غلامی حکومت کے جوش میں کہ کہیں وحشی مسلمان حکومت سے دست وگریباں نہ ہو جائیں اور میں چونکہ پرانا نمک خوار اور قدیمی غلام تھا اس لئے مناسب سمجھا کہ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر معاملہ برابر کردوں اور اس طرح سے مسلمانوں کے ارمانوں کو مٹا دوں تا کہ بقول شخصے یہ کہ:

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

گورنمنٹ سے خطاب اور مربے اور سندات خوشنودی مل جائیں اور جی حضوریوں میں اوّل نمبر کا ٹو ڈی شمار کیا جاؤں اور مسلمانوں سے چندہ کی رفتار نہ ٹوٹے اور جاہلوں سے خراج تحسین بھی حاصل ہو جائے کہ ہمارے مرزا قادیانی گورنمنٹ برطانیہ سے نہیں ڈرتے اور اس کا یہ ثبوت ہے کہ ان کے نبی کو پانی پی پی کر کوسا گیا ہے۔ اور بس یوں سمجھ کہ عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں۔

مرزائیو! مرزا قادیانی کے حق میں درود پڑھو۔ کس قدر دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے ایسے بیباک ہوئے جاتے ہیں اور دیکھتے ہوئے یوں آنکھیں بند کئے بھاگ جاتے ہیں کہ لگام دینے پر بھی نہ رکیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کے لئے خود ہی سرکلر دیتے ہیں اور خود ہی تحقیر کرتے ہیں۔ بدزبانی کرنے والے کو اوباش قرار دیتے ہیں۔ پھر خود ہی مرتکب ہوتے ہیں اور مثیل مسیح کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسیح ہی کو کوستے ہیں۔ یہ مثال تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ سگے بھائی آپس میں بے وقوفی سے الجھتے ہوئے ایک دوسرے کو ماں کی گالیاں دیں اور نہ سمجھیں کہ اس کی زد کس پر پڑ رہی ہے۔ افسوس مرزا قادیانی کو مراق کا عارضہ لے ڈوبا اور رہتے سہتے حواس محمدی کے عشق میں جاتے رہے۔ ورنہ یہ بھی کوئی بات ہے کہ ایک ہی دماغ سے دو متضاد خیال ایک ہی زبان سے بیک وقت دو ایسے سرکلر جن میں تعارض ہو عجب شان کی پنجابی نبوت ہے۔ اسی منہ سے مسیح علیہ السلام کو شریف انسان کہنے سے گریز کرتے ہیں کھاؤ پیو شرابی قرار دیتے ہیں اور کنبہ بھر پر عیب لگاتے ہیں اور معاً جوش اترنے کے بعد مسیح علیہ السلام کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ ایں عجب بوالعجیب!

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگیوں کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

اصل میں مرزا قادیانی کی حقیقت کو ان کے مرید نہیں سمجھے کہ وہ کیا تھے اور ایسا کرنے سے ان کا کیا مقصد تھا۔

مرزا قادیانی ایک موقعہ شناس آدمی تھے اور وہ ہر اس ڈھانچے میں ڈھل جایا کرتے تھے۔ جس کا وقت مقتضی ہو۔ نہ انہیں اس میں کچھ عار تھی اور نہ ہی وہ اس کو معیوب خیال کرتے تھے۔ مثال کے طور پر محدث وہ بنے مجدد کا چولا انہوں نے پہنا۔ نبوت کے سرودالاپے اس پر بس نہیں۔ عیسیٰ بنے یہاں تک ہی ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ جب وقت نے تقاضا کیا تو مریم کے روپ میں بھی آدھمکے۔ طبقۂ نسواں کے تمام وہ مرحلے مثلاً حیض ونفاس سے دوچار ہوئے۔ پردہ میں نشوونما انہوں نے پائی۔ دس ماہ تک وہ حاملہ رہے۔ دردزہ میں دیدار عام انہوں نے دیا اور ان کے بلآخر چاند سا ہفتاد سالہ سفید ریش بچہ جنا اور یہ تمام مشکل مرحلے طے کرنے کے بعد یعنی اس پاک تثلیث کے بعد پھر وہ واحد ہی رہے نہ فاعل رہا نہ فعل اور نہ ہی مفعول اور یہ سب باتیں صرف زبانی جمع خرچ کر کے تمام ڈگریاں قلمبند کرتے ہوئے مریدان باصفا کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے نبی اللہ کے لباس میں موجود ہوئے۔

اصل میں بات درون پردہ کچھ اور ہی تھی۔ جس کی حقیقت ناظرین کرام پر ہم واضح کرتے ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ نے آج سے ساڑھے تیراں سو سال پہلے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ”لاتقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی فمن قاله فاقتلوه ومن قتل منهم احد افله الجنة (کنز العمال ج۱۴ ص۱۹۹، حدیث نمبر ۳۸۳۷۶)“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوں گے تیس دجال بڑے جھوٹے ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کرے گا۔ پس جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اس کو قتل کردو۔ جو شخص ان میں سے کسی کو قتل کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔

فضیلت مسیح علیہ السلام ازروئے قرآن شریف

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعمّ نوالہ فرقان حمید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کس مرتبہ کا انسان اور ہماری بارگاہ میں کس سیادت کا مالک تھا۔

ذیل میں وہ چند ایک آیات فرقان حمید سے قارئین کرام کے پیش کی جاتی ہیں اور فیصلہ اہل علم وصاحب فراست پر چھوڑا جاتا ہے۔ ازراہ انصاف غور فرمائیں اور مقابلہ کر کے ایمان کی کسوٹی پر پرکھیں کہ خدا کا وہ نہایت ہی محبوب پیامبر جس کی عزت رب کعبہ کے دربار میں ہے اور

جس کی شہادت کلام پاک میں آب زر سے لکھی ہوئی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مگر آہ افسوس شپرہ چشم اپنی کور باطنی کی وجہ سے یا دماغی عدم توازن کے سبب سے اگر نہ دیکھ سکے یا نہ سمجھ سکے تو مہر تاباں کا کیا قصور ہے یا کسی کی خباثت اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ چاند پر تھوکنے سے اپنا منہ ہی غلیظ ہوتا ہے۔ چاند کی تابانی میں کب فرق آتا ہے۔

ہادیٔ برحق، رحمت کردگار کو تو یہ حکم ہوا کہ میرے حبیب ﷺ اپنی امت کو فرمادیجئے کہ کم عقلی وجہالت میں مشرکین کے بتوں کو بھی جو ان کے زعم باطل میں ان کے معبود ہیں۔ برا نہ کہا جائے کیونکہ وہ اس کے جواب میں تمہارے معبود برحق کو تعصب اور کور باطنی کی وجہ سے برا کہیں گے۔ اللہ اللہ، کیسی پاک تعلیم ہے۔ مگر افسوس مدعی نبوت نے کس قدر گھناونی صورت بناڈالی۔ کسی کی عیب جوئی کرنے سے اپنے جوہر عیاں نہیں ہوا کرتے۔ جیسا کہ گرجنے والے برسا نہیں کرتے۔

مشک آنست کہ کود ببوید نہ کہ عطار بگوید

گدڑیوں میں لعل پنہاں نہیں رہتے کیا اچھا ہوتا کہ خدا کے برگزیدوں کی تحقیر کرنے کی بجائے اپنے اخلاق ومحاسن احسن طریق سے بیاں کئے جاتے نہ کہ معصومین کی پگڑیاں اچھالی جاتیں۔ مگر افسوس!

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

”اذ قالت الملئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسىٰ ابن مريم وجيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين ويكلم الناس فى المهد وكهلا ومن الصلحين قالت رب انى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق مايشاء اذ اقضىٰ امراً فانما يقول له لن فيكون ويعلمه الكتاب والحكمة والتورة والانجيل ورسولا الىٰ بنى اسرائيل انى قد جئتكم باية من ربكم انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن الله وابرى الاكمه والابرص واحى الموتىٰ باذن الله وانبئكم بماتاكلون وما تدخرون فى بيوتكم ۰ ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مؤمنين ۰ ومصدقالما بين يدى من التورة ولا حل لكم بعض الذى حرم عليكم وجئتكم باية من ربكم فاتقوا الله واطيعون ۰ انّ الله ربى وربكم فاعبدوه

هذا صراط مستقیم (آل عمران:۴۵ تا ۵۱)'' ﴿جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم صرف خدا کے حکم سے ایک لڑکا تمہارے بطن سے پیدا ہوگا۔ خدا تم کو اپنے اس حکم کی خوشخبری دیتا ہے اور اس کا نام ہوگا عیسیٰ مسیح ابن مریم، دنیا اور آخرت دونوں میں رددار اور خدا کے مقرب بندوں سے ایک مقرب بندہ اور جھولے میں اور ادھیڑ عمر کا ہو کر لوگوں کے ساتھ یکساں کلام کرے گا اور اللہ کے نیک بندوں میں سے ہوگا۔ کہا مریم نے اے پروردگار میرے ہاں کیسے لڑکا ہوسکتا ہے۔ حالانکہ مجھکو تو کسی مرد نے چھوا تک بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی طرح ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کو کرنا ٹھان لیتا ہے تو بس اسے فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے اور خدا تمہارے بیٹے عیسیٰ کو تمام کتب آسمانی اور عقل کی باتیں اور خاص کر توارت اور انجیل سب کچھ سکھا دے گا اور وہ ہمارا پیغمبر ہوگا۔ جس کو ہم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کریں گے اور وہ ان سے کہیں گے کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانیاں یعنی معجزے لے کر آیا ہوں اور مجھ کو خدا نے یہ قدرت دی ہے کہ میں تمہارے اطمینان قلب کے لئے مٹی سے پرند کی شکل سا ایک جانور بناؤں پھر اس میں پھونک ماروں اور وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے اور خدا ہی کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا اور مردوں کو زندہ کردوں اور جو کچھ تم کھا کر آؤ اور جو کچھ تم نے اپنے گھروں میں چھپا رکھا ہے وہ سب تم کو بتا دوں۔ اگر تم میں ایک ایمان کی صلاحیت ہے تو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے قدرت خدا کی بڑی نشانی ہے اور ہاں توارت جو میرے زمانہ میں موجود ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے پیغمبر بنا کر بھیجنے سے ایک یہ بھی غرض ہے کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں خدا کے حکم سے ان کو تمہارے لئے حلال کردوں اور زبانی دعویٰ سے نہیں بلکہ تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانیاں یعنی معجزے لے کر آیا ہوں۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ بے شک اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور وہی تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو کہ یہی نجات کا سیدھا راستہ ہے۔﴾

یوں تو اللہ کے برگزیدہ اور صاحب کتاب نبی عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کلام مجید تواتر سے ثبوت پیش کرتا ہے۔ مگر ان سب آیات کریمہ کا یک جا جمع کرنا اور پھر ان پر تبصرہ کرنا کارے دارد ایک علیحدہ ضخیم حجم چاہتا ہے اور ہمارا اختصار اس کی اجازت نہیں دیتا اس لئے ہم صرف ان کے حوالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور چند ایک اہم امور کی طرف قدرے توجہ ناظرین کرام کو معاملہ فہمی کے لئے دلاتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

البقره:١١، ١٦ ...... آل عمران:٤، ١٥، ١٦ ...... النساء:٢٢، ٢٣ ......
المائده:٧، ١٠، ١١، ١٦ ...... الانعام:١٠ ...... التوبه:٥ ...... مريم:٢ ......
الانبياء:٦ ...... المؤمنون:٣ ...... الزخرف:٦ ...... الحديد:٤ ...... الصف:١، ٢ ......
التحريم:٢

مسیح علیہ السلام کی وجاہت وسیادت۔ انعام واکرام، علم وفضل، خوارق ومعجزات ''قد جاء کم من الله نور وکتب مبين ''میں جابجا موقعہ بموقعہ مرقوم ومسطور ہیں۔ اللہ اللہ جس کے مرتبہ وشان کے متعلق خود خلاق کائنات شاہد ہو اور جس کے آبا واجداد اور خاندان رب کعبہ کا منظور نظر ہو۔''ان الله اصطفىٰ آدم ونوحاً وال ابراهيم وال عمران علىٰ العالمين (آل عمران:٣٣) ''اور جس کی والدہ ماجدہ منصۂ شہود پر آنے سے پیشتر خدا کی فرمانبرداری اور مقبول بندی قرار دی جاچکی ہو اور بے نیاز مالک نے اسے اور اس کی ذریت کو اپنی پناہ میں حسب استدعا لے لیا ہو۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے''اذ قالت امرات عمران رب انى نذرت لك ما فى بطنى محرراً فتقبل منى انك انت السميع العليم (آل عمران:٣٥) ''اور والدہ مریم کی وہ اخلاص سے لبریز دعا جو سعید الفطرت لوگوں کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ یعنی''وانى اعيذها بك وذريتها من الشيطن الرجيم (آل عمران:٣٦) ''اہل علم وصاحب فراست ہستیوں سے فراموش نہیں ہوئی اور طرفہ یہ کہ پرورش مشیت ایزدی نے حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں اور وہ بھی بیت المقدس میں نور علیٰ نور ہوئی۔ وہ کون سا ایسا خوش نصیب ہے جس کو جنت سے میوے اس فانی زندگی میں آتے ہوں اور جس کے ساتھ خدا کے فرستادہ فرشتے تکلم کرتے ہوں۔ چنانچہ فرقان حمید شاہد ہے۔''اذ قالت الملئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسىٰ ابن مريم وجيهاً فى الدنيا والآخرة (آل عمران:٤٥) ''اور جن کی عفت مآبی اور بلندیٔ مراتب کی زندہ گواہی قرآن صامت یوں بیان کرتا ہو۔''واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفعك وطهرك واصطفك علىٰ نساء العالمين (آل عمران:٤٢) ''اور جس کو اپنے زمانے بھر کی عورتوں سے افضل واطہر کہا گیا ہو اور جس کو رب قدوس اپنی رحمت کاملہ وحکمت بالغہ سے یوں نوازے۔''ومريم ابنت عمران التى احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا وصدقت بكلمت ربها وكتبه وكانت من القنتين (تحريم:١٢) ''اور جس کے متعلق کریم جہاں یہ فرماتا ہو

وجعل ابن مریم ابن مریم اوراس کی مقدس ماں خدا کے نشانات میں سے ہیں اوران کے آرام کے لئے ہم نے اونچی فضا جس میں ٹھنڈے چشمے تھے عنایت کی۔

اور جس کی عفت وعترت کا اعتراف رب قدیر یوں فرمائے۔"والتی احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا وجعلنها وابنها آية للعالمين (انبیاء:۹۱)"

مسیح علیہ السلام کی پیدائش ہی کو دیکھ لیجئے۔ ستار جہاں نے اپنی قدرت کا کرشمہ اور خالق ہونے کا ثبوت اور قادر ہونے کی دلیل مسیح کی اعجازی پیدائش میں پیش کی اور جب بد باطن یہود نے سوقیانہ اعتراض کئے تو ایسا دندان شکن مدلل جواب عنایت فرمایا کہ کسی بد بخت کو جواب کا یارا ہی نہ رہا اور ایسا حوصلہ پست ہوا کہ آج تک کوئی ان دلائل کو توڑ نہ سکا۔ ارشاد ہوا مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کچھ اچنبہ خیز نہیں۔ ابو البشر آدم علیہ السلام کی پیدائش کا چشم بصیرت سے مطالعہ کرو کہ وہ ماں اور باپ دونوں سے بے نیاز تھے۔ ارشاد ہوا"ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل أدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون (آل عمران:۵۹)"

خلاق کائنات ہماری طرح بے دست و پا نہیں۔ اسے ہماری طرح بودے سہارے اور نکمے وسائل کی ضرورت نہیں۔ اس کی ذات والا تبار کسی کی محکوم نہیں وہ کسی کا تابع فرمان نہیں اور اس کے کسی فعل پر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ قادر مطلق اور مختار کل ہے وہ تمام جہان کی ربوبیت بلا معاوضہ فرماتا ہے۔ وہ بے عمل دجال سرکش و متکبر پر بھی رحم کرتا اور روزی دیتا ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی اس ادنیٰ مخلوق کو جو پتھر اور صدف میں مقید و پنہاں ہے۔ نہیں بھولتا وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ایک انچ کے بودے دماغ اور اوندھی کھوپڑی والے گندے مادے کے ناپاک قطرے کے بنائے ہوئے ذلیل انسان تیری بساط ہی کیا ہے کہ تو کارخانہ الوہیت میں دخل دے سکے تو کیا اور تیری بساط کیا، پھوٹی عقل اور، ذلیل دماغ کہاں تک پہنچ سکے گا۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا تیرا تحمل اور مادہ برداشت، تیری عقل اور تیرا شعور صرف اتنی سی بات پر کہ مسیح ابن مریم بن باپ کیسے پیدا ہوئے۔ تحمل و پراگندہ ہوا۔ حالانکہ ہم نے اپنی صداقت و واحدانیت کے لئے اس کو تمام زمانوں کے لئے ایک نشان اعجاز بنایا اور اس نشان کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ جب کہ ہم تمام دنیا کو آن واحد میں برباد اور آباد کرنے پر قادر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔"ان يشاء يذهبكم ويأت بخلق جديد، وما ذلك علىٰ الله بعزيز (ابراهيم:۱۹،۲۰)"

ایک انسان کا مشیت ایزدی سے بن باپ پیدا کرنا تو کیا بلکہ ہماری قدرت اس بات پر محیط ہے کہ تمام جانداروں کو معہ ان کے لوازمات کے صرف ایک لفظ (کن) کے فرمانے سے ایک لحہ میں

بھسم کر دیں اور آن واحد میں تمہاری طرح کی اور مخلوق پیدا کر دیں اور ایسا کرنا تمہارے خیال میں محال ہی نہیں۔ غیر ممکن ہے مگر ہمارے لئے آسان تر اور خالق اور مخلوق میں بس یہی فرق ہے۔

مسیح علیہ السلام کا گود میں تکلم کرنا بھی آیات اللہ میں سے ہے اور اس میں ایک خاص فضل ربانی تھا اور مصلحت وقت یہی تھی۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو جو مریم علیہ السلام پر زبان طعن دراز کرتے تھے اور شدت سے پوچھتے تھے۔ ”یاخت ھرون ماکان ابوك امراسوء وماکانت امك بغیا (مریم:۲۸)“ جواب نہ دیتے اور مشیت ایزدی اس کی مقتضی نہ ہوتی تو خلاق جہاں مریم کو یہ تعلیم نہ فرماتا۔

”فاما ترین من البشر احد فقولی انی نذرت للرحمٰن صوماً فلن اکلم الیوم انسیا (مریم:۲۶)“ پروردگار عالم کے علم میں تھا کہ جب یہ عفیفہ قانتہ بچے کو لے کر قوم میں آوے گی تو لوگ اچنبہ سے بچے کو گود میں دیکھ کر سوال کریں گے اور مریم کے جواب سے کسی کو تسلی نہ ہوگی۔ بلکہ زبان طعن دراز سے دراز تر ہو جائے گی۔ اس لئے غفور جہاں نے یہ حکمت سکھلائی کہ جب ایسا وقت آئے تو اسی کلمۃ اللہ کی جانب اشارہ کر دیجیو۔ ”فاشارت الیه “ اور جب آپ نے ایسا کیا تو قوم کے لوگ مارے غصے کے آپے سے باہر ہو کر کہنے لگے۔ ”قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا (مریم:۲۹)“ گودی کا بچہ کس طرح ایسے اہم معاملہ پر روشنی ڈال سکے گا۔

مشیت ایزدی اسی بات پر مقتضی تھی کہ مریم علیہا السلام کی بریت ایسے احسن طریق پر کرائی جائے کہ بدبختوں کے منہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تالے لگ جائیں اور زچہ کے دامن عصمت پر دھبہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ اس سے بہتر اور کون سا طریقہ تھا کہ زچہ کی عصمت مآبی معصوم بچہ سے کرائی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب مسیح علیہ السلام نے ان سے خطاب کیا کہ ”قال انی عبداللہ ۰ اٰتنی الکتب وجعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً این ماکنت ۰ واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا ۰ وابراً بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیاً (مریم:۳۰تا۳۲)“

تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ محو حیرت ہو گئے اور خدا کی قدرت کا اعجازی نشان سمجھ کر اس عقیدہ سے باز آئے اور ابن مریم اور اس کی والدہ کو آیات اللہ قرار دے کر چپکے ہو رہے۔

آقائے دوجہاں ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین بچوں نے ماں کی گود میں تکلم کیا۔ بدبخت نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور خدا کے نام لیواؤں پر انتہائی مظالم توڑے۔ یہاں تک

کہ جلتے ہوئے تیل میں اہل اللہ کو صرف اس قصور کے بدلے میں کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہیں ڈالا گیا۔ عاشقان ازلی خود ساختہ خدائی پر لعنت کرتے ہوئے جان جاں آفرین کے سپرد کر گئے۔ مگر بودے معبود کی اطاعت تسلیم کرنا موت سے بدتر سمجھے۔ ان ہی عاشقان مولیٰ میں ایک عورت ایسی بھی تھی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا اور جب اس سے کہا گیا کہ نمرود کو خدا مانو ورنہ تیل میں جلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ماتا کی ماری ماں، بچہ کی صغر سنی اور محبت اور ایمان کی حفاظت کے درمیان معلق ہوئی۔ کبھی بچہ کی محبت غالب ہوتی اور ایمان خطرے میں معلوم ہوتا اور کبھی عشق الٰہی غالب آتا تو بچہ کی مفارقت سینہ جلا دیتی۔ غرضیکہ کہ چند لمحے وہ اسی سوچ میں دوچار ہوئے اور چونکہ اللہ ولی المؤمنین ہے اس لئے کریم جہاں نے ذرہ نوازی کی اور وہ بچہ یوں گویا ہوا والدہ محترمہ تیل میں جلنے سے مت خوف کرو اور بچہ کو چھاتی سے لگا کر اس میں اللہ کے نام پر کود جاؤ۔ حوریں خلد میں وہ دیکھو تمہارا کس بے صبری سے انتظار کر رہی ہے۔

دوسرا بچہ وہ ہے جس نے یوسف علیہ السلام کی بریت پر شہادت دی۔ ''وشھد شاھدا من اھلھا (یوسف:۲۶)'' اور تیسرے مسیح ابن مریم ہیں۔

مسیح علیہ السلام کے معجزات وخوارق اور صدہا واقعات ازظہر من الشمس ہیں اور چونکہ میرا مضمون مسیلمہ ثانی کی بدزبانی کو ازظہر من الشمس کرنا ہے اس لئے صرف ایک اشارے پر اکتفا کرتا ہوں۔

کیا مؤمنین کے لئے مسیح علیہ السلام کے حق میں خلاق جہاں کو ''وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:۴۵)'' فرمانا کافی نہیں ہے اور ضرور ہے۔ بس یہی دعا ہے کہ اسی راسخ عقیدہ پر استقامت رہے۔ آمین!

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین

حضور آقائے نامدار محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام میں باہم مناسبت کی مثال جو خلاق جہاں نے بیان فرمائی۔ اس میں ایک عجیب ولطیف جاذبیت اور ارفع شان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: ''وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین (انبیاء:۱۰۷)'' یعنی اے محمد ہم نے تمہیں تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

یوں تو مرسلین من اللہ، اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ رسول ہیں اور وہ سبھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کے لطف واحسان سے صاحب مراتب وصاحب وجاہت میں ان کے معصوم اور مقبول

ہونے میں کسی سعید الفطرت کو شک نہیں۔ ولیکن شپرہ چشم کور باطنی سے طلوع آفتاب اور اس کی درفشانی سے مستفیض ہونا تو کیا نامراد ہی رہا کرتے ہیں۔

خشک سالی میں جب مخلوق جہاں امساک باراں کی وجہ سے چند قطروں کے لئے آسمان کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کلیجہ تھام کر رہ جاتی ہے اور خاور آفق کی تابانی سے برداشت کا مادہ سلب ہو جاتا ہے۔ تو ہر متنفس کی گویا جان پر بن جاتی ہے۔ طیور خوش الحان نوانجی کو فراموش کیئے ہوئے بہار کو روتے ہوئے حسرت آلود نگاہوں سے چمن کی ویرانی کو دیکھ کر سینہ کوب ہو کر ننھی ننھی چونچیں کھولے ہوئے فضائے آسمان میں الحفیظ والامان پکار اٹھتے ہیں۔ رب قدیر کا عطاء کردہ وہ مخملی بچھونا جو سبز لباس میں ہمیشہ ملبوس رہا کرتا تھا۔ عریاں ہو جاتا ہے تو بہائم کی جان دوبھر ہو جاتی ہے۔ غریب کسان کے لئے صبح وشام چوبیس گھنٹوں میں سوائے محنت شاقہ کے اور کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی ہریاول زردی کا میزبان رہتا ہے۔ ایسی حالت میں کبھی کبھی کنوؤں کا پانی بھی دوستی سے منہ موڑ لیتا ہے تو اشرف المخلوقات کی زیست خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

ایسی حالت میں جب کہ چیل انڈوں کو نہیں سہتی۔ مخلوق خالق سے خلوص دل سے گڑگڑا کر رحم کی بھیک مانگتی ہے۔

ستار جہاں کی ذرہ نوازی وکرم گستری سے ابر رحمت کے دریا جوش میں آتے ہیں تو مغرب سے سیاہ سیاہ روئی کے گالے فضائے آسمانی میں اڑتے افسردہ دلوں کی کلفت مٹانے کو نظر آتے ہیں۔ مگر جب وہ جلوہ محبوبیت دیتے ہوئے معشوق کی طرح بے وفائی کرتے ہیں تو دیدۂ حسرت واکی وا ہی رہ جاتی ہیں اور وہ سر سے گزر جاتے ہیں تو اہل دہ دوسرے قریہ کے مکینوں سے پوچھا کرتے ہیں کہ کریم جہاں کی کریمی تم پر مہربان ہوئی تو وہ جواب دیا کرتے ہیں کہ ہاں خدا کی رحمت نے ہمیں ڈھانپ لیا۔

اسی طرح قریہ قریہ پر رحمت کے بادل مبعوث ہوئے اور اہل قریہ کو شاداب وگلزار بناتے گئے۔ مگر یہ بارش انفرادی حیثیت سے ہوتی رہی اور جب خلاق کائنات کی مشیت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ مجموعی حیثیت سے ایک ایسا ابر رحمت بھی بھیجا جائے جو کافۃ للناس ہو تو رحمۃ اللعالمین کو آفتاب مدینہ کے لباس میں مبعوث فرما کر دنیائے جہان کا قریہ قریہ، دہ دہ، کونہ کونہ اور چپہ چپہ سیراب وبامراد کر دیا۔

اس عالم گیر بارش کے مستفیض دریا اور نہریں ابدالآباد تک لہریں اور موجیں مار کر

بہتے رہیں گے اور کبھی خشک نہ ہوں گے۔ یہاں تک نظام دنیا مشیت ایزدی سے درہم برہم ہو جائے۔ اس لئے حضور ختمی مآب ﷺ کو عاقب، حاشر، ماحی کے خطاب دے کر خاتم النبیین کے پیارے لقب سے نوازا اور حضور ﷺ نے خود خاتم کی تفسیر لا نبی بعدی سے کر کے باب نبوت کو مسدود کر دیا۔

امت مرزائیہ سے خطاب

ضمیمہ نبوت کے مخلص چیلو، مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو، خدارا انصاف کرو اور تعصب کی عینک سے بے نیاز ہو کر کہو کہ کیا آقائے دو جہاں سرکار مدینہ ﷺ کے ظل اور بروز کا یہی تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم سے منہ موڑ کر دامن شرافت تک سے کنارہ کشی کی جائے۔ کیا یہی مسلمان کی شان ہے کہ خدائے واحد کی تعلیم پاک کے خلاف عمل ہو۔ پیارے نبی کے حکم پر لبیک کی بجائے روگردانی کرتے ہوئے امر کو نہی سے مبدل کر دیا جائے۔ یہ تو یقیناً مسلم کی شان کے بعید ہے۔ خدا کے پسندیدہ دین اور اس کے محبوب کے نام لیوا کی تو یہ شان ہے جب کوئی حکم چاہیے وہ طبیعت اور خواہش کے کتنا ہی خلاف ہو اس کے کانوں میں پڑ جائے وہ اس پر لبیک کہتا ہوا بلا چون وچرا سر تسلیم خم کر دے اور عرض کرے۔ ”سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر (البقرة:۲۸۵)“ نہ یہ کہ کہا تو جائے مرسلین من اللہ کی توقیر وعزت کو جزو ایمان سمجھو، اور عمل یہ ہو کہ بجائے توقیر کے تحقیر کی جائے اور زبان طعن اس بیہودگی سے کھولی جائے کہ لگام دینے سے بھی بند نہ ہو۔ کیا ایسا شخص مسلمانی کا دعویدار اور نبوت کا علمبردار ہو سکتا ہے۔ یا وہ مجدد وقت کی بڑھانک سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کی محبت اس کی اپنی جان سے بدرجہا زیادہ نہیں وہ مسلمان نہیں۔ ”عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین (بخاری ج۱ ص۷، باب حب الرسول، مسلم ج۱ ص۴۹، باب وجوب محبة رسول)“ انسؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

اور طرفہ یہ کہ اخلاق ہی معیار شرافت سے گر کر رذالت کے مرتبہ پر پہنچ چکا ہو اور خوش کلامی، بدکلامی میں بدل چکی ہو۔ چنانچہ ہمارے اس دعوے حقہ کی تصدیق خود مرزا قادیانی (ضرورت امام ص۸، خزائن ج۱۳ ص۴۷۸) پر کرتے ہیں۔ چھاتی پر ہاتھ رکھ کر پڑھو اور ایمان کی کسوٹی

پر پرکھو اور ایک دفعہ زبان سے اتنا کہہ دو کہ "لعنة الله علیٰ الکاذبین ، آمین!"

"چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس پر آیت "انك اعلیٰ خلق عظیم" کا پورے طور پر صادق آجانا ضرور ہے۔"

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈوب مرو۔

توہین انبیاء علیہم السلام

ظل اور بروز کی قلابازیاں

۱......

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

۲......

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین ص ۷۴، براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

۳......

زندہ شد ہر نبی با آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(درثمین ص ۱۷۳، فارسی، نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

۴......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۵......

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۹)

۶......

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم
عیسیٰ کجا است تابنہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص۱۸۰، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۷......

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(درثمین ص۱۷۲، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۸......

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۳، خزائن ج۲۱ ص۱۴۴)

۹......

مقام او مبیں ازراہ تحقیر
بدورانش رسولان ناز کردند

(البشریٰ ج۲ ص۱۰۹، تذکرہ ص۶۰۴ طبع سوم)

۱۰......

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بتمام

(درثمین ص ۱۷۱، نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۱۱......

آدم نیز احمد مختار
دربرم جامۂ ہمہ ابرار

(درثمین ص ۱۷۱، نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۱۲......

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص ۵۰)

فخر رسل ﷺ کی توہین

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۵) ''کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض انہوں نے ان پیش گوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیش گوئیوں میں ان کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی ﷺ جو سب نبیوں سے افضل واعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے۔ اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے۔ کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا۔ کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں جن کا لکھنا تطویل ہے۔ پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت ﷺ بھی آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔''

ناظرین کرام! کی خدمت میں چند ایک اشعار بہت سی نسلوں پر فخر کرنے والے پنجابی ضمیمہ نبوت، بے سنگھ بہادر قادیانی کے پیش کئے ہیں۔ جن سے واضح طور پر آپ کی نبوت لفاظی وجاہت سے ٹپکی پڑتی ہے اور کیوں نہ ٹپکے۔ جب کہ قادیان کا پلہ بقول مرزا ارض حرم سے بھاری ہے اور بھاری بھی کیوں نہ ہو جب کہ ایک غیر آباد بنجر زمین جس میں زراعت پیدا ہونے سے ڈرتی تھی میں ایک ہی وجود میں بطور تناسخ ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین من اللہ کا بروز مرزا آنجہانی

کے وجود میں حلول کر گیا اور اسی پر بس نہیں ہوئی بلکہ اہل ہنود اور سکھ قوم کے ریفارمر بھی آ موجود ہوئے اور یہاں تک کہ وہ ابدی میٹھی نیند میں سوتوں کو بیدار کرنے والا صور (نرسنگا) بھی آ دھمکا اور اسی پر بس نہیں ہوئی بلکہ کان اللہ نزل من السماء بھی آ پہنچا۔ یعنی خود خدا آسمان سے اتر آیا اور یہ بھی یاد رہے کہ خالی ہاتھ نہیں آئے بلکہ ان کے تمام علوم وخوارق گیان وعرفان بھی حضرت صاحب کے وجود میں دخول کر گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تمام مذاہب کے ہادی اور ان کی خوبیاں ایک ہی تنفس میں جمع ہو کر وہی کام جو ہزاروں برس سے پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور جس کے پورا کرنے کے لئے ہزاروں ہادیان برحق مبعوث ہوئے اور بقول مرزا پھر بھی وہ نامکمل ونا تمام ہی رہا۔ ایک ہی آدمی سرانجام دے سکتا تھا۔ تو قادر وتوانا کی ہستی جو سمیع بصیر ہے نے کیوں پہلے ہی اسے مبعوث نہ کیا۔ تاکہ دنیا صراط مستقیم سے نہ بھٹکتی اور یہ حضرت اپنے دیر سے آنے کے خود معترف ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۹)

مگر افسوس یہ معلوم نہیں ہوا کہ رسولوں کے فخر یعنی مرزا قادیانی سے کون مخاطب ہو رہا ہے اور آپ کون سی دوری سے تشریف لا رہے ہیں اور وہ کون سے ایسے رسول ہیں جن سے مرزا کی آمد قابل فخر بنی کیا کوئی مرزا کا پٹھو، ان کے نام بتلانے کی زحمت گوارا کرے گا اور ایک اور اہم کڑی ایسی ہے جو سلجھائے جانے کے محتاج ہے۔ کیا کوئی جے سنگھ بہادر کا لال اسے بھی ناخن تدبیر سے کھولے گا۔ یعنی وہ کون سے مردہ ایسے نبی تھے جو مرزا کی آمد سے زندہ ہوئے اور جو مرزا کی آستین میں چھپے بیٹھے ہیں اور اس شعر میں لفظ ہر سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام ہیں یا ہر کسی قادیان جیسی بنجر زمین کا نام ہے اور یہ رسول کون سے زمانہ میں آئے کیا نام تھے اور مرزا قادیانی بھی کوئی جیون بوٹی یا مداری کا تھیلا ہے جو مردوں کو زندہ کر رہا ہے اور کیوں نہ کریں۔ جب کہ چشم بددور مثیل مسیح کا بھی تو دعویٰ آپ ہی نے کیا ہے اور ایک اور ایسی گتھی ہے جو سلجھانے کے قابل ہے کیا کوئی مسیح کی بھٹکتی ہوئی بھیڑ اس پر توجہ کرے گی وہ یہ ہے کہ وہ کون سے ایسے رسول ہیں جنہوں نے مرزا کی بعثت پر ناز کیا اور ناز بھی کیوں نہ کیا جاتا۔ جب کہ محمدی بیگم منکوحہ آسمانی جیسی عفیفہ قانتہ جس کے لئے بڑی تعدی سے بیسیوں الہام ہوئے اور جن میں بشر عیش کا الہام قابل قدر تھا۔ مگر افسوس کہ دھرے کے دھرے رہ گئے اور حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ مگر اس کا سایہ دیکھنا بھی نصیب نہ

ہوا۔ ایک اور ایسا مشکل مرحلہ ہے جسے سلجھانا کارے دارد۔ ہمارا خیال ہے کہ شاید اس کو مرزا قادیانی آنجہانی دوبارہ بھی آ جائیں تو حل نہ کرسکیں۔ اس لئے جو مرزائی ایڑی چوٹی کا زور لاگا کر سلجھائے صحیح معنوں میں وہی مرزا قادیانی کا سچا مرید ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی ایک الہامی عبارت اپنے لئے تجویز فرماتے ہیں۔

”انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وكان وعدالله مفعولا “یعنی ہم نے اے مرزا تجھے قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ (ملخص ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ وہی سندھی بیگ صاحب ہی ہیں جو بعد میں منشی غلام احمد کے نام سے مشہور ہوئے اور مرزا غلام مرتضےٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ یا یہ کوئی اور صاحب ہیں جن کو قادیان کے قریب اتار گیا۔ چونکہ مرزا قادیانی نہ تو قادیان کے قریب اترے بلکہ خاص قادیان میں پیدا ہوئے۔ اب معاملہ قابل غور اور مشکل حل طلب یہ ہے کہ وہ کون تھا جو قادیان کے قریب اتارا گیا۔ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہی ہیں تو یہ اور مشکل بنی کہ مرزا کا خدا جس کا نام قادیانی اصطلاح میں یلاش ہے تو یہ کہے کہ ہم نے قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا اور یہ حق کے ساتھ اتارنا ہمارے وعدوں میں سے ایک وعدہ تھا۔ اگر مرزا قادیانی خاص قادیان میں پیدا ہوں اور پھر وہی اس کے مصداق ہوں تو کہنا پڑے گا کہ دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے اور ایک اور مشکل ایسی ہے جو مرزا قادیانی کے ان تمام اشعار پر خط تنسیخ پھیرتی ہوئی انہیں ردی کی ٹوکری میں گرادیتی ہے اور جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ملہم صاحب کا توازن دماغ صحیح نہ تھا۔ وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب یہ بھی تو فرماتے ہیں۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(درثمین ص ۱۱۴، سراج منیر ص ۹۳، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

یعنی رسول اکرم ﷺ فداہ امی وابی پر تمام نبوتیں ختم ہوچکیں اور آپ کی بعثت پر باب نبوت مسدود ہوگیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر اس شعر کو صحیح الدماغ انسان سے منسوب کریں۔ کیونکہ یہ ایک راسخ عقیدہ کا اظہار ہے تو وہ تمام اشعار جن میں آپ تمام پیامبروں کے روپ میں دیدار عام دے رہے ہیں۔ غلط معلوم ہوتے ہیں اور اگر کثرت کو قلت پر ترجیح دی جائے تو یہ شعر غلط ٹھہرا غرض

مرزا کی زندگی اور اس کے واقعات ایسے ہیں کہ انہیں بھول بھلیاں کہنا از حد زیبا ہے۔ مرزا قادیانی اثبات میں بیش بیش ہیں اور نفی میں آگے آگے ہیں فرماتے ہیں میں نبی ہوں رسول ہوں اور ایسا نبی ہوں جس سے ہزار نبی بن سکتے ہیں اور پھر خود ہی نفی فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے کافر ہو جاؤں اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاؤں اور مریدان باوفا کے لئے اور بھی سخت حکم دیتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو خدا سے ڈرو اور مجھ کو نبی مت کہو۔ مجھ کو نبی کہنے والے شیطان کی ذریت ہیں۔ گوئم مشکل وگرنہ گوئم مشکل۔ اسی طرح جو بھی دعویٰ آپ نے کیا بعد میں یا دعزیز سے محو ہوا اور نفی کر دی گئی۔ مثلاً مسیح موعود کا دعویٰ بڑے زور شور سے کیا اور بعد میں اس کی نفی کر دی کہ جاہل اور کم فہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ میں نے مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور پھر مثیل مسیح کی ایسی ارزانی دکھلائی کہ اہل علم اور سلیم الطبع طبقہ میں مثیل مسیح کی کچھ وقعت ہی نہ رہی۔ کیونکہ اس کے متعلق مرزا قادیانی نے سخاوت بھی کچھ ایسے ہی الفاظ میں کی۔ فرماتے ہیں ''ہوسکتا ہے کہ میرے بعد اور دس ہزار مثیل مسیح بھی آجائیں اور ہوسکتا ہے کہ ان میں کسی پر ظاہر الفاظ حدیث کے بھی صادق آجائیں۔ مگر اس زمانہ کے لئے میں ہی مثیل مسیح ہوں۔'' پھر آپ نے فارسی النسل ہونے کا اعلان کیا تو علمائے کرام نے اس کا ثبوت طلب کیا۔ کیونکہ دعویٰ بلا دلیل ہمیشہ باطل ہوا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا نبوت میرے الہام ہیں اور کچھ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے چینی النسل ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا اور اس کے بعد فاطمی النسل ہونے کی بڑ بھی ہانکی۔ ایک اور بھی مضحکہ خیز مسئلہ ہے جسے شاید حل تو کیا چھونا بھی کارے دارد۔ آپ فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین ص ۴۷، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

اس شعر میں تو کمال ہی کر دیا یہ شعر نیز ابراہیم ہوں، تک رہتا تو کچھ ٹھیک تھا۔ مگر یہ بہت سی نسلیں کیا بلا ہیں کیا یہ صحیح النسب ہونے کا ثبوت دیا جارہا ہے۔ کیا بہت سی نسلیں بھی قابل فخر وعزت ہوا کرتی ہیں۔ ہماری سمجھ میں تو یہ شعر خاک بھی نہ آیا۔ بہت سر پٹکا آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ قافیہ بندی کے لئے جو کچھ بھی ملا لگا لیا گیا۔ اگر یہ شعر اس طرح ہو جاتا تو زیادہ موزوں تھا اور حضرت صاحب کے حسب خیال بھی ہوسکتا تھا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں ہیں روپ میرے بے شمار

یا اس طرح سے بھی ہو سکتا تھا کیونکہ تناسخ اسلام میں مردود ہے اور آپ نے ہندوازم کے رشی ہونے کا بھی دم مارا ہے اور یہ لوگ بھی تو تناسخ کے پورے پورے قائل ہیں۔ اس لئے یہ شعر یوں موزوں معلوم ہوتا ہے۔

میں کبھی آرین کا راجہ ہوں کبھی رودر گوپال
نیز امین الملک ہوں شعبدے ہیں میرے بے شمار

غرضیکہ مراق کی وجہ سے آپ مجبور تھے معذور تھے اس لئے سلامت روی اور صحت الفاظ کے لئے اور وعدہ ایفائی اور عہد شکنی کے لئے اس بیماری کے بیمار کا قصور تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ مراق مانع تفہیم ہے۔

ہم نشیں پوچھ نہ اس بزم کا افسانہ
دیکھ کر آیا ہوں بندے کا خدا ہو جانا

ذیل میں ہم چند ایک اور ایسے حوالے پیش کرتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوگا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حق میں مرزا قادیانی نے کیا کیا گوہر افشانی کی، واقعات شاہد ہیں کہ خدا کا کوئی محبوب شاید ہی ایسا باقی رہا ہو۔ جس کی پگڑی مرزا قادیانی کے ہاتھوں نہ اچھالی گئی ہو۔ یہاں تک کہ اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص آفتاب نبوت و امامت کی ذات بابرکات تک بھی نہ بچ سکی اور پھر اس برتے پر ظل اور بروز کے لئے ٹرانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے اور یہ ظل اور بروز کی رٹ جو آئے دن سمع خراش ہو رہی ہے کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ اصطلاح عامہ میں ظل سائے کو کہتے ہیں اور سایۂ اصل کو چاہتا ہے اور جب اصل ہی خدا کی امانت ہو چکا اور رحمت کردگار نے ڈھانپ لیا تو سایہ چہ معنی دارد اور اگر روحانی طور پر ظل کی ٹرالاپی بھی جائے تو وہ عمل و اوصاف چاہتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی میں وہ اطوار و اوصاف پائے جاتے ہیں جو سرکار مدینہ ﷺ میں تھیں۔ مثلاً جہاد جو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مشیت ایزدی سے شہنشاہ عالم ﷺ نے بنفس نفیس عملاً کئے اور ان کی تعلیم اور شوق کے بے پناہ جذبہ سے نام لیواؤں کو سرشار کر دیا۔ چنانچہ بیت اللہ کی عظمت کے لئے خود طواف کئے اور امت کے ہر اس فرد کو جو اس کے خرچ کی استطاعت رکھتا ہے حج فرض قرار دے دیا۔ دنیا اور اس کی چاہت کو مردار سے تشبیہ دے کر اس کے تلاش کرنے والے کو کتا صرف اس لئے کہا کہ کہیں دنیا دین پر مقدم نہ کر لی جائے۔ ورنہ تجارت اور اس

کے فروغ کے لئے جس قدر شوق آپ نے دلایا اس کی نظیر نہیں۔ یہ حضور ختمی مآب ﷺ ہی کے فرمان کا صدقہ تھا۔ جو گنتی کے دنوں میں مٹھی بھر صحابی تمام کاروباری حلقہ کے مالک تھے اور ان کی امارت کا پتہ ان کے صدقات سے چلتا ہے کہ قحط سالی میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو آپ کا ایک بے دام غلام تھا نے ایک ہزار اونٹ معہ غلہ کے راہ مولا میں اپنے آقا کی خوشنودی کے لئے لٹا دیئے۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ اور اس کے ماحول میں ایک دفعہ خدا کی امانت کے واپس چلے جانے کے بعد از حد قحط پڑا۔ یہاں تک کہ مخلوق خدا بھوک سے بلبلا اٹھی۔ اسی رات میرے آقا و مولا کا خواب میں دیدار ہوا اور یہ ارشاد میرے کانوں نے سنا کہ کون ہے جو راہ مولا میں اہل یثرب کو بھوک کی مصیبت سے نجات دلا کر جنت کی ضمانت ہم سے لے۔ میرا قافلہ جو شام کو بغرض تجارت گیا ہوا تھا۔ اسی صبح واپس آیا جو ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ اونٹوں پر گندم کی بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ میرے ملازم گندم کو لئے یثربی منڈی میں بغرض فروخت فروکش تھے اور بیوپاریوں کا ہجوم ان کو حلقہ زن کئے ہوئے تھا کہ سالار قافلہ میرے مکان پر مشورہ اور اجازت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا سیدی گندم کے بیوپاری سات گنا منافع پر غلہ لینا چاہتے ہیں بیچ اچھی ہے دے دوں یا اور کچھ ارشاد ہے؟ اس کے جواب میں میں نے اسے یہ کہا کہ لینے والا تو اس سے زیادہ نفع دے کر لیتا گیا۔ وہ حیران ہوا کہ بیوپاری تو سبھی آ چکے تھے پھر یہ کون لے گیا؟ اور کیا نفع دیا؟ تو ہم نے جواب دیا کہ ستر گنا اور لینے والا وہ محبوب یزدانی ﷺ جو جنت کا دولہا بنا اور جس نے دنیائے جہاں کو تجارت سکھلائی۔ سالار آقا کی دریا دلی اور رسول اکرم ﷺ کی محبت سے ایسی وابستگی کو دیکھ کر عش عش کر اٹھا اور عرض کیا اب میرے لئے کیا ارشاد ہے تو حکم ہوا کہ جاؤ اور تمام راہ مولا میں غرباء میں تقسیم کر دو۔ سالار کا بیان ہے کہ جب میں اس خدمت سے سبکدوش ہوا تو حاضر ہو کر عرض کیا کہ اونٹ کہاں بھیجوں تو ارشاد ہوا کہ اونٹ بھی راہ مولا میں تقسیم کر دو۔ سبحان اللہ اسی رات آقائے جہان نے ایک دوسرے صحابیؓ کو شرف ملاقات بخشا وہ بیان کرتے ہیں کہ عرب و عجم کے مالک نورانی پوشاک پہنے تازی گھوڑے پر سوار جانے کی جلدی میں مصروف تھے میں نے عرض کیا۔ آقا مدت سے دیدار کا پیاسا تھا اور آنکھیں آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھنے کے لئے ترس رہی تھیں۔ آج ذرہ نوازی ہوئی۔ مگر یہ جلدی کیسی للہ چند لمحے آرام فرمایئے تو حضور ﷺ نے ہلکا سا تبسم فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ مجھے ایک نہایت ضروری کام پر بہت جلد پہنچنا ہے اس لئے رک نہیں سکتا۔ میں نے عرض کیا مولا وہ ایسا کیا کام ہے تو آپ ﷺ

نے فرمایا کہ عبدالرحمٰنؓ کی سخاوت درگاہ ایزدی میں قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوا۔ آج جنت میں اس کے نکاح کی تقریب ہے۔ اس لئے مجھے جلدی جانا ہے۔

حضور ختمی مآب ﷺ کے محاسن اور اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ شمار ہی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی میرا یہ مضمون ہے۔ میں تو اس وقت صرف ظل کی نقاب کو عریاں کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سید المعصومین آفتاب مدینہ ﷺ کی مبارک سیرت سے صرف تین باتیں نمونتاً پیش کی ہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ، فریضہ حج، دین کو دنیا پر مقدم رکھنا۔ اب ان ہی تین باتوں پر مدعی ظل کو پرکھنا ہے اور اگر وہ اس معیار پر پورے اتریں تو ہمیں ان کی خود ساختہ اصطلاح اور ضمیمہ نبوت کے ماننے میں عذر نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی کا جہاد کو حرام قرار دینا

”اور یاد رکھو کہ (موجودہ) اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“

(اشتہار ۷رمئی ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

اس کی تصدیق میں (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷) پر چٹخارے لے لے کر فرماتے ہیں کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لے حرام ہے اب جنگ اور جدال

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو۔ تمہارے ہاں جو فرقان حمید تاقچوں میں برکت کے لئے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں جہاد کی آیات بحکم ضمیمہ نبوت منسوخ قرار دی جا چکی ہیں یا نہیں اور سورۂ توبہ و آل عمران کو تم نے ابھی تک حذف کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ کذاب قادیان نے جہاد فی سبیل اللہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کے حق میں بازاری الفاظ استعمال کئے ہیں اور جہاد کو اپنے زاویہ نگاہ میں کلنگ کا ٹیکا شمار کیا ہے۔ اگر یہ فعل قبیح آپ نے اب تک انجام نہیں دیا تو فوراً ہی خط تنسیخ پھیر دو ورنہ مرزا قادیانی کا حکم بر سر بازار رسوا ہوگا اور اطاعت حکم کے بجا نہ لانے میں تم کافر

ہو جاؤ گے۔ ہے کوئی مسیح کا لال جو مرزا قادیانی کی مری مٹی پر احسان کرتا ہوا اس کار خیر میں سبقت کرے اور اپنے لئے دار جہنم خرید لے۔

نمبر: ا جہاد فی سبیل اللہ

افسوس مرزا قادیانی کی ساری زندگی اس مقدس فرض سے نا آشنا بلکہ کوری ہی رہی۔ تلوار تو کیا سات انچ کا چاقو رکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ تیر تو کیا تکلا کی صورت دیکھنا بھی گوارہ نہ کی اور اگر یہ دونوں آلات مل بھی جاتے تو مشکل یہ ہے کہ وہ چلا بھی نہ سکتے تھے۔ کیونکہ قدرت نے کچھ قواہی ایسے دیئے تھے اور وہ بھی مضمحل، دن میں سو سو بار تو صرف پیشاب ہی آتا تھا۔ آزار بند ہمیشہ ڈھیلی ہی رہتی تھی اور سر درد کی وجہ سے اور مراق کی شدت سے سر چکراتا ہی رہتا تھا اور سب سے زیادہ قابل رحم یہ بات تھی کہ عشق کا آزار بھی دم نہ لینے دیتا تھا اور یہ بے کسی کا ساتھی قریب المرگ ہونے پہ بھی نہ چھوٹا اور لطف یہ ہے کہ یہ آسمانی منکوحہ قرار دی جا چکی تھی اور اس کے لئے صدہا پیش گوئیاں بنائی گئیں اور پورا نہ ہونے کی صورت میں انتہائی ذلالت کی ذمہ داری لیتے ہوئے یہاں تک کہا گیا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہو تو مجھے بد سے بدتر سمجھو۔

یہ تو حضرت صاحب کا اپنا طرز عمل ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ تو جہاد کے لئے یہ حکم دیں۔

”عن ابی سعید الخدریؓ قال سئل رسول اللہ ﷺ ای الناس افضل قال رجل یجاھد فی سبیل اللہ قالوا ثم من قال ثم مؤمن شعب من الشعاب یتقی ربه ویدع الناس من شره • هذا حديث حسن صحيح (ترمذی ج۱ ص۲۹۵، باب ماجاء ای الناس افضل) “ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ انسانوں میں سے افضل کون ہے تو فرمایا وہ آدمی سب سے بہتر ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرے پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد فرمایا وہ مؤمن جو جوانی میں خدا سے ڈرے اور دنیا سے بھلائی کرے۔

ذیل میں چند ایک فرمان رسالت زادۂ ایمانا کے لئے اور پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ان النبی ﷺ قال القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شئی الا الدین (مسلم ج۲ ص۱۳۵، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الاالدین) “عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانے سے سوائے قرض کے باقی سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

"عن ابی عبسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما غبرت قد ما عبد فی سبیل اللہ فتمسه النار (بخاری ج۱ ص۳۹٤، باب من اغبرت قد ماه فی سبیل اللہ)" ابو عبسؓ سے روایت ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ انسان کے دو قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ پھر دوزخ میں جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔

"عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لغدوة فی سبیل اللہ او روحة خیر من الدنیا وما فیها (بخاری ج۱ ص۳۹۲، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ، مسلم ج۲ ص۱۳٤)" انسؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک دن کی صبح یا ایک دن کی شام ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔

رب قدوس کا وہ پر از حکمت حکم جو سرکار مدینہ ﷺ کو ہوا تھا ملاحظہ کریں۔

"یایها النبی جاهد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیهم (توبه:۷۳)" اے میرے محبوب کفار و منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

"الذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ باموالهم وانفسهم اعظم درجة عنداللہ واولٰئك هم الفائزون ۰ یبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنّٰت لهم فیها نعیم مقیم ۰ خلدین فیها ابدا ۰ ان اللہ عنده اجر عظیم (توبه: ۲۰ تا ۲۲)" وہ لوگ جو ایمان لائے اور دین کے لئے انہوں نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے وہ لوگ اللہ کے ہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں اور ان کا پروردگار اپنی مہربانی اور رضامندی سے ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آسائش ملے گی اور یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

یوں تو جہاد کے متعلق کتب احادیث میں علیحدہ باب ہیں اور ان میں سینکڑوں فرمان مصطفوی اس پاک مقصد کے لئے موجود ہیں۔ جس میں بسط و شرح سے اس کے فضائل اور خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

دنیا میں زندہ رہنے کا حق صرف اسی قوم کو ہے جو اس پاک اصول کو لائحہ عمل بنائے اور سختی سے اس پر کاربند رہے۔

چشم بصیرت سے اقوام عالم کا مشاہدہ کر کے دیکھ لو جو قوم بھی اس پاک جذبہ سے

سرشار نہیں۔ وہ بودی اور ذلیل ہے یہاں تک کہ اس کی عزت و ناموس خطرے میں ہے اور وہ غلام کہلاتی ہے اور اسی پر بس نہیں۔ آزاد قوم کے جلسوں میں انہیں رائے دینے یا شامل ہونے کا کوئی حق نہیں۔

یہی وہ مبارک جذبہ ہے جس کے تصدق میں بدوی عرب شہنشاہ عالم ہوئے۔ ہاں جہاد کا صحیح مفہوم اگر نبی ہو کر آپ کی سمجھ میں نہ آوے تو تلك اذا قسمة ضیزیٰ!

فریضہ حج

”فمن اظلم ممن كذب على الله وكذب بالصدق اذجاء ه اليس فى جهنم مثوى للكفرين ۰ والذى جاء بالصدق وصدّق به اولئك هم المتقون ۰ لهم ما يشاء ون عند ربهم ذالك جزاء والمحسنين (الزمر:۳۲،۳۳)“

مرزائیو! خدا لگتی کہنا کہ یہ آیات مرزا قادیانی کے کیسی حسب حال ہیں۔ سبحان اللہ! مرزا قادیانی سلسلہ چل جانے کے بعد معمولی آدمی نہ تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو رئیس قادیان لکھا کرتے تھے اور خرچ بھی بڑی فراخ دلی سے کیا کرتے تھے۔ سینکڑوں روپے تو کشتہ جات اور کستوری میں اٹھتے اور ٹانک وائن بھی آئے دن آتی ہی رہتی۔ لنگر خانہ کے نام پر ہزاروں کا مال آتا۔ دعائیں مول بکا کرتیں جو اُمرا خریدا کرتے۔ براہین احمدیہ کا چندہ پچاس جلدوں کا وعدہ کر کے ہزاروں روپیہ جمع کیا اور پچاس کی بجائے پانچ بھی بڑی مشکل سے دیں اور مریدان باوفا چندہ عام وخاص سے بھی ہمیشہ کرم کیا ہی کرتے اور بہشتی مقبرہ کی زمین کا روپیہ ایک ایک قبر کا ہزاروں تک آجاتا اور پانچ ہزار روپیہ تو آپ کو رہن بالوفا کا نصرت جہاں بیگم سے دستیاب ہوا اور ایسے سینکڑوں واقعات طوالت کے ڈر سے چھوڑتا ہوا اسی پر اکتفاء کرتا ہوں کہ آپ ماشاءاللہ کافی امیر بن چکے تھے اور آپ کی امارت کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی اشتہار ایسا نظر نہیں آتا جس میں ہیرا پھیری کرتے ہوئے ہزاروں روپیہ انعام کا وعدہ نہ دیا جاچکا ہو اور تمام واقعات سے قطع تعلق کرتے ہوئے صرف مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو پندرہ ہزار روپیہ کا وعدہ صرف اس بات پر بطور انعام دیا کہ میری کتاب نزول مسیح میں ڈیڑھ سو پیش گوئیاں لکھی ہیں۔ ان کو جھوٹا ثابت کرنے پر یہ رقم آپ کے پیش کردی جائے گی۔ مگر افسوس جب وہ قادیان تشریف لائے تو روپیوں کے عوض بلا مبالغہ اسی قدر گالیاں دی گئیں اور گھر کی چاردیواری سے نکلنے کا یارا ہی نہ ہوا۔

مرزا جی کی پارسائی دیکھ لی
قادیانی دجال کی ہرزہ سرائی دیکھ لی

آپ کا ایک الہام بھی ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اور ایک اور جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری قبر روضۂ اطہر کے پاس ہوگی اور میں اس میں دفن کیا جاؤں گا۔

یہ ہیں آپ کی زندگی کے صحیح صحیح واقعات جو مختصراً عرض ہوئے۔ مگر افسوس انجام کیا ہوا کہ حج کی سعادت نصیب نہ ہوئی اور آپ کو بے نیل ومرام ملک عدم کو کوچ کرنا پڑا۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

اس ضمن میں بھی آپ ماشاء اللہ فیل ہی رہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرسل من اللہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ تبلیغ حقہ کے لئے تمام قوموں کو دعوت حق پہنچا دے خود تبلیغ کرے اور اعداء کے جوروزنج سہے۔ مگر مرزا قادیانی کو یہ سعادت بھی نصیب نہ ہوئی۔ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی مدح وستائش میں بہت سا وقت کھویا آپ کا اپنا بیان ہے۔

کہ ”میری عمر کا بیشتر حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدح وستائش میں گزرا اور میں نے ان کی خدمت کے لئے اپنی محبوب امت کو ابدی غلامی کی تعلیم دی اور میں نے یہاں تک کیا کہ غیر ممالک میں لاکھوں ٹریکٹ اور اشتہار وقتاً فوقتاً بھیجے اور اگر ان کی مجموعی حیثیت کا اندازہ کیا جائے تو پچاس الماریاں بھی ان کے لئے ناکافی ہی رہیں گی۔ (مفہوم تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

امیر حبیب اللہ والئی افغانستان کو آپ نے نبوت کی دعوت دی۔ شاہی دماغ سے دو لفظوں میں اشتیاق ملاقات کا جواب موصول ہوا۔ والئی افغانستان نے لکھا ”اینجابیا“ مگر مرزا قادیانی سرحدی کالے کالے پہاڑوں سے یوں بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور پھر نام ہی نہ لیا۔

ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی ایک ہی ڈانٹ پر ایسی بودی تحریری شرطیں آپ نے منظور کیں کہ آئندہ میں کسی کی مرگ اور غم ومصیبت کی پیش گوئیاں نہ کیا کروں گا اور نہ ہی کوئی خدا سے ایسی اپیل کروں گا۔ جس سے کسی شخص کی ذلت یا مورد عتاب الٰہی ہونے کا احتمال ہو۔ بلکہ اگر الہام بھی کوئی ایسا ہو جس کا یہ مطلب ہو کہ فلاں شخص مورد عتاب الٰہی ہوگا تو میں اس کو افشاء نہ کروں گا اور میں کسی کو مباہلہ کے لئے بھی دعوت نہ دوں گا اور نہ ہی کسی کو برے لفظوں سے یاد کروں گا۔ غرضیکہ نبوت کا کاروبار چھوڑ کر بڑی مشکل سے یہ تبلیغی مرحلہ طے کر کے آرام سے گھر کی چاردیواری میں بیٹھ گئے۔

قرآن کریم شاہد ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو ”لا اسئلکم

علیه من مالا ان اجری الا علی الله (هود۲۹)" یعنی اے لوگو میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے اس کا کچھ بدلہ نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کا اجر وہ ذات کردگار عنایت کرے گا۔

مگر مرزا قادیانی لنگر خانہ کے نام پر، ممبر زدگی کی آن پر، کتابوں کی شان پر، چندہ خاص، چندہ عام، تبلیغی فنڈ، صدقہ جاریہ، خیرات، صدقات، حسنات، صدقہ فطر، صدقہ کھال، چندہ بہشتی مقبرہ، چندہ مسجد سالانہ، چندہ یتیمی، چندہ بیوگان، چندہ تبلیغ اشاعت، چندہ منارۃ المسیح، چندہ تفسیر القرآن۔ غرض چندہ ہی چندہ کے عنوان سے غریب امت کو لوٹتے رہے۔

کون سے نبی نے محل بنوائے۔ جن کو فیشن ایبل کوچ اور میزوں سے آراستہ کیا اور قیمتی قالین پاؤں کی ٹھوکروں کی نظر کئے، قطعے اور تصویریں دیواروں کے ساتھ آویزاں کئے۔ قد آدم آئینے لگوائے اور بیش قیمت پردوں سے دروازوں کو ڈھانپ دیا۔ قصر نبوت کو ایک نظر دیکھنے سے شاہی ایوان کا دھوکہ ہوتا ہے۔ قادیان میں جاؤ اور امارت کی شان دیکھو، پوری بادشاہی کا نقشہ نظر آئے گا۔ وہاں پر پرائیویٹ سیکرٹری ملیں گے۔ محاسب خزانہ دکھائی دے گا۔ آڈٹ آفیسر موجود ہیں۔ ناظرین دعوت مال وتبلیغ بیٹھے ہیں۔ مسیح قادیانی کی چہیتی بھیڑیں دجل کی مشین میں سیقل ہو رہی ہیں۔ امیر مرزائیہ ملاقات کارے دارد ہے۔ نقیب وچاؤش موجود ہیں۔ غرضیکہ شاہی سلسلہ بھی پانی بھرتا نظر آئے گا۔ غور فرمایئے کسی نبی کی سیرت میں بھی ایسی باتیں آپ کو مل سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ ابھی مرزا قادیانی غربت اور درویشی کے رنگ میں آئے ہیں اور اپنے آپ کو عاجز قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دنیاوی محبت کا چولہ ہم نے نظر آتش کر دیا۔ سبحان اللہ اگر نہ کیا ہوتا تو شاہان جہاں یہاں سے فیشن سیکھتے اور سبق لیتے ظل کی تصویر کے بعد اصل کا بھی ملاحظہ کریں۔

ایسے ہی اور صدہا واقعات صفحۂ تاریخ پر رقم ہیں۔ جن سے آپ کی تبلیغ کا پتہ چلتا ہے اور یہ جو کتابیں سیاہ کر دی گئی ہیں اور کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی چیز کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ ان میں سوائے ان باتوں کے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے میں مسیح موعود ہوں۔ کلام مجید کے معجزات محض مسمریزم ہیں اور جابجا اپنی تعریفوں کے پل اور چندہ دہندگان کی فہرستیں اور اپنی دعاؤں کی قبولیت اور ایسی ہی بے معنی باتیں جن سے اہل اسلام کو کچھ حاصل نہیں۔ بلکہ خیالات کو اور پراگندہ کرنے والی باتیں درج کرنے کے علاوہ اور کیا لکھا ہے اور ایسی کتابیں اسلامی دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں کوئی ایسی بات پیش کریں جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ کی وجہ سے اسلامی دنیا کو یہ فیض حاصل ہوا۔ مگر یہ بات میں دعویٰ سے پیش کرتا ہوں کہ کوئی ایسی خوبی آپ نہ بتلا سکیں گے نہ بتلا سکیں گے۔

بہرحال ہمیں اصل اور فرع میں قاعدہ کلیہ کے مطابق ایک ہی چیز نظر آنی چاہئے۔ مثال کے طور پر شیشہ میں اپنی ہی شکل نظر آنی لازم ملزوم ہے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ زنگی کافور دکھلائی دے۔

سرور کون ومکان ﷺ کی روحانی فوٹو ہمیں مرزا آنجہانی میں قطعاً دکھلائی نہیں دیتی۔ آپ ﷺ کی بعثت سے لاکھوں مشرکین اسلام کی چوکھٹ پر جام توحید سے سرشار ہوئے اور مرزا کی بعثت سے کروڑوں مسلمان کافر ٹھہرائے گئے۔ یہ اچھی اسلام نوازی ہوئی۔ گھر کے آدمی ہی کافروں کے زمرے میں شمار ہوئے۔ فرقان حمید تو مسیح موعود کی بعثت پر یہ فرمائے۔ ’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘ اور اہل کتاب سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا جو مسیح موعود کی بعثت پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لائے۔ مگر افسوس عجیب عشق کا الٹا اثر نکلا کے مصداق نصاریٰ کالعدم کی بجائے ترقی کریں اور اس قدر ترقی کریں کہ ۳۰ فیصدی مردم شماری میں دوسری اقوام سے زیادہ ہوں۔

قطع نظر دیگر ممالک کے صرف ضلع گورداسپور میں مرزا قادیانی کے دعویٰ کسر صلیب کی برکت سے حسب ذیل اعداد وشمار ترقی کریں۔ اپنے ضلع کی یہ حالت ہو تو دوسروں کا اللہ ہی حافظ ہے۔ مرزائیو! گوہوش سے سنو اور پھوٹی آنکھوں سے دیکھو کہ مرزا قادیانی کی بعثت اسلام نواز ہے یا عیسائی پرور۔

ضلع گورداسپور میں ۱۸۹۱ء میں چوبیس صد عیسائیوں کی تعداد تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کے عیسائیت کے ستون کو توڑنے سے ۱۹۰۱ء میں چار ہزار چار سو اکہتر ہوئی اور جب آپ نے اپنی آخری زندگی میں صلیب کو توڑنے کے لئے اپنے خدا سے دعا کی تو دعاء کا الٹا اثر نکلا کہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں تیئس ہزار تین سو پینسٹھ تھی۔ اس کے بعد خلیفہ نوردین کی کوشش وہمت سے اور کسر صلیب کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے جو مرزا آنجہانی نے بوقت رحلت تاکیداً کی تھی تعداد بالکل ہی گھٹ گئی۔ کیا کہنے ہیں صدیق ثانی کی خلافت کے نہند نام زنگی کافور یعنی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں بتیس ہزار آٹھ سو بتیس ہوئی۔ گویا مرزا قادیانی کی دعا کی برکت سے صرف آپ کے اپنے ضلع میں بیس برس کے عرصہ میں تیس ہزار چار سو تیس نفوس حلقہ تثلیث میں مقید ہوئے۔ کیا کسر صلیب امت مرزائیہ کی اصطلاح میں اسی جانور کا نام ہے۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

یہ تو نصاریٰ نوازی ہوئی نہ کہ اسلام نوازی۔ کیا یہی مرزا قادیانی کا احسان ہے اور یہی مجدد کی شان ہے۔ اچھی تجدید ہو رہی ہے اور نبوت کی برکتیں اور رحمتیں نزول فرما رہی ہیں کہ گھر کے آدمی مرزا قادیانی کی برکت سے نصاریٰ کے غلام بن رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی سچائی کا معیار یہ فرماتے ہیں۔

میعار صداقت مسیح بقول مرزا آنجہانی

’’طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے ہے اس میدان کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں۔ آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت وشان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھلایا جو مسیح موعود مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں ورنہ اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام!
(البدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۲ء مثلہ مکتوبات احمدیہ ج۶، حصہ اوّل ص۱۶۲)

مسیح قادیانی کی چہیتی بھیڑو! خدارا انصاف کرو۔ تدبر سے کام لو۔ کیا تم میں صاحب بصیرت کوئی نہیں رہا۔ کیا تمہاری عقلوں کو گھاس چرنے سے کبھی فرصت بھی ملتی ہے؟ ہوش کی دوا لو اور دل کی آنکھوں سے دیکھو اور گئے گزرے ایمان کی کسوٹی پر پرکھو اور کہو کہ مرزا کی آمد سے عیسائیت کا خاتمہ ہو گیا اور اب تمہیں کوئی عیسائی دکھائی نہیں دیتا۔ کیا دنیائے جہاں کے گرجے مسجدوں میں مبدل ہو گئے کیا پادریوں کی لمبی لمبی صلیبیں توڑ دی گئیں۔ کیا گھنٹوں اور ناقوس کی جگہ کلمہ توحید نے لے لی۔ کیا تثلیث کی جگہ توحید کا جھنڈا لہرا اٹھا۔ کیا عیسیٰ پرستی کا ستون بیخ وبن سے برباد ہوا۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

عہد صدیقؓ کا ایک واقعہ

ہمدردی کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور محبت سے لبریز دل یاد محبوب میں بلیوں اچھلتا ہوا بے چین وبے قرار ہوتا ہے۔ آہ وہ انیس الغرباء وشفیق امت وہ کلیم پوش وبوریہ نشین نبی ﷺ جو مشیت ایزدی سے خاتم النبیین وکافۃ للناس اور رحمت کردگار سے رحمۃ اللعالمین

ہوا اور جس نے اہل عالم کے سامنے اخوت ورحمت کی تصویر عملی رنگ میں کھینچی اور عفو وکرم کے دریا بہائے اور علم وعرفان کی بارش کی۔

رؤف الرحیم آقا کا وہ رؤف الرحیم غلام جب تک رہا۔ مساوات کا علمبردار اور حلم وانکساری کا قاسم رہا۔ آخر رب کعبہ کی مشیت مقتضی ہوئی اور ماہ کامل کی روشنی سے جہان مستفید ہوکر جگمگا اٹھا تو وہ سراج المنیر ابر رحمت کی آغوش شفقت میں ڈھانپ لیا گیا۔

صفحۂ دہر پر اس نیلی فام کے نیچے سب سے پہلا وہ مصدق جو خادم دین ہوا اور جس نے اسلام کے لئے رسول اکرم ﷺ کی شان کے لئے اپنا گھر بار راہ مولا میں لٹایا اور مستعمل کپڑوں تک خرچ کر کے درختوں کے پتوں سے تن ڈھانپا گیا اور شراب وحدت سے سرشار ہوکر اسی کا ہو رہا اور غار ثور میں رفیق اور ابتلاء ومصیبت کا ساتھی ہوکر صدیقؓ کے لقب سے ملقب ہوا۔ جب مسند خلافت پر حضور آقائے زماں ﷺ کا غلام ہوا تو اپنی لخت جگر ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے سب سے پہلے جو سوال کیا تھا وہ یہ تھا کہ بیٹی وہ تسلیم ورضا کا نورانی پیکر اور تیرے ایمان کا مالک تیرا پیارا شوہر جو جنت کا دولہا بنا اور جس کے لب مبارک ہمیشہ یہ دعاء فرمایا کرتے ''اللهم أحيينى مسكينا وأمتنى مسكينا (ابن ماجه ص۳۰٤، باب مجالسة الفقراء) ''کون سا ایسا خاص عمل فرمایا کرتے جو میرے علم میں نہ ہو تو آپ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ صبح حریرہ مجھ سے بنواتے اور دامن کوہ کے شمال کو تشریف لے جاتے۔ بس اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ وہ اس کو کیا کرتے۔

عاشق رسول ﷺ کی دوربین نگاہیں حقیقت سے آشنا ہوئیں اور بوڑھے صدیق کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل وفور محبت سے تڑپ اٹھا تو شوق طلب دامنگیر ہوا۔ حریرہ لیا اور اللہ کا نام لے کر دامن کوہ کو چل دیا۔ راستہ بھر بنظر عمیق وہ یہ سوچتے جارہے تھے کہ وہ کون سا ایسا خوش نصیب ہے جس کی مہمانی میں آقائے دوجہاں بنفس نفیس ہمیشہ میزبان رہے۔ غرضیکہ جوئندہ یابندہ کے مصداق حصول مراد ہوا تو دیکھا تاریک غار ہے اور اس سے ایک خفیف سی کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ آپ اندر داخل ہوئے تو ایک نحیف البدن بیمار مشاہدہ کیا جو انتہائی کمزوری کے باعث ہاتھ اٹھانے کی سکت سے بھی معذور تھا۔ وہ گویا ہڈیوں کا ایک مرقع جھلری پڑے گوشت میں ملفوف تھا اور شاید موت کی آرزو میں دن گن کر گزار رہا تھا اور عدم صفائی کے باعث متعفن مادہ سے دماغ پھٹا پڑتا تھا۔ مگر صدیقؓ کے لئے یہ سدراہ نہ ہوسکا۔ آپ نے کمال شفقت ومہربانی سے اس کا سر اپنے زانو پر رکھا اور حریرہ چمچہ سے اس کے منہ میں گرایا۔

بیمار نے ایک طویل سرد آہ لی اور شدت تکلیف سے کراہ اٹھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وفور غم سے اس کا گلا کٹ گیا۔ تاہم بھرائی ہوئی آواز سے بولا تم نے ظلم کیا مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا۔ ٔ جہاںؐ سے خدا نے اپنی رحمت کو اٹھالیا۔ کیا رحمت عالمؐ عالم جاودانی کو سدھارے آہ تو میزبانی کو کیا جانے کہ وہ انیس الغرباء جو میزبان جہاں ہوا۔ کس طرح سے نحیفوں کو نوازا کرتا آہ کس منہ سے بتاؤں اور کیسے کہوں کہ وہ محبوب یزدانی علیہ السلام پہلے اس لقمے کو اپنے دہن مبارک سے گداز کرتے اور پھر میرے منہ میں کر ڈال دیتے۔ افسوس اب رہنا بے سود اور جینا بے کار ہوا۔ آہ خدا نے ضعیفوں کا ملجاء چھین لیا۔ ایک سرد آہ کھینچی اور چند سسکیاں لیں اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی بعثت اور عیسائیت کے ستون شکنی کی بلند بانگ دعاوی کی جدوجہد میں غریب مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہوا اور زیست مسلم کے لالے پڑ گئے اور جینا دوبھر ہوا۔ یہاں تک کہ آزاد اقوام کو محکومیت کے دیو استبداد کے مہیب چنگل میں لانے کے لئے مسیح پرزوں میں حرکت ہوئی اور ارباب بست وکشاد نے انتہائی سوچ وبچار کے بعد مرد بیمار ترکی کا علاج فصد قرار دے کر نص مسلم پر کلہاڑا تجویز کیا۔

مسلمانوں پر آپ کی برکت سے قیامت صغرائی قائم ہوئی اور جہاں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تھی اور پانچ وقت اذان کہی جاتی تھی وہاں تثلیث کے پوجاری گھنٹیاں بجانے لگے۔ سمرنا پہ تثلیث کے مہیب بادل اس بے باکی سے چھائے اور خون مسلم کی اس قدر ارزانی ہوئی کہ بچے اور بوڑھے اس میں بہہ گئے۔ ایک سمرنا کا ہی رونا نہیں طرابلس میں جو کچھ ہوا اس کے اعادہ کرنے کی تاب نہیں اور بلقان کا حشر اسلامی دنیا کبھی فراموش نہ کرے گی۔ لاکھوں بے خانماں برباد ہوئے۔ ہزاروں کے مکان راکھ کا ڈھیر ہوئے۔ سینکڑوں معصوم بچے ماؤں کی آغوش سے جبراً چھین کر دکھلا دکھلا کر قتل کئے گئے۔ بیسیوں عصمت مآب عفیفہ عورتوں کی عصمت دری ہوئی اور سینکڑوں خدا کے محبوب بندے لقمہ اجل ہوئے اور سب سے زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ اسلامی پھریرے کی جگہ تثلیثی جھنڈے نصب ہوئے اور مسلم درگاہ رب العزت میں الحفیظ والامان پکار اٹھے۔

گر اور کوئی دم رہی یوں ہی زمانے کی ہوا
مٹ جائیں گی قبل سحر شام خلافت کی ضیا

مرزا قادیانی کا یہ زرین اصول یا معیار صداقت معلوم ہوتا ہے کسی نہایت ہی مقبول گھڑی کا کہا ہوا ہے جس کی دنیا شاہد بنائی گئی ہے۔ چونکہ آپ عیسیٰ پرستی کے ستون کو

توڑنے کی بجائے استوار کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔اس لئے اہل عالم ان کو جھوٹوں کا جھوٹا کہنے کے لئے حق بجانب ہیں۔

سیرت سرکار مدینہ ﷺ کا ایک ورق

آہ وہ شہنشاہی میں فقیری کرنے والا آقا۔وہ فقر کو غنا پر ترجیح دینے والا مولا وہ کلیم پوش وبوریہ نشین نبی۔وہ تاج سکندری سے کلاہ درویشی میں مست رہنے والا امین۔وہ بھوکوں اور محتاجوں کا میزبان،وہ یتیموں اور بیکسوں کا والی جورانڈوں اور بیواؤں کا دستگیر اور محتاجوں اور بیماروں کا ملجا وماویٰ تھا۔جس سے زیادہ حلم وبردباری کا نظارہ دنیا پھر کبھی نہ دیکھ سکے گی۔جس سے بڑا سخی جہاں کبھی نہ پیدا کر سکے گا۔جس سے بڑا بہادر صفحہ دہر پر پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔اپنے عیال کے لئے کون سے دینوی خزانے اور قصر و باغات چھوڑ کر رخصت ہوا۔وہ دنیا میں شاہی حیثیت سے شاد کام وبامراد جیا دنیا نے اس کی غلامی کو فخر سمجھا اور قوموں نے اس کے اصول سینے سے لگائے۔وہ وفا وصدق میں ڈوبا ہوا تھا اور اسے کبھی ذاتی غرض کا خیال نہ آیا۔لاکھوں دینار اس کے سامنے آئے۔ہزاروں بیش قیمت تحائف پیش ہوئے۔مگر وہ رے شان بے نیازی اپنے لئے ایک حبہ بھی نہ رکھا۔بلکہ حضور ﷺ کی رخصتی ایک عجیب شان جاذبیت رکھتی ہے۔سرور کائنات ﷺ کا آخری وقت یا شمع نبوت کی آخری صبح کسی قصر میں نہیں ہوئی۔بلکہ وہی ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ جس کی دیواروں میں سوراخ پڑے ہوئے تھے اور مٹی کی بنی ہوئی تھیں اور چھت کھجور کے پتوں سے اٹی ہوئی تھی آہ کیا بتاؤں شان پیغمبری دیکھو وہ آقا جس کے نام لیوا لاکھوں درہم زکوٰۃ نکالیں اور ہزار ہزار اونٹ معہ غلہ قربان کریں اور یہ تھے کون،وہی عرب کے بدو جن کو پیٹ بھر کر روٹی پہننے کو چیتھڑا رہنے کو جھونپڑا بھی میسر نہ تھا۔آقائے نامدار محمد مصطفےٰ ﷺ کی برکت ورحمت سے ربع مسکون پر ملک کے مالک اور استاد جہاں ہوئے۔مگر اپنا یہ حال ہے کہ بوقت رحلت مٹی کا دیا بھی موجود نہ تھا۔جو جلایا جاتا اور امت کی ماں روشنی میں سرور جہاں ﷺ کو رخصت کر سکتی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

ہیں دوسروں کے واسطے سیم وزر و گوہر
اور اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا

قصریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

آقائے دو جہاں سرکار مدینہ ﷺ کی سیرت کا پہلو دنیا سے بے رغبتی اور مسکینی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور اپنے لئے کریم جہاں سے ہمیشہ ملتجی ہوئے۔ الٰہی غریبوں میں رکھیو اور انہیں میں لے جائیو اور انہیں کے ساتھ حشر کیجیو۔

ہمدردی کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور محبت سے لبریز دل یاد محبوب میں تڑپ تڑپ کر بے قرار ہو جاتا ہے۔ جب آقائے زماں ﷺ کی ایک دعاء یاد آتی ہے کیا عجیب دعاء ہے اہل اللہ کے لئے وجد کا سماں پیش کر دے گی۔ فرماتے ہیں الٰہی ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑاؤں تجھ سے مانگوں اور کھا کر کہ تیری حمد وثناء کروں۔

واللہ! جب حضور ﷺ سرور جن وانس کی بے لوث زندگی اور نیکی وطہارت میں ڈوبے ہوئے ،اقعات پر نظر پڑتی ہے تو بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے کہ لاریب تو خدا کا رسول اور سچا نبی تھا۔ شان نبوت کی درخشانی دیکھو کہ آل پاکؑ کے لئے رب کعبہ سے کیا مانگ رہے ہیں۔ اللہ اللہ کس چیز کی تمنا ہو رہی ہے۔ اس خدا کے پیارے پر دنیا کی تمام سلطنتیں قربان کردی جائیں تو بجا ہے۔

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لوں

”عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اللھم اجعل رزق ال محمد قوتا (مسند احمد ج ۲ ص ٤٤٦)“ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ محمد کی اولاد کا رزق بقدر کفایت ہو۔

اب ظل اور بروز کے دعویدار کو دیکھو تو ساری زندگی ان واقعات سے محض کوری ہی ملے گی۔ بلکہ آپ کو کستوری اور معجون وعنبر کے دھندوں میں ہی پاؤ گے اور اولاد کے لئے ایسی دعاء کے لئے کبھی لب کشا تو کیا ایسے پاک جذبہ کا خیال بھی ہوا ہو گا اور اگر ہوتا بھی تو ان پر عمل کرنے والے صابرہ ماں کے لال جنت کے مہماں ہوئے اب تو وہ ہیں جنہیں اتالیق کے لئے ولایت کی حسینہ چاہیئے اور چلنے کو موٹر اور رہنے کو اچھے اچھے محل اور کھانے کو مرغن غذائیں اور آرام کے لئے نرم بسترے وغیرہ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

حسن عقیدت کے غلام

اے مرید حق تجھے اذکار اور اشغال میں
سنت خیر الوریٰ کی پاسداریٰ چاہیئے

امت مرزائیہ ہمیشہ بال کی کھال اتارنے میں مشہور ہے اور بات بات پر دھوکہ دینا فرض سمجھتی ہے اور کوئی عبارت جس کے معنی سے واقعات کو دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ بلکہ کھلے کھلے الفاظ میں وہ روز روشن کی طرح بزور تردید کرتے ہوں تو یہ مرزائیت کے پروانے حسن عقیدت کی وجہ سے اس کو کشاں کشاں استعارہ کے رنگ میں لے جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی منچلا گوروکا لال (جہاد فی سبیل اللہ) فریضۂ حج، دین کو دنیا پر مقدم رکھنا تین امور کو استعارہ کے رنگ میں نہ پیش کردے۔ کیونکہ وہ اس فن میں کامل مانے جاتے ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ جب کہ کرشن قادیانی نے اس میں بھی کمال ہی کر دکھلایا ہے۔ بلکہ یہودیوں کے فن تحریف میں خاص کر ملکہ کے ریکارڈ کو بھی مات ہی کر دیا ہے۔ حدیث شریف میں جہاں مسیح موعود کے نشانات میں کرعہ بستی کا نام آیا تو مرزا قادیانی کو فکر دامن گیر ہوئی۔ مگر استعار خانے میں اس کی کیا کمی تھی۔ جھٹ کرعہ سے قادیان بنا دیا گیا۔ ایسا ہی کلام مجید کی وہ آیت جو آقائے کون ومکاں ﷺ کو شب معراج میں مشیت ایزدی سے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سیر کراتی ہے۔ ”سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر (بنی اسرائیل:۱)“ کا خیال ہوا اور بروز کی سوجھی تو جھٹ یہ آیت اپنے اوپر چسپاں کر لی کوئی زور تھوڑا ہی لگتا تھا۔ مگر اب تاویل بھی ملاحظہ ہو مسجد حرام گھر کی چاریواری کی مسجد بنالی گئی اور ایک مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھ لیا گیا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ مسجدوں کے نام پر نام رکھ لینے سے معراج کا درجہ حاصل ہو گیا؟ مگر افسوس اس میں ایک سقم پھر بھی جلدی میں رہ گیا وہ یہ ہے کہ آپ یہ نہ بتلا سکے کہ یہ سعید رات کا حصہ کب اور کس ماہ میں میسر ہوا اور آپ نے کیا کیا چیزیں مشاہدہ کیں اور پھر اس کا کیا ثبوت ہے؟ اور یہی تو ایک چیز شب معراج کی امتیازی تھی کہ تھوڑے سے حصہ رات میں ایک ماہ کی مسافت کا طے کرنا اور مسجد اقصیٰ کا استفسار کرنے پر تسلی بخش جواب دینا۔ بلکہ یہاں تک ہوا کہ معترضین کے سامنے صحیح نقشہ کھینچ دیا اور ان کے قافلے جو بغرض تجارت شام کو گئے تھے۔ ان کے پورے پورے پتے بتا دیئے۔ ذیل میں قارئین کرام کو بروز کی ماہیت کے لئے چند ایک اور امثلے پیش کرتے ہیں۔

مثلاً سنت انبیاء علیہم السلام ہمیشہ سے چلی آئی ہے کہ وہ صاحب ہجرت ہوں۔ مگر مرزا قادیانی کو یہ بھی نصیب نہ ہوئی اور انبیاء جہاں فوت ہوئے وہیں دفن ہوئے۔ چنانچہ فخر دو عالم ﷺ کی ہجرت مشہور جہاں ہے اور ایسا ہی ان کی وفات حجرہ عائشہ صدیقہ میں ہوئی اور وہیں روضۂ اطہر بنا۔ مگر بر.ر.ز کو دیکھئے کہ لاہور میں جان نکلی اور قادیان میں دفن ہوئے۔ انبیاء کی وراثت علمی ذخیرے ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جب آقا و مولا کا وقت وصال ہوا تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میرے حجرے کی دیواریں جن میں سوراخ پڑے ہوئے تھے اور مٹی کی بنی ہوئی تھیں اور چھت کھجور کے پتوں سے اٹی ہوئی تھی۔ میرے پاس ایک مٹی کا دیا بھی موجود نہ تھا۔ جو جلایا جاتا اور امت کے والی کو رخصت کرتی۔ مگر ظل کو دیکھو کہ دنیا کا مال طرح طرح کے حیلوں سے اس قدر جمع کیا کہ بلا مبالغہ راجہ قادیان بن گئے اور شاید اسی غرض سے امین الملک۔ جے سنگھ بہادر نام بھی تجویز کر لیا ہو تو تعجب نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مسیح موعود کے نزول کا مقام دمشق قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ دو زرد چادروں میں ملبوس ہوں گے اور سفید منارۂ مسجد پر دو فرشتوں کا سہارا لئے (ان کے کندھوں پر بازو رکھے ہوئے) اتریں گے۔ اس حدیث کو دیکھ کر مرزا قادیانی کے اوسان جاتے رہے۔ جیسے باتونی کے پیٹ میں دجل کے چوہے گداز کرتے ہیں اور بے چین رہتا ہے یہاں تک کہ وہ ابلیسانہ تجویز جسے گھنٹوں سوچ و بچار کے بعد بناتا ہے۔ مطمئن ہونے کا باعث بنتی ہے۔

مرزا قادیانی از حد دماغ سوزی اور سینہ کاوی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دمشق کو مسیح سے کیا نسبت مگر ہاں یاد آیا کہ یزید کا پایۂ تخت رہا ہے اور مسیح علیہ السلام کو امام حسینؓ سے ایک گونہ مناسبت ہے۔ کیونکہ جس طرح اہل یہود نے مسیح کو تختہ جور و جفا بنایا تھا اور آخر (بزعم خود) مصلوب کر دیا تھا۔ ایسا ہی یزیدی لوگوں کے ہاتھوں امام حسینؓ ستائے گئے اور ان کے عزیز و اقارب کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر قتل کیا گیا۔ اب چونکہ انہیں مدت ہوئی ایک الہام ہوا تھا جو (ازالہ اوہام ص ۷۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸) میں مندرج ہے۔ ”اخرج منه الیزیدیون“ یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ قادیان میں بہت سے ایسے آدمی ہیں جن کے سینوں میں نور ایمان نہیں اور نبی کریم کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اس لئے دمشق کو قادیان سے ایک قریب مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثیل مسیح قادیان میں نازل ہوا۔ جیسا کہ یہ الہام ظاہر کرتا ہے۔ ”انا انزلناه قریباً من القادیان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وکان وعد الله مفعولا“ کیونکہ اس خاکسار کا مکان منارہ سے شرق کی جانب ہے...... اور اس کے متعلق ایک

الہام بھی ہوا تھا۔ "انا انزلنا قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضاء۔" اور ہر ایک شخص جو اس دمشقی خصوصیت جو ہم نے بیان کی ہے بکمال انشراح ضرور قبول کرے گا اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر امعان کرنے سے گویا حق الیقین تک پہنچ جائے گا۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۱ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۷)

"اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسے کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ اس بات کا شاہد ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں۔ یعنی اکثر وہ لوگ جو اس میں رہتے وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کے مشابہ ہیں اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔ "انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعداللہ مفعولا" یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور سچائی کے ساتھ اتارا ہے اور سچائی کے ساتھ اترا اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ اس الہام پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی کے پہلے ہی لکھا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی ایک خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہو۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۳، ۷۴ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸، ۱۳۹)

چنانچہ اس کی تصدیق حاشیہ (ازالہ اوہام ص ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۶) پر حضرت مسیلمہ ثانی فرماتے ہیں۔

"اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں۔ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص مراد ہے۔ جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۹ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۷، ۱۳۹) پر تائید میں یوں فرمایا۔

"چونکہ امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدا تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہم رنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اس میں کلام نہیں ہوگی۔

اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آنے والے زمانہ کو بھی اس کی عظمت سے اور مسیحی مشابہت سے تنبیہ کرے۔ اس وجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا۔ تا پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آ جائے۔ جس میں لخت جگر رسول اللہ ﷺ حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی اشقیاء۔ کے محاصرہ میں آ کر قتل کئے گئے۔ سو خدا تعالیٰ نے اسی دمشق کو جس سے ایسے پرظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے۔ غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بنا تا رہتا ہے۔ اس استعارہ کو خدا تعالیٰ نے اس لئے اختیار کیا کہ تا پڑھنے والے دو فائدہ اس سے حاصل کریں۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۷، ۷۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۱، ۱۴۰) میں لکھتے ہیں کہ:

''اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القاء کیا ہے''انا انزلناه قریباً من القادیان ''اس کی تفسیر یہ ہے کہ''انا انزلنا قریبا من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضاء '' کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔ منارہ کے پاس بس یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ کان وعد اللہ مفعولا اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔ اس عبارت تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا۔''قل لوکان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم فیه اختلافاً کثیرا''...... اور اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اسی اور کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ''انا انزلناه قریباً من القادیان ''تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید نصف کے قریب موقعہ پر یہی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز کے قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں

قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرہ کو ان کی زبان سے قرآن شریف میں پڑھتے سنا تو اس میں یہ بھید مخفی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔ یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔"

ناظرین! آپ نے مرزا آنجہانی قادیانی کی ابلہ فریبیاں اور بال کی کھال اترتے دیکھ لی۔ دمشق اور قادیان میں فرق بعد المشرقین کس طرح سے دجل کی الہامی مشین میں سیقل ہوا، میں نے نہایت اختصار سے مرزا قادیانی کے مفہوم کو ان کے اپنے الفاظ میں قلمبند کیا اور اگر من وعن بیان کرتا تو ازالہ اوہام کے سیاہ اوراق اپنے بھیانک پن سے قارئین کرام کو یوں چکر میں ڈال کر اکتا دیتے اور ماحصل کچھ بھی نہ نکلتا۔ بلکہ مطلب ہی فوت ہو جاتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی سلطان القلم کا دم چھلا بھی ساتھ رکھتے ہیں۔ پھر کس طرح اس یونی چکر کے مریض کو شفا ہو سکتی ہے۔ جب کہ آپ کا کلام کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی کے مصداق ہوا کرتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کے پلے سوائے اوہام باطلہ کے کچھ نہیں پڑتا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو اپنے سیاق وسباق کی خبر نہیں رہتی اور آپ کے کلام میں تناقص کی نہریں موجزن رہتی ہیں اور ایسی حالت میں تیراک بھلا خاک کنارہ پا سکتا ہے تیرتے تیرتے بازو شل ہو جائیں۔ مگر ساحل مراد اور حصول مطلب کسی جانور کا نام ہے۔ ہر ایک واضح امر کو کشاں کشاں استعارات کے سمندر میں ڈبونا تو کچھ خوبی وحکمت نہیں۔ کسی اندھے نے اپنے بینا رفیق سے پوچھا کہ فیرنی کا کیا رنگ ہے۔ اس نے جواب دیا سفید مکرر استفسار ہوا۔ سفید کیسا رنگ ہوتا ہے تو جواب میں اس کے رفیق نے کہا جیسے دودھ نابینا بولا دودھ کا رنگ کس طرح ہوتا ہے تو جواب دیا گیا جیسے بگلا (یہ ایک سفید جانور لمبی چونچ والا دریا کے کنارے مچھلیاں کھایا کرتا ہے) اندھا بولا بھلا بگلا کس طرح ہوتا ہے تو اس کے رفیق نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ٹیڑھا اونچا نیچا کر کے اس کا خاکہ سمجھایا تو نابینا چلا اٹھا کی فیرنی کی شکل ایسی ہے تو میں کھانے سے باز آیا کہیں یہ میرے حلق میں نہ پھنس جائے اور غریب کی جان فیرنی کی بھینٹ نہ چڑھ جائے۔

بعینہ یہ مثال مرزا قادیانی کے کلام پر صادق آتی ہے کہ جب چاہتے ہیں انسان کو گدھا اور شیر کو چوہا بنا کر دکھا دیتے ہیں اور نبوت کی باسی کڑاہی کے ابال بھی دیکھئے اور اس عقل وفہم کا ماتم کیجئے۔

بھائی کے نام غلام قادر کے غلام کو حذف کر کے قادر بنا دیا اور اپنے نام غلام احمد کے غلام کو حذف کر کے احمد بنا دیا۔

اس نرالی منطق سے مرزا قادیانی کا احمد ہونا اور غلام قادر کا خدا ہونا امت مرزائیہ کو مبارک ہو۔ اگر یہی قاعدہ کلیہ ہے تو اس بیچارے چچازاد بھائی کو جس کا نام امام دین ہے اور جو خاکروبوں کا پیر ہے امام حذف کرتے ہوئے دین کیوں نہیں بناتے اور اس پر آنکھ بند کئے عمل کیوں نہیں کرتے۔ اس غریب کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہو کہ وہ ڈاکو تھا، چور تھا، قید ہوا۔ مگر ہماری وجہ سے سزا سے بچ گیا۔ بہتر ہے کہ کلیہ کے مطابق امام دین سے دین حذف کر کے اس کو امام بنالیں۔

تیری میری جوڑی بنی مزیدار

کیا کہنے ہیں اس الہام بازی کے اور کیا شان ہے پنجابی نبوت کی۔

ببیں عقل ودانش بباید گریست

ایمان کے دشمن ہیں جلوے بت کافر کے

فتنے تو ذرا دیکھو ترکیب عناصر کے

یہ پاک تثلیث خوب جمی ایک صاحب خدا بن گئے۔ دوسرے رسول اور تیسرے دین۔ اگر ناگوار نہ گزرے تو مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی کا غلام حذف کرتے ہوئے مرتضیٰ بھی بنالیں تو بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ چہار درویش ہونے سے معاملہ آسانی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا رہے گا۔

ہمنشیں پوچھ نہ اس بزم کا افسانہ ناز

دیکھ کر آیا ہوں بندے کا خدا ہوجانا

قرآن کریم اور حدیث شریف کا مرتبہ

اور مکرر نزول مرزائے قادیان کے لئے (البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۹، تذکرہ ص ۶۷۴) پر فرماتے ہیں۔ ”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جو کچھ قرآن سے ظاہر ہوا۔“

پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ:

”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

(درثمین ص ۱۷۲، فارسی، نزول المسیح ص ۹۹، ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸) پر ایک فارسی نظم سپرد قلم کرتے ہیں۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچوں قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
آن یقین کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد برو القا
وآن یقین کلیم برتورات
وآں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بود یقیں
ہرکہ گوید دروغ ہست لعین

جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرا ہے۔ وہ یقین جو عیسیٰ کو انجیل پر ہے اور وہ یقین جو موسیٰ کو تورات پر ہے اور وہ یقین جو سید المرسلین کو قرآن پر ہے وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے اور اس یقین میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔

(تجلیات الٰہیہ ص۲۰، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲) پر اس کی توضیح یوں فرماتے ہیں کہ:

''یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کر سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔''

(ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹) پر لکھتے ہیں کہ:

''اگر ہر ایک سخت اور آزردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذاء رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۷، خزائن ج۳ ص۱۱۰،۱۱۱) پر لکھتے ہیں کہ:

''ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام وہی

سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی تو نے ان عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شر البریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور وقود النار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریت شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ میں تجھے خیرخواہی سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا۔ ورنہ میں قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص۱۸ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۱۱) پر کہتے ہیں کہ:

''یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے۔ مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔''

پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ:

(ضرورت امام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷) میں ہے کہ:

''امام زماں ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر کر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل کھڑا ہوگا وہ ذلیل و شرمندہ کیا جائے گا۔''

پھر (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۵۹۰، ۶۴۶) پر ایک حتمی وعدہ بیان کرتے ہیں کہ:

''قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون اس قوم کی جڑ کاٹی گئی جو ایمان نہیں لاتے۔''

فرقان حمید کا مکرر نزول

یوں تو فرقان حمید کی شاید ہی کوئی ایسی آیت ہو جو مرزا قادیانی کی نظر عنایت سے تختۂ مشق نہ بنی ہوگی۔ ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

''وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین'' (اربعین نمبر۳ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۱۰)

''واتخدوا من مقام ابراهیم مصلیٰ'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۶۸)

''یٰسین انك لمن المرسلین علیٰ صراط المستقیم''

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

''انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون''

(الحکم ج۴، ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۰ء)

''لاتخف انك انت الا علیٰ'' (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

''ان اتینك الکوثر فصل لربك وانحر''

(اربعین نمبر۲ ص۳۵، خزائن ج۱۷ ص۳۸۴)

''سبحان الذی اسریٰ'' (حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

''قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا''

(معیار الاخیار ص۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

''داعیاً الیٰ الله وسراجاً منیرا'' (اربعین نمبر۲ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰)

''یلقی الروح علیٰ من یشاء من عباده'' (تذکرہ ص۶۲۱، ۶۵۱)

سورہ تحریم میں مخفی پیش گوئی

سورہ الحمد میں مخفی پیش گوئی (کشتی نوح ص۴۵، خزائن ج۱۹ ص۴۹)

''مارمیت اذرمیت ولکن الله رمیٰ''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۶۸)

''یصنع الفلك باعیننا ووحینا'' (دافع البلاء ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

''کذالك مننا علیٰ یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء''

(دافع البلاء ص۸ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۸)

''ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم''

(دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

مکرر نزول کی تفسیر

عجب ثم العجب! مرزا قادیانی آنجہانی کی جدت طرازیاں دیکھ کر پرستار توحید کا زہرہ آب آب ہوتا ہے کہ مولا کریم جس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں اور جو مختار کل وقادر وتوانا ہے اور جس کی باتیں اگر تمام دنیا کے درخت قلم اور دریا سیاہی بنا کر بھی رقم کی جائیں تو یہ ذخیرہ ختم ہونے پر بھی نہ ختم ہوں اور جس نے دنیا کی ہدایت وفلاح کے لئے ایک ایسی بے نظیر وجامع کتاب آسان ترین لفظوں میں کامل واکمل رسول اکرم ﷺ کی وساطت سے بھیجی۔ جسے نور کے القاب سے یاد کیا اور بار بار فرمایا کہ تم کفر کی سیاہ تاریکیوں میں بے دست وپا کور باطنی میں پڑے تھے۔ ہم نے احسان کیا کہ سراج المنیر کو اپنے خاص فضل واحسان سے لطف وبخشش کے لباس میں عفو وکرم کی تصویر میں رحم وحلم کے قالب میں مبعوث فرمایا کہ تم کو تاریک اندھیروں سے نکال کر شاہراہ ترقی

پرگامزن کردے۔ رسول اکرم ﷺ نے تم وحشیوں کو جو گمراہی کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے اپنے پرتو سے منور کیا اور عبودیت کے فرائض سے شناسا کرا کر آپس میں بھائی بھائی بنادیا۔ حالانکہ تم ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ خلاق جہاں بھی اپنے لئے نور کا مبارک نام پسند کرے اور قرآن ناطق کو بھی نور ہی قرار دے اور قرآن صامت کو بھی نور کے نام سے ہی منسوب کرے۔ ان تین نوروں کے ہوتے ہوئے یعنی خدا بھی نور، محمد مصطفےٰ بھی نور، قرآن پاک بھی نور، اور محمد مصطفےٰ کے لئے سراج المنیر سے تشبیہ یعنی چمکتا ہوا سورج، اللہ اللہ مہر تاباں کے سامنے اب کوئی بے وقوف اور خدائی خوار آج اگر ایک مٹی کا ناپاک دیا۔ جس میں عجلت کا تیل پڑا ہو جلا کر یہ کہے کہ اس کی روشنی سورج سے بدرجہا بہتر ہے اور یہ تمام جہاں کے منور کرنے کو کافی ہے اور دلیل یہ ہے کہ روشنی اسی سورج کی عنایت ہے تو اسے وہ کون سا لال بجھکڑ اور عقل کا اندھا اور پھوٹی قسمت اور جلے نصیب کا مالک ہے جو قبول کرے گا۔

قرآن کریم کا مکرر نزول تو ہوا مگر اللہ میاں کے خزانے میں خاکم بدہن، مرزا کے نام کی کیا کمی تھی۔ جس طرح پر عام انبیاء علیہ السلام کے الہام چرائے گئے اور اپنے لئے تفویض بھی خود ہی کر لئے گئے کیا اچھا ہوتا کہ ان میں بجائے ابراہیم کے غلام احمد یا صرف مرزا ہی اطلاق کر لیا جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا، کیا اللہ تعالیٰ دنیا کو ایسے لغو استعاروں میں ڈال کر گمراہی کے مہیب گڑھوں میں بذات فی نفسہ دھکیلنا چاہتا ہے۔ یہ تو سنت اللہ نہیں اور سیرت خیر الانام اس کے منافی ہے اور پرزور تردید کرتی ہے۔ حیرانگی ہوتی ہے کہ آج سے چوداں سو برس پیشتر واتخذ ومن مقام ابراهیم مصلی سرور کونین ﷺ کو بوقت امامت عین نماز کے وسط میں جب کہ وہ بیت المقدس کو قبلہ قرار دیئے ہوئے ہوں آئے، تو صادق المصدوق نزول وحی پر ہی ایڑیوں پر گھوم کر تعمیل کریں۔ مگر افسوس پنجابی نبی چونکہ وحی الٰہی کو شاید یقین کے مرتبہ سے کم سمجھتا ہے جو اس کی تعمیل میں قادیان کی مسجد اقصیٰ کو قبلہ نہ قرار دیتا ہوا۔ آیت کریمہ کا مصداق تو بنتا ہے مگر عمل ندارد ہی کرتا ہے۔ اگر یہ آن واحد کے کروڑویں حصہ سے کم مان بھی لیا جائے تو یہ نعوذ باللہ کہ ابراہیم سے مراد مرزا ہی ہے۔ کیونکہ خدا کے خزانوں میں شاید امساک ہے جو ابراہیم ہی کے نام سے مرزا کو یاد کیا جارہا ہے۔ تو بھی مرزا قادیانی نے اس میں وہ لغزش کھائی۔ جس کی تلافی قیامت تک نہ ہو سکے گی۔

بندۂ خدا! جب آپ آدم بنے نوح ہوئے ابراہیم کا نام لیا موسیٰ و عیسیٰ کی بڑ ہانکی اور محمد احمد سے فضیلت سنانے پر خوف خدا نہ آیا تو وہ ابراہیمی اینٹوں اور پتھروں کا گھر جسے خدا کا گھر کہا جاتا ہے کو بدل دینے میں کون سا حجاب آگیا۔ اچھا ہوتا کہ جس طرح دمشقی منارہ یعنی مقام نزول

عیسیٰ علیہ السلام میں جدت اختیار کی گئی تھی اور کرعہ سے قادیان اور دمشق سے جو استعارہ لیا گیا تھا۔ یہاں بھی بیت الحرام کو مسجد اقصیٰ جو خود ساختہ مسجد قادیان میں آ چکی تھی۔ اسی کو ملجاو ماویٰ قرار دیا ہوتا۔ پھر دھڑلے سے مرید ابا لو فاج کرتے اور اس طرح سے دین اسلام کا صفایا ہوتا مگر۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قارئین! اگر میں تمام آیات بیان کروں اور ان کی توجیہات سپرد قلم کروں تو یہ ایک ضخیم حجم اور علیحدہ باب چاہتی ہیں اور میرا اختصار اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے اسی ایک نقطہ پر باقی آیات کو خود حل فرماویں اور میں بھی انشاء اللہ تصویر مرزا میں آپ کی ضیافت طبع کے لئے کچھ روکھا سوکھا سامان کروں گا۔ مرزائیو!

مجھ سا مشتاق زمانے میں نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

فرمان رسالت کا مرتبہ

مرزا آنجہانی کے نزدیک

دل سے اس قول پہ لاحول ہے جانب سے مرے
کہ بتائے کوئی جس قول کو ہمنائے حدیث

”میرے اس دعویٰ کی (مسیح موعود) حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

بخاری اور مسلم کو سبھی امت نے مانا ہے
کتاب اللہ کے پیچھے صحیح تر ان کو جانا ہے

زر خالص یہ بیشک پرکھ بازوں نے چھانا ہے
خریدے نقل جاں دے کر اسے جو مرد دانا ہے

یہاں ہر باب میں عمدہ صحیح اخبار ملتے ہیں
در درج نبی کیا بے بہا اے یار ملتے ہیں

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

رسول اکرم ﷺ کی شان میں مدح وستائش کے وہ چند باب اور اعزازی مضامین اور اپنی انکساری اور عاجزی کی چند ایک بے ربط باتیں اور قصائد واشعار کی حقیقت اسی ایک اصول سے واضح ہوجاتی ہے۔ جہاں جہاں بھی آپ نے تعریف فرمائی وہ صرف مسلمانوں کے دھوکہ دینے اور چندہ بٹورنے کے لئے تھی۔ ورنہ اور کوئی مقصد نہ تھا۔ مرزا قادیانی کی یہ چال کسی گہری سازش کا نتیجہ ہوا کرتی ہے جو عام لوگوں کی نظر میں خال خال کھٹکتی ہے۔ وہ اسلام کے لئے ایک ایسے مرض کے مشابہ تھے جس کا ظاہر نفع نقصان سے بدتر تھا۔ وہ اسلامی وجود میں اس کیڑے کی طرح نیش زنی کرتے تھے۔ جس کا اثر مدتوں معلوم ہی نہ ہوسکے۔ آپ کا وجود اسلام کے لئے ایک ایسا زہر ہلاہل تھا جس کا اثر مدتوں معلوم ہی نہ ہوسکے۔ آپ کا وجود اسلام کے سرسبز وشاداب تنے میں گھن کی حیثیت سے تھے۔ جو برابر کام کررہا ہو۔ اس کے زاویہ نگاہ میں ہر وہ چیز خار کی طرح کھٹکتی تھی۔ جو ان کے نفس مضمون کے معارض ہو۔ وہ فرمان رسالت تو کیا، فرمان خداوندی کی پرواہ نہ کرتے تھے اور ہر اس چیز کو ان کے راستہ میں حائل ہوتی ایڑی چوٹی کے روز سے ہر ممکن طریق سے کچل دینا اپنے مذہب میں جائز سمجھتے تھے اور مگس کی طرح پھول کا رس چوسنے اور اسے بے نور بنانے میں مشتاق تھے۔

نکل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بیکار ہوتا ہے

وہ اپنی مطلب براری کے لئے فرمان خداوندی سے اشارۃ صرف ایک لفظ ہی لے کر اپنے مفید مطلب بنالیا کرتے تھے یا اسے استعارۃ پیش کرنے میں کوئی باک خیال نہ کرتے اور بیسیوں دفعہ مخفی پیش گوئی کے نام سے منسوب کردیا کرتے تھے اور ایسا ہی فرمان رسالت کے سیاق وسباق سے قطع نظر کرتے ہوئے فائدہ اٹھالیا کرتے تھے۔

آہ! مدعی نبوت اور دعویٰ ظل اور طرفہ یہ کہ مماثلت تامہ کا بھی اجارہ دار، افسوس فرمان مصطفویٰ کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آہ! اس کے دل میں فخر دوعالم ﷺ کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ جو احادیث اس کی وحی کے معارض ہوں ان کا علاج اس کے زاویہ نگاہ میں یہ ہے کہ انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔ ہاں وہ بعض قول ناقص اور وضعی حدیثیں بھی لے لیا کرتا ہے جو قابل ثقہ نہیں اور وہ بھی پوری کی پوری نہیں۔ بلکہ آدھی، پونی یا چوتھائی۔ اب سوال تو یہ ہے صادق المصدوق کی وحی رسالت نعوذ باللہ خاکم بدہن مرزا قادیانی کی وحی سے گوئم زباں سوزد ہے۔ حالانکہ قرآن صامت اور حدیث صحیحہ میں اصولی لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ فرقان حمید الہام ہے اور

حدیث اس کی تفسیر ہے اور ملہم کی بیان کردہ تفسیر صحیح معنوں میں الہام کا لب لباب اور اصلی مغز ہے۔ پھر یہ ناممکن ہے کہ قرآن صامت اور قرآن ناطق میں تعارض ہو یہ غیر ممکن ہے۔ ہاں شپرہ چشم اپنی کور باطنی کی وجہ سے آفتاب کی روشنی سے بدنصیب ہی رہا کرتے ہیں۔ تلك اذ قسمة ضيزىٰ!

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی حدیث نبوی بنیاد نہیں بلکہ قرآن ہے۔ عجیب مضحکہ خیز اور بے تکی گپ محض ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث صحیحہ میں کچھ فرق نہیں اور اگر آپ کی نگاہ میں کچھ فرق ہو تو آپ نے کیوں فرمان رسالت بیسیوں تحریف کی مشین میں سیقل کر کے اپنی دعاوی میں بطور صداقت پیش کئے اور آپ کی وحی کے بھی کیا کہنے ہیں۔ حالانکہ ”آپ اسی وحی کو سرور عالم کی ذات گرامی کے لئے قیامت تک منقطع کر چکے ہیں۔“

(ازالہ ص۶۱۴ ملخص، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

مگر چونکہ حافظہ جواب دے چکا ہے اس لئے یاد عزیز رفاقت نہیں کرتی۔ مندرجہ ذیل اصول آپ کے قلم کا ہی مرہون منت ہے۔ اپنا بیان کردہ اصول واپس لینا اگلی ہوئی قے کھانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی اس کی تصدیق میں فرماتی ہے۔

”عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ كفى بالمره كذباً ان يحدث بكل ما سمع (مسلم ج۱ ص۸، باب النهى عن الحديث بكل ماسمع) “ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات سنے وہی نقل کر دے۔

مرزا قادیانی کا حنفی المذہب ہونے کا اقرار

(حقیقت النبوۃ ص۸۹) میں مرزا محمود قادیانی فرماتے ہیں کہ:

”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا محمد مصطفیﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہو۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہﷺ پر ختم ہوگئی۔“

مرزا قادیانی اپنے منہ سے کافر ہیں

(آسمانی فیصلہ ص۳، خزائن ج۴ ص۳۱۳) پر مرقوم ہے۔

”خدا جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت

والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

اب سوال یہ ہے کہ آپ کی وحی کہاں سے ٹپک پڑی اور وہ بھی قرآن کریم کی وحی سے افضل نعوذ باللہ آپ کو یاد نہیں کہ قرآن ناطق کے لئے ارشاد ربانی تو یہ ہے کہ ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ (نجم:۳،۴)“ حدیث کا مرتبہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ جس کو آپ ردی کی ٹوکری میں پھینکیں اور ایمان لائیں تو اس وحی پر جو جھوٹی وشیطانی ہے۔ بخدا اگر سابقہ انبیاء سے بھی کوئی مشیت ایزدی سے آجائے اور اس کو وحی ہو۔ حالانکہ یہ غیر ممکن ہے اور یہی آپ کا اصول ہے۔ جس پر گویا آپ کی بنیاد ہے تو اس کی وحی کا مرتبہ فرمان رسالت کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کے دجل کی حقیقت بخوبی روشن تھی۔ اس لئے آپ کا وہ فرمان اہل بصیرت کو ابدلآباد تک مشعل ہدایت کا کام دیتا ہے۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے ”ولو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی (مشکوٰۃ ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، شعب الایمان ج۱ ص۲۰۰ حدیث نمبر۱۷۶، مسند احمد ج۳ ص۳۳۸)“ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی میرے زمانہ میں آجائیں تو بخدا ان کو بھی میری پیروی اختیار کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

چہ جائیکہ مرزا قادیانی کی وحی اور فرمان رسالت کے سامنے آپ جیسے تیس کذابوں کی وحی اور خرافات اور اوہام باطلہ بھی کوئی حقیقت رکھتے ہیں۔ معاذ اللہ! ایسا خیال بھولے سے بھی کسی مسلمان کو نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ ایمان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے اور خسر الدنیا والآخرہ ہو جائے گا۔

توہین جناب فاطمۃ الزہراؓ سیدۃ النساء بنت رسول اللہ ﷺ

(تحفہ گولڑویہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۱۱۷،۱۱۸) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

”الحمد للہ الذی جعل لکم صحر والنسب اشکر نعمتی رأیت خدیجتی“ یعنی تمام حمد وتعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسبت جو دونوں مماثل اور مشابہ ہیں عطاء فرمایا۔ یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطاء کی اور نیز بنی فاطمہ امہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو عزت بخشی اور میری نعمت کا شکر کر تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یعنی بنی اسحاق کی وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی اور دوسری بنی فاطمہ ہونے کی عزت اس کے ساتھ ملحق ہوئی اور سادات کی دامادی کی طرف اس عاجز کی بیوی کی

طرف اشارہ ہے۔ جو سیدہ سندی سادات دہلی میں سے ہیں۔ میر درد کے خاندان سے تعلق رکھنے والے اس فاطمی تعلق کی طرف اس کشف کی طرف اشارہ ہے جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا۔ جس میں میں نے دیکھا تھا کہ حضرت پنج تن، سید الکونین، حسنین، فاطمۃ الزہرا اور علیؓ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہؓ نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا۔ فالحمدلله علی ذلك!"

مرزا کے خدا اور فرشتوں کے تین تین نام

مرزا قادیانی کے خدا کے تین نام ہیں۔ یلاش، مرزا اور عاج۔

یلاش کے معنی تو بھوسہ کے ہیں اور مرزا کے معنی مغل بچہ کے ہیں اور عاج کے معنی ہیں گوبر اور ایسا ہی مرزا قادیانی کے فرشتوں کے بھی تین ہی نام ہیں۔ ٹیچی خیراتی اور شیر علی۔

ٹیچی کے معنی ٹچ وقت پر روپیہ لانے والا۔ یا مٹھی گرم کرنے والا یا عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا۔ خیراتی کے معنی زکوٰۃ اور چندوں پر ڈاکہ ڈالنے والا یا چندہ بٹورنے والا۔

شیر علی کے معنی الہام پہ الہام پھینکنے والا۔ مگر شیر علی ان دونوں سے بڑا ہی جلد باز ہے جو بھی کام کرتا ہے ادھورا ہی کرتا ہے۔ الہام تو آدھا پونا ہی چھوڑتا ہوا بھاگا جاتا ہے اور اور لا کر گرا دیتا ہے اور ابھی پہلا ہی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ دوسرا اور لا گرایا اور ابھی اس کی تفہیم نہ ہوئی تھی کہ تیسرا بمشکل اس کو قابو ہی کیا تھا۔ چوتھا اور ابھی فراغت نہ ہوئی تھی کہ پانچواں۔ بس پانچتن پورے ہوئے ہی تھے کہ بارش کی طرح برسا اور ساون کی طرح گرجا اور اس قدر الہام برسائے کہ نالیاں بہ گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں الہام تفہیم کو روتے ہیں اور ہزاروں ادھورے پڑے سوتے ہیں۔ کسی کا سر ندارد اور کسی کی ٹانگ اور بیسیوں ایسے ہیں کہ نیم مردہ پڑے ہیں اور بیسیوں نزع کی حالت میں ہیں اور سینکڑوں مر چکے اور ہزاروں مر رہے ہیں۔ ایک الہام بھی فضل ایزدی سے پورا نہیں ہوا۔ مگر مرزا قادیانی کے خدا ہیں کہ تعریفوں پر تعریفیں کئے جاتے ہیں اور مرزائی ہیں کہ سر دھنے جاتے ہیں۔ غالب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

بھلے مانس کو کوئی پوچھے کہ بات کرنے کی تمیز تو سیکھی ہوتی۔

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

فرقان حمید نبی مکرم کی بیویوں کو ازواجہ امھاتھم بیان فرماتا ہے کہ نبی کی بیبیاں امہات المؤمنین ہیں۔ بھلا پھر وہ کس طرح سے یہ الہام کر سکتا ہے اور وہ بھی طفیلی بھروپئے پر اشکر نعمتی رائیت خدیجتی حالانکہ وہ اولاد سے پاک ہے۔ ''لم یلد ولم یولد، وقال اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ، بل عباد مکرمون (الانبیاء:۲۶)'' اور ایسے ادعا گزار کو یاد نہیں کہ اس کی ذات گرامی کس قدر غصہ کرتی ہے۔ ''تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا، ان دعوا للرحمن ولداً (مریم:۹۰،۹۱)''

حالانکہ کوئی اس کی بیٹی نہیں پھر اس کی بیٹی خدیجہ کس طرح ہوئی۔ ہاں ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰؓ کے لئے ایسا ناپاک خیال آتا ہو تو۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

یہ بھی قرین قیاس ہیں جبکہ احکم الحاکمین نے تیس پاروں میں اس عفیفہ قانتہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ فخر رسل ﷺ کی سب سے پہلی بیوی تھی۔ جو سارے عرب میں مالدار تھی اور عورتوں میں سب سے پہلے نبوت کی مصدق ہو کر آپ ﷺ کے نکاح میں چالیس برس کی عمر میں آئی۔ جب کہ در یتیم کی عمر ابھی پچیس برس کی تھی اور تمام مال حضور کی رفاقت میں راہ مولا میں تقسیم کیا۔ نرم بستروں پر آرام کرنے والی شہزادی فقر کی گدڑیوں میں سوئی اور روکھی سوکھی پر قناعت کی۔ انہیں کے مبارک بطن سے سیدۃ النساء پیدا ہوئیں جو نسل سادات کی دادی اماں ہیں اور باپ کی پگڑی سسر کی حمایت میں اتار کر تو جس بیوی کی حمایت کر رہا ہے وہ تو وہ عورت ہے جس نے تمہارا اعتبار دنیا بھر سے کھو دیا۔ شاذ و نادر ہی ایسا واقعہ اولی دنیا میں ہوا ہوگا کہ میاں کے املاک کو بیوی نے رہن رکھا اور وہ بھی کسی قرضہ میں نہیں بلکہ رہن بالوفا میں، مقام افسوس ہے اور یہ بھی کوئی فخر کی چیز ہے کہ آپ کا نکاح ایک سیدزادی سے ہوا۔ حالانکہ ہندوستان میں عام طور پر ضلع گجرات میں ایسے سینکڑوں بیاہ روزانہ ہوتے ہیں اور بیوی کی نسل سے نسل نہیں کہلایا کرتی۔ ایکی گوجی پیدائش کو کوئی سید نہ کہے گا اور حالانکہ فرقان حمید یہ حکم دیتا ہے۔ ''یا ایھا الناس ان خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (الحجرات:۱۶)'' اور فرمان مصطفوی سیدۃ النساء کو تو یہ ہوا کہ اے بیٹی اس

بات پر فخر مت کیجیو کہ میں نبی کی بیٹی ہوں اور صرف اتنی سی بات پر بخشی جاؤں گی۔ نہیں تیرے عمل تیرے کام آئیں گے۔ پھر اس بات میں فخر کیا رہا اور آپ کے کشف کے بھی کیا کہنے ہیں آپ کو یہ بھی کشف تو ہوا تھا ہی نا کہ کرشن مہاراج سالوے رنگ والے قادیان میں آئے تھے اور آپ کے اوپر سیدھے لیٹ گئے تھے اور ناک پر ناک رکھ دی تھی اور منہ چوم لیا تھا اور ایسے ہی کئی اور کشف ہیں۔ پنجتن پاک اور قادیان اور مرزا کا گھر عجب ثم عجب بے تکی گپ ہے یہ منہ اور مسور کی دال ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' اور سیدۃ النساء اور تمہارا سر سوئے ادب مانع ہے ورنہ قلم تو جواب دینے کو پلا پڑتا ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ امام حسینؓ کے حق میں گستاخیاں کرنے والے کے پاس پنجتن پاک نہیں آسکتے۔ آپ کو شاید مراق کی وجہ سے وہ حدیث نہ یاد ہو۔ جس میں سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

یا اللہ گواہ رہیو کہ حسینؓ کا دوست میرا دوست ہے اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے، اور تمہارے وہ اردو اور عربی کے شعر مسلمانوں کی چھاتیوں میں ناسور ڈالتے ہوئے کنداں ہیں بھولے نہیں یاد ہیں اور ابدالآباد تک نہ بھولیں گے۔ بلکہ یہ وہ زخم ہیں جو کبھی نہ بھریں گے اور اس کے گھائل صدا تڑپتے رہیں گے۔

۱......

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲...... ''انی قتیل الحب ولکن حسینکم قتیل العدی فالفرقان اجلی واظهر'' میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق بین وظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

۳......

شتان مابینی وبین حسینکم
فانی اؤید کل آن وانصروا
واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الیٰ هذه الایام تبکون فانظروا

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد ملتی رہتی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو۔

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

۴...... ''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو حسین سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں سچا شفیع میں ہوں۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

سیدۃ النساء اور تمہارا سر پنجتن پاک اور تمہارا منحوس گھر شرم کا سمندر بھی ایسے فاسد خیال کو ڈبونے سے قاصر ہے اور شب دیجور بھی ایسی سیاہی سے پناہ مانگتی ہے۔

آہ! سیدہ کی خاموشی اور غمگین کی وجہ کو تو کیا جانے کہ وہ معصومی کی تصویر اور صبر و رضا کی مورت بیداری میں کیوں خاموش رہی اور بات کرنا بھی تجھ سے گوارہ نہ کی اور طرفہ یہ کہ اس خاموشی کا ایسا غلط و بے ربط استنباط، غلامی کا دعویٰ اور ایسی بیہودہ بڑ کچھ پنجابی نبوت کو زیبا ہے۔ ورنہ اہل علم تو ایسے فاسد خیالات سے پناہ مانگتے ہیں۔

پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کی واقعی عالم بالا میں حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ہوگی۔ جب امت کے دلوں سے غم کا دھواں دل خراش آہوں کے ساتھ پہنچا ہوگا اور یزید ثانی کی بعثت کی بوقلمیاں اور رنگینیاں جنہیں قلابازیوں سے تشبیہ دینا عین سعادت ہے دیکھی ہوں گی افسوس۔

برزبان تسبیح حسین نیک زاد
در دلش سفا کی ابن زیاد

امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پر فضیلت

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۰۰ء، ملفوظات ج۲ص۱۴۲)

نہ بھولا ہوں شہیدی اور نہ بھولوں گا قیامت تک
مزے جو جو مجھے قاتل تیری تلوار میں آئے

آہ! فاطمۃ الزہرا جگر گوشۂ رسول کے مالک آہ سید الشہداء، شبر شبیر کا پیارا والد۔ دنیا میں سب سے پہلا ناموس الٰہی کا مصدق جس نے اپنی زندگی رسول اکرم ﷺ پر قربان کرتے ہوئے ہجرت کی رات کے موقعہ پر جب کہ سرکار مدینہ کفار مکہ میں محصور ہو چکے تھے۔ کاش، اللہ اللہ جسے اسد اللہ کا خطاب رب کعبہ عنایت فرمائے اور جبرائیل سلام عرض کرے اور جو تمام غزوات میں شمع رسالت کا پروانہ رہا اور صدہا چوٹیں رفاقت میں کھائیں اور جس نے اپنا ذاتی بدلہ کبھی نہ لیا اور جس کا مرتبہ مجھ جیسے کمزور کو کیا طاقت ہے۔ جو بیان کرے اور جس کو رسول اکرم "انت اخی فی الدنیا والآخرة (ترمذی ج۲ ص۲۱۳، باب مناقب علی بن ابی طالبؓ) "فرمائیں اور "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ (مسلم ج۲ ص۲۷۸، باب من فضائل علی بن ابی طالبؓ) "اور جس کو سرکار مدینہ ﷺ دنیا وآخرت میں بھائی قرار دے کر یہ فرمائے کہ تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ کو ہارون، اس کی شان میں ایسے گندے الفاظ ایسے ناپاک کلمات۔

آہ! جسے رب قدیر زندہ کہے اسے پنجابی نبی مردہ قرار دے۔ کیا رعونت وتکبر نے اسے تاریخ اسلامی سے بالکل بے بہرہ بنادیا۔ قرآن کریم کا ارشاد "ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات (البقرة:۱۵٤) "بھول گیا۔ آہ اس کی یاد اس قدر مردہ ہو چکی کہ بطل حریت نے ماہ صیام اور تہجد کے مقام محمود میں جبکہ وہ مسجد میں رب کعبہ کے حضور میں اس کے پاک نام کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ شہادت کے جام سے مولا کے دربار میں بولوایا جسے انہوں نے لبیک کہا۔

کس قدر ظلم ہے کتنا اندھیر ہے کیا تمہارا ناپاک قلم مردہ لکھتے وقت ٹوٹ نہ گیا تمہارے ہاتھ شل نہ ہوئے۔ بخدا اسد اللہ الغالب قیامت تک زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور قیامت تک اس کے نام نامی پر رحمتیں اور صلواتیں پہنچتی رہیں گی۔ اے اللہ، رسول اکرم ﷺ کے چوتھے وزیر حضرت علیؓ اسد اللہ الغالب پر تمام اہل اسلام کی طرف سے کروڑ کروڑ رحمتیں برسا۔ آمین!

"فمن اظلم ممن كذب على الله وكذب بالصدق اذ جآءه اليس فى جهنم مثوى للكفرين (زمر:۳۲) "اور اس سے بڑھ کر ظالم شخص کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے جب سچی بات اس کو پہنچے وہ اس کو جھٹلائے کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں۔

سبحانك هذا بهتان عظيم

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱، ۵۲۲) پر فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو ردر گوپال بھی کہتے ہیں۔ (یعنی فناہ کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ آریہ قوم کے لوگ ان دنوں میں کرشن کا انتظار کرتے تھے وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔''

بیں عقل ودانش بباید گریست

اللہ تبارک وتعالیٰ عزاسمہ کی ذات والا تبار پر ایک قبیح بہتان ہے اور ایسا رکیک حملہ ہے۔ جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔ یہ ایک ایسا خیال فاسد ہے جس کے تصور سے مسلمان کی روح لرزہ براندام ہوتی ہے اور ایمان اعوذ باللہ کی گود میں استغفر اللہ کی پناہ میں سبحانک اللہ کی آغوش مرحمت میں منہ ڈھانپ لیتا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

رسول اکرم ﷺ پر ایک عظیم بہتان

(چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲) پر فرماتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا ''کان فی الهند نبی اسود اللون اسمه کاهنا'' یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔''

مندرجہ بالا عبارت مرزا قادیانی حدیث نبوی قرار دے کر پیش کی ہے۔ حالانکہ یہ عبارت تمام احادیث نبویہ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔

مرزا قادیانی بلا کے دوراندیش تھے۔ آپ کو اپنی نبوت کا خیال آیا کہ لوگ اعتراض کریں گے کہ پنجاب میں نبوت اور وہ بھی سلسلہ ختم ہونے کے بعد حالانکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سوائے چند جھوٹوں کے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے الہامی مشینری کو حرکت دینے کی سوجھی اور قلم سنبھالتے ہی دیدہ دانستہ یہ عربی عبارت بنا ڈالی۔ چونکہ یہ عبارت سرور کونین ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہے اس لئے اس کا جواب بھی فیض ترجمان ہی کے ارشاد میں سن لیجئے۔

''عن سمرة بن جندبؓ والمغيرة ابن شعبةؓ قالا قال رسول اللهﷺ من حدث عني بحديث يرىٰ انه كذب فهواحد الكاذبين '' سمرہؓ بن جندب اور مغیرہ شعبہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری نسبت ایسی حدیث بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۶، باب وجوب الروایۃ عن الثقات وترک الکذابین)

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کیا عرض کروں اور کس طرح نفس مضمون کو پیش کروں رونا آتا ہے اور دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے۔ میرا رواں رواں لرزہ براندام ہے اور آنکھیں اندھیروں میں غوطہ زن ہیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آہ! تعصب تیرا ستیاناس۔ اے عشق تیرا خانہ خراب، اے ہوس تیرا برا ہو، خواہش نفسانی میں ضعیف انسان کیا کچھ کر گزرتا ہے۔ ہوس اسے اندھا بنا دیتی ہے اور دماغ میں جذبات کا تلاطم خیز طوفان اسے مجنوں بنائے بغیر نہیں رہتا۔ پھر سگ لیلیٰ بھی لیلےٰ ہی نظر آتی ہے اور بادہ پیمائی میں تصور محبوب کائنات ارضی کے ذرہ ذرہ میں وہی سماں پیش کرتا ہے۔ وہ پتھروں اور سنگریزوں کو مخاطب کرتا ہے اور درختوں اور پتوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور بادصرصر کو پیغام دیتا ہے نہ اسے کھانے کی ہوس ہوتی ہے اور نہ پینے کا خیال۔ بس خیال محبوب اس کی غذا دیدار محبوب اس کی شراب وہ دلی خیالات کی ترجمانی میں محبوب کا نقش درختوں کے تنوں پر کھینچتا اور اظہار خیالات پتوں پر کرتا ہے۔

میرے خیال میں مرزا آنجہانی کو مسیح موعود بننے کا ایک عشق تھا اور یہ ایک ایسا آزار تھا جو صبح سے شام تک ان کو بے چین بنائے رہتا اور وہ اسی موہوم خواہش میں صبح کو قلم سنبھالتے اور طرح طرح کے خیالات قلمبند کرتے کرتے شام کر دیتے اور کچھ مطمئن سے ہوتے کہ اب تو میں یقیناً مسیح موعود ہوں۔ مگر یقین کامل نہ بیٹھتا۔ اگلے روز یہ تماشہ پھر شروع ہوتا۔

دن بھر کی پریشانی اور خیالات کی پراگندگی سے رات کو متوحش خواب آتے۔ جن کو منذر خوابات سے تشبیہ دی جاتی۔ مگر صبح اس تیار کردہ عمارت میں کچھ سقم معلوم ہوتا تو اس کے ازالہ کے لئے پھر قلم سنبھالا جاتا اور لکھتے لکھتے دماغ تھک جاتا اور نیند سی آتی۔ چونکہ دماغ میں خیالات لبسے ہوتے۔ اس غنودگی میں بھی وہی منظر نظر آتے اور اس کو الہام سے تعبیر کیا جاتا اور بسا اوقات فنا

فی المسیح موعود کا خیال اس قدر ترقی پذیر ہوتا کہ آپ اس میں بت کی طرح ہوش وحواس کھودیتے اور اس خیال میں ایسے غرق ہوتے کہ حواس خمسہ میں سوائے ایک خلط کے باقی گویا ندارد اور اس خیال یار کو کشف کہا جاتا۔ مرزا آنجہانی کی تمام تصانیف کا بغور مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے۔ آپ کو عاشق ناکام کی طرح مسیح موعود کی دھن میں بیش پائیں گے اور آپ کی قلمی زندگی تقریباً ۴/۳ اسی مسیح موعود بننے کے چکر میں نظر آئے گی کہ کسی طرح مسیح موعود بن جائیں۔ مگر وصال جاناں مر کر ہی ملتا ہے اور وہ بھی کسی خوش نصیب کو ہم آپ کی محنت اور ہمت کے معترف ہیں اور جذبے کی داد دیتے ہیں کہ مسیح موعود بننے کے شوق میں ہر مشکل سے مشکل مرحلہ اور کٹھن سے کٹھن موقعہ طے کرنے میں آپ نے کوئی کمی نہ کی اور جیسا موقعہ اور وقت دیکھا الہامی سانچے میں ڈھل گئے اور مذکر سے مؤنث بننے میں کوئی شرمندگی کی پرواہ نہ کی اور حائضہ اور حاملہ ہونے کا اعتراف بھی کیا اور دردزہ کا ذکر خیر کر کے خود ہی زچہ اور خود ہی ماشاء اللہ ہفتاد سالہ چاند سا بچہ بننے میں بھی وہ کمال دکھلایا کہ بھروپیوں کا ریکارڈ مات کر دیا اور اعتراض کے موقعوں پر کولہو کے بیل کی طرح ان الہامات کے گرد یوں گھومے کہ بڑے عقلاء کی لٹیا سرے سے ڈبو دی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے وہ لطیف مضامین برائے ملاحظہ درج ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(کشتی نوح ص ۴۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۸ تا ۵۰) پر چٹخارے لے لے کر فرماتے ہیں کہ:

”یامریم اسکن انت وزوجك الجنة نفخت فیك من لدنی روح الصدق “یعنی اے مریم تو معہ اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھوک دی۔ یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔

خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے۔ ”نفخنا فیه من روحنا “پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے۔ پھر سب کے آخر ص ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔

”یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمة “اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام سے ظاہر ہوا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ جس کی روح کا نفخ ص ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن

مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی۔ دیکھو ص ۴۹۶ اور ۵۵۶ براہین احمدیہ اور اس واقعہ کو سورۃ میں تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر اس کے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۂ تحریم میں اس زمانہ سے تیرا سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن مجید موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو۔ پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورہ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اس میں سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا۔ کیا میں اس وقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہورہا تھا۔ تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے۔ اس نے براہین احمدیہ میں تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ اس طرح سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

"فاجاءها المخاض الیٰ جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا" پھر یعنی مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ کھجور کی طرف لے آئی..... کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔"

ایمان کے دشمن ہیں جلوے بت کافر کے
فتنے تو ذرا دیکھو ترکیب عناصر کے

اس ساری عبارت کا مفہوم دو باتوں پر ختم ہے۔ مگر آپ اپنی عادت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اس لئے خواہ مخواہ طول دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے فرقان حمید کی آیت کو محرف ومبدل کیا گیا ہے اور بجائے یا آدم اسکن کے یا مریم اسکن ٹھونسا گیا ہے۔ حالانکہ آدم مذکر ہے اور مریم مؤنث ہے۔ فرقان حمید کی اصطلاح میں زوج کا لفظ بیوی یا جوڑا کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر یہ آج ہی معلوم ہوا کہ قادیانی لغت میں زوج کے معنی دوست ہیں اور اگر یہ معنی صحیح بھی تسلیم کر لئے جائیں تو بھی دوست مذکر کے صیغہ میں آئے گا۔

کس قدر ظلم ہے کہ مریم صدیقہ علیہ السلام کو جسے قرآن کریم تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دے رہا ہے اور جس کے عفیفہ ہونے کی بشارت مولا کریم بیان فرما رہا ہے اور جس کی پرورش کے بیشتر حصہ میں عنداللہ رزق آتا ہو اور جس کو صدیقہ کا خطاب دیا گیا ہو۔ اس کے حق میں آہ وہ بھی مسلمانی کی آڑ میں جو مدعی نبوت بنتا ہو اور اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہلواتا ہو۔ حالانکہ ایسی کروڑ بیویاں مریم صدیقہ علیہ السلام کے پاؤں کی خاک پر قربان کر دی جائیں۔ ایسا حملہ جس سے شرافت پناہ مانگتی ہو کرتا ہے۔

کیا کوئی شریف عورت یہ برداشت کر سکتی ہے کہ اس کو ایک اجنبی شخص یہ کہے کہ اے فلاں عورت تم اور تمہارے دوست باغ میں رہو۔

فرض کرو ابھی چند ہی روز کا واقعہ ہے کہ لاہور اسٹیشن پر ایک غریب کلرک جو ڈی۔ ٹی۔ ایس کے دفتر میں نوکر تھا۔ گاڑی کے نیچے آ کر کٹ گیا۔ مگر خوش قسمتی سے ولایت کا ایک انگریز ڈاکٹر جو فن جراحی میں مشہور ہے اور جس کو مسٹر کلارک کہتے ہیں کہ کوشش سے بچارے کلرک کی جان بچ گئی۔ اس نے کمال ہوشیاری سے ایک بکری کا نچلا دھڑ کلرک کے ساتھ عمل جراحی سے لگا دیا اور اس میں روح پھونک دی۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجروح اچھا بھلا ہے اور باقاعدہ چھ گھنٹے دفتر میں کام کرتا ہے اور ۷۵ روپیہ تنخواہ پاتا ہے اور آڑھائی سیر روزانہ دودھ دیتا ہے۔

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی؟

اہل علم اور اور صحیح الدماغ حیران ہوں گے اور اس واقعہ کو باور نہ کریں گے۔ مگر مرزائی پھر ضرور ایمان لاتے ہوئے لبیک کا نعرہ لگائیں گے اور اگر وہ بھی اہل علم کی طرح واقعہ ہالہ سے انحراف کریں تو میں حق بجانب ہوں کہ ان سے سوال کروں کہ کیا ایک ہی آدمی گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر مذکر سے مؤنث اور مؤنث سے مذکر بن سکتا ہے اور کیا مرد کا بھی رحم اور اندام نہانی

وغیرہ ہوتا ہے اور کیا ان کو بھی کبھی حیض آتا ہے۔ کیا مرد بھی کبھی حاملہ ہوئے ہیں اور دردزہ کی کلفت میں پڑے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے ایک الہام پر آئندہ صفحوں میں ہم نے روشنی ڈالی ہے اور کیا مرد بھی بچے جنا کرتے ہیں اور دس ماہ تک برابر حمل کو اٹھائے پھرتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ کولہو کے بیل کی طرح جہاں سے چلے تھے وہیں کے وہیں ہی براجے ہیں۔ یعنی زچہ بھی آپ اور بچہ بھی آپ ہیں۔ مگر ایک بات قابل قدر اور جواب طلب ہے کہ وہ دو برس کی مدت تک صفت مریمیت میں کس عمر میں اور کہاں پرورش پاتے رہے اور کون سے پردے میں عورتوں کی طرح نشوونما پائی اور اس کی کیا سند اور دلیل ہے۔ مہربانی کر کے تفصیل سے بیان کریں۔

آپ کی یہ جدت بھی ملاحظہ ہو کہ براہین احمدیہ میں سورہ تحریم کی خداتعالیٰ نے خود تفسیر کردی اور یہ چیلنج بھی ملاحظہ کریں کہ ایک طرح قرآن مجید کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور عقل وتدبیر سے سوچو۔

مرزائیو! سن رہے ہو۔ مسیلمہ ثانی صاحب کتاب وصاحب تفسیر نبی ہیں۔ آپ لوگوں کو مبارک ہو کہ کلام مجید کے عوض براہین احمدیہ آسمانی کتاب مل گئی اور لطف یہ ہے کہ اس کی تفسیر بھی خداتعالیٰ نے خود کردی اور ظلی اور بروزی جھمیلے سے بھی جان چھوٹی اور لاکھوں پائے جو نبی صاحب کتاب مل گیا۔ اب کلام مجید کی بجائے براہین احمدیہ کی ہی تلاوت کیا کرو۔ کیونکہ اسکی تفسیر بھی خداتعالیٰ نے خود کی ہوئی ہے۔

اب ہم ناظرین کرام کو فرقان حمید کی سورہ تحریم کی اصل عبارت معہ ترجمہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ آپ پر اس گپ محض کی حقیقت بھی آشکارا ہو جائے۔

''ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا وصدقت بکلمٰت ربها وکتبه وکانت من القنتین (تحریم:۱۲)'' ﴿عمران کی بیٹی مریم کی جنہوں نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے ان کے پیٹ میں اپنی ایک روح پھونک دی اور وہ اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی رہیں اور وہ فرمانبردار بندوں میں سے تھیں۔﴾

اب مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور دعویٰ کو ملاحظہ کریں تو آپ کو روز روشن کی طرح یہ ثابت ہو جائے گا کہ دجل دینے کے لئے افسانے اور گپیں تراشی گئی ہیں اور اصل میں دماغی فتور کی وجہ سے مجبور ہیں۔ آپ کو اچھی طرح سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان آیات میں جو مرزا قادیانی کی

طرف سے بطور دعویٰ پیش کی گئی ہیں ایک شمہ بھر بھی صداقت نہیں اور اشارہ وکنایہ تک بھی کسی پیش گوئی کا ذکر تک نہیں اور نہ ہی یہاں جو مرزا قادیانی کا دعویٰ کے الفاظ ہیں اور نہایت واضح الفاظ ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

یعنی یہ کہ ''اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اسی میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا۔ کیا میں اس وقت موجود تھا۔ جب کہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے۔'' (کشتی نوح ص ۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹)

ہمارے خیال میں مرزا قادیانی سید محمد جونپوری کے واقعی ہم مشرب بھائی تھے اور جو کچھ بھی انہوں نے لیا جونپور کی تعلیم سے لیا۔ سید محمد جونپوری نے ہندوستان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے سید محمد مہدی کو میراں سید محمد مہدی پکارتے تھے۔ اس کے باپ کا نام سید خاں تھا۔ جب علماء نے اس سے سوال کیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مہدی میرے نام اور میرے باپ کے نام سے موسوم ہوگا تو اس نے یہ جواب دیا کہ خدا سے پوچھو کہ اس نے سید خاں کے بیٹے کو کیوں مہدی کیا، دوئم کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی بنائے۔

امت مرزائیہ ہوش میں آ!

مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے قائل صرف اس لئے نہیں کہ یہ قانون قدرت اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہے اور چونکہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر پر بھروسہ نہیں۔ اس لئے کرہ آتشیں و زمہریر محالات عقلی کے جال میں مقید کئے ہوئے ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا فطرت سلیمہ اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ تن واحد بے پیندے کا لوٹا بن جائے اور فاعل فعل اور مفعول کی ترکیب کو حذف کرتے ہوئے زچہ کی مشکلات سے دوچار ہوتا ہوا۔ صنف نازک کے زمرے میں شامل ہوکر پردے میں نشوونما پائے۔ حیض ونفاس کی ناپاکیوں میں ناپاک رہے۔ دس ماہ تک حاملہ رہے دردزہ کے مصائب میں برداشت کا مادہ نہ رہے اور غم وصبر کو ایسا تاراج کرے کہ زندگی کو موت پر ترجیح دی جائے اور آخر مرکر ہفتاد سالہ چاند سا سفید داڑھی اور گرے ہوئے دانت والا بچہ پیدا ہو۔ جس کا ٹیڑھا منہ اور جھیلوی پڑا چہرہ ہو۔ کیا یہ

امت مرزائیہ کے لئے ممکن ہے کہ وہ اس اعجاز پر وجد میں آوے اور امنا وصدقنا کے نعرے بلند کرے اس لئے کہ یہ اپنی آنکھ کا شہتیر ہے۔ جو دکھلائی نہیں دیتا۔ مگر مسیح علیہ السلام کا وہ لطیف تنکا جو رب کعبہ کی مشیت سے انصرام پایا اور آیات اللہ قرار دیا گیا اور جس کا نزول قیامت کی نشانیوں سے ایک نشان ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے" وانہ لعلم الساعة (زخرف:٦١)" اس کی نگاہ میں خار کی طرح کھٹکے۔ خلاق جہاں کو تو اس بات پر قادر نہ سمجھا جائے کہ وہ اپنی پیدا کردہ مخلوق کو جہاں چاہے لے جاسکے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس کا مجاز سمجھا جائے کہ وہ جو چاہیں کہیں اور باتوں ہی باتوں میں زمین اور آسمان کے قلابے ملادیں اور طرفہ یہ کہ سب زبانی ہی جمع خرچ ہو۔ ان فاسد اعتقادات کے رکھتے ہوئے تمام دنیا کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور کافر کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور اس نبوت کے برتے پر دعوت دی جاتی ہے اور ڈنڈے کے زور پر اطاعت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور نہ ماننے والوں کے حق میں پنجابی نبی چٹخارے لے لے کر بازاری روایات فرخدالی سے استعمال کرتا ہے کہ میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں اور پھر یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ کسی انسان کو حیوان کہنا بھی گالی ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میرے لبوں پر میرے خدا نے ایک شیریں چاشنی رکھ دی ہے۔ یعنی میرے بول بہت ہی میٹھے ہیں۔

ان العدا صاروا خنازیر الفلا
نسائهم من دونهن الاکلب

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

ہم کہتے ہیں کہ مہربانی کر کے ذرا منہ کو پونچھیے اس شعر کے کہنے سے شیرینی کی رال ٹپک کر ریش مبارک تر کر گئے۔ افسوس مسلم کی زبان سے اس تصویر کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر نکل گیا۔

تو نے دنیا ہی بدل ڈالی میری
اب تو رہنے دے یہ دنیا داریاں

سچے شفیع کی بھی خوب کہی جو اس دنیا میں کام نہ آیا۔ بلکہ جھوٹے وعدوں پر ہی ٹالتا رہا وہ دوسرے جہاں میں کیا خاک کام آئے گا۔ جب کہ تمام پیغمبر سوائے آنحضرت ﷺ کے نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے اور امت مرزائیہ کو اس شفاعت پر بھروسہ رکھنا چاہئے ورنہ کلام مجید تو سوائے سرکار مدینہ ﷺ کے کسی دوسرے کو شفاعت کی اجازت نہیں دیتا۔

اعلان عام یعنی مبلغ یک صد روپیہ انعام

میں امت مرزائیہ ہر دو جماعت کو وہ اندلسی ہوں یا دمشقی بہ بانگ دہل چیلنج دیتا ہوں کہ وہ سورہ تحریم سے یہ پیش گوئی ثابت کریں اور اس کو امیر جماعت سے تصدیق کرا کر ایک رسالہ کی شکل میں شائع کریں۔ اس کے جواب الجواب میں ہمارا ٹریکٹ بغرض فیصل مقررہ منصف کو بھیج دیا جائے گا رقم موعودہ بعد از فیصلہ منصف لینے کے حقدار ہیں۔ کسی میں ہمت ہے تو مرد میدان بنے اور انعام حاصل کرے۔ اس انعام کی میعاد تا قیام زمانہ ہے۔ ایم۔ ایس خالد!

دنیائے جہاں کی رشد و ہدایت کے لئے جس قدر ہادیان ملت والدّین مبعوث ہوئے ان کی پاک زندگی و مبارک تعلیم میں سب سے انسب اور قابل ستائش ایک ایسا زریں اصول چشم بینا کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے کوئی عمل پیرا راہ راست سے کبھی بھٹک نہیں سکتا اور اس کی تائید موقعہ بہ موقعہ واقعات کی روشنی میں جابجا یکے بعد دیگرے ملتی ہے۔ جن لوگوں نے صدق کو اپنا نصب العین بنایا اور جھوٹ سے نفرت کی وہ شاد کام جئے اور بامراد مرے۔ ان کی زندگی ابدی زندگی ہے۔ ان کے کارنامے اور مبارک نام صفحۂ دہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بڑی آب وتاب سے دمک رہے ہیں اور ابدلآباد تک چمکتے رہیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی وہ بدترین چیز جرائم الخبائث ہے۔ (جھوٹ) سے بڑی سختی سے نفرت دلائی اور سچائی کے محاسن کچھ اس شان سے پیش کئے کہ وہ جن کی گھٹی میں جھوٹ پڑا ہوا تھا اور جو اسی کے برتے پر خلق خدا کو لوٹتے اور دھوکہ دیتے تھے کچھ ایسے بیزار ہوئے کہ پھر ان کے منہ سے کبھی جھوٹی بات کا اعادہ نہ ہوا اور سچائی ان کے گھروں کی لونڈی ہو کر رہی۔

قرون اولیٰ کا چپہ چپہ پکار پکار کر یہ مناظر پیش کرتا ہے کہ ان خدا کے بندوں نے جھوٹ بولنا اس وقت بھی پسند نہ کیا۔ جب کہ وہ دار و رسن سے گلوگیر ہوئے۔ جھوٹ بول کر جینا وہ بے حیائی سمجھے اور موت کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کے مالک ہوئے۔

آقائے نامدار محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا سب سے وہ پہلا مصدق ابوبکرؓ سے صدیق ہوا۔ جب حضور ﷺ کی رفاقت میں پابہ رکاب خدمت گار ہجرت ہوا۔ آہ! اسلام پر رسول اکرم ﷺ کی شان پر اس سے زیادہ مشکل وقت اور کوئی شاید نہ آیا ہوگا۔ سو اونٹ کے لالچ میں دنیاوی کتے ناموس الٰہی کو صفحۂ ہستی سے ناپید کرنے پر تلے ہوئے محو جستجو تھے اور یہ خدا کی امانت کو لئے ہوئے کشاں کشاں یثرب کو جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں ایک متلاشی ابوبکرؓ سے راہ گیر ہوا

اور تلخ لہجہ میں بولا کہ اے ابوبکرؓ یہ تمہارے ۱؎ ساتھ دوسرا کون ہے۔ کیونکہ وہ رسالت مآب کو نہیں جانتا تھا۔ چونکہ ابوبکرؓ کے لئے موقعہ گوئم مشکل نہ گوئم مشکل کا مصداق ہوا۔ اگر حضور کا نام نامی زبان پر آتا ہے تو خدا کی امانت خطرے میں پڑتی ہے اور اگر جھوٹ بولا جاتا ہے تو ایمان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اف یہ ابوبکرؓ کے لئے کیسا مشکل مرحلہ اور نازک موقعہ تھا۔ ایسے کٹھن وقت میں مشیت ایزدی کو گویا رفاقت وصداقت کا امتحان لینا منظور تھا۔ وہ صدق ووفا کا مجسمہ اس انوکھے سوال سے گھبرایا کا اور معا بولا یہ آدمی مجھے ۲؎ سیدھا راستہ بتاتا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۵۶، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ)

عاشق محبوب یزادانی پر غم ومصیبت کے پہاڑ توڑ دیئے گئے اور متواتر فاقوں پہ فاقے دے کر پوچھا گیا کہ دامن محمد ﷺ سے کنارہ کش ہونے کو تیار ہے یا ابھی کسی اور خدمت کی ضرورت ہے۔ وہ بھنورا جو پھول سے کوسوں دور تھا۔ وہ چکور جو ماہتاب کو نہ دیکھ سکتا تھا مگر وہ پروانہ جس کا دل شمع ہدیٰ کی نورانیت سے لبالب لبریز تھا۔ یوں گویا ہوا۔

۱؎ من معك۔

۲؎ رجل یھدیٰ السبیل۔

آغاز ہجرت نبوی میں جب کہ وہ دریتیم ابھی صدف میں پنہاں تھا۔ وہ سراج المنیر جسے کفر کے گھٹا ٹوپ سیاہ بادل گھیرے ہوئے تھے وہ ماہتاب رسالت جو ابھی طلوع ہی ہوا چاہتا تھا اعداء میں یوں گھرا ہوا تھا۔ جیسے بتیس دانتوں میں زبان۔ یہ خدا کے پسندیدہ دین کے بچپن کا زمانہ تھا اور ابھی شجر اسلام برگ وگل سے بے بہرہ ہی تھا۔ ہاں ننھی ننھی پتیاں سبز منہ لئے اسلامی پیدائش کی مؤید تھیں۔ ان میں کی ایک معصوم پتی جیسے خبیب بن عدی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اعدا نے دھوکہ دہی سے اسیر کی اور پابہ جولان مکہ میں لائے۔ قریش مکہ دارالندوہ میں جمع تھے اور اس کی ایذارسانی کے لئے صدہا چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اور بلآخر یہ قرار پایا کہ اس بے گناہ کو جو پہلے ہی تختۂ ظلم وجفا بنا ہوا ہے اور زیادہ سے زیادہ دکھ اور مصائب دیئے جائیں اور بھوک وپیاس کے عذاب سے دوچار کر کے دین مبین سے رشتہ اخوت چھڑایا جائے۔ وہ یہ گمان رکھتے تھے کہ ایسا کرنے سے یہ پروانہ شمع کو بھول جائے گا۔ مگر بقول ٹھیکہ۔

اسلام کے پودے کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

یہ ممکن ہے یکا یک چھوڑ دے گردش زمیں اپنی
یہ ممکن ہے زمیں پر ٹیک دے سورج جبیں اپنی
یہ ممکن ہے نہ برسے ابر باراں کوہساروں میں
یہ ممکن ہے نمک بن جائے پانی رودباروں میں
یہ ممکن ہے جلانا آب کا دستور ہو جائے
یہ ممکن ہے حرارت آگ سے کافور ہو جائے
مگر ممکن نہیں اس دل سے الفت دور ہو جائے

آہ! محبوب سبحانی کی چاہت میں یہ کانٹے مجھے پھولوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ تکالیف مجھے راحت سے زیادہ مرغوب ہیں۔ یہ رنج ومحن اور فاقے میرے لئے ابدی خوشیاں ہیں۔ستالو جس قدر ستا سکتے ہو اور برسو جس قدر تمہارے بازوئے قوت میں زور ہے۔ یہاں تک کہ میرا رواں رواں تھرا اٹھے اور میری روح قالب سے بیزار ہو جائے۔

عاشق رسول کی توقیر اور دلی جذبات کی قدر و منزلت کو کفار مکہ بھلا کیا جانتے تھے اور زیادہ غیض وغضب میں بھڑک اٹھے اور دیوانہ وار یہ فیصلہ کیا کہ اس بے باک کو مصلوب کر دیا جائے۔

حضرت خبیبؓ نے یہ خوفناک فیصلہ خندہ پیشانی سے سنا اور بررضائے مولا صابر وخاموش رہے اسی اثناء میں مالک مکان حارث بن عامر کا بچہ تیز چھری سے کھیلتا ہوا مکان کے اس حصہ میں جس میں خبیبؓ مقید تھے پہنچ گیا۔انہوں نے بچہ کو زانو پر بٹھا لیا اور چھری زمین پر رکھ دی۔

بچہ کی ماں نے جب یہ منظر دیکھا اور عزیز کی جان دشمن کے بس میں پائی تو غم نے صبر کو تاراج کیا کہ بے اختیار چیخ نکل گئی اور اوساں خطاء ہو گئے۔

خبیبؓ نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر کہا کہ یہ عورت سمجھتی ہے کہ میں بچہ کو قتل کر دوں گا یہ نہیں جانتی کہ مسلمانوں کا کام غدر کرنا نہیں۔

مصلوب کرنے سے پیشتر ترک اسلام کی تلقین کی اور جاں بخشی کا وعدہ دیا تو خبیبؓ نے جواب دیا کہ جب اسلام ہی کھو دیا تو پھر جی کر کیا کریں گے۔

فرقت یار میں جینے کا سہارا کیا تھا
خوب تھی موت سوائے موت کے چارہ کیا تھا

قریش نے تمنا پوچھی تو دو رکعت نماز کی آرزو نکلی اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا میں نماز میں زیادہ وقت خرچ کرتا۔ لیکن یہ سوچا کہ کہیں اسلام کے نام پر یہ بدنما دھبہ نہ لگے کہ موت کے ڈر سے نماز لمبی کر دی۔

اس انسانیت کش اور حیا سوز منظر کے لئے تمام قریش کے چھوٹے بڑے موجود تھے اور ان میں وہ بدبخت سفیان ہزلی بھی بیٹھا تھا۔ جس کے ناپاک ارادوں سے آفتاب نبوت کے آٹھ اصحابیؓ شہید ہوئے اور خبیبؓ اور زیدؓ گرفتار ہو کر مکہ میں قریش کے پاس فروخت ہوئے۔

آہ! قلم رکتا ہے اور دل جلتا ہے کہ جب وہ عاشق محبوب یزدانی صرف اس قصور کے بدلے کہ وہ سرکار مدینہ ﷺ کے دامن رحمت سے کنارہ کش کیوں نہیں ہوتا۔ مصلوب کیا جاتا ہے اور نیزوں کی انیوں سے اس کے بدل کو کچو کے دیئے جاتے ہیں۔ اف ایسے مشکل ترین وقت میں اور اس بے بسی و بیکسی کی حالت میں غریب الوطن خبیبؓ کو مخاطب کر کے ایک نہایت ہی سنگ دل اور جاہل نا کندۂ تراش یوں ہرزہ سرا ہوا کہ اے خبیبؓ اب تو تیرا دل بھی اس بات کا متقضی ہوگا کہ تیری جگہ اس وقت محمدؐ ہوتا اور تو آزاد ہوتا۔

نہ بھولا ہوں شہیدی اور نہ بھولوں گا قیامت تک
مزے جو جو مجھے قاتل تیری تلوار میں آئے

عاشق محبوب یزدانی نے ایک طویل درد آہ کھینچی اور بولا کم بخت تیرے بودے دماغ کی ترجمانی کے اظہار پر ہزار نفریں ہے۔ آقائے کون و مکانؐ کے نام پر خبیبؓ کی ایک جان تو کیا ہزار جانیں ہوں تو یکے بعد دیگر نثار کرنا سعادت و فخر سمجھتا۔ لیکن آقائے عالمیانؐ کے مبارک پاؤں میں ایک کانٹا چبھنے کو برداشت نہ کرتا۔

دل پہ اک چوٹ لگی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانے کیا یاد آیا

سعید بن عامرؓ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے عمال میں سے تھے۔ ان کا یہ حال تھا کہ کبھی کبھی یکبارگی وہ بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ عمر فاروقؓ نے وجہ پوچھی تو بولے مجھے نہ کوئی مرض ہے اور نہ کچھ عارضہ۔ لیکن میرے تخیل میں جب کبھی وہ واقعہ جس کے تصور سے میری روح لرزہ بہ اندام ہوتی ہے اور رواں رواں کانپ اٹھتا ہے یاد آ جاتا ہے۔ جب کہ حضرت خبیبؓ کو مصلوب کیا گیا تھا۔ میں بھی بدقسمتی سے اس مجمع میں موجود تھا۔ بے گناہ، غریب الوطن عاشق رسول خبیبؓ کی رقت

آمیز باتیں اور تڑپا دینے والے اشعار۔ اس کی مخلصی اور ایثار اور قریش کا جور و ظلم جب یاد آتا ہے
دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے تو میں بیہوش ہو جاتا ہوں۔

چنانچہ حضرت مولانا ظفر علی خاں قبلہ نے اپنے مخصوص انداز میں اسی پر کیا اچھا کہا ہے۔

پرستان لات وئسر مشکیں زیدؓ کی کس کر
جب اس اسلام کے شیدا کو مقتل کی طرف لائے
قریش اپنے جلے تن کے پھپھولے پھوڑنے نکلے
گھروں سے رقص بسمل کا تماشہ دیکھنے آئے
جبیں زیدؓ پر اس وقت وہ رونق برستی تھی
کہ صبح اولین کے نور کی بارش بھی شرمائے
یہ اطمینان خاطر دیکھ کر کفر اور جھلایا
دلوں کی تیرگی نے بدر کے داغ اور چمکائے
ابوسفیان پکارا کیا ہی اچھا ہو محمدؐ کو
تیرے بدلے اگر جلاد خاک وخوں میں تڑپائے
تڑپ اٹھتا ہوں مجھ کو جب وہ فقرے یاد آتے ہیں
بوقت ذبح اس عاشق نے جو اس طرح دہرائے
مجھے ناز اپنی قسمت پر ہو گر نام محمدؐ پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرا سراپا اس کو ٹھکرائے
یہ ہے سب کچھ گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت خبیبؓ جھوٹ بول کر عزیز جان کو نہ بچا سکتے تھے بچا سکتے
تھے اور ضرور بچا سکتے تھے۔ مگر جھوٹ بول کر جینا گناہ سمجھے اور لعنت کی زندگی کو موت پر ترجیح دے کر
جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ مگر اس نجات سے دامن صداقت کو آلودہ نہ کیا۔

چرخ نیلی فام کے نیچے جس قدر ملل اور فرقے آباد ہیں اور ان میں جو بھی ریفارمر اور
لیڈر ہوئے وہ سکھ ہوں یا پارسی، ہندو ہوں یا بدھ۔ وہ عیسائی ہوں یا یہودی غرضیکہ کوئی بھی ہو۔
جھوٹ کی مذمت کرتا ہے اور اس سے نفرت دلاتا ہے اور یہاں تک ہی نہیں جھوٹ کو ایمان کی قینچی

آمیز باتیں اور تڑپا دینے والے اشعار۔ اس کی مخلصی اور ایثار اور قریش کا جور وظلم جب یاد آتا ہے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے تو میں بیہوش ہو جاتا ہوں۔

چنانچہ حضرت مولانا ظفر علی خاں قبلہ نے اپنے مخصوص انداز میں اسی پر کیا اچھا کہا ہے۔

پرستان لات وتسر مشکیں زیدؓ کی کس کر
جب اس اسلام کے شیدا کو مقتل کی طرف لائے

قریش اپنے جلے تن کے پھپھولے پھوڑنے نکلے
گھروں سے رقص بسمل کا تماشہ دیکھنے آئے

جبیں زیدؓ پر اس وقت وہ رونق برستی تھی
کہ صبح اولین کے نور کی بارش بھی شرمائے

یہ اطمینان خاطر دیکھ کر کفر اور جھلایا
دلوں کی تیرگی نے بدر کے داغ اور چمکائے

ابوسفیان پکارا کیا ہی اچھا ہو محمدؐ کو
تیرے بدلے اگر جلا دخاک وخوں میں تڑپائے

تڑپ اٹھتا ہوں مجھ کو جب وہ فقرے یاد آتے ہیں
بوقت ذبح اس عاشق نے جو اس طرح دہرائے

مجھے ناز اپنی قسمت پر ہو گر نام محمدؐ پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرا سراپا اس کو ٹھکرائے

یہ ہے سب کچھ گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت خبیب جھوٹ بول کر عزیز جان کو نہ بچا سکتے تھے بچا سکتے تھے اور ضرور بچا سکتے تھے۔ مگر جھوٹ بول کر جینا گناہ سمجھے اور لعنت کی زندگی کو موت پر ترجیح دے کر جاں جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ مگر اس نجات سے دامن صداقت کو آلودہ نہ کیا۔

چرخ نیلی فام کے نیچے جس قدر ملل اور فرقے آباد ہیں اور ان میں جو بھی ریفارمر اور لیڈر ہوئے وہ سکھ ہوں یا پارسی، ہندو ہوں یا بدھ۔ وہ عیسائی ہوں یا یہودی غرضیکہ کوئی بھی ہو۔ جھوٹ کی مذمت کرتا ہے اور اس سے نفرت دلاتا ہے اور یہاں تک ہی نہیں جھوٹ کو ایمان کی قینچی

اور بولنے کو نجاست کھانے کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہوئے اس کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

۱...... ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘

(اربعین نمبر۳ص ۲۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ص ۴۰۷)

۲...... ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی ان کا کوئی اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ص ۲۳۱)

۳...... ’’جیسا کہ بت پوجنا شرک ہے جھوٹ بولنا بھی شرک ہے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں۔‘‘ (اخبار الحکم ص ۱۱صفر ۱۳۲۳ھ)

۴...... ’’جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ص ۴۵۹)

۵...... ’’غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت ہی شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔‘‘ (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ص ۱۳)

۶...... ’’نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں ص ۲۱، خزائن ج ۱۵ص ۲۱)

۷...... ’’اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے اور سب پر ایمان فرض ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ص ۳۹۰)

قارئین کرام! کی دلچسپی کے لئے اب ہم مرزا قادیانی کی وہ کذب بیانیاں جو بھوکے پیٹ پانی پی پی کر بولی گئیں اور ایسے ڈبل ڈبل جھوٹ جن کی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے اور وہ ابلہ فریبیاں جن سے رندان زمانہ ٹھوکریں کھائیں مشت نمونہ از خروارے بیان کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ کوئی مسیح کا لال اس کی تردید کسی رنگ میں نہ کر سکے گا اور ظل اور بروز استعارے اور تاویلات انشاء اللہ ہمارے اس مضمون کے سامنے قاصر وعاجز رہیں گے اور ناخن تدبیر عقل کے چکر میں افتاں وخیزاں ناتمام وناکام ہی ثابت ہوں گے۔

یوں تو مرزا کے یہ پاک جھوٹ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور انشاء اللہ ہم کسی آئندہ اشاعت میں قلمبند کریں گے۔ مگر یہاں صرف چند ایک جھوٹ پر ہی اکتفا کرتے ہیں ہر ایک جھوٹ کے ساتھ مرزا آنجہانی کا مصدقہ خطاب یا بروز کی رنگینیاں ہوں گی۔ آپ کی جدت طرازیوں پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بہائم کا سمندر ہوں درندوں کا بیاباں ہوں
عدو سے کیا غرض آپس میں ہی دست وگریباں ہوں
خدا کے فضل سے بدبخت ہوں تنگ دل ہوں ناداں ہوں
میری گردن میں ہے طوق غلامی پابجولاں ہوں
درِ آقا پہ سر ہے کفش برداری پہ نازاں ہوں
کرشن قادیاں ہوں جے سنگھ ومعجون مرکب ہوں

ضمیمہ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا پہلا جھوٹ

(حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) پر فرماتے ہیں کہ:

''مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ شخص نبی کہلاتا ہے۔''

مسیح قادیانی مسیلمہ ثانی کی چاہتی بھیڑ وخدارا چشم بصیرت وا کرو۔ ''یحرفون الکلم عن مواضعه'' کے مصداق یہودیوں کے کان کاٹتے ہوئے ضمیمہ نبوت نے خودساختہ نبوت کی تائید میں حضرت مجدد صاحب سرہندیؒ پر افتراء کیا کہ انہوں نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ جس پر بکثرت امور غیبیہ ظاہر کئے جائیں وہ شخص نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ نبی کا لفظ تحریف کا مرہون منت ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ محدث کہلاتا ہے۔ روز روشن میں کس دیدہ دلیری سے دھوکہ دیا گیا ہے۔

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

مسیلمہ ثانی مسیح قادیانی کا دوسرا جھوٹ

(کشتی نوح ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۴۱) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

''دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مرجاتے ہیں اور کروڑہا ارادہ سے پیدا ہوجاتے ہیں۔''

جعلی مسیح زماں، بناوٹی مہدی دوراں کے نام لیواؤ کیا تم میں کوئی چشم بصیرت بھی رکھتا ہے جو عقل وتدبر کو ناخن تدبر سے کھولے اور انبیائے سابقین کے کلمات طیبات پر اور ان کی مبارک سیرت پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور سوچے کہ جس افسانہ گوئی اور مبالغہ آرائی کا اظہار سلطان القلم نے کیا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی یاد سلف میں ملتی ہے۔ انبیائے صادقین کی

تحریرات میں تو کہاں ملیں گی۔ کسی ایرے غیرے افسانہ گو کی تصنیفات بھی مشکل سے اس کی نظیر شاذ و نادر ہی پیش کر سکیں گی۔ مسیح زماں، سلطان القلم صادق نبی اللہ قادیانی کی یہ سچی تحریر خدا نہ کرے صادق ہو۔ ورنہ ایک دن میں صفحۂ ہستی پر کوئی ایک متنفس جیتا نظر نہ آئے گا اور بے چارا ہندوستان تو زیادہ سے زیادہ دو ساعت میں اللہ میاں کا مہمان ہو گا اور دوسرے ممالک تو اس سے بھی کم ایک ساعت یا اس کے نصف یا پون اور چوتھائی کے ہی مہمان ہوں گے۔ ہاں وہ بچے جو اس نئی پیدائش میں پیدا ہوں گے اور جن کی مائیں دودھ دینے سے پیشتر چل بسی ہوں گی مسیح زماں کی شان تو تلی و گنگ زبان میں گاتے اور بلبلاتے ضرور نظر آئیں گے۔ مگر افسوس شاید سوائے سلطان القلم کے دیکھنے والا کوئی نہ ہو گا اور وہ بچے بھی تو ذخیرہ ہست ختم ہونے کے باعث نیست ہو جائیں گے۔ شاید اسی لئے آپ نے اپنے نام پر یہ بھی کہا ہے کہ میں اس زمانے کا صور ہوں۔ غرضیکہ اسی اصول کے مطابق دنیا آن واحد میں بنتی اور اجڑتی رہے گی اور یہ چکر شام سے پہلے پہلے ”کل من علیھا فان“ نقارہ بجا کر رہے گا۔ مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
کاذب ہے قادیانی اور ابلہ فریبی ساری

امین الملک جے سنگھ بہادر قادیانی مسیلمہ ثانی کا تیسرا جھوٹ

(دافع البلاء ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۸) پر فرماتے ہیں کہ:

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل میں نبیوں نے وعدہ دیا اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔“

اور اس کی تائید (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵) پر یوں فرماتے ہیں کہ:

”اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“

پھر اس کی تائید میں (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

”اے عزیزو۔ تم نے وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو (مرزا قادیانی) تم نے دیکھ لیا ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش ظاہر کی تھی۔“

اور اس کی وضاحت (سراج المنیر ص ۴، خزائن ج ۱۲ ص ۶) پر یہاں تک کی ہے کہ:

''هو الفضل من بعض انبیاء''یعنی وہ مرزا بعض نبیوں سے بھی افضل ہوگا۔''

امین الملک جے سنگھ بہادر قادیانی مرزا آنجہانی کے مخلص چیلو! کیا تم میں کوئی گرو کا لال ایسا بھی ہے جس نے کلام مجید کبھی دیکھا بھی ہو اور وہ اپنے گرو کی قسم کو سچا کرنے کے لئے وہ آیت دکھلائے جس میں مرزا آنجہانی کی بعثت لکھی ہوئی ہے اور انبیاء علیہم السلام اس کے مصدق ہیں اور اگر یہ قیامت تک نظر نہ آئے تو اسی قدر کافی ہے کہ وہ توریت اور انجیل سے مرزا کی بعثت ثابت کر دے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف اسی قدر ''انا انزلناہ قریباً من القادیان ''ہی دکھلا دے اور اگر یہ بھی ناممکن ہے تو ان مصدقین مرسلین من اللہ کے اسمائے گرامی جنہوں نے مرزا کی بشارت اپنی اپنی امتوں کو دی یا جنہوں نے مرزا کے دیدار کی خواہش کی بتا سکے اور اگر اس سے بھی قاصر ہو تو صرف یہی کافی ہے کہ فرقان حمید میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کب سے شروع ہوگی۔ اچھی مسیحت ہے کہ اچھے ہونے کی بجائے بیماری کا لین کلیر ہو رہا ہے اور اگر اس میں بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا نہ ملے تو کہو کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اور صدق دل سے اللہ اور اس کے محبوب پیامبر پر ایمان لاتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے سامنے سر اطاعت کو خم کرو۔

''لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی فمن قاله فاقتلوه ومن قتل منهم احدا فله الجنه ''رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوں گے تیس دجال بڑے جھوٹے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اس کو قتل کرو۔ جو شخص اس سے کسی کو قتل کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ (کنز العمال ج۱۴ ص۱۹۹، حدیث نمبر ۳۸۳۷۶)

آ غیریت کے پردے ایک بار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقش دوئی مٹا دیں

کرشن قادیانی مسیلمہ ثانی کا چوتھا جھوٹ

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) پر فرماتے ہیں کہ:

''میری عمر کا اکثر حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

پھر اس کی تائید مکرر (ستارہ قیصریہ ص۳،۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴، تحفہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۲

ص ۲۵۵) میں خلاصہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''پچاس ہزار سے زیادہ کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر میں نے اس ملک میں اور نیز بلاد اسلامیہ کے مقدس شہروں مکہ ومدینہ روم وقسطنطنیہ بلاد شام ومصر وکابل جہاں تک ممکن تھا شائع کئے۔ تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا۔ خدا کی نگاہیں اسی ملک پر ہیں جس پر تیری ملکہ معظمہ ہے۔''

پھر اسی کی تائید میں (اربعین نمبر۳ ص ۲۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۸) پر فرماتے ہیں کہ:

''میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعوے کے ثبوت کے متعلق اشتہار شائع کئے ہیں وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں۔''

حالانکہ مرزا قادیانی کی زندگی اور اس کے کارنامے اظہر من الشمس ہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ بذات خود بات کا بتنگڑ بنانے کے عادی تھے اور دوسرا ان کے مرید حسن عقیدت میں مرزا قادیانی کی سوانح حیات کو سنہری الفاظ میں ایک ایک پہلو اور لفظ لفظ کو عملیوں سے آئے دن پیش کرتے رہتے ہیں اور یہاں تک کہ ان کی تمام زندگی کا ایک ایک لفظ جمع کر کے تعویذ بنا ڈالے ہیں اور اسی طرح سے مرزا قادیانی کے وہ دوست جنہیں مرزا کی اصلی حیثیت وشخصیت کو عوام الناس کے سامنے پیش کرنا ہے بھی ان کے لئے آئے دن تردید میں کچھ نہ کچھ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہی رہتے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی مشکل مرحلہ نہیں جو قابل شمار ہو۔ مرزا آنجہانی نے جو اپنی زندگی میں اشتہار دیئے وہ انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں۔ مگر مناسب یہ ہے کہ چیز بھی بلاشہادت کے نہ پیش کی جائے۔ چنانچہ میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق نے تبلیغ رسالت کے نام سے دس حصے شائع کئے جن میں مرزا قادیانی کے تمام اشتہارات کو جمع کر دیا اور جن کی مجموعی تعداد دو صد اکسٹھ ہے۔

اب مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ ساٹھ ہزار کے قریب اپنی صداقت میں اشتہارات شائع کئے کس قدر مبالغہ آمیزی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔

ہے کوئی مسیح کا لال جو مرزا قادیانی کو ساٹھ ہزار اشتہارات مختلف ناموں سے پمفلٹوں کی شکل میں ہیں پیش کرے اور اگر یہ ثبوت بہم نہ پہنچ سکے تو وہ فراخ دلی سے یہ ہی تسلیم کرے کہ مرزا قادیانی کے قلم سے سہواً یہ جھوٹ نکل گیا ہے۔ گو بہت بڑے ہزاری نبی تھے۔ مگر آخر تھے تو انسان! انسان نسیان کا پتلا ہے۔ بھول جانا اس کا کام ہے کیا ہوا کہ یہ غیر معمولی چھوٹا سا جھوٹ نکل گیا اور اس میں کسی کا کون سا نقصان ہوا۔

بہر حال بات ختم کرنے کو یہ ہی کافی ہے کہ وفور محبت یا خبط مسیح موعود میں دنیا کو یقین دلانے کے لئے کہ میں ہی مسیح موعود ہوں یا مبالغہ آرائی کے طور پر عمداً نہیں سہواً کسی اور خیال میں نکل گیا تو ہوا کیا۔ معاملہ رفت گزشت کرو اور کوئی اور بات پیش کرو۔

مرزا قادیانی کا یہ فرمان کہ میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی تائید وحمایت میں خداوندان لندن کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔

اللہ اللہ پنجابی نبی کا قلم جھوٹ گرانے کا ٹھیکیدار ہو چکا ہے۔ جب بھی لکھتا ہے جھوٹ ہی لکھتا ہے۔ سیدھی بات اور سچی تحریر شاذ ونادر ہی قلم سے نکل جائے تو نبوت کے نام پر شاید دھبہ لگتا ہے۔

اس تحریر میں جو سراسر کذب وافتراء کی تصویر ہے میں جس قدر مبالغہ آرائی اور ڈھٹائی سے کام لیا گیا ہے وہ اہل علم کے نزدیک اس قدر بھیانک اور لائق تحقیر تحریر ہے کہ جو حد ملامت سے متجاوز ہے۔

حالانکہ وہ اسی (۸۰) کے قریب کتابیں جو آپ کے نام سے منسوب اور جن میں کام کی ایک بات بھی نہیں جو اپنی مدح سرائی اور مسیح موعود بننے کے عشق میں طرح طرح دل کے بخار اور اوہام کو کولہو کے بیل کی طرح چکر کاٹنے میں سیاہ کر دیا گیا ہے اور جس میں ہندوازم پر پھبتیاں اور سکھ ازم پر آوازے اور دیگر مذاہب کی توہین اور چندے کا ہیر پھیر بھر رکھا ہے۔ اگر تمام اکٹھی بھی کی جائیں تو ان سے بمشکل ساڑھے تین ضرب پانچ کی مروجہ اللہ ماری (الماری) کا چوتھائی حصہ مرزا قادیانی کی تمام تصانیف کو "ھل من مزید" کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ مگر صادق نبی اللہ اپنی جبلی عادت کی وجہ سے مجبور ہو کر پچاس الماریوں پر بھی اکتفا نہیں کرتے۔ اب یہ فرق خدا ہی میلے تو ملے۔ ہمارے اور آپ کے بس کی چیز تھوڑی ہے۔

مگر سوال تو یہ ہے کہ گورنمنٹ کے مدح وستائش کرنا بھی نبوت کا فرض اولین ہے اور اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو واقعی مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لائق گردن زدنی ہے۔ کیونکہ وہ گورنمنٹ کی چوکھٹ پر ناک رگڑنے سے خداوند عالم کو ترجیح دیتا ہے۔

خداوندان لنڈن سے میرا پروردگار اچھا

کذب وافتراء طوفان بے تمیزی

۱۹۰۶ء میں مرزا قادیانی کی عمر چھیاسٹھ برس کی تھی اور یہ بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جب میری عمر چالیس برس کو پہنچی تو میں مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوا۔

اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ دعویٰ نبوت آپ نے اپنی باون سالہ عمر میں کیا۔ نبوت کے دعوے سے لے کر چھیاسٹھ برس کی عمر تک کل چوداں برس کا عرصہ ہوا۔ اس چوداں سالہ مدت میں حضرت صادق قادیانی نبی اللہ کا ایک لطیف حلفیہ بیان ملاحظہ فرمادیں اور چونکہ یہ قسم کے اعادہ سے کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی تاویل ناممکن ہے۔ کیونکہ قسم کا فائدہ ساقط ہو جائے گا اور یہ اصول خود مرزا قادیانی کو قبول ہے۔ اس لئے اس میں دخل دینا حماقت ہے۔ پس غور سے سنیئے۔

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰) پر فرماتے ہیں کہ:

''اب میں بموجب آیت کریمہ ''واما بنعمة ربك فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجے میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطاء کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔''

اس ضمن میں آپ کا ایک اور بیان بھی ملاحظہ فرمادیں اور دونوں بیانوں کو اپنی اپنی جگہ پر چسپاں کرتے ہوئے مرتبہ وجاہت، سیادت و مراتب کو بھی دل میں سوچ کر فیصلہ دل میں محفوظ رکھیں اور جب تک ہمارا مکمل مضمون پڑھ نہ لیں خدارا کوئی لفظ زبان سے نہ نکالیں۔ بلکہ خاموشی سے نتیجہ کے منتظر رہیں۔

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ نمبر ۲ ص ۲۹) پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ کے معجزات (نشانات) جو صحابہ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار ہیں۔''

قبل اس کے کہ میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک اور الجھن جو اس کے جواب میں امت مرزائیہ بیان کیا کرتی ہے بھی دور کر دوں وہ یہ ہے کہ سادہ لوح انسانوں کو تسلی دینے کے لئے وہ کہہ دیا کرتی ہے کہ مرزا قادیانی نے نبی مکرم کے معجزات بیان کئے اور اپنے نشانات بتائے ایسا کہنے سے عام فہم لوگ بات میں آجایا کرتے ہیں اور یہ فقرہ ان کا عموماً چل جایا کرتا ہے۔

نشانات اردو لفظ ہے عربی میں اس کو آیات کہتے ہیں اور اسی چیز کو معجزات کے نام پر منسوب کیا گیا ہے۔

نشانات ومعجزات میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ معجزہ کے معنی عاجز کر دنیا اور یہ نشانات الٰہیہ کو ہی کہا جاسکتا ہے۔ ورنہ انسان تو کوئی چیز پیش نہیں کر سکتا۔ جس سے اعجاز نمائی کامل ہو جائے۔ کلام مجید کو دیکھ لو ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ جہاں بھی معجزہ نمائی ہوئی وہاں آیات اللہ ہی کے لفظ آئے۔

مرزا قادیانی کے اس حلفیہ بیان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے آپ کو نعوذ باللہ من ذالک خاکم بدہن تین لاکھ نشانات زیادہ عطاء ہوئے۔

مرزا قادیانی کا مدعا صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے اگر گویم زباں سوزد نقل کفر کفر نباشد۔ برتری چاہتے ہیں۔

مرزائیو! شرم کے سمندر میں ڈوب مرو اور ظل اور بروز کی آئے دن رٹ لگانے والا مرزا آنجہانی کو امتی کے اسی تصویر میں پرکھو اور چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اس بیان کی حقیقت کو سوچو اور کہو کہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین!

ہم صرف آپ کے سمجھانے کے لئے اس بیان کی تشریح کرتے ہیں۔ غور سے سنو اور تعصب کی عینک صرف چند منٹ کے لئے اتار لو تا کہ مرزائے آنجہانی کا صحیح فوٹو آپ کو نظر آجائے۔

مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان ہے کہ تین لاکھ سے بھی زیادہ بڑے بڑے نشانات میری تائید میں خدا نے دنیا کے سامنے پیش کئے اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ میں انہیں فرداً فرداً شمار کر سکتا ہوں۔

قاعدہ ہے کہ تین لاکھ بڑے بڑے نشانات کے ساتھ ساتھ چھ لاکھ چھوٹے چھوٹے نشانات بھی ہونے چاہئیں۔ کیونکہ بڑوں کے ساتھ چھوٹوں کا ہونا لازم ملزوم ہے۔ مگر چونکہ ہم بھی پنجابی ہیں اور آپ بھی اور علیٰ ہذہ القیاس نبی بھی پنجابی ہے۔ اس لئے ہم بہت فراخ دلی سے چھ لاکھ نشانات میں سے چار لاکھ معاف کرتے ہوئے صرف دو لاکھ ہی لیتے ہیں۔ اب یہ تین لاکھ بڑے اور دو لاکھ چھوٹے پانچ لاکھ ہوئے تو گویا پانچ لاکھ نشانات چوداں برس کے عرصہ میں مرزا قادیانی کے خدا نے ان کی تائید میں دکھلائے۔

اس بیان کی رو سے یوں سمجھو کہ مرزا قادیانی کی صداقت میں ان کے عاجی خدا نے ہر سال اکیس ہزار چار سو اٹھائیس یا ہر ماہ میں ایک ہزار سات سو دس یا ہر دن میں ستاون یا ہر گھنٹہ میں پانچ نشان دکھلائے۔

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑ و مرزا آنجہانی کا یہ کذب و فتراء کا پلندہ آپ کی نظروں میں کھٹکتا ہے یا نہیں۔

یہ تقریر پراز تحقیر۔ کیسا بے لذت گناہ ہے اور مبالغہ ایسا جیسے مبالغہ کی جدامجد۔ اس سے زیادہ جھوٹ اور کوئی کیا بولے گا۔ مراقی نبی نے غریب امت کی گردن پر یہ ایک ایسا بوجھ ڈالا جس سے کمر دوھری ہوئی جاتی ہوگی اور یہ بیان انہیں ہر میدان میں انشاء اللہ رسوا اور ذلیل کئے بغیر نہ چھوڑے گا۔

ہے کوئی مسیح کا لال اور مرزائیت کا دلدادہ جو صادق پنجابی نبی کے حلفیہ بیان کو صحیح ثابت کرے اور صرف اس قدر بتادے کہ مرزا قادیانی کے نشانات کے عنوانات کیا تھے۔ جو صاحب عنوانات ترتیب وار ٹریکٹ کی صورت میں بیان کریں۔ درحقیقت وہی مسیح کے سچے بہی خواہ ہیں اور اس کارکردگی پر ہم اپنی گرہ سے تین صدروپیہ نقد چہرہ شاہی دینے کو تیار ہیں۔ مرزائیو! ہمت کرو اور اس بیان کو شائع کر کے امیر جماعت سے مصدق کراؤ ورنہ تمہارا حشر بہت برا ہے۔

ایک اور بھی دریا دلی کا ثبوت صرف اس لئے دیتے ہیں کہ تمہاری چندھائی ہوئی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم یہ بھی معاف کرتے ہیں کہ نشانات معیار صداقت پر پورے بھی اترے یا نہیں۔ ہمیں صرف اس قدر بتادیا جائے کہ وہ پانچ لاکھ نشانات کے عنوانات کیا تھے۔ مثلاً سورج گرہن، چاند گرہن، ستارہ کا گرنا، زمین کا ہلنا، آسمان کا مینہ برسنا، بادل کا گرجنا، بجلی کا کڑکنا، آندھی کا چلنا، چندے کا بٹورنا، بشیر اوّل کا مرنا، عالم کباب کا پھلنا وغیرہ وغیرہ۔

مگر یہ یاد رہے کہ نشانات گناتے گناتے نبوت کے آٹے دال کے بھاؤ پر نہ آجانا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ مقابل کون ہے۔

سمجھ کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اور ایسا کرنے سے بھی تمہاری جان دوبھر ہوئی جاتی ہو تو خدارا سوچو کہ ایسے بے لذت گناہ اور جھوٹوں کے طوفان مرزا آنجہانی نے جوڑے اور ان پر قصر نبوت کا انحصار رکھا۔

اس سادگی پہ کیوں نہ کوئی مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مرزا قادیانی ازروئے قرآن کافر تھے

”فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین (مائده:۱۱۰)“ اور

ان میں سے وہ لوگ جو کافر ہوئے۔ یعنی رسالت کا انکار کیا اور نبی کی تکذیب کی اور کہا یہ معجزہ کھلا ہوا جادو ہے۔

اب مرزا قادیانی ان تمام معجزات کو جو اللہ تعالیٰ نے بطور نشان مصلحتہً اور ضرورۃً انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے اور جنہیں آیات اللہ قرار دیا جادو فرماتے ہیں اور اس کا نام ان کی اصلاح میں علم ترب ہے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۳۰۱ تا ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳ تا ۲۵۶ حاشیہ)

مگر قادیانی ڈکشنری کے سوا یہ لفظ اور کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔

دوسری دلیل "والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون (مؤمنون:۵۸)" یعنی ایماندار تو وہ ہیں جو خدا کے نشانات پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ ان کو مسمریزم عملی ترب اور شعبدہ کے ناموں سے منسوب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ آیات اللہ پر ایمان لاؤ اور نشانات الٰہیہ جو جزو ایمان کیا ایمان کی جان سمجھو اور ان کی توقیر کرو۔ مگر پنجابی نبی صاحب ایمان کی بجائے کفر کریں۔ صدہا پھبتیاں اڑائیں آوازے کسیں اور انہیں قادیانی نبوت کی مشینوں میں کسیں اور حلیہ ہی بگاڑ دیں۔ یہ کیوں صرف اس لئے کہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر پر پورا پورا ایمان نہیں۔

آہ! مسیح علیہ السلام کے تمام معجزات کی وہ وہ بودی تاویلیں ہوئیں کہ حیا شرم کے آنچل میں چھپی فطرت سلیمہ دل برداشتہ ہو کر چلی گئی۔ نمرودی چِتہ کی وہ آگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنی کو تاویل کے رنگ میں ایسا ڈبویا کہ آیات اللہ کی قدر ومنزلت ہی دلوں سے جاتی رہے۔ چار پرندوں کی معجزہ نمائی کو مسمریزم اور کل دار سپرنگ کے کھلونوں سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ بمبئی اور کلکتہ میں سینکڑوں ایسے لوگ موجود ہیں جو مسیح علیہ السلام کی طرح سے چڑیاں بناتے ہیں اور جانوروں کو مطیع کر لینے میں مشاق ہیں۔ تمام مرسلین من اللہ کے معجزات پر بجائے ایمان لانے کا انکار کیا اور یہاں تک کہ فخر دو عالمؐ کے معجزات کو بھی نہ چھوڑا۔ معراج جسمانی کو خواب قرار دیا۔ شق القمر کی توجیہہ کی رویائے صادقہ کی تشریح کی غرضیکہ کسی ایک پر پورا بھروسہ واعتماد کرنے کی بجائے تحقیر وتذلیل کی نگاہوں سے دیکھا۔ آخر اس کا سبب کیا تھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ دراصل اس کے صرف تین وجوہات تھے۔

۱...... آپ محالات عقلی کے جال میں مقید تھے اور اللہ تعالیٰ کو علیٰ کل شئی قدیر نہ سمجھتے تھے۔

۲...... چونکہ مابدولت کو اعجاز نمائی کا کروڑواں حصہ بھی تفویض نہ ہوا تھا۔ اس لئے معجزات کو مسمریزم میں لے ڈوبے۔

۳...... رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی کو ہر حالت میں پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ: ’’ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین (مشکوٰۃ ص ٤٦٥، کتاب الفتن) ‘‘ میرے بعد تیس جھوٹے فریبی آئیں گے اور وہ اپنے آپ کو نبی قرار دیں گے۔ حالانکہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی ہے۔ آگاہ رہو کہ جھوٹے ہوں گے۔ مرزائیو!

مجھ سا مشتاق زمانے میں نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

مرزا آنجہانی غلام احمد قادیانی کا پانچواں جھوٹ

(ازالہ اوہام ص ۱۴۱، ۱۴۲، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳) پر فرماتے ہیں کہ:

’’کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کو توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے اور اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے اور صلیبیں بنوا نہیں سکتے اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کرے گا یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجیب فقرہ ہے کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور سانسیوں اور گند بہلوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔ مگر شاید عیسائیوں کو ان کی اس خنزیر کشی سے چنداں فائدہ نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ عیسائی قوم نے خنزیر کے شکار کو پہلے ہی کمال تک پہنچا رکھا ہے۔ بالفعل خاص لنڈن میں خنزیر کا گوشت فروخت کرنے کے لئے ہزار دکان موجود ہے اور بذریعہ معتبر خبروں کے ثابت ہوا ہے کہ صرف یہی ہزار دکان نہیں۔ بلکہ پچیس ہزار اور خنزیر ہر روز لندن میں سے مفصلات کے لوگوں کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے۔‘‘

مندرجہ بالا عبارت جو ناظرین کرام کے زیر مطالعہ ہے دراصل یہ ایک پیش گوئی اوپر میں بیان ہوئی۔ جو آقائے نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ نے بیان فرمائی۔ ہم قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے حضور ﷺ کے اس اصلی فرمان رسالت کو پیش کرتے ہیں تاکہ معاملہ آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

حدیث نبوی

’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لا یقبله احد حتیٰ تکون السجدة الوحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرةؓ فاقرؤان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (مشکوٰة شریف ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیه السلام) ''﴿ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم پر اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم علیہ السلام منصف وحاکم ہو کر تم میں اتریں گے۔ پھر وہ عیسائیوں کی صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ ان کو ساری دنیا کے مال ومتاع سے اچھا معلوم ہوگا۔﴾

حدیث کے یہ الفاظ سنا کر ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ تم اس حدیث کی تصدیق قرآن مجید سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو''وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته''﴿اور اہل کتاب میں سے (یہودی نصاریٰ) کوئی نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آوے۔﴾یعنی بلا ایمان اور مصدق ہوئے وہ نہ مریں گے۔

وہ اوصاف انسانیت کا خاتم اور جمیع صفات آدمیت کا مظہر اتم وہ رحم وکرم اور عفو وحلم کا داتا۔ وہ اخلاق عظیم کا معدن اور علم وعرفان کا بحر ناپیدا کنار جو شرافت کا منبع وصداقت کی تصویر عدل کا پیکر اور انصاف کا مجسمہ تھا۔ آپ کے مبارک لب اور دہن اطہر جھوٹ کی آمیزش سے قطعاً ناآشنا تھا اور جس نے اس ناپاک چیز اور بری شے کو صفحہ ہستی سے ناپید کرنے کی حتیٰ الامکان انتہائی کوشش کی اور اس کے عیوب اور برائیوں کو کچھ اس شان سے تشت ازبام کیں کہ غلامان محمد خیر القرون میں جب تک جئے اس کے منہ پر بھی نہ تھوکا اور اس کے مرتکب کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس کے قول کو سچائی کے دربار میں کبھی عزت نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ جب نام آیا تو کذاب کے خطاب سے نفریں کیا گیا۔ چنانچہ صفحہ دہر پر تاریخ کے درخشندہ اوراق اس کے مؤید ہیں۔ اللہ اللہ وہ کس روئے انور سے قرآن صامت نے والضحیٰ کے خطاب سے یاد کیا اور جس کے پرتو سے ظلمات کے سیاہ پردے نور کے لباس میں ملبوس ہوئے اور جس کے سامنے کذابوں کا زہرہ آب آب ہوا اور کسی باتونی یا بوالہوس کو شیخی بگھاڑنے کا یارانہ ہوا۔ وہ کوئی جھوٹی بات بولے تو بہ نعوذ باللہ ایسے فاسد خیال کے تصور سے روعصیاں آلود ہوتی ہے اور حیا شرم کے دامن میں چھپتی ہے۔ وہ قرآن ناطق تو جھوٹ کے شائبہ سے بھی منزہ و پاک تھا۔ اس کا ایک ایک لفظ رب کعبہ کی زیر عاطفت تھا۔ کیونکہ خلاق جہاں کا وہ پاک قانون''وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ

(نجم: ۲۰) ''یونہی بیان کرتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اس کے مبارک قول دنیائے جہاں کی ممتاز قوموں کے دستور العمل ہوئے اور آج سے ساڑھے تیراں سو برس پہلے جب فلسفہ ابھی کسی قبر کہنہ میں مدفون تھا اور سائنس نقطہ وروں کے پیٹ میں سوتی تھی اس امی استاد جہاں نے ہاں اس در یتیم نے آئندہ نسلوں کی رشد و ہدایت کے لئے مشیت ایزدی کے حکم سے چند پیش گوئیاں فرمائیں جن میں ایک مسیح موعود مسیح ابن مریم علیہ السلام کے لئے تھی۔

اب دیکھنا ہے کہ صداقت کے منبع نے اس کے بیان کرنے سے پہلے حلف اور وہ بھی عزیز جان کی کیوں اٹھائی۔ حالانکہ اس کے بول ہی واجب التعظیم حکم تھے۔

حلف اٹھانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کوئی نہایت اہم واقعہ ہے اور نبی کریم ﷺ کی دور بین نگاہیں مسیلمہ ثانی کرشن قادیانی کے دل اور امت مرحومہ کی سادہ لوحی کو خوب جانتی تھیں اور کچھ عجب نہیں جو وفور محبت میں یقین امت کے لئے اٹھائی گئی ہو اور یہی قرین قیاس ہے اور اس پر اجماع امت کا ایمان ہے۔ یہ پیش گوئی جب سرکار مدینہ کو القا ہوئی تو حضور اکرم ﷺ چونکہ صادق المصدوق محبوب خدا وحی رسالت پر من وعن ایمان لائے اور یہ نہ پوچھا کہ مولا عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر جیتے ہیں۔ وہ بھلا کیا کھاتے کیا پیتے کہاں سوتے اور حوائج ضروری اسے بہم پہنچاتے ہیں اور وہ جسد خاکی کرہ زمہریر سے بچانے میں کس طرح کامیاب ہوئے اور کرہ آتش سے سلامت روی کیونکر ہوئی کیا وہ ہماری طرح کپڑوں اور دیگر لوازمات کے محتاج نہیں اور اس قدر عرصہ کے بعد کیا وہ پیر فرتوت نہ ہو گئے ہوں گے۔ ایسی حالت میں وہ کام کر سکیں گے جب کہ ان کے قواہی مضمحل اور کمزور ہو چکے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ یہ شیطانی وساوس ہیں اس لئے اس پاکوں کے پاک کو ان کا خیال بھی نہ ہوا اور نہ ان کے علم و فضل کے سامنے اور عقل و تدبر کے مقابل کسی اور کو عقلمند کہا جا سکتا ہے تو بہ نعوذ باللہ وہ فہم و فراست کے آقا تھے اور عقل ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ آپ کے ادنیٰ اشاروں نے وہ وہ عقدے کشا کئے جنہیں مدبرین عقلاء ناک گھس گھس کر بھی حل نہ کر سکے۔ ان کا ایمان واللہ علیٰ کل شئی قدیر پر پورا پورا تھا اور قادر مطلق کو خود مختار جانتے تھے اور وحی رسالت کو کذب وافتراء کے درجے سے مبراء و منزہ خیال کرتے تھے۔

حضرتؐ نے جس کے حق میں کہا جو وہی ہوا
کیا اختیار تھا کہ مقدر بدل گیا

کائنات ارضی کا ذرہ ذرہ مٹ جائے۔ بساط جہاں درہم برہم ہو جائے۔ مگر آقائے نامدار مصطفیٰ ﷺ کا ایک لفظ بھی نہیں ٹلے گا اور فرماں دیا گیا ہے ہو کر رہے گا وہ کبھی صورت صفحہ شہود

پر آنے سے نہیں رک سکتا۔ چہ جائیکہ ایک پیش گوئی اور وہ قسم اور وضاحت سے کی گئی ہو۔ جس میں عزیز جان تک کی ضمانت مولا کی کفایت میں سے ہو یہ اس میں رئیس الکذابین مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیاں نہیں کہ اس کا نکاح تو آسمان پر اللہ میاں پڑھے اور بچے دوسری جگہ جنے اور کنواری نہیں تو بیوہ ہی سہی اور یہ بھی نہیں تو تاویل کے شکنجوں میں کسی جائے یہ اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص کی پیش خبری ہے۔ جس کے افسانوں سے نہیں رک سکتی۔ انشاء اللہ پوری ہو کر رہے گی اور کسی کی شیطانگی کے ناپاک ارادے ھباء منثورا ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ کے فرمانبردار جو خیر القرون میں شمع رسالت کے پروانے تھے ان کے ایمان تو یہ تھے کہ جب کسی امر کو سنا سر تسلیم کو خم کیا اور یہ نہ پوچھا کہ مہینہ بھر کی مسافت اور تھوڑے سے رات کے حصہ میں اور خواب میں نہیں بیداری میں اور جسد اطہر کے ساتھ آہ جب کفار مکہ کے استہزاء پر نہایت خندہ پیشانی اور استقلال سے جواب دیا وہ منہ ایسا نہیں کہ جھوٹ کہے۔ بخدا وہ جو بیان فرماتے ہیں صحیح ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔

سرکار مدینہ نے ایک یہودی سے کوئی سودا کیا۔ مگر اس وقت کوئی اور شاہد کوئی نہ تھا۔ یہودی نے دیدہ ودانستہ نبوت کی پرکھ کے لئے جھگڑا کیا۔ رسول اکرم ﷺ کو کچھ تشویش سی ہوئی کہ بات سچی ہے اور یہ خواہ مخواہ جھوٹا جھگڑا کرتا ہے۔ مگر حیران تھے کہ کوئی شہادت نہیں۔ جو یہودی کو فرض منصبی سے شناسا کرے۔

حلقہ ارادت سے ایک صحابی جس کا نام اب خزیمہ تھا اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں شاہد ہوں خدا کی قسم میں گواہی دوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو تو اس وقت موجود نہ تھا۔ تو کس طرح شہادت دے گا۔ تو ہاتھ جوڑ کر عرض کیا قبلہ ہمیں کیا پتہ ہے کہ قرآن کب اور کہاں نازل ہوا۔ مگر آپؐ کے ارشاد پر قبول کرتے ہیں اور یہ بھی تو آپؐ ہی فرما رہے ہیں کہ یہودی کاذب ہے تو پر اس پر کیوں نہ ایمان لائیں اور جب کہ یہ کامل بھروسہ ہے کہ آنحضور ﷺ صادق القول ہیں تو کیا آپؐ کے فرمان پر ایمان لانا ہمارا فرض منصبی نہیں۔ سبحان اللہ یہ تھا ایمان کامل

مگر آج اس بدبخت دور میں ایک کاذب مدعی نبوت ایسا بھی پیدا ہوا جو امتی کہلاتا ہوا فرمان رسالت کی پھبتیاں اڑاتا ہے اور مسیح علیہ السلام کی تحقیر کرتا ہوا یہاں تک کہہ گزرا کہ فخر رسل کو اس کی تفہیم نہیں ہوئی۔ گو زمانہ میں اب قحط الرجال فدایان شہ کونینؐ ہے۔ لیکن پھر بھی ہزاروں ایسے ہوں گے جو موئے مبارک پر ماں باپ کو قربان کر دیں گے۔ مگر اس کی یہ صحیح قیمت نہیں۔ اس کی قدر اویس قرنیؓ اور بلال حبشیؓ ہی خوب جانتے تھے۔ کاش کوئی عمر ثانی

ہوتا تو اس ہرزہ سرائی اور دیدہ دہنی کو مزہ چکھا دیتا۔

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لے
دل صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمدؐ کا
سیاہ کاران امت اور سب کڑیاں اٹھائیں گے
الٰہی سلسلہ چھوٹے نہ گیسوئے محمدؐ کا

صداقت کی تفسیر تیری زبان تھی اور توحید کی جان تیرے احکام تھے۔ عبودیت کا مرحلہ تیرا مرحون منت ہے اور انسانیت کا عقیدہ تیرا شکر گزار۔ نبوت کے منازل اور رسالت کے فرائض کا تو خاتم ہے تو نے عبد اور اللہ کا رشتہ محبت جوڑا اور سابقہ توا ہم سے اس کے بندوں کا منہ موڑا حیات انسان کا چپہ چپہ تیرے سامنے واقعات کا مجرا کرتا ہے۔ چرخ نیلی فام اور نظام فلکی اب تک اسی دیرینہ نظارے کو ڈھونڈھتا ہے۔ تو نعمت پروردگار اور امانت کردگار تھا۔ تیری مبارک آمد رحمت پروردگار تھی۔ بیگانت میں یگانت قائم کر گئی۔ تیرے رحم سے تیرے کرم سے تیرے عفو سے تیرے حلم سے دنیا زیروزبر ہوئی۔ کمزور شہ زور ہوئے۔ گداؤں نے تاج مملکت پہنا اور جاہلوں نے جامۂ علم زیب تن کیا۔ دشمن دوست ہوئے اور کارخانہ حیات میں ایک ہیجان عظیم برپا ہوا۔

آقائے بروبحر کی پیش گوئی پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ حضورﷺ کے چند ایک فرمان جو بعثت مسیح موعود سے تعلق رکھتے ہیں۔ قارئین کرام کے پیش کردوں تاکہ معاملہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

آقائے عالمیان فداہ روحی امی وابی نے مسیح موعود کی فیصلہ کن شناخت کے لئے دوسری خوشخبری حسب ذیل بیان فرمائی جو (صحیح مسلم ج ا ص ۴۰۸، باب جواز التمتع فی الحج والقران) میں درج ہے۔

''عن البنی ﷺ والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمرا اولیثنیھما'' ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابن مریم (مسیح موعود) مقام فج الروحاء (یہ مقام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقعہ ہے) سے حج کا احرام باندھیں گے۔﴾

اس فرمان رسالت کی ابتداء بھی انہیں عزیز الفاظ کی ذمہ داری سے بیان ہوئی۔ یعنی آقائے نامدار فخر دو عالمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات والا تبار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابن مریم مقام فج الروحاء سے احرام باندھ کر عازم فریضہ حج ہوں گے۔ مقام کے تعین

کرنے سے یہ معاملہ روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ مسیح موعود ضرور حج کریں گے اور ان الفاظ میں جو بیان ہوئے کوئی محاورہ یا استعارہ نہیں بلکہ مطلب نہایت صاف صاف ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرزا آنجہانی اس حدیث سے یوں بھاگا۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ فرمان رسالت کیا ارشاد کرتا ہے اور اپنی تمام تصانیف میں اس حدیث کا نام بھی نہ لیا۔ کیونکہ یہ ان کے بطلان کے لئے ایک ایسا حربہ تھا جس کا ایک ہی وار کام تمام کردے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں آپ کا خیال تھا کہ یہ بھی بہروپ بھرلیا جائے۔ اسی لئے آپ کا وہ الہام (ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں) بصد حسرت دیدۂ واسے پکار پکار کر زبان قال سے ایفا کا متمنی ہے۔ مگر افسوس!

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دوکاں اپنی بڑھا گئے

کے مصداق مرزا قادیانی بے وقت چل بسے اور پچانوے سالہ مدت عمر کا الہام جوں کا توں روتا ہی چھوڑا اور آپ کا لین کلیر بی فور ٹائم اٹھاسٹھ برس میں ہی مر گیا۔ مجھے اس موقعہ پر مرزا قادیانی کا ایک دلچسپ واقعہ ایسا یاد آیا جو ناظرین کرام کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پنجابی نبی اللہ قادیانی کا ایک پراسرار کشف

(اخبار الحکم ۲۲رستمبر ۱۹۰۳ء، تذکرہ ص ۴۹۷، طبع سوم) میں فرماتے ہیں کہ:

''ایک اور کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعاء مانگ رہا تھا۔ (غالباً مرزا امام دین صاحب پیر خاکروباں کی ہی ہوگی) وہ بزرگ ہر ایک دعاء پر آمین کہتے جاتے تھے۔ (دریں چہ شک) اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھالوں۔ (ہم اس خیال کی داد دیتے ہیں) تب میں نے دعاء کی میری عمر ۱۵ سال اور بڑھ جائے۔ اس پر بزرگ نے آمین نہ کہی (بہت نالائق تھا) تب اس صاحب بزرگ سے کشتم کشتا ہوا (بزرگی کا بھاؤ معلوم ہوگیا) تب اسے مردے نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں۔ (بیچارا تنگ آ گیا ہوگا آخر مقابلہ بھی تو نبیوں کے پہلوان سے تھا) اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا (بڑی مہربانی فرمائی) اور دعاء مانگی کہ میری عمر اور ۱۵ سال بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ (مرتا کیا نہ کرتا)''

چنانچہ یہ مسلمہ بات ہے کہ حج کی سعادت مرزا قادیانی کو نصیب نہیں ہوئی اور اس سے آپ محروم ہی رہے۔ لہٰذا اس معیار مسیح موعود پر بھی آپ پورے نہیں اترے۔ ہاں یاد آیا کوئی منچلا

مسیح کالال اور استعاروں کا دلدادہ اور حسن عقیدت کا غلام آپ کے الہام کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ کہہ دے کہ چونکہ قادیان کے لئے اور اس کی حرمت کو برسر اقتدار کرنے کی خاطر مرزا قادیانی نے بیسیوں صفحات سیاہ کئے بلکہ دمشق سے استعارہ نسبت دی۔ مکہ بھی کہا اور اس کے زائرین کو جو سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے ہیں بروزی حاجی اور جلسہ کو بروزی حج قرار دے کر یہ بھی تو فرمایا ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص۵۰)

''اور یہ بھی کہا کہ اب مثیل دمشق عدل وانصاف پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۷۵ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۳۷)

آپ نے اپنی مکی زندگی اور مدنی زندگی بھی بیان کی اور یہ بھی فرمایا ''شخصے پائے من بوسید من گفتم که سنگ اسود منم'' (البشریٰ حصہ اوّل ص۴۸، تذکرہ ص۳۶ طبع سوئم)

اس لئے ہوسکتا ہے کہ حدیث کے الفاظ فج الروحاء سے مراد استعارۃً منارۃ المسیح کے جانب شمال جو ڈھاب ہے وہی ہو۔ کیونکہ استعارۃً جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دمشق سے مراد دمشق نہیں بلکہ قادیان ہے تو یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ فج الروحاء سے مراد ڈھاب شمالی ہے جو منارۃ المسیح سے شمال کی جانب واقعہ ہے۔

اور سنت اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے۔ (بقول مرزا) کہ اللہ تعالیٰ پیش گوئیوں کو استعاروں کے رنگ میں اپنی مخلوق کے امتحان کے لئے بیان کر دیا کرتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ سعید الفطرت لوگ اپنے عقل وتدبر سے غور وخوض کر کے اس کو حاصل کرتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ عقل وفہم خدا نے اسی لئے انسان کو عطاء کئے وحوش وبہائم اور اشرف المخلوقات میں یہی ہے ایک فرق ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے تدبر کے لئے بار بار تاکید کی بہرحال معاملہ نہایت واضح وصاف ہے کہ مرزا قادیانی نے بروزی حج کیا اور ڈھاب شمالی سے احرام باندھا اور آپ کی برکت اور فیض کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں بروزی حاجی پیدا ہو رہے ہیں اور یہ فیض عام خدائے دو جہاں کا احسان ہے جو حضور حجۃ القادر سلطان احمد مختار قادیانی کی طفیل امت مرزائیہ کو نصیب ہوا اور سفر کی صعوبتوں اور خرچ کی زیر باریوں سے نجات ملی۔ فالحمدلله علیٰ ذلك!

چنانچہ قادیان کی عظمت اور کعبۃ اللہ ہونے کی تعریف میں حضرت صادق نبی اللہ

قادیان (ازالہ اوہام ص ۱۳۵ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۸) پر یوں فرماتے ہیں کہ:

''میرے روحانی بھائی مسیح کا قول مجھے یاد آتا ہے کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں میں سچ کہتا ہوں کہ اگر چہ لوگ امام حسین کا وقت پاتے تو میرے خیال میں ہے کہ یزید اور شمر سے پہلے ان کا قدم ہوتا اور اگر مسیح کے زمانے کو دیکھتے تو اپنی مکاریوں میں یہودا اسکریوطی کو پیچھے ڈال دیتے۔ خدا تعالیٰ نے جو ان کو یزیدیوں سے مناسبت دی تو بے وجہ انہیں نہیں دی۔ اس نے ان کے دلوں کو دیکھا کہ سیدھے نہیں ان کے چلن پر نظر ڈالی کہ درست نہیں۔ تب اس نے مجھے کہا کہ لوگ یزیدی الطبع ہیں اور یہ قصبہ دمشق سے مشابہ ہے سو خدا تعالیٰ نے ایک بڑے کام کے لئے اس دمشق میں اس عاجز کو اتارا بطرف شرقی عند المنارة البيضاء من المسجد الذى من دخله كان آمنا فتبارك الذى انزلنى فى هذا المقام!''

امت مرزائیہ مبارک ہو اب تمہارے لئے فخر کا مقام اور ایمان لانے کی جا ہے اور اب امت مرزائیہ کے لئے ہر کہ شک آرد کافر گردد ہے۔ یہی سمجھو کہ کعبۃ اللہ کا بروز ملحقہ مسجد منارہ سفید ہے۔

مرزا قادیانی کی گھٹی میں خدا جانے جھوٹ بھرا ہوا تھا کہ قدم قدم پر آپ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضرت ذرا عقل کے ناخن تو لو اور یہ تو فرماؤ کہ آپ کہاں چڑھے ہوئے تھے جہاں سے آپ کا اترنا مبارک ہو رہا ہے۔ آپ کو شاید یاد نہیں کہ آپ کی والدہ چراغ بی بی نے ۹ ماہ پیٹ میں رکھنے کے بعد جنا تھا۔ آپ خواہ مخواہ اترا اور چڑھ رہے ہیں اور یہ ایک اور طرح سے بھی غلط ہے۔ جس کی زد آپ کے خدا پر پڑتی ہے وہ یہ کہ جب آپ تولد ہوئے نہ مسجد تھی نہ منارہ کچھ بھی نہ تھا۔ یہ دونوں چیزیں آپ نے خود پچاس برس کی عمر میں چندہ اینٹھ کر بنائیں۔ پھر یہ تو بتانے کی زحمت گوارہ فرمائیں کہ آپ کہاں سے اترے۔ ذرا مہربانی کرکے پہلے اپنا چڑھنا بتایئے ہم خود بخود مان لیں گے کہ آپ شرقی سفید منارہ کے پاس اترے اور یہ بھی فرمائیں کہ ان دونوں میں آپ سچے ہیں یا آپ کا خدا۔ کیونکہ دونوں میں ایک تو ضرور جھوٹا ہے۔ قربان جاؤں آپ کی عقل پر خدا کی قسم تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔ کیا بے تکی گپیں سناتے ہو۔

منارہ کا نشان پچاس برس بعد بنتا ہے اور خدا ابھی ایسا جلد باز ہے کہ پچاس برس پیشتر الہام کر رہا ہے اور منارہ کی سفیدی بتا رہا ہے۔ حالانکہ یہاں سیاہی بھی نہیں، کمال ہے حضرت کیا کہنے ہیں۔

اور مسجد تو ابھی منصۂ شہود سے غائب ہے۔ مگر داخل ہونے والے کو پہلے ہی امن مل رہا ہے۔ یہ پیمبری ہو رہی ہے یا بچوں کا کھیل۔

امت مرزائیہ! خدارا ذرا سوچو اور غور کرو کہ مرزا قادیانی کا یہ بیان صداقت کے کس قدر قریب ہے۔ کیا اسی کے برتے پر مرزائیت کی بناء ہے۔ ہے کوئی مسیح کا لال یا تمام سو گئے جو ہم کو اس کا جواب دے۔

کعبۃ اللہ کی تعریف میں

''قل صدق اللّٰہ فاتبعوا ملة ابراهیم حنیفاً ۰ وما کان من المشرکین ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکاً وهدیً للعلمین ۰ فیه آیت بینت مقام ابراهیم ۰ ومن دخله کان امنا ۰ وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً ۰ ومن کفر فان اللّٰہ غني عن الغلمین (آل عمران:۹۵تا۹۷)''

اے میرے حبیب، اہل یہود کو کہہ دو کہ بے شک اللہ نے سچ فرمایا سو ارشاد ربی کے مطابق ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو۔ جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ لوگوں کی عبادت کے لئے جو پہلا گھر ٹھہرایا گیا۔ وہ یہی ہے جو شہر مکہ میں واقعہ ہے۔ برکت والا اور دنیائے جہان کے لوگوں کے لئے موجب ہدایت اس میں فضیلت کی بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ازاں جملہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس گھر میں آ داخل ہوا امن میں آ گیا اور لوگوں پر فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو اس تک پہنچنے کا مقدور ہے اور جو طاقت ہوتے ہیچھے نعمت کی ناشکری کرے اور حج کو نہ جائے تو اللہ دنیائے جہاں سے بے نیاز ہے۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۶۹،۶۸) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''سلام علیٰ ابراهیم صافیناه ونجیناه من الغم واتخذو من مقام ابراهیم مصلیٰ ''یعنی سلام ہے ابراہیم پہ (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ...... ''واتخذو من مقام ابراهیم مصلیٰ'' قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (یعنی مرزا) جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا۔ جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ

میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت ''واتخذو من مقام ابراھیم مصلیٰ'' اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت سے فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہی فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم (یعنی مرزا) کا پیرو ہوگا۔''

مردے زنسل ترکاں رہزن شود چو سلطاں
گوید دروغ دستاں درملک ہندیانہ
طاعون وقحط یک جادر ہند گشت پیدا
پس مومناں بمیرند ہرجا ازیں بہانہ
دوکس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند ازدلے خود تفسیر درقرآنہ

مندرجہ بالا پیش گوئی ولی نعمت اللہ نور اللہ مرقدہ نے ساتویں ہجری میں مسیلمہ ثانی مسیح قادیانی کے لئے کی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

مسیلمہ ثانی سابقہ مضمون میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اتم واکمل بن چکے ہیں۔ اب آپ نے گرگٹ کی طرح ایک اور رنگ بدلا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام بھی بن گئے اور مولا کریم سے سلام کا خراج تحسین بھی لے چکے اور حکیم مطلق سے خاص دوستی بھی گانٹھ چکے۔ بلکہ اس دوستی کی پیش کش خدا نے خود کی اور وعدہ سے کیا وہ تمام رنج ومحن تم سے دور کر دئے گئے اور فکر والام سے مرزا کو نجات دے دی۔ دیکھیں حضرت احدیت کی یہ دوستی کی پینگ بڑھانے کی التجا آپ قبول بھی کرتے ہیں یا ٹھکرا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس میں مرزا کی فضیلت بڑھانے کے لئے امت مرزائیہ پر ایک احسان عظیم کیا گیا ہے اور قادیان کا رتبہ مقام ابراہیم قرار دے کر سفر کی مصیبتوں اور خرچ کی صعوبتوں سے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ قادیان میں مسجد اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ اور منارۃ المسیح تو پہلے ہی موجود تھے اب مقام ابراہیم کا اضافہ کر کے حج کا سامان مکمل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ امت مرزائیہ کو مکہ معظمہ جانے کی تکلیف نہ ہو اور ارکان حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ جانے کی بجائے بہشتی مقبرہ میں مسیلمہ ثانی کے مزار پر انوار کی زیارت کر کے اس اہم فرض سے بلاتکلف سبکدوش ہو جائیں مرزائیو مبارک ہو۔

چنانچہ موسیو مرزا بشیر الدین محمود نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

''جلسہ سالانہ جو قادیان میں ہر سال ہوتا ہے اس میں تمام امت کو بہت ثواب ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ظلی حج ہے''۔ (الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۸۰ ص ۴، مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۳۳ء) مبارک ہو اب تو تصدیق بھی ہو چکی۔

اور ویسے بھی قادیان کوئی معمولی جگہ نہیں۔ بلکہ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہم پلہ ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں بقول مرزا اس کا نام ان دونوں ناموں کے برابر درج کیا گیا ہے اور اسی مبارک بستی میں قرآن شریف نازل ہوا۔ بقول مرزا۔ ولیکن ہمارے خیال میں براہین احمدیہ جو قرآن شریف کا بدل ہے بقول مرزا نازل ہوئی۔ چنانچہ مسیلمہ ثانی کا وہ ارشاد ذیل میں ملاحظہ کریں جو اس کی حرمت کے بارے میں ہے اور جو اس کی قدر و منزلت کو چار چاند لگاتا ہے۔

''انا انزلناہ قریباً من القادیان''

اور پھر (البشریٰ ج ۱ حصہ دوم ص ۱۹، تذکرہ ص ۷۶ طبع سوم) پر کس قدر وثوق سے فرماتے ہیں اور ''میں کہتا ہوں کہ تین شہروں کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

امت مرزائیہ کو یہ بھی حسرت باقی نہ رہے کہ قادیان میں حجر اسود نہیں اور اس کو بوسہ دینا بھی تو سنت تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی اس کے متعلق بھی آسانی کردی اور بیت اللہ میں تو ہجوم کی وجہ سے اس سنت کو ادا کرنا کار سے دارد ہے۔ مگر قادیان میں نہایت آسان ہو گیا۔ کیونکہ قادیانی نے اپنی پیاری امت کے لئے ہر ممکن سہولتیں مہیا کر دی ہیں۔ دیکھئے محبوب امت کے کون کون سے لال بجھکو اس سعادت سے بہرور ہوتے ہیں۔

اک خضر راہ نے رستہ سیدھا بتادیا ہے
رستے پہ دیکھیں کتنے چلے اب کارواں ہیں

(البشریٰ ج ۱ ص ۴۸، تذکرہ ص ۳۶ طبع سوم) پر فرماتے ہیں کہ:

''شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم''

(ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ سنگ اسود میں ہی ہوں) اب چونکہ پاؤں تو میسر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کی قبر کی پاکتی کے بوسے چٹاخ چٹاخ لے کر دل کی بھڑاس نکالو اور اسی کو حجر اسود کا بروزی یا نعم البدل سمجھو سنت ادا ہو جائے گی اور ثواب کا پتہ حشر کو ملے گا۔

پھر (درثمین ص ۵۰، اردو) پر فرماتے ہیں کہ:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

امت مرزائیہ! مبارک ہو کہ پیر مغاں کے ارشاد میں ہر چہ شک آرد کافر گردد! ہاں ایک اور حسرت شاید باقی رہی ہوگی وہ یہ کہ آب زمزم نہ پیا تو وہ بھی پلائے دیتے ہیں۔ بلکہ آب زمزم سے پیاس کلیتہً نہیں بجھتی۔ آپ لوگوں کو وہ شربت پلاتے ہیں جس سے پیاس ہی نہ لگے اور دوبارہ پینے کی محنت ہی چھوٹے۔

(البشریٰ ج۲ص۱۰۹، تذکرہ ص۶۰۲ طبع سوم) میں ایک الہام ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''انا اعطینك الکوثر'' اب ظل اور بروز کے طور پر استعارہ کے رنگ میں مسجد مبارک کی وہ نالی جس میں آپ وضو کیا کرتے تھے۔ آب کوثر سمجھ کر بلا تکلف پیتے جاؤ اللہ چاہے تو پیاس پھر کبھی نہ لگے گی۔

اور اگر بعض اہل علم و صاحب فراست مرزائی یہ اعتراض کریں کہ یہ آب کوثر کا بدل کس طرح ہو سکتا ہے تو ان کے اطمینان قلب کے لئے ہم ایک عجیب نسخہ جو مرزائے قادیانی کا فرمودہ ہے پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس کے رٹنے سے ان کے شبہات دور اور ان کے قلوب مطمئن ہو جائیں گے۔

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ص۱۳۴) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

اور اگر کسی کور باطن کو یہ نسخہ تسلی کے لئے کافی نہ ہو تو وہ مندرجہ ذیل شعر کو عقل کی کونڈی میں گھوٹ کر تین روز تک متواتر پئے اور اگر پھر بھی اطمینان قلب نصیب نہ ہو تو کلمہ شریف پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہو جائے اور سچے دل سے خدا کے حضور میں گڑگڑا کر مرزائیت سے توبہ کرے۔

(درثمین ص۱۷۳ فارسی، نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۸) میں فرماتے ہیں کہ:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

میری تشریف آوری کی وجہ سے تمام نبی زندہ ہو گئے۔ تمام رسول میرے پیراہن میں چھپے ہوئے ہیں۔

جو صاحب صدق دل سے توبہ کریں اور پنجابی نبی کی بھول بھلیوں سے آزاد ہوں وہ مہربانی کر کے ظل اور بروز کی تصویر اور اس کی اصلی حقیقت اس شعر میں ملاحظہ کریں۔

آنچه داد است ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بتمام

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

خدا نے جو علم کی پیالیاں فرداً فرداً نبیوں کو دیں ان تمام پیالیوں کو ایک پیالے میں جمع کر کے مجھے دے دیا۔

''واتخذو من مقام ابراھیم مصلیٰ گو قران شریف کی آیت ہے۔ مگر اس مقام پر اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (یعنی مرزا) جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ۔''

مرزائیو! سن رہے ہو کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ یہ کہ کلام مجید کی پیروی کو چھوڑ دو اور براہین احمدیہ پر ایمان لاکر کرشن ثانی کی پیروی میں آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی عبادتیں اور عقیدے۔ مرزا کے اسوہ پر بجالاؤ۔ اب نہ کلام مجید کی حاجت ہے اور نہ رسول عربی پر ایمان لانے کی ضرورت، اب تو صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور نجات ملتی ہے۔ کیونکہ اب اگر کوئی جنت میں جانا چاہے تو سوائے کرشن ثانی کی غلامی کا فخر حاصل کرنے اور اس کے اسوہ پر عمل کرنے کے نہیں جاسکتا۔ نعوذ باللہ! آپ کی بعثت سے گویا قرآن کریم منسوخ ہو چکا اور شریعت محمدیہ قطع ہو چکی اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا مبارک دور ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی امت مرزائیہ کے لئے نیا رسول نئی شریعت اور نیا کعبہ مرجع خلائق بن گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی زٹلیات پر ایمان لائیں تو رحمت عالم آقائے جہاں اشرف انبیاء کا دامن جو جان سے زیادہ عزیز ہے۔ چھوٹتا ہے اور اس رشتہ عزیز کے قطع ہونے پر ایمان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں اور پھر وہ خدا کی فصاحت و بلاغت بھری کتاب جو تمام علوم کا معدن ہے اور جس کی سی ایک سورت باوجودیکہ ساڑھے تیراں سو برس سے ایک عام چیلنج دیا گیا ہے کسی کو پیش کرنے کی آج تک جرأت ہی نہیں ہوئی اور جس کا ایک شوشہ یا نکتہ کم و بیش نہیں ہوا اور جس کی حفاظت ابدالآباد تک مالک حقیقی نے اپنے ذمے لے رکھی ہے سے کلیتہً انحراف کرنا پڑتا ہے اور خدائے واحد سے جو لاشریک ہے۔ کنارہ کش ہونا پڑتا ہے یہ ایک ایسا دقیق سوال ہے۔ جس کا جواب امت مرزائیہ تاقیامت نہیں دے سکتی۔

اور یہ جدت بھی ملاحظہ فرماویں کہ کس دیدہ دلیری سے اپنی خود ساختہ نبوت منوانے کے لئے کلام کی آیات سینہ زوری اور چوری کر کے الہامی شکل میں پیش کیں اور ان

کی غلط و بے ربط تفسیر بھی کی اور کیسی شاندار بڑھانکی۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

فرماتے ہیں ”واتخذ ومن مقام ابراھیم مصلیٰ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہی فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم (یعنی مرزا) کا پیرو ہوگا۔“

اب غور فرمائیں نبوت جو باعث رحمت تھی۔ امت مرحومہ کے لئے زحمت ہوگئی۔ دنیا میں اس وقت چالیس کروڑ مسلمان آقائے نامدار محمد مصطفےٰ کے غلام آباد ہیں۔ جو سلطان القلم کی ایک ہی جست سے یک قلم نجات سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اس کی کیا دلیل ہے کہ آپ ہی آخری ابراہیم ہیں اور آپ کا ہی فرقہ نجات پائے گا۔ حالانکہ جو آیت آپ نے اس کے ثبوت میں پیش کی ہے اس کا یہ مطلب نہیں اور اس میں اشارہ تو کیا کنایہ تک بھی نہیں اور اس کا کیا ثبوت ہے اور کہاں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور اسی کا فرقہ نجات پائے گا اور باقی جہنمی ہوں گے۔ ہم قارئین کرام کی خدمت میں اس کا شان نزول بھی پیش کئے دیتے ہیں تاکہ آپ کے فریب دینے کی حقیقت بھی واضح ہو جائے۔

”واتخذ ومن مقام ابراھیم مصلیٰ“ یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی ابھی نازل بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خواہش رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی کہ مقام ابراہیم کو مصلےٰ بنالیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فرقان حمید میں نازل کی۔

تمام قرآن شریف گالیوں سے پر ہے

بناسپتی نبی صاحب (ازالہ اوہام ص ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹) پر فرماتے ہیں کہ:

”اگر ہر ایک سخت اور آزردہ تقریر کو محض بوجہ اس کے حرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔“

استغفر اللہ ربی! یہ ظل و بروز کے سائن بورڈ یہ مظہریت کے دعویٰ اور یہ اعجاز شریں کلامی اور قرآنی محبت کا فوٹو ہے کہ تمام فرقان حمید میں نعوذ باللہ من ذالک گالیاں بھری ہیں۔

لعنت اللہ علیٰ الکاذبین!

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

سرورِ دوجہاں آقائے نامدار رحمۃ للعلمینؐ

حضورؐ فخرِ رسل محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے حق میں بدزبانی

جے سنگھ بہادر قادیانی اپنے اوہام باطلہ میں جن کا دعویٰ ہے کہ میرے ہونٹوں سے شیرینی ٹپکتی ہے اور میں سلطان القلم ہوں چاہے اردو لکھنا بھی نہ آتا ہو۔ (ازالہ ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۱) پر ارشاد چہ تے ہیں۔

''ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی تو نے ان عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرالبریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم وقودالنار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریت شیطان اور پلید ٹھہرایا میں تجھے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا۔ ورنہ میں قوم کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے۔ بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۱، ۱۱۲) پر اسی کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ:

''یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے۔ مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خداتعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔''

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

آہ! قلم رکتا ہے اور دل جلتا ہے۔ جب اس خاصہ خاصان رسل کے حق میں جو جہاں کے لئے رحمت کردگار ہے اور جس کے لئے خالق حقیقی نے ''انک لعلیٰ خلق عظیم'' فرمایا اور جس کی ذات بابرکات باعث تکوین روزگار ہوئی اور جس کے دل میں تمام جہان کی بہتری وبہبودی کے لئے ایک ایسا درد بھر دیا گیا تھا۔ جس کی شہادت قرآن کریم ابدلآباد تک دیتا رہے گا۔ ''لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین'' اور جس کے لئے شق القمر ہوا اور جس کے اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ شمار ہی نہیں ہوسکتے اور جس کی نگاہ لطف سے بہمیت وبربریت وہ ماحول جن کو پیٹ بھر کر روٹی میسر نہ ہوتی تھی اور جن کا لباس ان کی غربت کی چغلی کھاتا تھا۔ سلاطین عالم ہوئے۔

وہ سلطان دو جہاںؐ جو درہم و دینار کے روزانہ انبار لٹاتے اور اپنے لئے ایک حبہ تک بھی نہ رکھتے اور ہزاروں من غلہ تقسیم کرتے۔ مگر خود روزہ دار رہتے اور افطاری توکل علیٰ اللہ پر چھوڑ دی جاتی۔

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے سیم وزروگوہر
اور اپنا ہے یہ یہ حال کہ چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

وہ رؤف الرحیم جس کے مبارک منہ سے پتھر کھانے پر بھی بددعاء نہ نکلی بلکہ سوائے ایک دردانگیز دعاء کے حرف شکایت ہی لب پر نہ لایا۔ ''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون'' خداوندمیری قوم کو ہدایت دے کہ وہ مجھ کو پہچان جائیں۔

جنہوں سے پہنچیں اذیتیں پھر انہیں کے حق میں دعائیں مانگیں
کسی میں یہ شان حلم بھی ہے اور ایسا کوئی حلیم بھی ہے

اللہ اللہ ایسی مبارک ہستی جس کے لئے صدہا پیارے پیارے القاب طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر، رحمۃ اللعلمین، کافۃ للناس، بشیر ونذیر، رؤف رحیم ہیں اور طرفہ یہ کہ جس کو شفیع محشر قرار دیا گیا ہو۔

اس کے حق میں اس کی شان میں ایسا ناپاک خیال ایسا رقیق حملہ اور طرفہ یہ کہ غلامی کا دعویٰ اور نبوت کی علمبرداری کچھ مرزا جیسے کرشن ثانی کو ہی زیب دیتی ہے۔

سیرت النبی کے جلسوں کے علمبردارو! گندم نما جو فروشو، شرم کے سمندر میں ڈوب مرو۔ وہ قوم جس کا یہ ایمان ہو کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے اور نبی برحق سرور دو جہاںؐ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ نعوذ باللہ دشنام دہی کے لئے بھیجے گئے تھے وہ سیرت کیا خاک بیان کر سکتی ہے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ لاحول و لا قوۃ الا باللّٰہ!

اس کی کیا دلیل ہے کہ ابو طالب کا یہ قصہ رودر گوپال قادیانی کے دل پر خدا کی طرف سے القاء ہوا۔ ایسا لغو الہام اور باطل عقیدہ اور بھونڈی تحریر تو صرف راندہ درگاہ کی طرف سے ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

”الارض والسماء معك كما هو معيى قل لى الارض والسماء قل لى سلام ۰ فى مقعد صدق عن مليك مقتدر ۰ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ۰ ياتى نصرالله انا سننذر العالم كله انا سننزل انا الله لا اله الا انا“

”یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان اور زمین میرے لئے ہے کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کے حضور میں سچائی کی نشست گاہ میں ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔ جن کا اصول یہ ہے۔ خلق اللہ سے نیکی کرتے ہیں۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کریں گے ہم زمین پر اتریں گے میں ہی کامل سچا خدا ہوں۔“ (سراج منیر ص۸۲، خزائن ج۱۲ ص۸۳،۸۴)

بہت خوب مرزائے قادیانی کی ترقی حیرت انگیز طریقہ سے تمام انبیائے کرام کی فضیلت کے بعد خدائی صفات میں بڑی صفائی سے دخیل ہوگئی اور چونکہ یہ رشتہ محبت ساجھی گیر کے مراتب سے بلند تر واضح ہوگیا۔ اس لئے زمین و آسمان میں نصف نصف کی شراکت ہوئی اور آخر اللہ میاں، مرزا قادیانی کے حق میں دست بردار ہوگئے اور زمین پر اتر آئے اور مرزا قادیانی سے یہ کہلوا ہی دیا کہ اب آسمان و زمین بلاشرکت غیرے میری واحد ملکیت ہے۔ مرزائیو مبارک ہو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۶،۱۷، خزائن ج۱۷ ص۶۲) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

”میں نے ارادہ کیا کہ زمین پر اپنا جانشین پیدا کروں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا یہ (مرزا) شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا۔ یہ خدا کا رسول ہے۔ نبیوں کے لباس میں دنیا اور آخرت میں مرتبے والا اور خدا کے مقربوں میں ہے۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اے مرزا خدا تیری عرش پر حمد کرتا ہے اور عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔“

ہم نشیں پوچھ نہ اس بزم کا افسانہ ناز
دیکھ کر آیا ہوں بندے کا خدا ہو جانا

مرزائیو! سن رہے ہو اب تو مرزا قادیانی کا خدا بھی ریٹائر ہو چکا اور تمہارے سجدوں اور عبادتوں کے لئے اپنا جانشین یا ولی عہد بھی قائم کر چکا۔ جو خدائی فوجدار کی حیثیت سے جدید قوانین نافذ کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا۔ یہ کوئی ایسا ویسا رسول نہیں بلکہ دنیا تو کیا آخرت میں بھی

تمہارے بھی کام آئے گا اور اس کا احسان خدا کی ذات پر بھی ہے۔ کیونکہ وہ چھپا خزانہ تھا جو مرزا کی آمد کی وجہ سے پہچانا گیا۔ اسی لئے وہ عرش پر اس کی حمد بیان کرتا ہے اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ اس لئے تم بھی اسی کی عبادت کرو۔

حضور ختمی مآب ﷺ نے تیسری دلیل مسیح موعود کے لئے ایسی فیصلہ کن بیان فرمائی جس میں دوست دشمن دونوں کو اتفاق ہے۔ یعنی مرزا قادیانی بھی اس کو قبول کرتے ہوئے یہی حدیث اپنی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اس لئے قصہ ہی ختم ہے۔ کیونکہ مدعی اور مدعا علیہ اس حدیث کو بالاتفاق مانتے ہیں اور اس میں چند ایک اوصاف مسیح موعود کی شناخت کے لئے درج ہیں۔ شکر ہے کہ ایک صحیح لائن پر مبحث تو قائم ہوا اب انشاء اللہ جھگڑا ہی ختم ہوا چاہتا ہے۔ فرمان رسالت پر مرزا قادیانی آنجہانی کو پورا اترنا ہے۔ اگر وہ ان صفات کے حامل ہیں تو وہی مسیح موعود اور لاریب وہ صادق نبی اللہ اور اگر یہ صفات ان میں نہ پائی جائیں تو وہ کذاب اور جھوٹوں کے بادشاہ ہیں۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اٹھا دے آنکھ سے پردہ دوئی کا حسن یکتائی
جدھر دیکھوں نظر آئے مجھے جلوہ محمدؐ کا

توسن، قلم فرمان مصطفوی کے حضور میں سجدے کرتا ہوا پیش ہوتا ہے۔ یہ وہ عالی دربار ہے جس کے سامنے جابرو متکبر غرور و نخوت کو بھول جاتے ہیں اور سلاطین کا زہرہ آب آب ہوتا ہے۔ فلاسفران عالم کاسۂ گدائی لئے اسی کوچہ میں پھرتے نظر آتے ہیں اور نقطہ وران جہاں کی عقیدہ کشائی یہاں ہی ہوتی ہے۔ شہ زور یہاں کمزور دکھلائی دیتے ہیں اور کمزور جس کی زبان طاقتور کے سامنے التجا کرتے کرتے تھک جاتی تھی۔ یہاں شہ زور ہیں۔

آقا تیرے جمال جہاں آرا سے شمس و قمر مستنیر ہوئے اور ستاروں نے ضیا پائی مولا تیرے فروغ حسن سے حیات عالم کو بقا ملی اور حوروں نے پاکیزگی سیکھی داتا تیرا فیض عام زمانہ بھر کے لئے جاری و ساری ہے اور تیری نگاہ لطف کا سر مصائب اور غیرت ابر نو بہار ہے۔

اے راز نہانی اور اسرار یزدانی کے جاننے والے منعم۔ اے فصاحت و بلاغت اور علم و عرفان کے سلطان۔ اے حکمت و دانائی کے بادشاہ، اے عدل و انصاف کے والی اے اخوت و محبت کے قاسم، بے کرم و بخشش کی تصویر اور عفت و پاکیزگی کے فوٹو اے رحمت و فضل کے پیکر تجھ سے تیری محبوب امت اپنی درماندگی اور بے چارگی کا دکھڑا سناتی ہے اور لا تقنطوا من رحمة اللہ کا سہارا لئے تیرے اعجاز روحانی کی طالب ہے۔ مولا کفر کی تیرہ و تار آندھی تیری سمندر پار

دور افتادہ امت پر محیط ہے۔ آ قا مسیلمہ کذاب کا بروز تیری غریب امت پر ارتداد کی ناپاک فضا مسلط کر رہا ہے۔ ایمان صدیق، دے غیرت عمرؓ عطاء کر حیاء عثمانؓ دے اور قوت حیدرؓ عنایت کرتا کہ تیرا غریب و بے کس ناتواں و کمزور خالد کے نام کی برکت سے کفر کا تختہ الٹ دے اور قلمی جہاد سے ارتداد کی مہیب فضا کو بہار محمدی میں دل دے۔

نجد کے بادیہ نشیں سیکھ گئے سکندری
تیرے کرم سے مل گیا ان کو شکوہ قیصری
کفر لرزلرز گیا شرک کی ظلمتیں مٹیں
تیرے درد وقدس سے ساری کثافتیں مٹیں
شرق میں تجھ سے زندگی غرب ہے تجھ سے فیضیاب
تیری نوازشوں سے ہے ہر دو جہاں کو انتساب
بخش دے تاب زندگی پھر وہی سوز و ساز دے
میری فسردہ آرزو رحمتوں سے نواز دے
میرا سلام ہو قبول مظہر تجلیات
تجھ پر درود کائنات تجھ پر سلام شش جہات

تیسرا فرمان رسالت۔

”قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰة ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ)“ ﴿رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ پھر فوت ہو کر میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ایک ہی مقبرہ سے قیامت کو اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان۔﴾

چنانچہ جن لوگوں کو حج کی سعادت نصیب ہوئی اور سرکار مدینہؐ کے دربار والا تبار کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ اس حدیث کے عینی شاہد ہیں کہ روضۂ اطہر میں تین قبریں سبز گنبد کے اندر موجود ہیں اور ایک قبر کی خالی جگہ عیسیٰ ابن مریم کے لئے ابھی تک موجود ہے۔ جس میں مسیح ابن مریم علیہ السلام فرمان رسالت کے مطابق انشاء اللہ دفن کئے جائیں گے۔

چنانچہ اس حدیث کو مرزا قادیانی آنجہانی ایک عجیب انداز سے اپنی سچائی میں پیش کرتے ہیں۔ مشہور رسوائے عالم آسانی نکاح (محمدی بیگم) کے ضمن میں (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰) پر فرماتے ہیں کہ:

''یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا درست ہے۔''

اس حدیث کو آپ نے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) کے حاشیہ میں یوں بیان فرمایا۔

محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کی تصدیق سرکار مدینہ سے

''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے۔ ''یتزوج ویولد له'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور صاحب اولاد ہوگا۔ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے۔ (محمدی بیگم) جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس میں رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔''

محمدی بیگم کے نکاح کی تصدیق سرکاری عدالت میں

ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کا اپنے چچازاد بھائیوں سے ایک دیوار کے متعلق مقدمہ تھا۔ جس میں انہوں نے مرزا قادیانی پر چند سوال کئے جن کے جواب میں مرزا قادیانی نے حلفیہ بیان دیا فرماتے ہیں کہ:

''احمد بیگ کی دختر محمدی بیگم کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے۔ وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ اس کے

ساتھ ضرور بیاہی جائے گی اور اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشین گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چھ مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزو پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جزو تھا۔ انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔" (اخبار الحکم ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴ کالم نمبر ۳)

سچ ہے رقابت جلا کر سرمہ کر دیتی ہے اور پھر ایسا خوفناک وبئر رقیب جو منکوحہ آسمانی کو بھی غصب کرے اور تحدی کی پیش گوئی کا تمسخر اڑائے اور طرفہ یہ کہ چھاتی پر بیٹھ کر مونگ دلے اور الہامات کی قدر گوز شتر سے زیادہ نہ سمجھے اور موت کی پیش خبری پر قہقہہ لگائے اور سخت جان ایسا کہ فرانس کی جان گداز جنگ میں سر میں گولی کھائے اور فضل ایزدی سے سلامت رہے اور مشیت ایزدی سے ایسا نڈر ہو کر مرزا کے الہاموں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑانے کے لئے فروری ۱۹۳۵ء تک زندہ و سلامت ہو۔ حالانکہ بقول پیش گوئی اس کو ۲۱ راگست ۱۸۹۴ء کے بعد دنیا میں سانس لینے اور زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہ ہو اور راسخ ایمان ایسا کہ کوہ پیکر کی طرح عقیدہ سلف پر قائم ہو، اور یہ جو مرزا قادیانی نے اپنے بیان میں بے پر کی اڑائی ہے کہ وہ تائب ہوا اور اس کے عزیز اقارب نے معذرت نامے بھیجے۔ یہ گپ محض ہے اور اس کی اصلیت و حقیقت کا پتہ مرزا آنجہانی کے اس دکھڑا رونے سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے ناکامی و نامرادی کے وقت عین یاس کی حالت میں بھرے دل اور اجڑتی امیدوں کے وقت رویا تھا۔ چنانچہ آپ کے وہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔ (اشتہار انعامی چار ہزار ص ۲ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵) پر فرماتے ہیں کہ:

"احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس کی طرف ذرہ التفات نہ کی۔"

اتمام حجت کے لئے ہم امت مرزائیہ کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ معذرت نامے اور توبہ کے خطوط مرزا آنجہانی نے جو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلانے کے عادی تھے کیوں نہ شائع کئے گئے اور اگر تب نہیں تو اب ہی کوئی مسیح کا لال پیش کرے۔ مگر بقول شخصے کہ۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ڈرنے کی بھی خوب کہی۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

وہ ڈرتا بھی تو کیا ڈرتا۔ یہی نا کہ اپنی منکوحہ بیوی چھوڑ دیتا اور توبہ تو ترک معاصی اور آئندہ محتاط رہنے کا ایک عہد ہے اور یہاں۔ قصور تو یہی ہے کہ منکوحہ آسمانی سے کیوں نکاح ہوا اور اگر توبہ کی (بقول مرزا) تو کیا محمدی بیگم کو چھوڑ دیا گیا اور اس کا نکاح ثانی مرزا قادیانی ہوا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ محترمہ اب تک زندہ وسلامت مرزا سلطان محمد زادہ عمرہ کی منکوحہ بیوی ہے۔

ذیل میں ہم ایک خط مرزا سلطان محمد صاحب بیگ رئیس پٹی رقیب مرزا کا پیش کرتے ہیں جس سے قارئین کرام پر اس کے ڈرنے کی کیفیت انشاءاللہ کھل جائے گی وہ تحریر فرماتے ہیں۔

''جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا میں ہمیشہ اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔'' سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۳ر مارچ ۱۹۲۳ء

مرزا قادیانی نے جو حلفیہ بیان عدالت میں دیا کہ پیش گوئی یہی تھی کہ اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہوگا غلط ہے۔ جھوٹ ہے دجل ہے اور اس میں شمہ بھر بھی صداقت نہیں۔ کیونکہ اگر پیش گوئی کا اصلی مفہوم اور مغز یہی تھا تو مرزا قادیانی کا اس مبارک تقریب کو اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینا فرض تھا۔ کیونکہ ان کی پیش گوئی کی یہ ایک شق پوری ہو رہی تھی اور آپ کے لئے یہ ایک خوشی کا موقعہ تھا نہ کہ حسد وبغض کا مقام آپ نے بلکہ آپ کے سارے اینڈ کو نے انتہائی کوشش کی اور ایڑی چوٹی تک کا زور لگانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ لالچ دیا۔ ہزاروں کی زمین ہبہ کرنے کو تیار ہوئے۔ انتہائی ذلالت اور چاپلوسی سے خط لکھے۔ قاصد ونامہ بر بھیجے اور آخر موت کی دھمکیاں بھی دیں اور اہل قلم کے آوازے جو اس کی تگ ودو میں آپ پر کسے گئے تھے سنے اور مجبوراً خون کا گھونٹ پی کر خاموش رہ گئے۔ چنانچہ اس کی تصدیق سے پتہ چلتا ہے جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے پیش گوئی میں یہ نہ تھا کہ وہ پہلے مرزا سلطان محمد بیگ سے بیاہی جائے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یہ بات نکاح کے بعد بنائی گئی اور ایک اور اہم بات ایسی ہے جو ہمارے بیان کی ایسی مؤید ہے۔ جیسے سورج کا نصف النہار پہ ہونا وہ یہ ہے کہ اگر پیش گوئی میں یہ الفاظ ہوتے کہ وہ پہلے مرزا سلطان محمد صاحب سے بیاہی جائے گی تو آپ اپنی بے گناہ بہو کو طلاق نہ دلواتے اور اپنے حقیقی بیٹے فضل احمد کو بے گناہ عاق نہ کرتے اور بیع بالوفا کی ضرورت پیش نہ آتی اور آپ نصرت جہاں بیگم زوجۂ خود کے مقروض نہ ہوتے۔ یہ سب باتیں اور واقعات روز

وروشن کی طرح پکار پکار کر بتا رہے ہیں کہ آپ کا حلفیہ بیان غلط ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجب ثم العجب! ناکامی، محبت نے وہ ستم ڈھایا کہ بنا بنایا گھر برباد کر دیا اور قصر نبوت کی بنیادیں ہلا دیں۔ افسوس ایک محمدی کی کنارہ کشی نے قیامت صغریٰ بپا کی۔ مرزا قادیانی آنجہانی کا توازن دماغ ایسا درہم برہم ہوا اور غم نے صبر کو ایسا تاراج کیا کہ گویا حواس خمسہ میں فرق آ گیا تو قدرت نے وہ وہ کام آپ سے کروائے جن کی نظیر ڈھونڈنے سے انبیاء عظام کی زندگی میں نہ ملے گی اور جو اس معصوم مشن کے سراسر منافی ہے۔ اللہ اللہ قاطع رحم اور نبوت کا علمبردار، معاذ اللہ سنت اللہ کا دشمن اور پیامبری کا دعویدار، عیاذاً باللہ یوں بدحواسی اور مرسلین من اللہ کا ٹھیکیدار اور طرفہ یہ کہ بلاقصور و بے گناہ حقیقی بیٹے اور پاکدامن بہو اور رفیقہ حیات۔ صرف اس گناہ کے بدلے جو ایک معمولی لغزش سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی کہ ان کے عزیز و اقارب نے زبردستی و سینہ زوری سے محمدی کا نکاح مرزا قادیانی کیوں نہیں کیا۔ بیٹوں کو عاق اور بہو اور بیوی کو طلاق۔ گویا بنا بنایا گھر برباد کر دیا۔ بستی امید اجڑی اور رونق و چہل پہل کی جگہ الو بول گیا۔

مگر حیرانگی ہے کہ مرزا قادیانی نے ایسا کیوں کیا۔ کیا وہ اور کوئی احسن طریقہ اختیار نہ کر سکتے تھے۔ آخر اس ناقابل عفو جرم میں اور کوئی سزا نہ دی جا سکتی تھی۔ حیرت ہے آپ کے اس فعل پر، حیرانگی ہے آپ کے اس عمل پر، آپ نے یہ کیا کیا اور کیوں کیا۔ مرزا بشیر احمد مرزا کے منجلے صاحب زادہ ہیں اس کی وجہ سے یہ بتلاتے ہیں کہ ان کے عزیز و اقارب دیندار نہ تھے اور اگر یہ بیان صحیح ہے اور یہی وجہ ہے تو بے دینوں کی لڑکی لینے کے لئے اتنی کوشش کیوں کی گئی اور اگر وہ بے دین ہی تھے تو مرزا قادیانی کی بیوی کا کیا قصور تھا۔ اس کے رشتہ دار بے دین ہوا کریں مگر وہ تو نہ تھی اور اگر وہ بھی ایسی ہی تھیں تو کیا مرزا قادیانی کو ایک کافی عمر بسر کرنے کے بعد جب کہ وہ ڈپٹی سلطان محمد و مرزا فضل احمد تیس چالیس برس کے بچوں کی ماں بن چکی تھی۔ پتہ چلا کہ یہ بے دین ہے اس سے کنارہ کشی کرنی چاہئے۔ عجب مضحکہ خیز بات ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوا۔ یہ تو جو ہوا اچھا ہوا یا برا ہوا یہاں تک ہی بس نہیں۔ شومئی قسمت مصیبت آتی ہے تو چہار طرف سے آتی ہے اور پتہ پتہ دشمن ہی دشمن نظر آتا ہے۔ مرزا قادیانی کا حقیقی چھوٹا بیٹا بدنصیب فضل احمد بیمار ہوا۔ بیوی کو حسب خواہش مرزا قادیانی طلاق دے چکا تھا۔ مگر حالت یہ تھی کہ اس کارکردگی سے مرزا قادیانی کی محمدی کے انتقام کی آگ نہ بجھی لہٰذا وہ عاق کر دیا گیا۔ امیروں کا بیٹا مفلسی کا مہمان

بنا اسی صدمے سے صاحب فراش ہوا اور زندگی کے آخری لمحوں پر نوبت پہنچی۔ مگر افسوس نہ دوا دینے والا پاس ہے نہ دعاء کرنے والا قریب کس مپرسی کا عالم اور بے قراری کی گھڑیاں نہ لیٹے چین اور نہ بیٹھے آرام غرضیکہ انہیں مصائب میں اس کی حالت ایسی ناگفتہ بہ ہوئی۔ جس پر اہل محلہ کے شریف لوگ متاثر ہونے سے نہ رہ سکے۔ مرزا آنجہانی کی خدمت میں ایک وفد کی صورت میں یہ لوگ پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کا بیٹا جواں مرگ دنیا سے اٹھ رہا ہے۔ چند ساعتوں کا مہمان ہے اس کی خبر گیری آپ پر فرض ہے۔ جواب ملا نالائق ہے، مرتا ہے تو مرنے دو۔ صلہ رحمی ملاحظہ فرمایئے؟ وفد واپس آیا تو غریب کی روح پرواز کر چکی تھی۔ مرزا قادیانی کو اپنے حقیقی لخت جگر کی بے وقت موت پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صدمہ نہ ہوا نہ ہی آپ نے تجہیز و تکفین میں حصہ لیا اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ بیچارا مسافروں کی طرح چند دردِ دل اور خوف خدا رکھنے والوں کی مہربانی سے لحد میں آرام کی ابدی نیند سویا مرزا قادیانی کا خون معلوم نہیں ہوتا کہ اس قدر کیوں سفید ہوا۔ شاید یہ بھی پنجابی نبوت کی کوئی نشانی ہوگی۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیث مرزا جو ثقہ کے راویوں سے مروی ہے۔ ملاحظہ فرماویں!

عن محمود قال قال مرزا آنجهانی !''آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے تو آپ (مرزا قادیانی) ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہیں کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا۔ ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں۔ باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔''

انوار خلافت ص ۹۱، مصنفہ بشیر الدین محمود

حدیث مرزا

''بسم الله الرحمن الرحیم ! بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کی آوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو عام طور پر پھجے دی ماں کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی۔ (پنجابی نبی کی شاید یہ بھی سنت ہوگی) جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ

داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ (خود ساختہ نبوت پر ایمان نہ لاتے ہوں گے) اور اس کا ان کی طرف میلان تھا۔ (یعنی میاں کی نبوت سے انکاری تھیں) اور وہ اس رنگ میں رنگین تھیں۔ (عجب مضحکہ خیزی ہے کہ گھر کے لوگ بھی صحبت رسالت سے فیضیاب نہ ہو سکے) اس لئے مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (اچھی سزا دی) ہاں آپ اخراجات باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ (وہ بھی شاید پندرہ روپیہ تنخواہ میں سے) والدہ صاحبہ نے فرمایا (حرم ثانی) کہ میری شادی کے بعد انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا سو ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لئے میں اب دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو گنہگار ہوں گا۔ اس میں اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو۔ (کس قصور کے بدلے) یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ (آپ کی امارت) میں تمہیں خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ (بیچاری کی شرافت دیکھو) والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پھر محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہی۔ (بیچاری اپنی عافیت سے خوب واقف تھی) تب حضرت نے اس کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے (اب بیٹے کی بھی سنئے) کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا...... جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۸۱ء کو شائع کیا اور جس کی سرخی تھی۔ ''اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین'' (حضرت پتہ چل جائے گا کہ سرخی تھی یا سپیدی) اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں (محمدی بیگم کے نکاح میں) مخالفانہ کوششوں سے الگ نہ ہوئے (مرزا قادیانی کا پہلونٹھی کا بیٹا جو ڈپٹی سلطان احمد کے نام سے مشہور ہے اور جو باپ کا سخت مخالف رہا) تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوں گے اور اس کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی۔ (یہی وجہ تھی جو آپ نے بیچ بالوفا کی) والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا (جاتا کہاں تھا آخر وہ بھی نبی تھے کوئی ان سے بھاگ تھوڑا سکتا تھا) مگر بلا آخر وہ بھی عاق کر دیا گیا تھا۔''

(سیرت المہدی ص ۳۳، ۳۴، روایت نمبر ۴۱، مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر دوئم)

قارئین کرام! ایک محمدی بیگم کے نکاح میں نہ آنے سے بنا بنایا کھیل ہی بگاڑ دیا یا یوں سمجھئے کہ نبوت کی لٹیا ہی ڈبو دی۔ دو حقیقی لائق اور برسر روزگار بیٹے اور عابدہ بیوی اور عفت مآب بہو طلاق اور عاق کے شکار بنائے گئے۔ مگر آپ آج صدہا ملمع سازیاں اور رنگینیاں واقعات کے

چہرے کو نقاب پوش بنانے کے باوجود بھی۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

آہ! یہ واقعات ہیں جن پر پنجابی نبوت کا انحصار ہے اور جس کے لئے دعوت بروز گھونسہ دی جارہی ہے اور نہ ماننے والوں کو خنزیر اور کتیا کا خطاب مل رہا ہے اور حرام کار عورتوں کی اولاد ٹھہرایا جارہا ہے۔ حالانکہ فخر رسل کی تعلیم اس کے از حد منافی ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ لعنت اور گالی کا مصداق وہ نہ ہو جس کو دی گئی ہے تو یہ الٹ کر اعادہ گزار پڑتی ہے۔ اس لئے ہمیں صبر اور خاموشی سے کام لینا چاہئے۔

قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اور امت مرزائیہ کی کور باطنی پر ایک ایسا لطیف سرمہ جو فخر موجودات سرکار مدینہ کی زبان فیض ترجمان کا بتایا ہوا ہے پیش کرتے ہیں اور بخدا یہ خواہش رکھتے ہیں کہ کوئی امت خیر الانام کا بھولا ہوا انسان مرزائی چنگل سے نکل کر آہنی زنجیروں کو توڑتا ہوا سرکار دوعالم کی غلامی اختیار کرے۔

آ غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھادیں

''عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من احب ان یبسط له في رزقه وينسا له فی اثره فليصل رحمه (مشکوٰۃ ص۴۱۹، باب البر والصلة) ''انسؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو صلہ رحمی کرے۔

''عن جبير بن مطعمؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یدخل الجنة قاطع (مشکوٰۃ ص۴۱۹، باب البر والصلة) ''جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قطع رحم کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

فرمان رسالت کے مطابق مرزا قادیانی آنجہانی باغ جناں میں نہ جاسکیں گے۔ شاید اسی لئے بہشتی مقبرہ میں اس حسرت کو مٹارہے ہیں۔ مگر یہ اچھا بہشت ہے کہ آپ کی قبر پر ایک پتہ کا سایہ نہیں اور تمازت آفتاب بہشتی مقبرہ کو تانبہ کی طرح سرخ بنارہی ہے۔ اگر اسی کا نام بہشت ہے تو اس سے بابا دوزخ اچھی۔

ناظرین! اگر آپ اس پیش گوئی کے اسرار وحقائق سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہوں تو ہماری تصنیف موسومہ ''نوشتہ غیب'' ملاحظہ فرمادیں۔ جس میں تقریباً ۱۵۰ صفحات اسی ایک پیش گوئی

کے لئے وقف کئے گئے۔(احتساب قادیانیت میں وہ بھی شامل ہے۔مرتب!)

بہرحال ہم قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے صرف ایک اور حوالے پر جو مندرجہ بالا واقعات کی تائید کرتا ہے اکتفا کرتے ہوئے اس قصہ کو ختم کرتے ہیں۔کیونکہ ہمارا مضمون مسیح موعود کی شناخت کے دلائل سے ہے اور یہ جملہ معترضہ برسبیل تذکرہ آ گیا تھا۔جس کا جواب دینا ہم نے مناسب خیال کیا۔ابھی حلفیہ بیان میں ایک جھوٹ باقی ہے۔وہ بھی لگے ہاتھ مختصراً عرض کئے ہی دیتا ہوں اس حوالے کے بعد وہی شروع ہوگا۔ناظرین غور سے پڑھیں اور انصاف فرمائیں۔

مرزا قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص۱۹۱،خزائن ج۲۲ ص۱۹۸) پر فرماتے ہیں کہ:

”یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ (خسر آسمانی) کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی۔طمع دی گئی اور خط لکھے گئے۔یہ عجیب اعتراض ہے۔سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ کے اور جائز طریق سے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔“

مگر افسوس آسمانی منکوحہ کی آرزو دل کی دل میں ہی رہی اور الہاموں کی وہ مٹی پلید ہوئی کہ الاماں،مگر سب سے زیادہ خرابی جو آج تک امت مرزائیہ کی رسوائی کا باعث ہے وہ مرزا قادیانی کا اپنا تسلیم کردہ معیار ہے۔جو جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق شرم وضلالت رسائی ورسیاہی میں منکوحہ آسمانی کا نام آتے ہی ڈبو دیتا ہے۔کیونکہ مرزا قادیانی کے وہ الفاظ ہی کچھ ایسے دلپذیر ہیں جن پر ندامت وشرمساری عاشق ہے۔اپنے رقیب کے متعلق (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴،خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) پر فرماتے ہیں کہ:

”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔اے احمقو یہ انسان کا افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔“

پھر اس کی تائید میں (انجام آتھم ص۳۱،خزائن ج۱۱ ص ایضاً حاشیہ) پر فرماتے ہیں کہ:

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔(قطعی) اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔“

مگر افسوس کیا ہوا کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں ہی لڑھک گئے اور اپنی بطالت پر آپ

شاہد ہوئے اور رقیب اب تک فضل ایزدی سے سلامت ہے۔

ہوا ہے خوب مدعی کا فیصلہ میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اور منکوحہ آسمانی کے متعلق (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳) پر فرماتے ہیں کہ:
''میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ کام نکاح کا ختم ہو گیا۔ بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر مبرم ہے۔ (یقینی وقطعی ہے) اس کا وقت آئے گا خدا کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے یہ بالکل سچ ہے۔ تم دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔''

اور پھر اس کی تائید میں (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۵،۱۱۶) میں فرماتے ہیں کہ:
''میں بالآخر دعاء کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔''

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

چنانچہ حضرت مرزا قادیانی ذلت ونامرادی کے ساتھ چل بسے اور اپنی بطالت پر آپ شاہد ہوئے۔ مگر بے شرمی کی بھی کوئی حد ہے۔ جوامت مرزائیہ اب تک ناکام بودی تاویلوں سے دوچار ہے اور شرم سے پیشانی عرق ریز ہے۔

الہام مرزا ''یتزوج ویولد له''

یہ وہ پیارے الفاظ ہیں جو مرزا قادیانی کو بہت ہی محبوب تھے۔ تزوج کی تفسیر اختصاراً قارئین کرام کے پیش ہوئی۔ اب یولدلہ کی تفسیر ملاحظہ فرمادیں۔ اپنی مایہ ناز کتاب (ازالہ اوہام ص۱۵۵،۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۷۹،۱۸۰) پر فرماتے ہیں کہ:
''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خداتعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں ظاہر کر رکھا ہے کہ میرے ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ

سیدھی کرے گا اور اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔" فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء "لیکن یہ عاجز ایک خاص پیش گوئی کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔"

پیش گوئی! بالہام اللہ تعالیٰ و اعلیٰ عز و جل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطاء ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہا تا کہ وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشان ملے (سلطان القلمی) اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا...... وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اور اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہن اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہر و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ "فرزند دلبند گرامی ارجمنع مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلا کان

اللّٰہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً!'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۰تا۱۰۲)

الٰہی پناہ! الہام ہے یا شیطان کی آنت لکھتے لکھتے ہاتھ تھک گیا اور تعریف سنتے سنتے کان تھک گئے۔ مگر ختم ہونے کو نام ہی نہ لیتا تھا۔ مقام شکر ہے کہ مرزا قادیانی کا ہونے والہ بچہ ایسا بچہ جو تمام انبیاء واولیاء متقدمین ومتاخرین کا مظہر ہے اور طرفہ یہ کہ خدا اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ یوں سمجھو اور حقیقتاً ایمان کی آنکھوں سے دیکھو تو خود خدا مولود موعود کے وجود میں اتر آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق آسمان سے نہیں اتر سکتے۔ کیونکہ راستہ میں کرہ زمہریر اور آتشیں موجود ہے۔ مگر آسکتا ہے تو مرزا کا بیٹا اور خدا کا قربت دار شکر ہے۔ (کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے) یہ تو تسلیم ہوا کہ آسمان سے پسر مرزا اترے گا۔ شاید منارۃ المسیح اسی پسر موعود کا پیش خیمہ ہے اور نزول کا مقام امت مرزائیہ کے لئے بطور یادگار قائم کیا گیا ہے اور تعریف وتوصیف کے تمام وہ الفاظ جو لغت میں موجود تھے افسانہ نویسی اور مبالغہ گوئی میں صرف ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ صادق نبی اللہ قادیانی کی تعلیم سے نکلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو لفظ لفظ پر ضامن قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لئے منتظر رہنا فرض ہے کہ کب وہ مولود موعود نازل ہو۔ ولیکن تعریفوں کے پل باندھنے میں خفیف سا سقم رہ گیا ہے وہ یہ کہ یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ دن کو اترے گا یا رات کو اور کیا آسمان پر بھی مرزا قادیانی کا کوئی حرم اور قادیانی امت کی ام المومنین رہتی ہے۔ جس کے مبارک بطن سے یہ لڑکا پیدا ہو کر نازل ہوگا اور وہ بھلا آسمان پر زچگی کے مصائب کو کس طرح سرانجام دینے میں کامیاب ہوئی۔

بہرحال کچھ بھی ہو ہمیں تو اس میں کوئی شک نہیں اور ہمارے خیال میں خصوصاً امت مرزائیہ سے کسی کو شک کرنے کا وہم وخیال نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ کرشن قادیانی کے قول اور وہ بھی الہامی جھوٹے تھوڑے ہی ہوتے ہیں اور پھر ایسی پیش خبری توبہ توبہ۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد!

اس لاف وگزاف کے منبع سے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں لڑکا پیدا ہو چکا ہو اور مخفی رکھا گیا ہو۔ اس لئے مرزا قادیانی کو ضرورت محسوس ہوئی اور آپ نے اس کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا جو حسب ذیل ہے۔

اشتہار واجب الاظہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی در بارہ تولد ایک فرزند صالح ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص سکنہ قادیان یعنی حافظ سلطانی کشمیری و صابر علی نے روبروئے مرزا نواب بیگ ومیاں شمس الدین و مرزا غلام علی ساکنان قادیان یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ حالانکہ یہ قول نامبردگان کا سراسر افتراء و دروغ و بمقتضائے کینہ وحسد وعناد جبلی ہے۔ جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے رد قول دروغ کا واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء ہے۔ ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ عمر ہے۔ پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب ولدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے ہو۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہوگیا ہے۔ سراسر دروغ ہے ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اور ان کے گھر کے متصل منشی مولا بخش صاحب ملازم ڈاک ریلوے اور بابو محمد صاحب کلرک دفتر نہر رہتے ہیں۔ معترضین یا جس شخص کو شبہ ہو اس پر واجب ہے کہ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے وہاں چلا جاوے اور اس جگہ ارد گرد سے خوب دریافت کرلے۔ اگر کرایہ آمدورفت موجود نہ ہو ہم اس کو دے دیں گے۔ لیکن اگر اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور نہ دروغگوئی سے باز آوے تو بجز اس کے ہمارے اور حق پسندوں کی نظر میں لعنتہ اللہ علیٰ الکاذبین کا لقب پاوے اور نیز زیر عتاب حضرت احکم الحاکمین کے آوے اور کیا ثمرہ اس یاوہ گوئی کا ہوگا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے جو شخص حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اس دروغ گوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے۔ اس جگہ اس وہم کا دور کرنا بھی قرین مصلحت ہے۔ جو بمقام ہوشیار پور ایک آریہ صاحب نے اس پیش گوئی پر صورت اعتراض پیش کیا تھا کہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونے کی شناخت دائیوں کو بھی ہوتی ہے۔ یعنی دائیاں بھی معلوم کرسکتی ہیں کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی۔ واضح رہے ایسا اعتراض کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی وحق پوشی ہے۔ کیونکہ اوّل تو کوئی دائی ایسا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ بلکہ ایک حاذق طبیعت بھی ایسا

دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے۔ جس میں تخلف کا امکان نہیں صرف ایک اٹکل ہوتی ہے کہ جو بارہا خطا جاتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ پیش گوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام جو سخت مخالف اور شرمپت ساکنان قادیان ہیں۔ ماسوا اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیش گوئی کا ایک بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے۔ جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیش گوئی جو ایسے ہی نشانات پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعاء کر کے ایک روح واپس منگایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے۔ جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ پھر باوصف ان سب عقلی ونقلی جرح قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا تھا۔ جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اس کو آرام ملتا تھا اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعاء سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہے تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احدمن الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اس جگہ بفضل تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعاء قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعاء سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعاء سے ہی ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ اے لوگو! میں کیا چیز ہوں

اور کیا حقیقت جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم ﷺ ہے۔ حملہ کرنا چاہتا ہے مگر اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا۔ بلکہ وہی خاک اس کے سر پر اس کی آنکھوں پر اس کے منہ پر گر کر اس کو ذلیل ورسوا کرے گی اور ہمارے نبی کریم کی شان وشوکت اس کی عداوت اور اس کے بخل سے کم نہیں ہوگی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ خداتعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے قریب آفتاب کو نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ایسے تم آنحضرت ﷺ کے آفتاب صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خداتعالیٰ ہمارے کینوں اور بخلوں کو دور کرے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ!

(از قادیان ضلع گورداسپور ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء روشنبہ، مجموعہ اشتہارات ج۱ص ۱۱۳ تا ۱۱۶)

ناظرین! یہ سلسلہ لاانتہا ہی حقیقت نفس الامری ہے کہ مجھے کوہ ہمالہ سے ہم پلہ معلوم ہوتا تھا اور اس کے نقل کرنے سے میں ازحد گریز کرتا رہا۔ مگر ناچار لکھنا ہی پڑا۔ اس کا لب لباب سوائے اس مولود کی بشارت اور طول نویسی واعجاز نمائی اور عوام کی سمع خراشی کے کچھ بھی نہیں بات تو صرف اس قدر تھی کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی بیوی ایک بچہ جنے گی۔

اتنی سی بات تھی جو افسانہ کردیا

معلوم ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی کو پرائمری کے طالب علم کی طرح مشق کرنے کی عادت ہے اور یہ عادت سودا کے مراتب تک ترقی پذیر ہوچکی ہے۔ ورنہ دو لفظوں میں اتنا ہی کافی تھا کہ یہ بچہ ایسا بچہ ہوگا۔ جو تمام بنی نوع انسان اور خود مابدولت سے ہر لحاظ سے بہتر وافضل ہوگا اور تمام انبیاء کی معجزہ نمائی اس اعجاز کے سامنے پانی بھرتی ہوگی اور یہ بچہ ۹ سالہ میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا اور ایسا دعویٰ بشری طاقت سے بالاتر ہے۔ بلکہ یہ خدا کے فضل وکرم سے الہاماً میری دعا کا نتیجہ ہے۔

سلطان القلم کو شاید یہ بھی معلوم نہیں کہ بہت باتیں کرنے والا باتونی اور یاوا گو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور طول نویسی عیب شماری میں داخل سمجھی گئی ہے۔ کم بولنے والا انسان ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور قلیل الکلامی بزرگی میں شمار ہوتی ہے۔ جس کلام میں فصاحت وبلاغت ہو وہ ہمیشہ ادبی دنیا میں عزت ووقار کے مرتبہ پر پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ قادر الکلامی اور خوش بیانی رسول اکرم ﷺ کے اقوال کے مرہون منت ہے۔ ایک ایک اشارے میں وہ وہ نکات پنہاں ہیں جن کی نظیر اقوال عالم میں نہیں چھوٹے چھوٹے احکام بھی اس قدر دلپذیر ہیں کہ مفسرین نے ان کی شرح میں دفتر قلمبند کئے لفظ لفظ میں وہ وہ نفاست بھری ہے کہ چوم

لینے کو بے اختیار دل چاہتا ہے۔ نقطہ نقطہ ایسے ایسے معارف پیش کرتا ہے کہ کوزہ میں دریا موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور پھر احکام ایسے ہیں جو بلاتمیز ملت اپنے اور پرائے کے لئے از بس مفید ہیں۔ فضل ایزدی سے آنحضورﷺ بھی صاحب اولاد تھے اور فصاحت و بلاغت تو ان کی لونڈی تھی۔ قدر و منزلت اور وجاہت و سیادت کے وہ آقا تھے۔ جاہ و حشم کے وہ والی تھے۔ سلاطین جہاں ان کے غلام تھے اور طرفہ یہ کہ خاص محبوب یزدانی تھے۔ مگر آپ کی ساری زندگی ایسی بے جا تعریفوں کے کرنے سے خالی ہے اور خلفائے راشدینؓ میں سے حضور اکرمﷺ کے داماد، خاتون جنت کے ایمان کے مالک، شیر خدا، فاتح خیبر جن کی عظمت و سیادت اس فرمان رسالت سے عیاں ہیں۔ "انت اخی فی الدنیا والآخرة (مشکوٰة ص ٥٦٤، باب مناقب علیؓ) "

"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (مشکوٰة ص٥٦٣، باب مناقب علیؓ) "مظہر العجائب والغرائب امیر المؤمنین علی ابن طالبؓ بھی صاحب اولاد تھے۔ عالم اجل و فاضل بے بدل تھے اور ان کی اولاد اللہ اللہ امام المعصومین سید الشہداءؓ اور رسول اکرمﷺ کے ناز پروردہ جن کی زندگی کا باب اسلام کے لئے کھلا اور اسلام کے لئے بند ہوا۔ امام المسلمین حسن و حسین رضوان اللہ علیہم کے لئے اسد اللہ الغالبؓ نے کبھی کوئی ایسی پیش گوئی نہ فرمائی اور نہ ہی ایسی لاف و گزاف و کذب و افتراء بھری دعاء مانگی سوال تو یہ ہے کہ جب اصل میں یہ باتیں کالعدم ہیں تو ظل میں کیوں دکھلائی دیتی ہیں؟ اول تو یہ ظل اور بروز کا سلسلہ ہی سرے سے غلط ہے اور یہ جدت طبع کا ایک خود تراشیدہ قانون ہے۔ مگر اس قانون کے مطابق جو چیز اصل میں ہے وہی نقل میں آنی چاہئے۔ نہ یہ کہ داڑھی سے موچھیں بڑھ جائیں۔ اس لئے ایسے ایسے صدہا واقعات ثابت کرتے ہیں کہ یہ دجل دینے کے لئے افسانے تراشید ہیں۔ بہرحال ہمیں مرزا قادیانی کے بتائے ہوئے اصول پر مرزا قادیانی کو پورا اترتے دیکھنا ہے اور اس چھوٹے خدا کو انسانی پیکر میں نازل ہوتے دیکھنا ہے اور یہ اوصاف جو بیان شدہ ہیں منظر عام پر یکجائی نظر سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی سردست اگر گویم زباں سوزد کے مصداق چپ سادھنے پر مجبور ہیں۔

تمام عقلمندوں کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جھوٹ بولنا بدترین چیز و ام الخبائث ہے۔ چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی بھی کسی اہل اللہ نے کسی بدبخت انسان کو انسان بنانے کی سعی فرمائی تو صرف اسی ایک نقطہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے سچ بولنے اور جھوٹ سے کنارہ کش ہونے کی تلقین فرمائی اور جس کسی نے بھی جھوٹ کو ترک کیا تو گویا اس نے تمام برائیوں سے نجات پائی۔ آدمی جب کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو جھوٹ کی چادر اس پر پردہ پوشی کرتی ہے۔ مگر چونکہ جھوٹ

کی بنا پانی پر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بناوٹ کامیاب نہیں رہتی اور چونکہ فطرت سلیمہ جھوٹ سے بذات خود متنفر ہے۔ اس لئے قدرت اس کی پردہ پوشی کی ملمع سازی کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ مگر پھر وہ اس ملمع سازی کو چھپانے کے لئے ایک اور حیلہ سازی کرتا ہوا ایک اور پردہ ڈال دیتا ہے اور جب تک وہ اپنے مطمع نظر میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس فعل معاصی پر پردے پر پردہ ڈالے ہی جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل پر لعنت فرمائی۔ کیوں؟ اس لئے کہ گناہ کرنے کے بعد اگر وہ ندامت اور توبہ کرتا تو احکم الحاکمین اس کے گناہ کو بخش دیتے۔ مگر گناہ عذر گناہ سے بدتر ہے۔ ایک تو فعل مذموم کیا اور اس پر پے در پے جھوٹ بولے۔

اب ہی ایک الہام کو ملاحظہ فرمادیں کہ ایک بچہ جو ابھی ماں کے شکم میں بھی نہیں آیا۔ اس کے لئے کتابوں کی کتابیں سیاہ ہو رہی ہیں کہ وہ ایسا ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا۔ آپ کی اس لاف وگزاف سے ایک دنیا مضحکہ خیزی کر رہی ہے۔ مگر آپ ان مضحکوں کے جواب میں اشتہار پر اشتہار نکال رہے ہیں اور چونکہ آپ اپنی جبلی عادت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اس لئے اختصار کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور زیادہ سے زیادہ الجھن سے میدان کشادہ کئے جاتے ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور لمبی تحریر میں ہمیشہ یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ تضییع اوقات کے علاوہ کئی ایک مشکلیں پیدا کر دیتی ہے۔

چنانچہ اس لمبے اشتہار کی خامہ فرسائی کے بعد ان صدہا بے ترتیبیوں سے آپ دوچار ہوئے اور مراد آباد سے منشی اندرمن نے اس بے تکی گپ پر یہ اعتراض کیا کہ واہ جی واہ یہ بھی کوئی الہام ہوا کہ ۹ برس کے عرصہ میں وہ مولود پیدا ہوگا۔ اس لمبے عرصے میں تو کوئی اعجازی امتیازی نشان نہیں ہو سکتا۔ چونکہ بات معقول تھی اور مرزا قادیانی کو بھی متاثر کئے بغیر نہ رہی تو مرزا قادیانی نے ایک اور اشتہار بسنت مخصوصہ کے مطابق سپرد قلم فرمایا۔ جس کے بعض اقتباسات ہم ناظرین کرام کے پیش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں کولہو کے بیل کی طرح گھومنا پسند نہیں آتا۔ نہ ہم سلطان القلم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ جتلانا مقصود ہے کہ ہم نے اتنی ضخیم کتاب لکھی۔ جس سے کوئی کچھ نہ سمجھ سکا۔

اس اشتہار پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہوئیں اور اعتراضات بھی ہوئے۔ مگر طول نویسی کے مرض میں چونکہ ایک ایسی خرابی مضمر ہے کہ کوئی نہ کوئی بات بے ربط اور کچی نکل جاتی ہے جو سنبھالے سے بھی نہیں سنبھل سکتی اور بجائے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات انسان اپنے قول سے خود پکڑا جاتا ہے اور ایسا قابو آتا ہے اور بے بس ہوتا ہے کہ الامان۔ پھر وہ

مخلصی اور بریت کے ذرائع ووسائل سوچتا ہے۔ مگر جوں جوں وہ سعی بلیغ کرتا ہے اور طول نویسی کے حلقے اور زیادہ مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ڈھول کا پول کھل جاتا ہے اور بدحواسی اس کے حواس خمسہ پر اپنا پورا پورا تسلط جمالیتی ہے پھر جو بھی بیان دیتا ہے۔ قدم قدم پر لغزش اس کے قدم چومتی ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق ہمارے مرزا قادیانی دام طول نویسی میں پھنسے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اشتہار صداقت آثار''

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الریم!

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی۔ نے یہ نکتہ چینی کی۔ ہے کہ نوبرس کی حد جو پسر موعود کے لئے کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے۔ سواوّل تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نوبرس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف پر ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے (سلطان القلمی) کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہوکر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ (دریں چہ شک) نہ یہ کہ صرف پیش گوئی ہے ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پید ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ (ردکومت جانے دو) چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے۔ اس لئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے۔ (اعتبار ہے جناب) جو من جانب اللہ ظاہر کیا گیا آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جاوے گا۔ والسلام علیٰ من التبع الھدیٰ!

المشتہر خاکسار! غلام احمد از قادیانی ضلع گورداسپور

(۸؍اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۶، ۱۱۷)

اس شاندار ذو معنی بناوٹ پر ہی شاید کسی نے کیا اچھا کہا ہے گو اس کا تخیل کچھ اور ہے اور محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے۔ مگر استعارہ کے رنگ میں یہاں بھی چونکہ ایسی ہی وضع حمل کی قید لگائی ہے۔ جو مضحکہ خیز ہے۔ کس صفائی سے ارشاد فرماتے ہیں اس پیش گوئی کے انکشاف کے لئے توجہ کی گئی ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وحی کا سلسلہ بھی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے ایک ٹیلیفون کی طرح سے ہے۔ جب چاہا قائم کرلیا اور جب چاہا توڑ دیا۔ حالانکہ حضور فخر رسل علیہ السلام کی مبارک سیرت اس کے منافی ہے اور الفاظ کی بندش ملاحظہ ہو۔ بہت ہی قریب پیدا ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں یا کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں یعنی جب بھی ہوا۔ یار لوگوں کے پوں باراں ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

چھنتی ہی رہی خاک شہیداں سمٹا ہی گیا دامن کسی کا
بجائے گل میری تربت پہ ہوں خار کہ الجھا ہی کرے دامن کسی کا

خیر القرون قرنی کے مبارک الفاظ سیرت النبی کے صفحات پر آب زر سے لکھے ہوئے ماہ کامل کی طرح درخشانی فرما رہے ہیں۔ ان آبدار موتیوں کی چمک سعید الفطرت لوگوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام ابدالآباد تک دیتی رہے گی۔ ہاں شپرہ چشم اپنی کور باطنی کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے کے شک میں رہیں تو ''تلك اذ قسمة ضيزىٰ''

جلوۂ گل نے چمن میں مجھے بے چین کیا
مل ہی جاتے ہیں تیری یاد دلانے والے

اللہ اللہ! وہ مبارک زمانہ جس میں نور عرفاں کی بارش ہو رہی تھی اور آقائے نامدار سرور دو جہاں رحمۃ العالمین بنفس نفیس ان انمول موتیوں سے ان اعرابیوں کی جھولیاں بھر رہے تھے۔ جن کو پیٹ بھر کر روٹی، رہنے کو جھونپڑا اور پہننے کو چیتھڑا بھی میسر نہ ہوتا تھا۔ وہ بہیمیت و بربریت کے پتلے جو تمدن سے ناآشنا و معاشرت سے کورے اور انسانیت سے کوسوں دور جن کو وحوش و بہائم سے تشبیہ دینا کچھ نازیبا نہ ہوگا۔ وہ شراب کے دلدادہ اور جوئے کے عادی، قتل و غارت کے شیدا اور خونریزی کے عاشق جو اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا سعادت عظمیٰ تصور کرتے تھے اور جن کی شقاوت قلبی کے انسانیت سوز مظاہرے جن سے بدن لرزہ بہ اندام ہوتا ہے اور رواں رواں الامان والحفیظ پکار اٹھتا ہے۔ تاریخ میں خون سے لکھے ہیں۔

اک آن میں جب بھر دیئے جل تھل تو میں سمجھا
واقف تیری رحمت سے کیا سب کو گھٹا نے

مگر قربان جاؤں اس امت کے غمخوار اور انسانیت کا سبق دینے والے آقائے دوجہاں ﷺ کے نام نامی سے جس نے ان درندہ صفات وحشیوں کو جو بربریت کے لباس میں ملبوس تھے اور ناخواندگی کے مہیب دیو کے تابع فرمان ہو چکے تھے۔ کچھ اس شان سے انسانیت سے شناسا کیا اور اس آن سے کایا پلٹ کی کہ فلسفۂ جہاں انگشت حیرت در دہاں اور تاریخ جہاں اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وہ برگزیدہ رسول جب صاحب معراج ہوا اور مولا کریم نے مسجد اقصےٰ کی سیر کرائی۔ ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ (بنی اسرائیل:۱)'' پاک ہے وہ مولا جو لے گیا اپنے بندے کو خانہ کعبہ سے مسجد اقصےٰ تک۔

مولا کریم کے اس انعام کو سرور دو جہاں آقائے نامدار ﷺ نے جب بیان فرمایا کہ وہ بیت المقدس جو شام میں ہے۔ گذشتہ شب مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و احسان سے اس کی سیر کرائی۔

کفار مکہ نے کمال استہزاء سے بغلیں جھانکی اور پھبتیاں اڑائیں اور آوازے کسے کیونکہ وہ اچھی طرح سے یہ جانتے تھے کہ آقائے نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کبھی شام کو تشریف فرما نہیں ہوئے اور ان کے زعم باطل میں یہ خبط سمایا کہ حضور ﷺ کے بطلان کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے۔

چنانچہ کفار مکہ کے چند وہ نفوس جو ایذا رسانی میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور جنکے دل صداقت کی آنکھوں سے محروم تھے۔ حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں ہنسی اڑانے کے لئے آرہے تھے کہ راستہ میں ابوبکر صدیقؓ کو آتے دیکھ کر رکے اور ذرا تھم کر ان میں کا وہ بدبخت و بدنصیب جو ابوجہل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صدیق اکبرؓ سے یوں ہمکلام ہوا کہ لو تمہارا دوست آج ایک اور بے پر کی اڑاتا ہے کہ گذشتہ شب وہ بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر بجسد عنصری کر آیا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم وہ رخ انور ایسا ہے جو جھوٹ سے ناآشنا ہے جو بھی کہتا ہے صحیح ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔ اس مسکت جواب سے وہ کچھ مبہوت سے رہ گئے۔ مگر چونکہ ایمان کی صداقت سے بہرہ ور نہ تھے۔ اس لئے اس کو رحمت کردگار کے سحر سے تعبیر کیا اور چل دیئے۔

رحمت عالم ﷺ ہاں اس خلق عظیم کے منبع کے گرداگرد کفار مکہ بیٹھے ہیں اور طنزاً طرح

طرح کے سوالات پیش کرتے ہوئے خوش گپیاں جو استہزاء سے لبریز ہیں۔ اڑا رہے ہیں۔ شفیق عالم کمال شفقت و مہربانی سے ان کی تسلی و تشفی فرمائے جاتے ہیں۔ مگر ان کے دل جو پتھر سے زیادہ سخت واقع ہوئے تھے اور چراغ کے نیچے عموماً اندھیرا ہی کی مثال دی جاتی ہے اور ہدایت کسی کے بس کا روگ نہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی طرح ایک دوسرے وقت میں چند سرکش قریش مکہ، حضور فخر رسل ﷺ کی خدمت میں جا کر ہو کر یوں گویا ہوئے کہ اے محمد ﷺ اگر تو سچا رسول ہے تو ہمارے سوالات کا جواب دے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیان کرو۔ وہ کون سے سوالات ہیں۔ قریش مکہ نے حسب ذیل سوالات کئے۔

۱...... روح کیا چیز ہے؟
۲...... اصحاب کہف جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں غار میں چھپے تھے ان کی کیا تعداد تھی؟
۳...... ذوالقرنین کون تھا؟

سرور عالم ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا اس کا جواب کل دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول جانتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ وحی کے ذریعہ سے ان کے جوابات جتا دے گا جو بتا دیئے جائیں گے اور یونہی ہو بھی رہا تھا۔ مگر خالق حقیقی کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ وعدہ دیتے وقت ہماری مہربانی کا ذکر خیر کیوں نہیں ہوا۔ اپنے حبیب ﷺ کو ایک خفیف سی تنبیہ فرماتے ہوئے سلسلہ وحی کئی روز تک منقطع کر دیا۔

کفار مکہ کی بن آئی وہ کم بخت پہلے ہی بھرے پڑے تھے۔ برس دیئے اور ایسا برسے کہ صحابہ کرامؓ پر خدا کی زمین تنگ آ گئی۔ جدھر سے چلتے ہیں آوازوں پر آوازے کسے جاتے ہیں اور پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں اور راہ چلنا تو کیا گزرنا بھی محال ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کا وہ غلام جو خلیفہ ثانی ہوا اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں بڑے ادب سے ان کے جواب کا ملتجی ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وحی کا تشریف لانا میرے بس کی بات نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا جواب دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ آیت شریف جو مولائے کریم کہ واحدانیت کی ایک درخشاں دلیل ہے۔ جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے اور اس کی تعلیم فرمائی۔ "ولا تقولن لشئی انی فاعل ذالك

غداً الا ان یشاء اللّٰہ (کہف:۲۳)'' کہ اے میرے حبیبؐ یوں مت کہو کہ میں یہ کام کرنے والا ہوں۔ بلکہ کہو کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ایسا کروں گا۔

چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ ہمیشہ اسی پر عمل پیرا ہوتے رہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ احکام جو اس کے جوابات میں تھے، نازل فرمائے۔ دیکھو سورۂ کہف:

بڑھ جاتی ہے چمن میں اور آرزو تمہاری
جس گل کو سونگھتا ہوں آتی ہے بو تمہاری

دوسری دلیل ملاحظہ ہو:

مسلمانوں کی وہ پاک ماں جو عائشہ صدیقہؓ کے نام نامی سے یاد کی جاتی ہے اور خلیفہ اوّلؓ کی لخت جگر ہیں۔ جن پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے تہمت تراشی کی تو حضور ﷺ اس قدر متفکر ہوئے کہ قلم کو طاقت نہیں کہ بیان کرے اور ام المؤمنینؓ اس بہتان سے اس قدر خائف ہوئیں کہ بستر علالت پر دراز ہوگئیں اور بخار لازم ہو چکا اور قریب المرگ ہوگئیں۔

اگر توجہ کرنے سے وحی کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہوتا تو حضور ﷺ کی ذات والا تبار سے بڑھ کر اس انعام کا اور زیادہ کون مستحق تھا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ حضور ﷺ بہت روز تک اسی رنج و محن میں رہے۔ حالانکہ وہ ہمہ وقت اس کی جناب میں حاضر رہتے۔ یہاں تک کہ ساری ساری رات نوافل میں گزر جاتی اور پاؤں متورم کر جاتے اور دن اللہ تعالیٰ کے احکام سنانے میں تمام ہوتا اور اسی تبلیغی سلسلہ میں صدہا چوٹیں وجود اطہر پر آتیں اور دل لہولہان ہو جاتا۔ مگر وہ خدا کا برگزیدہ رسول، اللہ تعالیٰ سے منہ نہ موڑتا اور توجہ تو کیا ایسے منہمک ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اسی کی یاد میں اسی کے ہو رہتے۔

آقائے کون و مکاں ﷺ کی سیرت کا ورق ورق اور نقطہ نقطہ پکار پکار کر زبان حال بیان کر رہا ہے کہ گو وہ خدا کے نہایت محبوب اور افضل الرسل تھے۔ مگر وہ اپنی مشیت سے سلسلہ وحی شروع کرنے کے مجاز نہ تھے۔ بلکہ یہ کرم حضرت احدیت ہی کو سزاوار ہے کہ جب اس کی مشیت مقتضی ہو۔ جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں جب اس کو منظور ہوا تو جب اپنے حبیب ﷺ کو چاہا نوازا اور تسلی فرمائی۔ ''ان الذین جآء وبالافك عصبة منكم ۰ لاتحسبوه شرالكم بل هو خيرلكم ۰ لكل امرى منهم ما اكتسب من الاثم والذى تولىٰ كبره منهم له عذاب عظيم (نور:۱۱)''

اللہ اللہ وہ مبارک ہستی جو باعث تکوین روزگار اور کافۃ للناس ہوئی وہ تو اللہ تعالیٰ کے

لطف واحسان کی محتاج ہو اور جب تک مشیت ایزدی کو منظور نہ ہو۔ جبرائیل آمین نہ آسکیں اور یہ سلسلہ وحی جب تک اس کی مشیت مقتضی نہ ہو بند ہی رہے اور یہی تو ایک خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو جب منظور ہو شروع کرے اور جب چاہے منقطع کردے۔ کیونکہ وہ کسی کا تابع فرمان نہیں۔ اس کی ذات اس سے منزہ و برتر ہے۔ ہاں انبیاء علیہم السلام پر جب چاہے لطف وکرم کی بارش پہ بارش برسائے۔ مگر کسی نبی کی یہ جرأت نہیں کہ وہ جب چاہے سلسلہ الہام کو شروع کردے اور جب چاہے بند کردے۔

اب پنجابی نبی صاحب کو وحی بھی ملاحظہ ہو کسی نے کیا حسب حال کہا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یہاں تو مشکل ہی نہیں ذرا توجہ کی اور الہامی سلسلہ شروع ہو گیا اور وہ بھی اس تیزی وخیزی سے ساون کی بارش کی طرح کہ ادھورے ہی پیغام پہ پیغام جن کا نہ سر ہے نہ پیر۔ آنے لگے اور جن کی تفہیم ہی نہیں ہوتی اور جو واقعات کے بعد چسپاں کئے جاتے ہیں اور جن پر حاشیہ آرائی کی جاتی ہے نہ معلوم یہ کہاں سے آتے ہیں اور ان سے دنیا کو کون سا فائدہ پہنچتا ہے اور یہ سلسلہ ربانی ٹیلی فون تھوڑا ہے کہ ہیلو کرتے ہی شروع ہو گیا اور Receiver رکھتے ہی بند ہو چکا۔ نہیں بلکہ یہ ایک ایسا پاک اور منزہ سلسلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

کیا جائے وحشت میں کیا کہا انہیں میں نے
ہمدم بھی میری آج تسلی نہیں کرتے

اللہ اللہ! اس قدر دعوے اور یہ شیریں سخنی مولود مسعود کی بشارت مگر نیرنگی قدرت ملاحظہ ہو کہ الہام دھرے کے دھرے رہ گئے اور وضع حمل میں لڑکی پیدا ہوئی۔

غیر تو غیر ہی تھے اپنے بھی بدگمان ہو گئے۔ یہ نبوت ہو رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! یگانوں اور بیگانوں نے قصر نبوت کو متزلزل کر دیا تو مرزا قادیانی نے کمال ہوشیاری سے ڈوبتی ناؤ کو کندھا دیا اور قریب کے حمل پر بصد مشکل جان چھڑائی۔ انتظار کی گھڑیاں گزرنے کو تو گزر گئیں۔ مگر ایک عجیب انداز سے گزریں۔ نہ سوتے چین نصیب ہوا اور نہ جاگتے فرصت حاصل ہوئی اور جانبین کی نگاہیں آسمان سے نازل ہونے والی دعا یہ روح کی بے صبری سے منتظر رہیں۔

زچہ کی گود بھر چکی تھی اور مرزا قادیانی کا وہ الہام قریب آچکا تھا۔ (مولود موعود) جس

کی انتظار میں دنیا بے صبری ہوئی جاتی تھی۔ آخر خدا کی مہربانی سے وہ سعید ساعت آہی پہنچی۔ جس میں مرزا قادیانی کی مراد منصۂ شہود پر آئی۔ جس سے مرزا قادیانی ڈھارس بندھی اور غریب امت کی جان میں جان آئی۔ پھر تو مبارک کے شادمانے بجے اور نغمۂ جانفزا کا غلغلہ بلند ہوا اور مبارکبادی کا ترانہ امت میں بلند ہوا۔ گھی کے چراغ چلائے گئے اور مرزا قادیانی کی تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہوئے شکرانہ کے نوافل ادا کئے کہ مسلمانوں کی لاج مرزا قادیانی نے رکھ لی۔ چنانچہ قارئین کرام کی خدمت میں مرزا قادیانی کا وہ لطف اندوز پیغام جو شراب محبت سے سرشار ہے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی اس سے بہرہ ور ہو کر ہماری محنت کی داد دیں۔

خوش خبری

’’اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خداتعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجود میں۔ پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے۔ ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶؍ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷؍اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲؍بجے کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمدلله علیٰ ذالك! اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیش گوئی منظور کریں گے۔ جس کا وقت بتلایا جائے۔ سو اب یہ پیش گوئی انہیں منظور کرنی پڑی۔ کیونکہ اس پیش گوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوئم بالکل خالی نہیں جائے گا۔ ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا۔ لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینے پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکور بالا لکھ دیا۔ یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور پیدا ہوگا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ حمل موجودہ سے خاص تھا جس سے لڑکی ہوئی میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر وتقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے۔ کیونکہ کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خداتعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے

شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیج دیئے تو الہامی عبارت کے وہ معنی قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام میں میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے۔ کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں کیا ملہم کا اپنے الہام کے معنی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہدار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے۔ جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیرے تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں۔ جو میں نے سوچے ہیں۔ اب ہم اصل اشتہار ۸ راپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تا ان کو اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیش گوئی کی نسبت کیا دعویٰ تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا۔"

المشتہر خاکسار! غلام احمد قادیانی از قادیان ضلع گورداسپور (۷ راگست ۱۸۸۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۴۱، ۱۴۲)

ناپائیدار دنیا کی بے ثبات گھڑیاں جلد جلد گزر رہی تھیں اور چمن جہاں میں ہزاروں کلیاں خلاق دو جہاں کے نام کو بلند کرتی ہوئیں چٹک کر پھول بنیں۔ سینکڑوں بلبلیں اس کی حمد کے ترانے گا کر گلوں پر نثار ہوئیں۔ ہزاروں کونپلیں پھوٹیں اور لاکھوں درخت برگ و بر سے ملبوس ہو کر یگانگت کے ترانوں میں ثمر کے بوجھ سے اس کی جناب میں سربسجود ہوئے۔ کروڑوں پتے صفحہ شہود پر سبز لباس زیب تن کئے۔ فلسفہ جہاں کو محو حیرت بنا کر زرد ہو کر چل دیئے۔ پھولوں کی آفرینش سے چمن جہاں لہلہا اٹھا تو گلچیں کے ہاتھوں کو بھی حرکت ہوئی۔ طیور خوش الحان گلا پھاڑ پھاڑ کر نوحہ خوانی کر رہے تھے اور بلبلیں سینہ فگاری میں محو ہو رہی تھیں۔ مگر آہ گلچیں کے کان محض ناآشنا تھے۔ وہ گویا سن ہی نہ رہا تھا اور باغ جہاں کی بہار جو شاید اسے ناپسند آتی تھی کو بڑی بے دردی سے لوٹ رہا تھا۔ جب وہ کسی شگفتہ پھول کو دیکھتا بلبل کا دل خون ہو کر رہ جاتا اور جب توڑتا وہ سینہ کوب ہو کر اڑ جاتی۔ گویا گلچیں کے اس فعل کو جو وہ کھیل سمجھے ہوئے تھا دیکھ نہ سکتی۔ ان پھولوں اور غنچوں میں ایک ننھی سی کلی ایسی بھی تھی۔ جسے گلچیں دیکھ کر ہنسا اور بولا گو تیرے ننھے ننھے قویٰ مضمحل اور کمزور ہیں اور تیری بے بسی پر بھی رحم آتا ہے اور تیرے توڑ لینے سے مجھے کوئی خاص ذاتی فائدہ نہیں۔ مگر چونکہ تیری شگفتگی پر ایک دنیائے جہاں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس لئے تیرا توڑ لینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ تیرے دم سے ہو سکتا ہے کہ ایک جہاں کے سعید لوگ بھی شاید دھوکہ میں ہوں اور چونکہ باغ جہاں کے اس واحد مالی کا ارشاد ہے۔

''جآء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

اس لئے چونکہ تیری وجہ سے اس کی ہمسری کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ''کان اللہ نزل من السماء'' کہا جاتا ہے کی وجہ سے مجبور ہو کر میں تجھے توڑتا ہوں۔

آہ! جب یہ کلی ٹوٹی امت مرزائیہ کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور نبوت کے پرزوں میں ایک ہیجان آ گیا اور خاکسار نبی کو تاویلیں بنانے سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر بے وقت کی راگنی کو کون پسند کرتا ہے۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
بنی بھی بگڑ جاتی ہے جب منظور خدا ہوتا ہے

ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں امت مرزائیہ کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کسی کا کندہ نگینے پر نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام وسحر
کسی کا کوچ کسی کا قیام ہوتا ہے

افسوس یہ موعود بچہ کلی سے پھول بننے سے پیشتر سولہ ماہ کی عمر میں مرزا قادیانی کو بے داغ مفارقت دیتا ہوا چل بسا۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

مرزا قادیانی کو یہ صدمہ ایسا شاق گزرا کہ اس کا تصور احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ کی بستی امیدیں اجڑ گئیں اور کارخانہ نبوت میں ایک ہیجان عظیم ایسا اٹھا جس کا تصور احاطہ تفکر سے بالاتر ہے۔ اس صدمہ جانکاہ نے آپ کو دیوانہ بنا دیا اور مراق کے دورے اسی غم سے شروع ہوئے اور آپ کی طبیعت پہ ایک ایسا بار پڑا جس سے آپ مجموعہ امراض کا گلدستہ بن گئے۔ مگر تاہم نبوت کے فرائض کرتے پڑتے بھی انصرام دیتے رہے اور سچ تو یہ ہے کہ توازن دماغ کے صحیح نہ رہنے کے باعث یہاں سے ہی بے ترتیبیاں شروع ہوئیں۔ مگر مجبور تھے کیونکہ غم نے صبر کو ایسا تاراج کیا تھا کہ ہوش وحواس کھو دیئے تھے۔ چنانچہ ہمارے اس بیان کی تصدیق مرزا بشیر احمد صاحب ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۶، روایت ۱۹)

چنانچہ مرزا قادیانی کی تصدیق جو انہوں نے اپنی قلم سے بیان فرمائی ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے حسب ذیل ہے۔

حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

''واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات جو ۷/اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ میں پیدا ہوا تھا۔ ۴/نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولہویں مہینہ میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بلایا گیا۔ عجیب طور پر شور وغوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگارنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کے نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں۔ مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت وافتراء ہے انہوں نے اس بچے کی وفات پر انواع واقسام کی افتراء گھڑنی شروع کی۔ سو ہر چند ابتداء میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ اس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کو ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے۔ لیکن جب یہ شور وغوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔ اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہار واخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء اور ۸/اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ عظمت ودولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بعضوں نے اپنی طرف سے افتراء کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس بچے کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا۔ لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے۔ انہوں نے بڑا دھوکہ کھایا ہے یا دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھرام پشاوری وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ انہیں میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا۔ جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا۔ جو فوت ہوگیا۔ بلکہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷/اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار جو

۸/اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اس کے حوالہ سے بروز تولد بشیر شائع کیا گیا تھا۔ صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے۔ تعجب کہ لیکھرام پشاوری نے جوش تعصب میں آ کر اپنے اس اشتہار میں جو اس کی جبلی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے۔ اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کر دیا مگر آنکھیں کھول کر ان تینوں اشتہاروں کو پڑھ نہ لیا تا جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باف لوگوں کو آریوں کے دہ پنڈت کیوں دروغ گوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا اصول یہ بتلاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دھرم ہے۔ پس عجیب بات یہ ہے کہ دھرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام میں نہیں آتا۔ افسوس ہزار افسوس۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷/اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن صفات کا ہے۔ بلکہ یہ دونوں اشتہار صاف شہادت دیتے ہیں کہ ہنوز یہ امر الہام کی رو سے غیر مفصل اور غیر مصرح ہے۔ ہاں یہ تعریفیں جو اوپر گزر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعین کے اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئیں ہیں۔ لیکن اس اشتہار میں تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷/اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے۔ بلکہ اس اشتہار میں اس لڑکے کے پیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب اور کس وقت ہوگا۔ پس ایسا خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان تعریفوں کا اسی پسر متوفی کو ٹھہرایا گیا تھا۔ سراسر ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے پاس موجود ہوں گے۔ مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں جب یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطراف مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہی مصلح موعود ہے۔ جس کے ذریعہ سے لوگ ہدایت پاویں گے۔ تو سب کو یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں اجتہادی طور پر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں۔ جو اس پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں۔ سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیاں ایسی نہیں تھیں جن کے لیے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا۔ اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بناء پر اس رائے کو ظاہر

نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر چھاپنے میں توقف کی گئی تھی۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اس کا مفصل اور مبسوط حال لکھا جائے سو تعجب اور نہایت کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی رائے قطعی ظاہر کرنے سے بکلی خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کسی نے پھونک ماردی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کر دیا۔ بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ اپنے مولا کریم پر ہے اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعویٰ کو قبول کرتے ہیں یا رد اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین۔ بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ کی طرح سمجھ کر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گو بعض ہم سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں۔ مگر ہم ان کو معذور رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر نہیں اور ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں "کل یعمل علی شاکلتہ" اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہل علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کارروائی پسند نہیں کرتے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۳ تا ۱۸۱)

یہ اشتہار سنت قدیمہ کے مطابق ابھی بہت لمبا ہے۔ مگر چونکہ سنت خاص کے مطابق علمائے کرام کی شان میں آپ برس پڑے ہیں۔ اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اندھیر نگری اور اس کی حکومت

اوائل زمانہ میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہوا کرتی تھیں اور ان کے بادشاہ بھی وزیر چنیں شہریار چنان کے مصداق ہی ہوا کرتے تھے۔

چنانچہ اندھیر نگری میں ہر چیز ٹکے کی سیر تھی۔ غریب رعایا کا ناک میں دم آ چکا تھا۔ تجارت کا ستیہ ناس اور تاجروں کا برا حال تھا۔ رشوت ستانی گرم بازاری پر تھی۔ کسی کی فریاد کو کوئی نہ سنتا تھا۔

ایک مہا پرش تپسوی سادھو جس کے دو چیلے بھی تھے۔ صحرا نوردی کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور بڑ کے ایک بڑے پیڑ کے نیچے آسن جما کر بیٹھ گیا اور رام نام کی مالا دے منکے پہ منکا چلانے میں محو ہوا اور چیلوں کو بھوجن کے لئے شہر میں بھیج دیا۔

چیلوں کی حیرت کی کوئی انتہاء ہی نہ رہی کہ جو چیز بھی وہ کسی دوکاندار سے پوچھتے

ہیں۔ دودھ دو پیسے سیر، مکھن دو پیسے، چنے دو پیسے سیر، غرضیکہ جو بھی وہ کسی دوکاندار سے پوچھتے ہیں دو پیسے سیر ہی بتاتا ہے۔ وہ بلا کچھ خرید کئے گرو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مہاراج یہ نگری تو رام نگری ہے جو چیز پوچھو دو پیسے سیر ملتی ہے۔ اس لئے ہم آپ سے پرارتھنا کرنے کو آئے ہیں کہ مکئی اور چنے کھا کھا کر ہم تنگ آ چکے ہیں رام نگر میں دودھ اور بالائی کھانے کی اجازت عطاء فرمائیں۔

مہاراج بولے! یہ رام نگر نہیں اندھیر نگری ہے۔ بوریا بستر سنبھالو اور رام بھروسے چپکے کسی دوسری بستی میں بھوجن کرو۔

چیلے ہاتھ جوڑ کر ملتجی ہوئے مہاراج یہاں چند دن تشریف رکھو اور پرماتما کی دعا سے اچھی اچھی چیزیں بھوجن کرنے کی اجازت دو۔

مہاراج بولے مجھے یہ لچھن کچھ بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ بیٹا خطا کھاؤ گے ابھی چلے چلو۔ چیلے پاؤں پڑ کر بضد ہوئے تو مہاراج کو بھی مجبوراً چپ سادھنی پڑی۔

اندھیر نگری سادھوں کے لئے عیش پور تھا کھا کھا کر اس قدر موٹے اور تازے ہوئے کہ شہر میں ان کی نظیر نہ ملتی تھی۔

اندھیر نگر کے راجہ تخت پر براجمان ہیں اور غصے سے لال پیلے ہو رہے ہیں اور منہ سے کف نکل رہی ہے۔ دو قیدی پابہ زنجیر سامنے کھڑے ہیں۔

حضور یہی وہ دونوں نمک حرام ہیں۔ جو موتی کے قاتل ہیں۔ (کتے کا نام ہے) کوتوال نے کہا جو پاس ہی کھڑا تھا۔

راجہ ان دونوں کو پھانسی پر لٹکا دو۔

کوتوال بہت اچھا ہجور۔

پھانسیاں تیار ہوئیں اور کتے کے قاتل دار پر چڑھانے کے لئے لائے گئے۔ اتفاق سے وزیر صاحب بھی موقعہ پر پہنچ گئے۔ جن کی مٹھی اقربا نے گرم کر دی تھی۔ کہا دیکھو کوتوال ان کو پھانسی مت دو اور میری بادشاہ سے واپسی ملاقات تک حکم کی انتظار کرو۔

کوتوال بہت اچھا ہجور۔

وزیر صاحب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور وہ آدمی نحیف البدن ہیں اور پھانسی کے رسے کشادہ ہیں۔ کیا کیا جائے وہ تو اس میں نہ آ سکیں گے۔

راجہ: ان کو چھوڑ دو اور جو موٹے تازے ہوں ان کی جگہ ان کو پھانسی پر لٹکا دو۔ اندھیر

نگری میں دونوں سادھو کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔ حکم سنتے ہی سپاہی کٹیا کو روانہ ہوئے اور دونوں کو گرفتار کر لیا۔

مہاراج برہم ہوئے اور بولے کہ ان بیچاروں کا کیا قصور ہے۔ یہ بے گناہ کیوں لئے جاتے ہو۔

سپاہی: مہاراج بے گناہ اور قصور وغیرہ کو تو تم جانو یہ تھوڑے موٹے ہیں۔ اگر یہ پھانسی نہ دیئے جائیں تو اور کیا تم دیئے جاؤ گے۔

بیداد نگری کا اندھا راجہ

پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے نو پٹیے اور تیراں لاگی وہ شاید اسی بستی کے لئے حقیقت حال ہے۔ راجہ کے حضور میں ایک منیم (منشی) کی جواز حد رشوت لیتا تھا۔ شکایت ہوئی جس پر اسی کی طلبی ہوئی اور وہ حاضر کیا گیا۔

راجہ: کیوں بے نالائق پہلے جہاں بھی تو تعین ہوا سرکاری چوریاں کر لیا کرتا تھا۔ اسی لئے تمہیں مال خانہ اور خزانہ سے موقوف کر کے کاغذی کام پر لگایا۔ اب یہاں بھی رعایا کو لوٹتا ہے جاؤ ہم تمہیں نوکری سے ہی معزول کرتے ہیں۔

منیم: حضور کا اقبال قائم چھوٹی چھوٹی عیالداری ہے رحم فرمایا جائے۔ پرانا نمک خوار ہوں۔

راجہ: بہت اچھا جا تو دریا کی لہریں شمار کیا کر تنخواہ مل جایا کرے گی۔ ہم پاپ سے بہت ڈرتے ہیں۔

منیم: بہت اچھا حضور۔

منیم دعائیں دیتا ہوا دریا کے پتن پر چلا جاتا ہے اور جو بھی دریا سے گزرنا چاہتا ہے منیم جی یہ کہہ کر سدراہ ہوتے ہیں کہ ہماری لہر شماری میں فرق آتا ہے اور جب تک مٹھی گرم نہ ہو کیا مجال کوئی گزر سکے۔

غریب رعایا جس طرح بھی ہو سکا رام بھروسے وقت گزارتی رہی۔ اتفاق سے راجکمار کی شادی ہوئی اور دلہن کا ڈولا بھی دریا پار سے آیا۔ منیم جی نے مزاحمت کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہماری لہر شماری میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ہم گزرنے نہ دیں گے۔

شاہی سوار غصہ سے برہم ہوئے اور بولے ابے تو کون ہے جو راج کمار کا ڈولا روکتا ہے۔ منیم جی نے جوب دیا میں رانی کا سالہ ہوں۔ شاہی سپاہی اس مسکت جواب سے مرعوب ہوئے اور معاملہ دربار تک پہنچا۔

راجہ تخت پر بیٹھا ہے اور درباری قرینے سے دست بستہ کھڑے ہیں۔ سپاہی فریادی ہوتا ہے کہ حضور دریا کے پتن پر جو شاہی منیم لہر شماری پر تعین کیا گیا تھا اور جو اپنے آپ کو رانی کا سالہ کہتا ہے راج کمار کا ڈولا گزرنے نہیں دیتا وہ کہتا ہے۔ چونکہ میری لہر شماری میں فرق آتا ہے اس لئے ڈولا گزرنے نہ دیا جائے گا۔

راجہ ایک تحریری حکم دیتا ہے کہ روکو مت، جانے دو۔

سپاہی حکم لے کر بڑی عجلت سے پتن پر پہنچتا ہے اور منیم کو شاہی حکم تعمیل کے لئے پیش کرتا ہے۔ منیم حکم کو دیکھ کر اور زیادہ سد راہ ہوتا ہے۔ جس پر شاہی ملازم بگڑ جاتے ہیں اور نوبت دھینگا مشتی تک پہنچ جاتی ہے۔ مگر منیم عیاری کرتا ہوا عقل سے کام لیتا ہے اور شاہی ملازموں کو یہ کہہ کر ٹھنڈا کر دیتا ہے کہ صاحبو عقل سے کام لو اور رانی کے سالے کی بات توجہ سے سنو۔ شاہی حکم جو تم لائے ہو اس میں صاف لکھا ہے کہ:

روکو..... مت جانے دو! شاہی حکم کی تعمیل کرنا میرا اور آپ کا فرض ہے۔ اس لئے یہ ڈولا گزرنے نہ دیا جائے گا۔ اس قانونی خشک منطق بات پر مٹھی گرم کی جاتی ہے اور ڈولا گزر جاتا ہے۔

ناظرین! یہی حال ہمارے مرزا قادیانی کا ہے۔ الہام ٹکے سیر وہ کسی کی ہجو میں ہو یا تعریف میں، عذاب کے ہوں یا خوشخبری کے، قہر الٰہی کے ہوں یا رحم کے غرضیکہ جس امر کے بھی ہوں دو پیسے سیر ہی ہیں اور دعاء کرانی چاہو تو روپیہ، مسلمان بننا چاہو تو چندہ جہاد کی آرزو کرو تو چندہ جیتے بھی چندہ اور مرتے بھی چندہ اور الہام ایسے ہیں کہ جدھر چاہو لگا لو اور جہاں چاہے چسپاں کر لو اور اگر ظاہری الفاظ خلاف پڑتے ہوں تو استعارہ کے رنگ میں پیش کر لو۔ یا ظل اور بروز کے ڈھکونسے میں ڈھال لو۔ یا کسی ایک لفظ کو ہی لے کر مخفی پیش گوئی کے رنگ میں بیان کر لو اور ایسا کرنے سے گناہ نہیں بلکہ سنت مرزا ہے۔

اب اسی مولود کی پیش گوئیاں اور الہام ملاحظہ ہوں۔ آپ سنت مخصوصہ کے مطابق برستے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ کب کہا تھا۔ پسر متوفی ہی ان صفات کا حامل ہے یہ سراسر ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔

حالانکہ الہامی الفاظ ”فبشرنہ بغلام حلیم“ تھے۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو اشتہار دیا اس میں فرماتے ہیں۔

”سو تجھے بشارت ہو ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اس کا نام عموئیل اور بشیر ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱)

اس کے بعد اشتہار واجب الاظہار کے ہیڈنگ سے جو اشتہار دیا اس میں فرماتے ہیں۔
"یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعاء سے ہی ایک روح منگائی گئی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۱۵)

یہ وہ روح تھی جو غلطی سے آئی اور لڑکی پیدا ہوئی تو آپ نے قریب کے حمل پر دنیا کو ٹال دیا۔

اس کے بعد اشتہار صداقت آثار کے ہیڈنگ سے شائع کر کے روکومت جانے دو کے مصداق فرماتے ہیں۔

"یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۱۷)

اس کے بعد خوشخبری کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار شائع کر کے فرماتے ہیں۔
"اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶/ذیقعد ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمدلله علیٰ ذالك!" (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۴۱)

کس طرح باور ہو کہ ایفا ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

کامل سولہ (ماہ) تک وہ حلیم لڑکا جس کا الہامی نام بشیر رکھا گیا۔ جیتا رہا اور مرزا قادیانی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ توجہ کی تو جھٹ الہام ہوا یہ معلوم ہی نہ کر سکے۔ حالانکہ الہامی سلسلہ نکے سیر کے مصداق ہی رہا اور برابر شیر علی خیراتی اور ٹیچی ٹیچی تابڑتوڑ الہام پہ الہام بارش کی طرح وہ منگے پر منگالاتے رہے اور آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مولود وہی ہے یا دوسرا اور جب کہ ایک بیّن وصاف بیان میں آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے کہا آنے والا یہی ہے تو اب تاویل بے کار ہے۔ مگر چونکہ آپ کو دعویٰ نبوت ہے اس لئے آپ کو شاید اس برے زمانے میں اور ہندوستان میں جھوٹ بولنا پیتل پر سونے کی ملمہ سازیاں کرنا جائز ہے۔ ورنہ اس لاف وگزاف کے منبع کو یا جھوٹ کے سمندر کو دیکھ کر کون عقلمند کہہ سکتا ہے کہ ایسا مولود قیامت تک آ سکتا ہے۔ جھوٹ بولے تو پیٹ بھر کر

بولے کہ کہاوت سنی ہوئی تھی۔ مگر آج آنکھوں سے مشاہدہ کرلی ورنہ اہل بصیرت تو پہلے روز اس نتیجہ سے بے نیاز نہ تھے اور آپ کی کرشمہ سازیوں کے یوں تو ہم بھی قائل ہیں۔

واللہ باتونی چھپے رستم ہو۔

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگیوں کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

ہمارے ضلع گوجرانوالہ میں ایک مولود صاحب منگا نام کے ہوئے ہیں وہ کوئی عالم وفاضل نہ تھے۔ مگر لیکچر اس خوبی وعمدگی سے دیا کرتے تھے کہ علمائے کرام بھی متاثر ہوئے۔ بغیر نہ رہا کرتے تھے اور خاص وعام مرحبا و تحسین کہنے پر مجبور ہوتے تھے۔ وزیر آباد میں ان کے چند دوست ایسے بھی تھے جو بہت ہی بے تکلف تھے۔

انہوں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مبلغ علم تو وہی ہے جو ہمارا ہے۔ کیونکہ جہالت کے کالج میں ایک ہی کلاس میں تعلیم پائی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم تو ایک لفظ بھی اس فصاحت سے ادا نہیں کر سکتے اور آپ ہیں کہ ماشاء اللہ محو حیرت کر دیتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے تو آپ نے جواب دیا۔ اس کا شافی جواب چاہتے ہو تو میرے ساتھ سیر کو باہر چلو۔ چونکہ یہ انکشاف حقائق تھا اس لئے وہ مولانا کے ساتھ ہو لئے۔ شہر کے باہر ایک بڑا سرسبز کھیت لہلہا رہا تھا۔ جس میں غالباً گوبھی اُگی ہوئی تھی۔

مولوی صاحب اس کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے اور رفیقوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

بھائیو! میرے وعظ کی کیفیت یونہی سمجھو کہ یہ گوبھیوں کے پودے بڑی بڑی پگڑیاں باندھے عوام الناس بیٹھے ہیں اور یہ کھیت جلسہ گاہ ہے۔ آپ میں سے کوئی میری جگہ چلا آئے اور یہاں کھڑے ہو کر جو کچھ اس کے دل میں آئے بے حجابانہ کہتا جائے اور دیکھے کہ کوئی اسے مزاحم ہوتا ہے یا کسی بات کا حوالہ پوچھتا ہے کچھ بھی نہیں۔ پھر بے باک کہنے سے کیوں رکوں جب کہ یہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ عوام الناس جاہل مطلق ہیں۔

بعینہ اسی قاعدہ کلیہ پر مرزا قادیانی کا نصب العین ہے فرماتے ہیں کہ:

''بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ مولا کریم پر ہے...... اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعویٰ کو قبول کرتے ہیں یا رد اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین۔ بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے غیر اللہ کو مردہ کی طرح سمجھ کر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گو بعض ہم سے اور ہماری قوم

میں سے ایسے بھی ہیں کہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں۔ مگر ہم ان کو معذور سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں "کل یعمل علیٰ شاکلتہ" اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہل علم اصحاب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کارروائی پسند نہیں کرتے۔"

(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص ۱۸۰،۱۸۱)

ناظرین! مرزا قادیانی تمام بنی نوع انسان کو مردہ سمجھتے ہوئے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ وہ کسی کی نفرین اور تحسین کی پرواہ تھوڑا ہی کرتے تھے۔ ہدایت وگمراہی نفاق واتفاق قبولیت وعدم قبولیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے غیر اللہ کو مردہ سمجھ کر ہمہ تن اپنے مسیح موعود بننے کے شغل میں محو تھے کہ کسی طرح مسیح موعود بن جائیں اور یہ ایسی پیاس لگی ہوئی تھی کہ باوجودیکہ ہزاروں صفحات اسی دھن میں سیاہ کئے۔ مگر ایسا کرنے سے چونکہ فاش غلطیاں بھی ہو جاتی تھیں۔ جس کے لئے آئے دن اولاً فہمائش کیا کرتے کہ خواب گراں میں آپ کے منہ سے کیا کیا نکل گیا۔ ہوش کی دوا لو اور ہماری ان حرکات سے وہ نالاں تھے اور چونکہ ہم غیر اللہ کو مردہ سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ ہمارے اس طریق کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ہمارے مقصد سے نابلد تھے۔ اس لئے ہم ان کو معذور سمجھتے تھے اور جو ہم جانتے تھے وہ بھلا کیا جانیں ہم اپنی پیاس کی قدر خود ہی کرتے تھے اور بعض اہل علم احباب کی ناصحانہ تحریریں جو مجھے اس فعل مذموم پر موصول ہوئیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی میری اس کارروائی کو پسند نہیں کرتے۔ مگر ہم تو اپنے مبلغ علم میں ان کی حقیقت گوبھیوں سے زیادہ نہ سمجھتے تھے۔

عبث ناصح تو کرتا ہے نصیحت عشق بازوں کو
بڑھاپے میں میسیحت پر طبیعت آہی جاتی ہے

کے مصداق ہم اپنے مشاغل میں ہمہ تن مصروف تھے۔

حسن بن صباح کا ایک واقعہ مجھے یاد آیا وہ یہ ہے کہ یہ حضرت بھی صاحب الہام ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے اور ایک مذہب جدید ایسا جاری کیا تھا۔ جس میں ہزاروں بندگان خدا مقید ہو چکے تھے۔ ایک دفعہ وہ معہ اپنے مریدوں کے جہاز میں سوار تھے کہ طوفان آ گیا اور جان کے لالے پڑ گئے۔ مدعی الہام نے سوچا اور ایسی عیاری سے مطالعہ کیا کہ اگر طوفان سے بچ گئے تو ریا لوگوں کے پوں باراں ہیں فوراً ایک الہام مریدان باوفا کو سنا دیا کہ مطمئن رہو۔ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ڈوب گیا تو پوچھنے والا کون ہوگا۔

جو ڈوبے گی ناؤ تو ڈوبیں گے سارے

مرزا قادیانی کا مبشر نا بغلام حلیم بچہ اگر زندہ بھی رہتا تو یہ ظاہر ہے کہ وہ ان صفات کا حامل کبھی نہ ہوسکتا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کی عمر نے اس کے چالیس برس تک وفا تھوڑی ہی کرنی تھی۔ جیتا رہتا تو ایک معجزہ نمائی کی بین دلیل ٹھہرتا اور ہزاروں اس سے ٹھوکریں کھاتے اور کارخانہ نبوت کی شان ہوتی اور صفات کے متعلق استفسار کنندگان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا جاتا کہ واقعات سنت اللہ کے مطابق چالیس برس کے بعد ظہور ہوں گے۔ مگر افسوس قدرت کو یہ بھی منظور نہ ہوا۔

مادر چہ خیالیم وفلک درچہ خیال

جن پہ تقویٰ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

شہد شاهدٌ من اهلها

مرزا قادیانی کی تحدی کی پیش گوئیاں جن پر نبوت امامت، حق و باطل، صدق و کذب کا انحصار تھا اور جو بڑے طمطراق سے شائع ہوئیں اور جن پر پورا پورا بھروسہ اور ناز تھا۔ اللہ رے تیری شان! برسر بازار رسوائی اور روسیاہی کی مہیب تصویریں بن گئیں اور ان کے تصور سے اب تک غریب امت کی جان دوبھر ہے اور روح ترساں ولرزاں ہے۔ مگر واہ رے حسن عقیدت تیرا ستیاناس۔ تیرے دام ہوس میں جب کوئی غریب پھنس جائے اور پھر غیر ممکن ہے کہ تیرے سیاہ گیسو جنہوں نے دجل کی گود میں پرورش پائی اور جھوٹ کے جھولے میں کھیلے اور فریب کی گھٹی کا مزہ چکھا اسے جیتا جاگتا چھوڑ دیں۔

فریب کی کان کی دیوی اور جھوٹ کی ماتا تو ہے۔ تیرا چنگل فولادی گرفت سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہتھکنڈے وہ وہ کرشمہ سازیاں دکھلاتے ہیں کہ عاقل عقل کو بھول جاتے ہیں اور دانا جاہلوں کی طرح بے بس ہو کر دانائی کو خیرباد کہتے ہوئے تیری خوفناک لہروں میں بہ جاتے ہیں۔ ہاں الا ماشاء اللہ کوئی خوش نصیب تیرے طلسمی جال کو جو درحقیقت عنکبوتی تاروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا توڑ کر فضل ایزدی سے نکل جاتا ہے۔ ورنہ ناصح شغال تیرے دجل کو بقول شخصیکہ۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
بازمے گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

کے عین مصداق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے۔ آمین!

ذیل میں ایک خط جناب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا درج کیا جاتا ہے۔ جس

سے امت کی بدحواسی اور تحدی کی پیش گوئیوں کی بربادی کا فوٹو منظر عام ہوگا۔ فریسندہ بھی حلقۂ ارادت مرزا ہے۔ اس لئے یہ تحریر لطف سے خالی نہ ہوگی اور مرزا قادیانی کی بطالت پر مہر کذب ثبت کرنے میں پیش پیش رہے گی۔ اس پیش گوئی پر بھی عنقریب روشنی ڈالی جائے گی۔ کتاب تصویر مرزا زیر طبع ہے انتظار فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مولانا (نوردین صاحب) مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم!

آج ۷ رستمبر ہے اور پیش گوئی کی معیاد مقررہ ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیش گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں۔ لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے۔

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے اور ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین وآسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی۔ ہرگز نہیں۔ عبداللہ آتھم اب تک صحیح وسلامت موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ اگر یہ سمجھو کہ پیش گوئی الہام کے الفاظ کے موجب پوری گئی جیسا کہ مرزا خدا بخش صاحب نے لکھا ہے اور ظاہری معنی جو سمجھے گئے ٹھیک نہ تھے۔ اوّل تو کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی کہ جس کا اثر عبداللہ آتھم صاحب پر پڑا ہو۔ دوسرا پیش گوئی کے الفاظ بھی یہ ہیں۔

اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں کے مباحثے کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے۔ بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ بعض بہرے سننے لگیں گے۔

پس اس پیش گوئی میں ہاویہ کے معنی اگر آپ کی تشریح کے بموجب نہ لئے جائیں اور

صرف ذلت اور رسوائی لی جائے تو بے شک ہماری جماعت ذلت اور رسوائی کے ہاویہ میں گر گئی اور عیسائی مذہب سچا۔

جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمان (مرزائیوں) کو کہاں۔ پس اگر اس پیش گوئی کو سچا سمجھا جائے تو عیسائیت ٹھیک ہے۔ کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہوگی۔ اب رسوائی مسلمانوں کو ہوئی۔ (حضرت مرزائیوں کو ہوئی) میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔

لڑکے کی پیش گوئی میں تفاول کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مرگیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔

اب اس معرکہ کی پیش گوئی کے اصل مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ احد میں فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ آخر شکست بھی تو اس میں ایسے زور سے اور قسموں سے معرکہ کی پیش گوئی نہ تھی اور اس میں لوگوں سے غلطی ہوگئی تھی اور آخر پھر جب مجتمع ہوگئے تو فتح ہوئی۔ کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہو کر اور معیار حق وباطل ٹھہرا کر ایسی شکست ہوئی ہو۔ مجھ کو اب اسلام پر شبھے پڑنے شروع ہوگئے۔ لیکن الحمدللہ! کہ اب تک جہاں تک غور کرتا ہوں اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچھا ہے۔ لیکن آپ کے دعاوی کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہوگیا۔ پس میں نہایت بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقعہ سچے ہیں تو خدا کرے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں۔ (پلومر کی دوکان سے مرزا قادیانی کے نفس قدم پر ٹانک وائن منگوایئے۔ خالد) کہ جس سے تسلی کلی ہو۔ باقی جیسا کہ لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تھا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دیں گے کہ ہاویہ سے مراد موت نہ تھی۔ الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ برائے مہربانی بدلائل تحریر فرمادیں۔ ورنہ آپ نے مجھے ہلاک کر دیا۔ (زندوں کو مارنے کے مسیح زمان جو ہوئے۔ خالد) ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں۔ برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے یہ تحریر کر رہا ہوں۔

راقم! محمد علی خاں از مالیر کوٹلہ

(اصحاب احمد حصہ دوم ص۸۰،۸۱ حاشیہ)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

مرزا قادیانی اپنی اس ناکامی ونامرادی کا دکھڑا روتے ہوئے اپنی بطالت پر خود بذات

فی نفسہ مہر کذابت ثبت فرماتے ہوئے حکیم نوردین صاحب کو مندرجہ ذیل خط تحریر کرتے ہیں۔ جس میں مخالفین کے اعتراضوں سے جان عزیز کا قبل از وقت سراسیمگی سے دوچار ہونا اور موافقین کا شہادت کے سمندر میں بہنا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا اندازہ کرنا کہ کس قدر شبہات پیدا ہوئے۔ میرے احاطہ تخیل سے باہر ہے۔

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر بمقتضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے ان کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ والسلام!

خاکسار! غلام احمد از قادیان ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵، حصہ دوم، ص ۱۲۸، ۱۲۷)

بھلے آدمی سے کوئی پوچھے کہ الہام ہائی کے موقع پر گوفرار کی راہیں سوچنے میں آپ نے کافی سے زیادہ سعی فرمائی تھی۔ مگر آپ نے یہ بھی سوچ لیا ہوتا کہ وہ سمیع بصیر علیم بذات الصدور ہستی جس سے کسی کا کوئی مکروفریب پوشیدہ نہیں رہتا اور جس کے قبضۂ قدرت میں عزت وذلت ہے آپ کے اس دجل کو دیکھ رہی ہے۔

چرا کار کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ میں مسیح ابن مریم ہوں

”وکنت اظن بعد هذه التسمية ان السميح الموعود خارج وماكنت اظن انه انا حتىٰ ظهر السر المخفى الذى اخفاه الله علىٰ كثيرا من عبادة ابتلاء من عنده وسمانى ربى عيسىٰ ابن مريم فى الهام من عنده وقال يا عيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين كفروا الىٰ يوم القيمة انا جعلناك عيسىٰ ابن مريم وانت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق وانت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى وانك اليوم لدنيا مكين امين فهذا هو الدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين“

(حمامۃ البشریٰ ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۱۸۴)

”خدا نے میرا نام متوکل رکھا۔ میں بعد اس کے بھی سمجھتا رہا کہ مسیح موعود آئے گا اور

میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں ہی ہوں گا۔ یہاں تک کہ مخفی بھید مجھ پر کھل گیا۔ جو بہت سے لوگوں پر نہیں کھلا اور میرے پروردگار نے اپنے الہام میں میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا اور فرمایا اے عیسیٰ ہم نے تجھے عیسیٰ بن مریم کہا اور تو مجھ سے ایسے مقام میں ہے کہ مخلوق اس کو نہیں جانتی اور اے مرزا تو آج ہمارے نزدیک بڑی عزت والا ہے۔ پس یہی دعویٰ ہے جس میں مسلمان قوم مجھ سے جھگڑتی ہے اور مجھ کو مرتد جانتی ہے۔"

ناظرین کرام! ضمنی پیش گوئیاں مرزا قادیانی کی صداقت پر چار چاند لگاتی ہوئیں رسول اکرم ﷺ کے فرمان پر پھول چڑھاتی ہوئیں اہل بصیرت کے لئے درس عبرت چھوڑ گئیں۔ سرکار دو عالمؐ نے ایسے ہی دجالین کے لئے فرمایا تھا۔ "لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون (کنز العمال ج۱۴ ص۱۹۹، حدیث نمبر ۳۸۳۷۶)" آقائے دوجہاں کا فرمان ہے کہ اے میرے نام لیواؤ آگاہ رہو کہ قیامت تب تک بپا نہ ہوگی جب تک یہ دجال نہ آ چکیں۔ ایک اور ارشاد میں فرمایا غریب امت آگاہ رہو۔ "کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص۴۶۵)" ایسے ہی اور بیسیوں ارشادات فیض ترجمان نے رقم فرمائے اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دجال کے آنے سے متنبہ کرتے ہوئے ڈراتے گئے اور چونکہ یہ باب مسیح موعود کے نشانات وعلامات کے لئے ہی مختص ہے۔ اس لئے انسب ہے کہ مسیح علیہ السلام کا وہ پیغام جو ایسے افراد کے لئے دیا گیا تھا قارئین کرام کے لطف وحقائق کے لئے پیش کر دوں۔ (انجیل لوقا باب:۲۱، آیت:۷تا۱۱) میں ہے:

"انہوں نے اس سے پوچھا کہ اے استاد پھر یہ باتیں کب ہوں گی اور جب وہ ہونے کو ہوں اس وقت کا کیا نشان ہے۔ اس نے کہا خبردار گمراہ نہ ہونا۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں وہی ہوں اور یہ بھی وقت نزدیک آ پہنچا ہے۔ تم اس کے پیچھے نہ چلے جانا اور جب لڑائیوں اور فسادوں کی افواہیں سنو تو گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان کا پہلے وقت ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت فوراً خاتمہ نہ ہوگا۔ پھر اس نے ان سے کہا کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جابجا پر کال اور مری پڑے گی اور آسمان پر بڑی بڑی دہشت ناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی۔"

مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ۱۸۸۰ء میں کیا اور پلیگ (طاعون) دو سال بعد ۱۸۸۲ء میں پڑی اور ایسے جھوٹے نبی نزول مسیح سے پہلے جب آئیں گے تو مری پڑے گی۔ بھونچال آئیں گے۔ بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی یہ تو نشانات مسیح کاذب کے وقت

کے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کی بعثت سے پورے ہوئے۔ انجیلی رو سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔

دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ فرمادیں۔ انجیل متی باب ۲۴، آیت نمبر ۲۹

اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھلائی دے گا۔ اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی...... اور وہ نرسنگے کہ بڑے آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔"

ظاہر ہے کہ یہ واقعات بھی مرزا قادیانی کے خلاف ہیں۔ نظام فلکی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا اور نہ ہی ابن آدم کو آسمان پر کسی نے آتے دیکھا اور نہ ہی نظام ارضی نے چھاتی پیٹی اور نہ ہی آواز صور کسی نے سنی۔ ہاں مرزا قادیانی نے صور ہونے کا دعویٰ ضرور کیا۔ مگر وہ بھیانک اور کرخت آواز سنائی نہیں دی۔ شاید ضلع گورداسپور میں کہیں سنی گئی ہو تو تعجب نہیں اور نہ ہی بنی آدم کو کسی نے جمع کیا۔ اس لئے بھی مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔

قبل اس کے کہ میں مسیح موعود کے مبحث پر کچھ عرض کروں میں یہ بھی مناسب خیال کرتا ہوں کہ دجال قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال بھی پیش کردوں تا کہ معاملہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکے اور کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

مرزا قادیانی کی مایہ ناز کتاب (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰) پر فرماتے ہیں کہ:

''سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔"

مسیح علیہ السلام کے آنے کا اقرار

(ازالہ اوہام ص۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷، ۱۹۸) پر فرماتے ہیں کہ:

''جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ در حقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم

ہوگیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں ہی مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں۔ بلکہ احادیث نبویہ کا بھی منشا پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہئے۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ بلکہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال حل ہی کیا ہے ممکن ہے کہ ان کی یہ مراد بھی کسی وقت پوری ہو جائے۔''

عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار کہ وہ دمشق میں نازل ہوں گے

(ازالہ اوہام ص ۲۹۶، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱) پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

''اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آ دیں اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔''

دعوائے مسیح موعود سے حضرت مرزا قادیانی کا انکار

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) پر تحریر کرتے ہیں کہ:

''اے برادران دین وعلمائے شرح متین آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں۔ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر براہین احمدیہ میں کئی مقام پر تبصریح درج کر دیا تھا۔ جس کو شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام مجھ پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کے بعض روحانی خواص، طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں۔''

میں مسیح موعود نہیں ہوں صرف مسلمان ہوں

(توضیح المرام ص ۱۷ اخزائن ج ۳ ص ۵۹) پر فرماتے ہیں کہ:

''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول تو جواب یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولانا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔''

میں مسیح موعود نہیں ہوں بلکہ مجدد وقت ہوں

''اور مصنف کو اس بات کو بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۴)

مسیح موعود کے آنے کا اقرار

''میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہوں اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں۔ ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱ الحقہ ج ۲ ص ۱۵۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۸)

قارئین کرام! ان تحریرات کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے پلے باقی کیا رہا۔ نہ نبوت رہی نہ مماثلت نہ مسیح موعود کی رٹ نہ مثیل مسیح کا ڈھکوسلہ۔ ہاں امام کی ایک ٹانگ اور لگا دی۔ جسے سیرۃ النعمان کا ایک ہی ورق ملیامیٹ کرنے کے لئے کافی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس موقعہ پر اس بطل حریت اور اسلام کے سچے شیدائی اور رسول اکرم ﷺ کے سچے جانشین کا تفصیل سے کچھ بھی ذکر نہ لکھ سکیں گے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ ہمارا اختصار اس کی اجازت نہیں دیتا اور دنیا جانتی ہے کہ اس محمدی غلام نے دین کی جس قدر خدمت کی وہ دراصل انہیں کا حق تھا اور ان کی مبارک زندگی اور اس کے واقعات نام لیوان سرکار مدینہ کو یاد ہیں۔ ہم مختصراً تبرکاً چند ایک واقعات کی دھندلی سی تصویر پیش کرتے ہیں۔

حیات امام اعظمؒ کا ایک ورق

آپ کا نام نامی واسم گرامی نعمان اور کنیت ابوحنیفہؒ ہے اور آپ کا لقب گرامی امام اعظم

ہے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ثابت اور جد امجد کو زوطی ابن ماہ کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ عجمی النسل اور ایران کے شاہی خاندان سے دیرینہ تعلق رکھنے والے ہیں۔ حضرت امام کے جد امجد جن کا قبل از اسلام نام زوطی بیان ہوا۔ آغوش اسلام میں آئے اور اپنے لئے نعمان کا نام پسند فرمایا۔ سلطان عبدالعزیز والئی ترکی نے سیرۃ النعمان خود تالیف کی جس میں مفصل شرح وبسط سے یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت نعمان کس طرح وزیر خزانہ ایران کے فرائض ادا کرتے رہے اور کن حالات کی بنا پر سبکدوش ہوئے۔ حضرت نعمان اوّل اسلام کے ایسے شیدائی تھے کہ محبت دین اور جذبہ رسول اور عشق نبی کی برکت انہیں کشاں کشاں مدینہ منورہ کھینچ لائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کی بہت خاطر و مدارات فرماتے اور اکثر ملکی معاملات میں مشورہ لیتے تھے۔ شیر خدا کی محبت کی وجہ سے جد امام کوفہ میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ کیونکہ یہ ان دنوں دارالخلافہ تھا۔ چنانچہ کوفہ میں رشتہ محبت زیادہ استوار ہوا اور عموماً شیر خدا اور جد امام کا میل جول اور دوستانہ تعلقات یہاں تک بڑھے کہ اکثر کھانا ایک ہی دستر خوان پر کھایا جاتا اور امیر المومنینؓ کی اکثر دعوتیں جد نعمان نے اپنے غریب خانہ پر کیں۔ مختصراً حضرت امام کے والد ماجد کی پیدائش بھی کوفہ میں ہی ہوئی اور وہ دعاء کے لئے شیر خدا کی آغوش شفقت میں ڈالے گئے۔ جناب امیر نے بہت دیر تک گود میں رکھا اور سر پر دست شفقت پھیرا اور یہ دعا فرمائی۔ خدا کرے اے بچہ تو سعادت دارین حاصل کرے اور تو اور تیری نسل سے آئندہ لوگ اسلام کے پرجوش مددگاروں میں سے بنیں۔

چمنستان زہرا کے اس شہنشاہ کی دعاء کا اثر اللہ اللہ داماد رسول کے الفاظ خلاق جہاں نے یوں منظور کئے جس طرح سرکار مدینہؐ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعائیہ کلمات کو منظوری سے سرفراز فرمایا تھا۔ گوگویا شیر خدا کی آرزو کو رب جہاں نے ۸۰ھ میں جناب ثابت کی قسمت اوج کو منور فرماتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ولادت سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ جناب امام نے سات برس کی عمر زانوئے تلمذ علامہ عبداللہ کے سامنے طے کئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔

جناب امام کے والد ماجد چونکہ ایک بھاری تاجر تھے۔ اس لئے امام صاحب کو تجارت میں باپ کا ہاتھ بٹانا پڑا اور آپ نے صرف گیارہ برس کی عمر میں ایسی سلیقہ شعاری پیش کی کہ چھوٹی سی عمر میں تمام اصول تجارت اعلیٰ درجے پر سیکھ لئے اور اپنے والد ماجد کو لین دین اور اس کے پیچیدہ کاروبار کے بوجھ سے سبکدوش کردیا اور خود خدمت گزاری میں مشغول ہوئے۔

جناب امام کو حسن یوسفی سے خاصہ حصہ ملا تھا اور صورت کے ساتھ ساتھ سیرت بھی ایسی ہی تفویض ہوئی یہ نور علی نور ایسا جگمگایا کہ جناب امام کی تجارت صرف اپنے والد ماجد کے حلقہ تک نہیں رہی۔ بلکہ اتنا فروغ ہوا کہ آپ کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر متعدد منڈیوں میں آپ کے ملازموں پر پھیل گئی۔

مگر تجارت ایسی کہ جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے اور جس کی لوگ آج تک قسمیں کھائیں۔ آپ نے کبھی کسی کو دھوکہ نہ دیا۔ کبھی جھوٹ نہ بولا کبھی کم نہ ماپا اور اپنے ملازموں کو اس کی تاکید کی اور کاربند بنایا۔

آپ نے تجارت کو رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان پر پورا ثابت کیا۔

"عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء" ﴿ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ جناب سرکار مدینہ کا ارشاد ہے کہ وہ تاجر جو سچائی کا دلدادہ و عمل پیرا ہوگا۔ جھوٹ نہ بولے گا کم نہ تولے گا اور اس پر امانت دار بھی ہوگا تو وہ قیامت کے روز نبیوں اور صادقوں اور شہیدوں کے برابر ہوگا۔﴾ (رواہ ترمذی، ج اص ۲۲۹، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی ﷺ ایاھم)

جناب امام ابو حنیفہؒ کے بچپن کے دوست دشمنوں نے تعریف کی۔ جن لوگوں کو حسن خداوندی سے کچھ حصہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جمیل آدمی ایک ایسا انسان ہے کہ جس میں خدا کے نور کا جلوہ پایا جاتا ہے۔ امام صاحب کا پاکیزہ بچپن اس ننھی سی عمر میں ایسی خوش کلامی جو پھولوں کے گرنے کا دھوکہ دیتی تھی۔ وہ حسن سلوک جس میں خلق و مروت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ادب واخلاق تو گویا ان کی گھٹی میں تھا۔ جس کسی نے دیکھا اور چند لمحے شرف ملاقات کا موقعہ ملا۔ بس گرویدہ ہو گیا۔ ایسا پیارا بچپن جس پر سلجھی ہوئی جوانیاں اور بڑھاپے قربان کر دی جائیں۔

آہ! یہ کس کے تصدق میں اس خوبی و عمدگی کا بچپن نصیب ہوا۔ اس کا جواب تاریخ کی روشنی میں دیکھئے۔ گو چند کور چشموں نے جناب امام کے متعلق کچھ اپنی کم مائیگی کے ثبوت میں لکھا ہے۔ مگر اس کے جواب میں کیا یہ کم ہے کہ امیر المؤمنین سلطان عبدالعزیزؒ جیسے متقی و بیدار مغز جسے خلفائے راشدینؓ کے بعد اوّل نمبر پر خلیفہ وقت تسلیم کیا گیا ہے۔ جناب امام کی تاریخ لکھتے ہوئے ان کے محاسن ایسے اچھے طریقہ اور اعلیٰ پیمانہ پر بیان کئے ہیں کہ دوست دشمن کو سر تسلیم خم کرنے کا

چاروناچار معاملہ پیش آتا ہے۔ ہاں جویائے حق کے دل میں خوف خدا اور محبت رسول ہو اور اس کا دل تعصب نے اندھا نہ بنا دیا ہو۔

تاریخ موجود ہے واقعات حاضر ہیں اور دنیا شاہد ہے اور زمانہ بانگ دہل منادی کر رہا ہے اور تاریخ دان اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ جناب امام کی پرنور عقیدت مندانہ بصارت سے بھری ہوئی آنکھیں صحابہ کرامؓ کے منور جمال کی تابانی میں فیضیاب رہیں۔ جناب امام نے ایک مدت تک ان پروانوں کی صحبت میں فیض حاصل کیا جو شمع رسالت کے ناظر تھے اور جس میں سے حضرت انس بن مالکؓ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ اس لئے جناب امام تابعی تھے اور آپ کی تابعیت سنہری حروف سے تاریخ میں لکھی موجود ہے۔

جناب امام نے جو خدمت اسلام کی وہ اظہر من الشمس ہے اور اسی کا ثمرہ ہے جو تیراں سو برس سے دنیا ابو حنیفہؒ کی نسبت کو اپنے لئے فخر سمجھتی ہے اور انہیں اپنا پیارا امام تسلیم کرتی ہے اور امام اعظم کے لقب گرامی سے یاد کرتی ہے۔

مگر افسوس معلوم نہیں ہوتا کہ قادیانی بہروپیا رسول اور طفیلی نبی اب امامت کی بڑ کیوں ہانکتا ہے۔ کیا نبیوں کی صف میں عدم گنجائش کی وجہ سے کھڑا ہونے کی ہمت نو دو گیاراں ہو گئی۔ کیا مثیل مسیح کا بخار اتر گیا۔ کیا نبیوں کے بروز عالم بالا کو سدھارے اور خالی ڈھانچے کا ڈھانچہ رہ گیا اور نبیوں کی پہلوانی کا لباس اتر گیا۔ یا بوسیدہ ہونے کی وجہ سے دھوبی کے حوالے ہوا۔ آخر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حضرت ایک بات پر کیوں نہیں جمتے۔ مگر کیا وہی مقولہ صحیح بیٹھتا ہے۔

اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی

کوئی بھی نہیں۔ شیدائیان محمدﷺ کے لئے اللہ پاک ایک، قرآن پاک، نبی کریم ایک، قبلہ ایک، کعبہ ایک، امام بھی ایک ہی کی ضرورت ہے اور چونکہ ان کے واجب التعظیم فرمان آج بھی وہی کام دے رہے ہیں جب سے بیان ہوئے تھے اور ہماری عقیدت بھی ابھی نو بہ نو ہے اور اس میں ذرہ بھر تزلزل نہیں تو کس لئے مرزا جیسے بے پیندے کے لوٹے کو امام بنائیں؟ ہرگز نہیں یہ غلطی ہم نہ کریں گے اور کوئی عقلمند و ذی ہوش سونا چھوڑ کر پیتل کو پسند نہ کرے گا اور جنہوں نے غلامی کا ارتکاب کیا۔ انہیں اس وقت پتہ چلے گا جب ان کے عمل اس اعلیٰ و برتر صراف کے ترازو میں جانچے جائیں گے اور عدل کی کسوٹی پر کسے جائیں گے تو پیتل والوں کو غلطی کا احساس ہوگا۔

مسیلمہ ثانی کا قرآن

’’یـا احـمـد بـارك الله فيك مارميت اذرميت ولكن الله رمىٰ الرحمن علـم الـقران لتنذر قوما انـذر اباؤهم لتسبين سبيل المجرمين قل انى امرت وانـا اول المؤمنين ۰ ياعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الىّ وجاعل الذين اتبعوك فـوق الـذيـن كفروا الىٰ يوم القيمة هوالذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليـظهـره عـلـى الـدين كله لا مبدل لكلمات الله انا انزلناه قريبا من القاديان وبـالـحـق انـزلـنـاه وبـالحق نزل صدق الله ورسوله وكـان امر الله مفعولا وقـالـوا ان هـو الا فك افترىٰ ومـا سـمـعـنـا بهذا فى اباءنا الاولين قل هو الله عـجـيـب يـجتبـى من يشاء من عباده لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون سنلقى فـى قلوبهم الرعب قل جاءكم نور من الله قل اتكفروا انكنتم مؤمنين والذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الا من وهم مهتدون ويخو فونك من دونـه ائـمة الـكـفر تبت يدى ابى لهب وتب ماكان له ان يدخل فيها الا خائفا ومـا اصابك فمن الله الفتنة ههنا فا صبر كما صبر اولوالعزم الا انها فتنة من الله ليـحـب حبـاً جمـاً حبا من الله العزيز الاكرم فى الله اجرك ويرضىٰ عنك ربك ويتـم اسمك وان لـم يعصمك الناس فيعصمك الله من عنده وماكان الله ليتـركك حتـىٰ يميز الخبيث من الطيب وعسىٰ ان تكرهوا شيئاً فيو خيرلكم والله يـعـلـم وانتـم لا تـعـلـمـون رب اغفروا ارحم من السماء رب انى مغلوب فـانتـصـر ايـلـى ايلى لما سبقتنى رب ارنى كيف يحيى الموتىٰ رب لا تذرنى فردا وانـت خير الـورثيـن ربـنـا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الـفـاتحين بشرے لك يا احمدى انت مرادى ومعى غرست كرامتك بيدى انت وجيـه فـى حـضـرتـى اختـرك لـنـفسى شانك عجيب واجرك قريب الارض والسماء معك كما هو معى جرى الله فى حلل الانبياء لا تخف ان انت الا علىٰ ينصرك الله فى مؤطن ان يومى لفضل عظيم كتب الله لا غلبن اناورسلى الا ان حزب الله هم الغالبون‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۲ تا ۱۹۷، خزائن ج۳ ص۱۹۳ تا ۱۹۶)

’’اے احمد! اللہ نے تم میں برکت ڈالی۔ جو کچھ تو نے چلایا۔ جب کہ چلایا یہ تو نے بلکہ

خدا نے چلایا ہے رحمٰن نے تجھے قران سکھایا۔ تا کہ ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا کہ مجرموں کا راستہ صاف کھل جائے۔ کہہ دے اے مرزا میں حکم کیا گیا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعداروں کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔ وہ پاک ذات ہے جس نے (مرزے) رسول کو ہدایت اور دین حقہ کے ساتھ بھیجا۔ تا کہ تمام ادیان پر ظاہر ہو جائے۔ خدا کی باتیں نہیں بدلتیں یا کوئی نہیں بدل سکتا۔ ہم نے مرزا کو قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اترا اور حق کے ساتھ اتارا اور اللہ ورسول کا وعدہ سچا ہوا اور کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ و افتراء ہے اور ہم نے اپنے باپ دادوں سے نہیں سنا کہہ دے اے مرزا اللہ عجیب ہے اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے۔ چن لیتا ہے اور اس کے کرنے پر کوئی پوچھنے والا نہیں اور ان کے دلوں پر ہم رعب ڈال دیں گے۔ کہہ دے اے مرزا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا ہے اور اگر تم مؤمن ہو تو کفر مت کرو۔ بلکہ مرزا پر ایمان لے آ ؤ اور وہ لوگ جو مرزا پر ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ظلم کو نہیں ملایا وہ امن کی حالت میں ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں اور منکرین کے مولوی اور سجادہ نشین تجھے ڈرائیں گے۔ ہلاک ہوئے [1] دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور خود بھی ہلاک ہوا۔ اسے نہیں چاہئے تھا کہ اس میں دخل دیتا۔ مگر ڈرتا ہوا اور جو تکلیف اسے مرزا جی تمہیں رسالت میں پہنچے گی وہ اللہ کی طرف سے ہے یہ ایک آزمائش کا مقام ہے۔ مرزا جی صبر کرو۔ جیسا کہ تمہارے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا یہ منجانب اللہ امتحان ہے۔ تا کہ وہ تجھ سے محبت کرے۔ تیرا اجر خدا دے گا (چندہ لینے سے پیٹ نہیں بھرتا) اور مرزا تیرا رب تجھ سے راضی ہوگا۔ (شاید ابھی ناراض ہے) اور تیرا نام پورا کرے گا اور اے مرزا تجھے بچائے گا اے مرزا تیرا خدا خبیث اور طیب میں فرق کر دکھائے گا۔ قریب کہ تم ایک چیز کو لو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے اے اللہ بخش اور رحم کر آسمان سے اے خدا میں ہار گیا۔ پس مدد کر اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اے خدا تو مردے کس طرح

---

[1] ابی لہب سے مراد مرزا قادیانی بذات خود ہیں۔ مگر وہ شمس العلماء حضرت مولانا قبلہ میاں صاحب دہلوی حضرت مولانا سید نذیر حسینؒ کو کہتے ہیں اور میاں صاحب کے پلے کا عالم اپنے زمانہ میں اور کوئی نہ تھا۔ کیا بلحاظ عمل اور عمر آپ شیخ الحدیث تھے اور نہایت سادہ تھے۔ ہندوستان بھر میں آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ جو آج بڑے بڑے علماء کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ ایسے صالح انسان کو ابولہب کہنا گند کھانے کے مصداق ہے۔

زندے کرتا ہے۔ اے اللہ تو مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو بہتر ہے، اے خدا میرے اور میری قوم کے درمیان سچا فیصلہ کر اور تو بہتر ہے۔ فیصلہ کرنے والا اے میرے احمد (مرزا جی پوں باراں) تجھے بشارت ہو تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ تیرے ہاتھوں میں مرزا جی کراتیں ہیں تو میرے دربار میں چنا ہوا ہے میں نے اے مرزا تجھے اپنی جان کے لئے چنا۔ تیری شان اے مرزا عجیب ہے اور پھل نزدیک زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسے کہ میرے ساتھ (معاملہ واحد ہے) مرزا تو میرا پہلوان ہے نبیوں کے حلّوں میں اے مرزا مت خوف کر غلبہ تمہیں کو ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری [1] مدد کرے گا۔ مرزا صاحب میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے میں نے لکھ چھوڑا ہے کہ ہمیشہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ خبردار خدا کا لشکر غالب رہتا ہے۔''

مومن تو وہ ہے جو خدا کے نشانات پر ایمان لاتا ہے۔'' ولا تکونن من الذین کذبوا بایت اللہ فتکون من الخسرین (یونس:۹۵)'' اور نہ ان لوگوں کے زمرے میں ہونا جنھوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا ایسا کرو گے تو آخر کار تم بھی نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔

ناظرین! مسیح علیہ السلام کو مولا کریم نے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا جو شخص کم عقلی یا نادانی کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کے نزول کو مشتبہ سمجھے گا اور محال عقل وفہم خیال کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی نفی کر کے اپنے ایمان سے یقیناً ہاتھ دھولے گا وہ تمام امور جو ہمارے نزدیک مشکل ومحال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے آسان تر ہیں۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور خالق اور مخلوق میں یہی امتیازی فرق ہے۔

حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے

پھر اس کی تائید میں (ازالہ اوہام ص۱۸۲، خزائن ج۳ ص۱۸۷، ۱۸۸) پر ایک اور فیصلہ کن بیان فرماتے ہیں۔

'' یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ اے بھائیو میں کوئی نیا دین یا نئی تعلیم لے کر نہیں آیا۔ بلکہ میں بھی تم میں سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن

---

[1] مگر وہ نازک کلائی تو تلوار بھی نہ اٹھا سکتی تھی اور اسی لئے عاجز قادیانی نام رکھا اور جب خدا پہلوان کہتا ہے دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے یا دونوں ہی بودے ہیں کیونکہ یہ وحی شیطانی ہے۔

شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں۔ (یہ فرمایئے کہ آپ کی پھر کیا ضرورت ہے۔ خالد) جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں تو پھر ایک متدین مسلمان کے لئے میرے اس دعوے میں ایمان لانا (تو کون میں خواہ مخواہ بھائی۔ جب تم کچھ بھی نہیں تو تم پر ایمان لانا جہالت اور بے سود ہے) جس کے الہام الٰہی پر بنا ہے۔ کون سی اندیشہ کی جگہ ہے۔ بفرض محال اگر میرا یہ کشف اور الہام غلط ہے جو کچھ مجھے حکم ہو رہا ہے۔ اس کے سمجھنے میں میں نے دھوکہ کھایا ہے۔ تو ماننے والے کا اس میں حرج ہی کیا ہے۔ (یہی کہ دجال پر ایمان لایا اور خسر الدنیا والاخرہ ہوا) کیا اس نے کوئی ایسی بات مان لی جس کی وجہ سے اس کے دین میں کوئی رخنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ (ہاں صاحب رسول اکرم کی قسم اور فرمان سے منہ موڑ کر انشاء اللہ سیدھا جہنم میں جائے گا) اگر ہماری زندگی میں سچ مچ حضرت مسیح ابن مریم ہی آسمان سے اتر آئے تو دل ماشاد اور چشم ماروشن (حضرت دجالی افسانے روتے رہ جائیں گے اور امت کے ساتھ برسر بازار جوتوں میں دال بٹے گی مگر افسوس تم نہ ہو گے) ہم اور ہمارا گروہ سب سے پہلے ان کو قبول کر لے گا۔ (نہیں حضرت آپ کے دجل اور حلف مانع ہوں گے اور وہ مسیح موعود ایک دفعہ مان کر دوسرے کی ضرور تکذیب کریں گے اور اگر وہ اسے قبول کریں گے۔ تو آپ کو کیا کہیں گے۔ کیونکہ مسیح موعود تو ایک ہی ہے پھر آپ کذاب بنیں گے) اور اس پہلی بات کے قبول کرنے کا بھی ثواب پائے گا۔ (دجال مسیح کے قبول کرنے سے ثواب کی امید لاحول ولاقوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ اس ثواب سے محروم رکھے یہ ثواب ہے یا عذاب) جس کی طرف محض نیک نیتی اور خدا تعالیٰ کے خوف سے اس نے قدم اٹھایا تھا۔ بہر حال اس غلطی کی صورت میں بھی (اگر فرض کیا جائے) ہمارے ثواب کا قدم آگے ہی رہا اور ہمیں دو ثواب ملے۔"

(نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے)

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

یوں تو مرزا قادیانی کے سینکڑوں حوالے ایسے موجود ہیں جو ان کی بطالت پر آپ شاہد ہیں ولیکن اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک اور حوالے پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک اصولی حوالہ ہے اور اس مبحث پر از بس مفید ہے۔

(حمامۃ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۹۲) پر مرزا قادیانی ایک اصول کو قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جہاں رسول اکرم ﷺ حلفاً بیان کریں۔اس کی کوئی تاویل نہیں کرنی چاہئے قسم اخبار میں ظاہر پر دلالت کرتی ہے اور قسم کا فائدہ بھی یہی ہے کہ کلام کو ظاہر پر حمل کیا جائے اور اس میں تاویل اور استثناء نہ کیا جائے۔ اگر اس میں بھی تاویل اور استثناء روا ہو تو قسم کا فائدہ ہی کیا ہے۔''

اور مرزا قادیانی کا اصول بھی ملاحظہ فرماویں۔

''کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنی کرتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۴۲)

ناظرین کرام! تینوں فرمان رسالت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ان کی ابتداء قسم سے کی گئی ہے اور علمائے بلاغت کے نزدیک یہ مسلمہ اصول ہے کہ جہاں حلف آ جائے اس کی تاویل نہ کی جائے۔ بلکہ ظاہری الفاظ پر محمول کیا جائے اور اس میں قطعاً تاویل نہ کی جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے قسم کا فائدہ ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ یہی اصول مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔اب فرمان مصطفوی ﷺ مسیح موعود کے لئے حسب ذیل بشارات دیتا ہے۔ جن پر مرزا قادیانی کو پورا اترنا چاہئے اور چونکہ فرمان رسالت حلف سے شروع ہوا اس لئے اس میں تاویل یا استعارہ نہ کرنا چاہئے۔

بشارت مسیح موعود

۱...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) عدل وحکومت کے ساتھ آئے گا۔

۲...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) کسر صلیب کرے گا۔یعنی موجودہ عیسائیت کالعدم ہو جائے گی۔

۳...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) خنزیر کو قتل کرے گا۔

۴...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) کے مبارک وقت میں لوگ اس قدر مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ کو ہزاروں دیناروں سے بہتر سمجھیں گے۔

۵...... مسیح ابن مریم جزیہ جو مشرکین سے لیا جاتا ہے معاف کر دیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فرقان حمید کی وہ آیت جو ابوھریرہؓ نے اس کے استدلال میں پیش کی ہے۔ بتلاتی ہے مشرک کوئی باقی ہی نہ ہوگا۔ بلکہ سب کے سب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔یعنی دین حنیف کو قبول کرلیں گے۔ پھر جزیہ کیسا۔

۶...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) مقام فج الروحاء سے احرام باندھیں گے۔

۷...... ابن مریم حج کریں گے۔

۸...... مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں زمین پر اتریں گے اس سے یہ صاف ظاہر ہوا کہ وہ اس وقت زمین پر نہیں کیونکہ زمین کی ضد آسمان ہے۔

۹...... مسیح ابن مریم پینتالیس برس زمین پر رہیں گے۔ نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔

۱۰...... مسیح ابن مریم مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق نمبر ۱۱ سے ہوتی ہے۔

۱۱...... مسیح ابن مریم میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔

۱۲...... مسیح ابن مریم قیامت کے دن میرے مقبرہ سے میرے ساتھ اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ہوں گے۔

ان بارہ اوصاف میں سے ایک بھی مرزا قادیانی کے حق میں نہیں۔

اوّل...... آپ فرماتے ہیں کہ میں (مرزا قادیانی) درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہوں۔ فیل!

دوم...... کسر صلیب نہیں ہوئی بلکہ نصاریٰ ترقی پر ہیں۔ فیل!

سوم...... خنزیرہ کا کھانا حرام قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے تو از حد ارزانی کردی ہے۔ فیل!

چہارم...... لوگ زر و درہم کے بھوکے ہیں اور خود ذات شریف کی چندوں کی فکر میں کٹی۔ فیل!

پنجم...... جزیہ معاف نہیں ہوا۔ فیل!

وزیر چنیں شہر یار چناں

ششم...... مقام فج الروحاء ایک آنکھ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ فیل!

ہفتم...... آپ کو حج کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ (حالانکہ حج کے متعلق الہام ہو رہا ہے۔) فیل!

ہشتم...... آپ قادیان میں مرزا غلام مرتضےٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ فیل!

نہم...... آپ نے نکاح کی از حد کوشش کی مگر آپ ناکامی و نامرادی نصیب ہوئی۔ فیل!

دہم...... آپ نے لاہور میں پران توڑے۔ مدینہ منورہ کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔ فیل!

یازدہم...... آپ قادیان کی بنجر زمین میں دفن ہوئے روضہ نبوی میں ابھی تک قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔فیل!

دوازدہم...... مرزا قادیانی قادیان سے اپنی امت کے ساتھ خروج کریں گے نہ کہ روضۂ اظہر سے اٹھیں گے۔فیل!

قارئین کرام! جھوٹ نمبر۵ کو پھر ایک دفعہ ملاحظہ فرماویں تاکہ الزامی جواب آسان سے آسان تر ہو جائے۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”وہ صلیب کو توڑے گا اور اگر دس بیس لاکھ صلیبیں اس نے توڑ بھی دیں تو عیسائی جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے اور بنوا نہیں سکتے۔“

(ازالہ اوہام ص۴۱،۴۲، خزائن ج۳ص۱۲۳)

مرزا قادیانی دیدہ ودانستہ جھوٹ کے قدم قدم پر مرتکب ہوتے ہیں اور بات بات میں دھوکہ دینا فرض سمجھتے ہیں۔فرمان رسالت میں واحد کا صیغہ ہے۔فیکسر الصلیب یعنی وہ صلیب کو توڑیں گے۔یہ ایک عالم مسلمہ محاورہ ہے۔مثلاً فلاں کے نام سے ہندوازم کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا ہے۔فلاں کی آمد سے اسلام زندہ ہو گیا۔اسی طرح کسر صلیب کا محاورہ مسلمہ اصول ہے۔جس کا مطلب عیسائیت کا خاتمہ ہے۔آپ خواہ مخواہ صلیبوں کے توڑ موڑ میں عمداً چلے گئے۔ جس سے سوائے دھوکہ دہی کے اور کچھ مطلوب نہیں۔صلیبوں کے توڑنے نہ توڑنے میں کچھ فائدہ نہیں۔بلکہ اس کا مقصود وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔یعنی موجودہ عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔اسی طرح آپ نے دوسرا دجل دیا وہ یہ کہ نقل کفر کفر نباشد فرماتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ وجیہاً فی الدنیا والاخرہ کی شان میں اور پھر مماثلت تامہ کے بھی مدعی ہیں۔غور سے سنیں ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ اور دعویٰ بھی دیکھئے کہ لبوں سے شیرینی ٹپک رہی ہے۔یا احمد فضت رحمة علیٰ شفیتك مگر مہربانی کرکے ذرا منہ کو پونچھئے۔کیونکہ رال ٹپک رہے ہیں اور اس مصرعہ کو اس وقت نظر انداز کر دیجئے گو آپ کا ہی کہا ہوا ہے۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں

واہ صاحب واہ! کیا کہنے ہیں آپ کے اور کیا شان ہے پنجابی نبوت کی۔فرماتے ہیں کہ ”اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کرے گا۔یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجیب فقرہ ہے۔کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے۔اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور

سانسیوں اور گندیلوں وغیرہ کو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۱، ۴۲، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳)

حضرت آنکھوں میں محمدی سرمہ لگائیں اور اگر چندھیا نہ گئیں ہوں تو فرمان رسالت کو تعصب کی عینک سے بے نیاز ہو کر دیکھیں تو یہاں بھی واحد کا ہی صیغہ ہے۔ آپ اپنی جبلی عادت کی وجہ سے دھوکہ دینے پر مجبور ہیں اور مرسلین کی پگڑی اچھالنا آپ کا گویا نصب العین ہے اوران قوموں سے آپ کے خاندان کو گہری محبت ہے۔ آپ کو یاد نہیں کہ آپ کا عزیز چچیرا بھائی مرزا امام دین پیر خاکروباں اور ویسی ہی اقوام کا پیشوا ہو چکا ہے اور آپ بھی تو ماشاءاللہ مثیل مسیح ہیں اور اگر فرمان رسالت آپ کی منشاء کے مطابق تو کتے اور گدھے لے کر اس عزیز شکار کی تلاش میں دریائے بیاس کے کناروں پر صحرانوردی کیجئے۔ ورنہ شرم کا دامن منہ پر لیتے ہوئے فرمان رسالت کو مسلمہ اصولی قانون کے مطابق دیکھئے جو بھی جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ ”وما احل به لغير الله“ حرام قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ جھٹکہ سے سرتن سے جدا کرنے سے دین حنیف میں کھانا حرام ہو جاتا ہے اور یہاں بھی تو فرمان رسالت ویقتل الخنزیر ہی بیان کرتا ہے۔ اگر آپ اینچ پیچ کو چھوڑتے ہوئے سلیس ترجمہ یہی کر دیتے کہ مسیح علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے تو معاملہ الجھن میں نہ پڑتا۔ بلکہ مطلب صاف نکل آتا کہ خنزیر کا کھانا حرام کر دیں گے۔ نہ سانسیوں کو خوشخبری ہوتی اور نہ مسیح علیہ السلام کی عزت پر بٹہ لگتا۔ مگر چونکہ دام تزویر میں سادہ لوح مرغ پھنسانے منظور تھے۔ اس لئے آپ نے عمداً یہ وطیرہ اختیار کیا اور کیوں نہ کرتے۔ آخر پنجابی نبی ہیں۔ جدت نہ ہو تو نبوت کے نام پر حرف آتا ہے۔ کچھ نہ کچھ امتیازی نشان تو ہونا چاہئے۔ حالانکہ (چشمہ معرفت ص ۶۷، خزائن ج ۲۳ ص ۸۴) میں آپ نے اپنی صداقت میں فرمایا ہے کہ:

”میرے زمانے میں دنیا کی تمام قومیں ایک مسلم قوم کی شکل بن جائے گی۔“

مگر کیا ہوا دنیا دیکھ رہی ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت برس رہی ہے۔ اب ہم اصل چیز کو لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

”خاص لندن میں ہزار دوکان خنزیر بیچنے کی موجود ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ پچیس ہزار اور خنزیر روزانہ لندن سے مفصلات کے لئے بھیجا جاتا ہے۔“

(ازالہ ص ۴۱، ۴۲، خزائن ج ۷ ص ۱۲۳)

مبالغہ آرائی کی حد کر دی گئی ہے اور پیٹ بھر کر جھوٹ بولا گیا ہے۔ جس سے آپ کا

صرف اس قدر مقصد معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو زریں دھوکہ دے کر الو بنایا جائے کہ مسیح علیہ السلام خنزیروں کو قتل کرنے میں کب پورے اتر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی قصہ ہی نہیں بات تو صرف اس قدر تھی کہ مسیح ابن مریم خنزیر کو حرام قرار دیں گے۔

اتنی سی بات تھی جو افسانہ کر دیا

مگر کون جانتا تھا کہ ایک دن خالد کے نام کی برکت سے سرزمین وزیرآباد سے ایسا بھی پیدا ہوگا۔ جو دجل کا تختہ الٹ دے گا اور جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر باہر سے تالا لگا کر ہی دم لے گا۔ لکل دجال عیسیٰ کی حدیث کا یہی ترجمہ ہے۔ ہر فرعونے راموسیٰ کی تفسیر یہی ہے۔ سنا حضرت؟

مرزا قادیانی کی یہ گپ محض کس قدر مبالغہ آرائی پر مبنی ہے۔ پیغمبر قادیانی کی تاریخ دانی قابل قدر ہے۔ کیونکہ وہ ایسے دقائق وحقائق کا انکشاف کرتی ہے جس کی نظیر ڈھونڈے سے پتہ بتانے پر بھی نہ ملے اور ایسے ایسے اعداد و شمار بیان کرتی ہے جسے دیکھ کر ہنسی ضبط نہ ہو سکے۔

اس ارشاد کی رو سے اگر دس خنزیر کے حساب ہزار دکان لیا جائے تو دس ہزار خنزیر روزانہ یہ ہوئے اور پچیس ہزار مفصلات کے ہوئے۔ گویا پینتیس ہزار یومیہ ٹھہرے۔

اس حساب سے گویا ہر سال صرف لنڈن سے ایک کروڑ ستائیس لاکھ پچھتر ہزار یا ہر ماہ میں دس لاکھ پچاس ہزار یا ہر دن میں پینتیس ہزار یا ہر گھنٹہ میں تیس ہزار یا ہر منٹ میں پچاس یا ہر سیکنڈ میں ایک خنزیر اہل لنڈن کے کام آیا۔ یہ اعداد و شمار جو ضمیمہ نبوت نے بیان فرمائے صداقت سے کوسوں دور ہیں۔ ہے کوئی مسیح کا لال اور نوزائیدہ نبوت کا دلدادہ جو مرزا آنجہانی کے اس بیان کو واقعات سے صحیح ثابت کرے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ بیان صداقت سے کوسوں دور ہے اور جو صاحب اس کو صحیح ثابت کریں وہ مبلغ یکصد روپیہ چہرے شاہی کا بلی نقد انعام میں پاویں۔

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

جھوٹ نمبر ۶

مرزا قادیانی کا پردادا تھا یا قلعہ انٹورب

(ازالہ اوہام ص ۱۲۹، خزائن ج ۳ ص ۱۶۴) پر فرماتے ہیں۔

’’راقم نے مرزا گل محمد مرحوم کے بعض خارق عادت ان سکھوں کے منہ سے ہیں۔ جن کے باپ دادا مخالف گروہ میں شامل ہو کر لڑتے تھے۔ اکثر آدمیوں کا بیان ہے کہ بسا اوقات

مرزا (گل محمد) مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمی کے مقابل پر میدان جنگ میں نکل کر ان پر اکیلے فتح پالیتے تھے اور کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ ان کے نزدیک آسکے اور ہر چند جان توڑ کر دشمن کا لشکر کوشش کرتا تھا کہ توپوں یا بندوقوں کی گولیوں سے ان کو ماردیں۔ مگر کوئی گولی یا گولہ ان پر کارگر نہیں ہوتا تھا۔ یہ کرامت ان کی صدہا موافقین اور مخالفین بلکہ سکھوں کے منہ سے سنی گئی ہے۔''

تھوڑا آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اس زمانہ میں قادیان میں وہ نور اسلام چمک رہا تھا کہ اردگرد کے مسلمان اس قصبہ کو مکہ کہتے تھے۔'' (ازالہ ص ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۴)

قارئین کرام! مرزا قادیانی کا پردادا جن کا نام مرزا گل محمد تھا۔ ایک عجیب الخلقت انسان اور بلا کے جوان تھے کہ ہزار جوان کی متفقہ یورش ان کے سامنے کچھ حقیقت ہی نہ رکھتی تھی۔ بلکہ ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ پورا پورا بٹالین اور توپ خانہ، توپوں اور بندوقوں سے دھواں دھار آتش کا مینہ برساتا ہوا یلغار کرتا۔ مگر مرزا گل محمد کا ایک بال بھی بیکا نہ کرسکتا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے پدرم سلطان بود سے خائف ہوکر مقابلہ کی تاب نہ لاتا ہوا بری طرح سے پسپا ہوتا اور حضرت بدری سلطان بود شیر غراں کے رعب وجاہ وجلال سے تمام فوجی گیدڑ کی طرح دم دبا کر ڈربوں میں گھس جائے اور مقابلہ کی تاب تو کیا سامنے آنے سے لرزتے بلکہ شیر قالین کا سامنے ہوتے ہی پیشاب نکل جاتا۔ مرزا قادیانی مرحوم (مرزا قادیانی کے دادا) بلا کے جوان اور آفت کے پرکالے تھے۔ ان کی ہیبت سے شیر غراں سہمے جاتے تھے۔ ایسی ایسی زٹلیات اور وہ بھی گھر سے آیا ہے معتبر نائی، کے مصداق یعنی سکھوں کی زبانی سن کر ہمارے مرزا قادیانی ایمان کا جزو قرار دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کے جد امجد کی مدح وستائش کے باب میں ہے۔ ولیکن نہ قبول کریں اور مضحکہ اڑائیں تو فرمان رسالت کا۔

کس قدر مبالغہ آرائی کرنے کا مادہ مرزا قادیانی کی طبیعت میں بھرا پڑا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ توپوں کے گولے قلعہ انٹورب کو ایک دن میں پائمال کردیں اور لاکھوں انسان لقمہ اجل ہوں اور جرمنی گولوں کے ڈر سے نئی تہذیب کے مالک پیرس میں بیٹھے ہوئے گھر کی چاردیواری میں روشنی سے محروم رہیں کہ مبادا گولہ پروانہ کی طرح شمع پر نثار نہ ہوجائے۔ مگر واہ رے مرزا گل محمد کے فولادی وجود کہ توپوں کے گولے تیری وجہ سے بےکار ثابت ہوئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا محال ہی نہیں غیر ممکن ہے۔ کیونکہ یہ بات بعید از عقل ہے۔ مگر مرزا گل محمد صاحب کا گولوں کا منہ پھیر دینا اور ذات شریف پر مطلقاً اثر پذیر نہ ہونا۔ قرین

قیاس کیا بلکہ ممکن ہے اور مرزا قادیانی آنجہانی کا اس پر ایمان ہے۔ مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو تدبر کرو اور سوچو کہ مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ آپ کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کا جواب نفی میں ہو تو بتاؤ کہ وہ توپیں پیسہ پیسہ والی تصویریں تھیں یا فی الحقیقت توپیں تھیں اور اگر اصلی توپیں تھیں تو ان میں بارود کی بجائے روئی کے لطیف لطیفہ گالے تو نہ تھے۔

توپ کے سامنے انسان کی حقیقت ہی کیا ہے اور پھر پہلے زمانے کے لوگ جو ریل گاڑی کو جادو کا کرشمہ بتاتے تھے اور اس پر سوار ہونے سے ڈرتے تھے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو صرف ایک بندوق کی گولی کو مرزا قادیانی کی عصبہ پر آزما کر دیکھ لیں۔ یقین آ جائے گا کہ حضرت صاحب کا بیان صداقت سے کوسوں دور ہے۔ جن لطیف الفاظ میں مرزا قادیانی نے اپنے جد امجد کا نقشہ کھینچا ہے۔ گو وہ خاکہ تخیل سے بالاتر ہے۔ مگر پھر بھی مرزا قادیانی کی افسانہ نویسی اور سلطان القلمی کی ہم داد دیتے ہوئے صرف اس قدر پوچھتے ہیں کہ ذات والا میں جوانمردی اور بہادری کا نقشہ دادا ابا سے کچھ کم تو نہ تھا، بلکہ بیش بیش تھا۔ ہاں دماغی کمزوری کے باعث اگر ذات شریف کو یاد نہ رہا ہو تو ہم پیش کئے دیتے ہیں۔

لو جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

جب پنڈت لیکھرام صاحب آپ کی عنایت سے سرگباش ہوئے اور ان کے حسن عقیدت کے پروانوں کے گم نام خط جن میں دھمکی تھی۔ ذات شریف کو موصول ہوئے تو آپ نے بھی تو کمال جرأت و استقلال کا ثبوت اور پنجابی نبوت کی شان دکھلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔ ہمارے خیال میں آپ کی یاد عزیز سے مضمون نگاری کے وقت سہوا اتر گیا۔ ورنہ وہ کوئی معمولی واقعہ اور فراموش ہونے والی بات تھوڑی تھی۔ دادا ابا کے صحابی تو ملک عدم میں جا بسے ہاں تبع تابعین سے آپ کو روایت منقول کرنے کی تکلیف ہوئی۔ مگر آپ کی اولوالعزمی اور بہادری کے تماشائی تو اس وقت موجود ہیں۔ گڑے مردے اکھاڑنا اور پدرم سلطان بود کی رٹ لگانے سے کیا فائدہ ہے۔ جب ہم بذات خود اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ نے خطوط کے آنے پر طرح طرح کے وسائل ایسے اختیار کئے جن میں جوانان عالم کے لئے ایک عبرت آموز سبق ہے۔

۱...... حفاظت جان عزیز کے لئے سپرنٹنڈنٹ سے درخواست کی کہ پولیس کے چند سپاہی قادیان میں بھیج دیجئے۔

۲...... سیر و تفریح حسب عادت معمولہ ترک کر دی گئی کہ مبادا کوئی دل جلا دلی کلفت نہ مٹا سکے۔

۳...... جب تک ایک کافی جم غفیر ساتھ نہ ہو نقل وحرکت غیر ممکن ہے۔
۴...... بلا اجازت کوئی آدمی سامنے آنے نہ پائے۔
۵...... قدم قدم پر قصر نبوت پر مسیح بھیڑوں کی تعیناتی کردی گئی۔

فضل وکمال نئے کچھ تم میں ہوں تو جانیں
گر یہ نہیں ہیں بابا تو وہ سب کہانیاں ہیں

پدرم سلطان بود! میں پوچھتا ہوں تراچہ! اس کے بعد ایک اور سوال امت مرزائیہ سے ایسا ہے۔ جس کا جواب دینا ان پر اخلاقاً فرض ہے۔ کیا مہربانی کر کے کوئی صاحب یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ مرزا قادیانی کا یہ فرمان کہ ''اس زمانہ میں قادیان میں وہ نور اسلام چمک رہا تھا کہ اردگرد کے لوگ اس قصبہ کو مکہ کہتے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۴۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۴)

اس کا کیا ثبوت ہے تاریخ ہند موجود ہے۔ قادیان کے ماحول اور مفصلات کے لوگ اب بھی موجود ہیں۔ تذکرہ الاولیا پر بیسیوں مؤرخین کے رشحات قلم موجود ہیں۔ مگر افسوس نہ تو مرزا گل محمد صاحب کو کوئی جانتا ہے اور نہ ہی قادیان کا کسی نے تذکرہ کیا۔ یہ سب مرزا قادیانی کے دماغ کا افتراء ہے۔ ورنہ قادیان تو وہ نامراد بستی ہے۔ جس میں بقول مرزا یزیدی لوگ پیدا ہوئے جو یزید کے ہم طبع تھے اور قاتلان چمنستان زہرا تھے یا ان یہودیوں کی طرح تھے۔ جنہوں کے ناپاک ہاتھوں سے ابن مریم ستائے گئے اور بقول مرزا مصلوب ہوئے۔

مرزا قادیانی کو جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ قادیان کو مکہ بنایا جائے اور اس کی عظمت ہندوستان بھر پر فوقیت لے جائے تو آپ نے منارۃ المسیح بہشتی مقبرہ، مسجد اقصیٰ، مسجد حرام بنا کر یہ شعر اس کی توصیف میں کہہ دیا۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص ۵۰)

اور جب قادیان کو نظروں سے گرانا مقصود ہوا اور مسیح موعود بننے کا شوق آیا تو اخرج منہ الیزیدون کا الہام سنا دیا اور یزید کے تخت سے مشابہت دے دی اور ابن مریم کو مثیل سید الشہدا بنا کر بذات شریف مثیل مسیح بن گئے۔ غرضیکہ آپ جب چاہے ایک ہی چیز سے مطلب براری کر لیتے۔ کبھی چوہے کو شیر بنا لیتے اور کبھی شیر کو چوہے سے ادنیٰ قرار دے کر حقارت کی نظروں سے یک دم گرا دیتے۔

جھوٹ نمبر ۷

مسیح قادیانی کا ایک زمینی نشان

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۹۴، ۱۹۵) پر فرماتے ہیں کہ

”واذ العشار عطلت! یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس کی تصدیق میں مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ ”ویترك القلاص فلا یسعیٰ علیها“ خسوف وکسوف نشان تو کئی سال ہوئے جو دو مرتبہ ظہور میں آ گیا اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیراں سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بیکار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آ جائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔ بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیش گوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی۔“

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو کو تمہارے مطمع نظر میں ارکان حج کی سعادت بروزی حج کی وجہ سے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت جو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے کی بجائے مدینۃ المسیح کے منار کے طواف پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ گو تمہیں 'الدجل'، 'فاروق' اور 'پیغام جنگ' کے مرزائی گزٹوں سے فرصت نہیں ملتی اور تمہاری جیبوں پر طرح طرح کے چندوں کا عنوان بتا کر دن دہاڑے ڈاکہ ڈال لیا جاتا ہے۔ یہ واقعات ہیں کہ تمہارے مصارف تمہیں کوئی اسلامی جریدہ خریدنے کی اجازت نہیں دیتے اور یہی وجہ ہے کہ اس مینڈک کی طرح جو ایک بوسیدہ اندھیرے کنوئیں میں مقید تھا اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتا تھا کہ اس سے بڑا اور آرام دہ اور کوئی چشمہ نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ محض خیال ہی خیال تھا۔ بخدا ہم آپ لوگوں کے ان حالات کو جب دیکھتے ہیں تو ہمیں آپ کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اب اسی ایک پیش گوئی کو جس کو

آپ نے اپنی صداقت میں زمینی نشان قرار دیا تھا اور بڑے وثوق سے یہ فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائی تھی ملاحظہ فرماویں۔ ”کہ یہ پیش گوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھ لے گی۔“

افسوس یہ آج تک پوری نہ ہوئی اور اس پر ایک ایسی بجلی گری جو پنجابی نبی کے دامن کو بھی اپنے ساتھ خاکستر کرتی گئی اور یہ معمہ ہماری سمجھ میں آج تک نہ آیا کہ ریل تو مکہ سے مدینہ تک چلے اور ساری دنیا بچشم خود دیکھے۔ ہاں شاید امت مرزائیہ کو چلتی ہوتی نظر آتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مسیحا کے بے مثل اعجاز کی مماثلت کا دعویٰ بھی تو مرزا قادیانی کا ہی رہین منت ہے اور ممکن ہے کہ قادیانی اعجاز نے جدت طرازی میں کوئی مسیحائی سرمہ ایسا بھی ایجاد فرمایا ہو جو امت کی چندھیائی ہوئی آنکھوں میں ٹپکانے سے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی مابین ریل گاڑی یا خر دجال کا نظارہ غریب امت کو دکھلا دیتا ہو اور یہ کچھ تعجب بھی نہیں۔ کیونکہ مسیح ابن مریم بھی تو مادر زاد اندھوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے اور مثیل مسیح کا اگر یہ اعجاز بھی نہ ہو تو مماثلت کیا خاک ٹھہر سکتی ہے۔ اسی پیش گوئی کے ضمن میں تائیدی طور پر مرزا قادیانی ایک دوسری جگہ اور وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں۔

مسیح موعود کی شناخت کا ایک چمکتا ہوا نشان

اپنی مایہ ناز کتاب (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸) پر فرماتے ہیں کہ:

”آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہوگئے اور پیش گوئی آیت کریمہ واذ العشار عطلت! پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ولیترکن القلاص فلایسعیٰ علیھا! نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے ایڈیٹران اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اسی پیش گوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ جو مسیح موعود کے وقت کا نشان ہے۔“

شعراء کے متعلق مبالغہ آرائی مشہور تھی۔ مگر اب پنجابی نبوت میں بھی منتقل ہوئی۔ مگر شعراء کے کلام میں تشبیہات کے طور پر افسانہ گوئی کو قابل قدر سمجھا گیا تھا۔ مگر پنجابی نبوت نے اس کی بھی نفی کر دی ذیل میں شعراء کی افسانہ گوئی اور تشبیہات کا ایک نمونہ ملاحظہ کریں۔

نہیں آہو یہ ہے مجنوں اے لیلیٰ
پہن کر پوستیں نکلا ہے گھر سے

جسے تو سینگ سمجھے ہے یہ ہیں خار
چھبے تھے پاؤں میں نکلے ہیں سر سے

گو ان اشعار میں از حد مبالغہ ہے۔ مگر چونکہ قیس صحرا نورد تھا اور دشت و جبل میں لیلیٰ کی چاہت میں مدتوں بھٹکتا رہا اور مجنوں ہو گیا۔ اس لحاظ سے استعارۃً اس کی مبالغہ آمیز تعریف کی گئی۔ مگر مرزا قادیانی کی شہادت میں زمین و آسمان کا شاہد ہونا ہماری سمجھ میں آج تک نہیں آیا۔

زمینی نشان تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا رائج ہونا ہے اور یہ نشان مسلمانوں کے لئے مختص تھا اور چونکہ آپ سب قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور مکہ مدینہ میں بہت سے لوگ نہیں جاتے۔ اس لئے دوسری اقوام کے لئے اونٹوں کا بے کار ہونا بطور نشان تھا۔ مگر افسوس کیا ہوا نہ تو آج تک ریل بن سکی اور نہ ہی دنیا سے اونٹ بے کار ہوئے۔

ہم قارئین کرام کی خدمت میں مرزائی الہام بافی اور پیش گوئی کی حقیقت واضح طور پر پیش کرتے ہیں مرزا قادیانی کی دوربین نگاہ نے کسی معتبر ذریعہ سے بھانپ لیا کہ خلیفۃ المسلمین سلطان ٹرکی جلد سے جلد ایک ایسی کمیٹی بنانے والے ہیں۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کو جلد رائج کرے۔ بس یہ یقین مراتب کے معیار پر پہنچا ہی تھا کہ فوراً الہامی مشین کو حرکت ہوئی اور پیش گوئی بنا ڈالی گئی۔ سلطان عبدالحمید خاں کی وہ کمیٹی جو ریل کی تیاری کے لے بنائی گئی تھی کامیاب بھی ہو جاتی۔ تب بھی اونٹ بے کار نہ ہو سکتے تھے۔ اس کے ثبوت ہزاروں ملکوں میں جہاں ریل بھی بن چکی ہے موجود ہیں۔ اہل علم و صاحب بصیرت جانتے ہیں کہ اسی ہندوستان میں جہاں چپہ چپہ اور قریہ قریہ میں ریل مدت ہوئی رائج ہو چکی ہے۔ اونٹ بے کار نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ ویسے کے ویسے ہی چل رہے ہیں۔ ہندوستان کی سرحدوں کو ہی دیکھ لو کہ اونٹ کی کیا قدر و منزلت ہے۔ وہ بے کار ہیں یا با کار ہیں۔ اسی طرح سے صفحہ دہر میں کوئی ایسی بستی نہیں جہاں اونٹ بے کار چھوڑ دیئے گئے ہوں ہاں کلام مجید کی آیت کریمہ کا مطلب شاید آپ نبی ہونے کی وجہ سے نہ سمجھ سکے ہوں تو وہ آیت کریمہ اور حدیث نبویہ اونٹوں کی بیکاری قیامت کے قرب میں بیان کرتی ہیں اور انشاء اللہ العزیز ایسا ہو کر رہے گا۔

امت مرزائیہ کے ان نونہالوں سے گذارش ہے جو صاحب فراست ہیں اور اندھا دھند تقلید کرنا معیوب خیال کرتے ہیں وہ خدارا بتانے کی زحمت گوارا کریں کہ یہ ریل جو مسیح موعود کی صداقت کا ایک بین نشان تھا۔ اب تک صفحہ شہود پر کیوں نہیں آئی اور وہ کون سا ملک ہے جہاں

اونٹ بے کار کردیئے گئے اور اگر وہ بتلانے سے قاصر ہوں تو مسیح موعود کے نازل ہونے کا انتظار کریں۔ یہ وہ مسیح موعود نہیں جسے وہ سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے وقت پر انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ مسیح الدجال کی دھوکہ دہی سے بچئے اور اپنے ایمانوں کی حفاظت فرمان مصطفوی کے زیر سایہ کیجئے ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ ہونا پڑے گا۔

مسیلمہ ثانی کا قرآن اور درود بھیجنے کا جواز

(سراج منیر ص ۵۹، خزائن ج ۱۲ ص ۶۱) پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

''اصحاب الصفه وما ادراك ما اصحاب الصفه ۰ ترىٰ اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك ربنا اتنا سمعنا منا دياً ينادى للايمان ۰ وداعياً الى الله وسراجاً منيرا'' ''حجرہ کے ہم نشیں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں حجرہ کے ہم نشیں تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ تجھ پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ لکھ لو۔''

اسی بحر پر مسیلمہ کذاب نے فرقان حمید کی کاپی کرتے ہوئے ایک گھریلو سورۃ تیار کی تھی جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

''الفيل ما الفيل وما ادرٰك ما الفيل ۰ ذنبه قصير وخرطومه طويل'' اور اب اسی بحر پر ضمیمہ نبوت قادیانی نے بھی کاپی کرتے ہوئے ایک سورۃ پیش کی۔ مگر اس میں مرزا نے ایک جدت بھی کی اور ایک ہی نشانے سے دو شکار کئے۔

یعنی اپنی ذات گرامی پر سلسلہ درود بھی جاری کرنے کا حکم قادیانی بھیڑوں کو دے دیا۔ اب دیکھیں کون کون اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔

اک خضر راہ نے رستہ الٹا بنادیا ہے
رستے پہ دیکھیں چلتے اب کتنے کارواں ہیں

آقائے نامدار محمد مصطفی ﷺ کے خطابات رحمانیہ پر دن دہاڑے ڈاکہ ڈال کر سب اپنے آپ پر چسپاں کر لئے گئے ہیں۔ مگر گدھے کو لعل وجواہر کا ہار کب زیب دیتا ہے۔ لکھ لو!

پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت
زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

مرزا قادیانی کا ایک زریں قول

(نزول المسیح ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰) پر فرماتے ہیں کہ: ”دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔“

آسمانی نشان

(حقیقت الوحی ص ۱۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲) پر مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”دار قطنی میں امام محمد باقر صاحب فرماتے ہیں۔“ ان للمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموٰت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی نصف منه “ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے زمین آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور ماموراور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اس کی اوّل رات ہوگا۔ یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اس کے دونوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ پس یہ نشان صداقت ہے جو میرے زمانہ میں ہے۔ جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گزرا ہے۔ اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا۔“

میرے محبوب کے دو ہی نشان ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

مرزا قادیانی اپنی عادت کی وجہ سے مجبور ہیں اور بات بات پر دھوکہ دینا فرض سمجھتے ہیں اور حرف حرف پر دجل دینا ثواب خیال فرماتے ہیں۔ نقطہ نقطہ پر فریب دینا اور تحریف کرنا سنت مخصوصہ میں جائز سمجھتے ہیں اور اس پر ماشاء اللہ مدعی نبوت ہیں اور دنیا کو شاید کور چشم خیال کرتے ہیں اور روز روشن میں دجل دینا اور چشم بینا کو اندھا سمجھنا شاید یہ اعجازی نشان آپ کا ہی مرہون منت ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ چشم بددور آپ امین الملک جے سنگھ بہادر بھی ہیں۔ ناظرین تحریف حدیث ملاحظہ فرمادیں۔ ان الفاظ کو آپ نے بالکل نظر انداز ہی کر دیا۔ حالانکہ یہ تاکیدی الفاظ دوبارہ تھے۔

”ولم تكون منذخلق السموت والارض “جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ جب سے خدا نے آسمان وزمین پیدا کئے۔

(کتاب الاشاعۃ الاشراط الساعۃ، مطبوعہ مصر ص ۱۷۵)

اب یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اس چھوٹی سی عبارت میں کس قدر باتیں اپنے پاس سے

زائد ڈال دیں۔ حالانکہ عربی الفاظ میں اس کا ذکر تک نہیں ملاحظہ کریں۔

۱...... یہ دونشان کسی اور امور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔

۲...... مہدی معہود کے زمانے میں۔

۳...... بیچ کے دن۔

۴...... یعنی تیرھویں تاریخ کو۔

اب مندرجہ بالا امام محمد باقر صاحب کے قول کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرماویں۔ ''ہمارے مہدی کے واسطے دونشان ہیں جو کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یعنی قمر کو اوّل رمضان کی گرہن لگے گا اور سورج کو نصف رمضان میں لگے گا اور جب سے خدا نے زمین وآسمان پیدا کئے ایسا کبھی نہیں ہوا۔''

مرزا قادیانی کا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی مطلب براری کو مدنظر رکھتے ہوئے مستند حدیث اور اقوال صحیحہ کو نظر انداز کر دیا کرتے ہیں اور اپنے مفید مطلب کے لئے ایک ضعیف سے ضعیف بلکہ وضعی حدیث جس کے راوی اجماع امت کے نزدیک کذاب ہوں لے کر روز روشن میں دجل دینے کے لئے ڈنکے کی چوٹ نقل کر دیا کرتے ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ معیار صداقت سے گرے ہوئے قول کو تحریف کی مشین میں قطع وبرید کر کے اس کے تراجم میں بہت سی مفید مطلب باتیں ملا دیا کرتے ہیں اور اس فعل قبیح کو شاید آپ گناہ وعیب میں شمار نہیں کرتے اور کیوں کریں جب کہ آپ کا یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام الناس میں اوّل تو علمی فقدان ہے اور پھر کسی کو ایسی کیا پڑی ہے جو گڑے مردے اکھاڑے اور جھوٹے کے گھر تک پہنچے اور شاید آپ کے زاویہ نگاہ میں دنیا شپرہ چشم آپ کو دکھلائی دیتی ہے۔ مگر افسوس اپنی کور باطنی اور حیلہ سازی کی کرشمہ سازیاں ہم چوں ماڈ نگرے نیست ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

اب یہ قول امام محمد باقر صاحب کا جو لیا گیا ہے اس کے دونوں راوی عمرو جابر کذاب ہیں۔ اس لئے یہ قول محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کی مطلب پرستی ان باتوں کو کب دیکھتی ہے اور طرفہ یہ کہ مضمون حدیث خلاف قانون قدرت ہے۔ یعنی وہ امر جو ابتدائے آفرینش سے نہیں ہوا وہ مہدی کے زمانہ میں ہوگا اور یہ قاعدہ مرزا قادیانی کے اپنے مذہب کے نزدیک بھی خلاف ہے۔ کیونکہ وہ محال عقلی اور خلاف قانون قدرت کے جال میں پھنسے ہوئے تھے اور یہ ہی دلائل تو ان کو حضرت مسیح کے آسمان پر جانے سے مانع تھے۔ کیونکہ وہ مولا کریم کو محالات عقلی پر قادر نہ سمجھتے تھے۔

اور جھوٹ تو گویا مرزا قادیانی کی گھٹی میں تھا۔ اسی قول کو آپ نے (اربعین نمبر۳ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۵) پر حدیث نبوی لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا اور خدا کا خوف محرف کلام میں نہ آیا۔ حالانکہ یہ قول حدیث کی کتاب صحاح ستہ میں نہیں بلکہ فرمان رسالت اس کے خلاف ہے۔ جب کہ آنحضرت ﷺ نے صاف صاف فرمادیا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کسی کے غم وخوشی کے نشان نہیں۔ یعنی کسی کی موت وحیات سے تعلق نہیں رکھتے۔ صرف اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کے دونشان ہیں۔ جب یہ قول اس حدیث کے متعارض ہے تو مردود ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی مدعی نبوت تھے اور نبی کی نیت ہمیشہ بخیر ہوا کرتی ہے وہ مغالطہ دہی کو نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے ایسے مذموم فعل کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ تو اصلاح عامہ کی بہبودی کے لئے ایسی باتوں کا شدت سے قلع وقمع کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمان رسالت اہل بصیرت کے لئے آج بھی زبان قال سے پکار پکار کر درس عبرت دے رہا ہے۔

’’عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل سمع (رواہ مسلم ج ۱ ص ۸)‘‘ ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات سنے وہی نقل کردے۔﴾

پنجابی نبی کی ایک بڑ

لہ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

اس (تاجدار مدینہ) کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

ہمارے خیال میں مراقی نبی کے اوسان خطا ہیں۔ اس لئے اس کا جواب لعنت اللہ علی الکاذبین ہے اور یہ تیسرا خسف ہے جو سیاہ ہوا۔

مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ پہلے کبھی رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن نہیں ہوا۔ غلط ہے حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسے گرہن بیسیوں دفعہ ہوئے۔

مدعیان کذابوں کے زمانوں میں برابر رمضان میں حسب معمول ۱۳، ۲۸ کو شمس وقمر کو گہن لگا پھر اس میں اچنبہ وسراسمگی کیسی؟ اور یہ اصول تو مرزا قادیانی کے اپنے ہی خلاف ہے۔ یعنی جو قول آپ نے اپنی صداقت میں پیش کیا وہی بطالت پہ شاہد ہوا۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

امام محمد باقر صاحب کا قول تو یہ تھا کہ رمضان شریف کی پہلی اور چودھویں تاریخ کو گرہن لگے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت سابقہ کذابوں کے مطابق ۱۳اور ۲۹ کو ہوا۔ پھر اگر یہ آپ کی صداقت پر دال ہے تو پہلے کذاب بھی صادق ماننے پڑیں گے۔ یہ دوسرا آسمانی نشان بھی آپ کی بطالت پر آپ شاہد ہے۔

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی

ضمیمہ نبوت کے مخلص چیلو۔ کیا تم میں کوئی صاحب عقل ایسا بھی ہے۔ جس کی عقل سلیم ابھی جواب نہ دے چکی ہو۔ خدارا غور کرو اور سوچو یہ نبوت کے کس قدر منافی ہے کہ مدعی نبوت اور جھوٹ کا علمبردار مجددیت کا ڈھونگ اور تحریف وخیانت کا ارتکاب۔

عقبیٰ تو کہاں واں نہیں دنیا کا بھی کچھ ٹھیک
اس کافر بے فیض سے دل تو بھی لگا دیکھ

یہ تو نبی کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ اس پاک خطاب رحمانیہ کی تذلیل ہے۔ ڈرو اس قادر مطلق سے جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر باب نبوت کو مسدود کر دیا اور کافۃ للناس ورحمۃ اللعالمین کر کے بھیجا اور نبی کریم نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی سے فرمائی اور یاد کرو متنبی قادیان کا وہ قول کہ جس میں صداقت چھپائے سے بھی نہ چھپ سکی اور بے اختیار مشیت ایزدی نے یہ الفاظ بطور شہادت نکلوا دیئے۔

''مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔''

(فیصلہ آسمانی ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

قادیانی مرزائی گزٹ کا سرکلر

''انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا) کے خادموں میں پیدا ہوں گے۔''

(الفضل ج ۱۵ نمبر ۹۶، ۹۷ ص ۱۵، ۱۲؍جون ۱۹۲۸ء)

مقام غور ہے کہ امکان نبوت محال ہی نہیں غیر ممکن ہے اور مدعی کانوں پر ہاتھ دھرتا ہوا نبوت کے نام سے سہا جاتا ہے اور خدائے واحد کی دوہائی دیتا ہوا کہتا ہے کہ اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور حضور رحمت عالم سرکار مدینہ ﷺ کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو۔

مگر حسن عقیدت کے غلام ہیں کہ بینہ و آندمی کی طرح کچھ نہیں سنتے اور دیکھتے ہوئے کچھ دکھلائی نہیں دیتا۔ قلب ایسے مسخ ہوئے ہیں کہ ان میں احساس کا نام نہیں اور دماغ ایسے مختل ہیں کہ عقل کا مادہ ان سے گویا سلب ہو چکا۔ ایسی حالت میں سوائے انا للہ کے اور کیا کہا جاوے اور جب سے مرزا قادیانی آنجہانی نے نبوت کا پھاٹک کھولا ہے اور مجددیت کی سر الاپی ہے۔ شیدایان مرزا آپے سے ایسے باہر ہوئے ہیں کہ کپڑوں میں پھولے نہیں سماتے اور آئے دن مسیحی بھیڑوں سے کوئی نہ کوئی چاہتی بھیڑ نبوت کے راگ الاپتی ہوئی میں میں کی مؤثر و دلکش آواز میں بلبلاتی نظر آتی ہے اور اس کا باعث مرزا آنجہانی کے بعد حکیم نوردین صاحب ہیں۔ جنہیں خلیفہ اوّل بھی کہا جاتا ہے۔ مگر افسوس میاں بشیر الدین صاحب خلف مرزا آنجہانی نے تو حد ہی کر دی۔ جب سے ان کا سر کلرامت کی نظروں سے گزرا ہے ہر ایک مرزائی کے پیٹ میں نبوت کے چوہے دوڑ رہے ہیں اور الہامات ہیں کہ سونے نہیں دیتے۔ آئے دن غسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ طہارت ایک اچھی چیز ہے۔

قادیان کے نبی

قادیانی نبوت یا پنجابی بہروپ کی کھڑکی کھلنے کی وجہ سے امت مرزائی کی رشد و ہدایت کے لئے ۱۹۰۸ء سے لے کر یعنی روز وفات مرزا آنجہانی اس وقت تک مبلغ دس پیغمبر دھما چوکڑی مچا رہے ہیں اور نبوت کے پاک نام کی پھبتیاں اڑا رہے ہیں اور اس تمام تذلیل و تحقیر کی ذمہ داری حضرت پہلوان قادیانی کی برکت سے ہے۔ کیونکہ یہ سبھی مرزا کی امت سے ہیں۔ ذیل میں قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ان کے نام پیش کئے جاتے ہیں اور ایک دو کا مختصر تعارف بھی کرایا جاتا ہے۔

۱...... مولوی عبداللہ تیماپوری ریاست دکن حیدر آباد۔

۲...... میر عابد شاہ صاحب۔

۳...... یار محمد وکیل نور پور۔

۴...... عبداللطیف گناچوری ضلع جالندھر۔

۵...... نبی بخش پنشنر سارجنٹ۔

۶...... حکیم ظہیر الدین اروپی۔

۷...... احمد نور کابلی مقیم قادیاں۔

۸...... مولوی فضل محمد ساکن چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی۔

۹...... شیخ غلام محمد لاہوری۔

۱۰...... فضل شاہ۔

مولوی عبداللطیف گناچوری: نئے نبوت کا اظہار باقاعدہ کتاب کی شکل میں کیا ہے اور نبوت کی ساکھ مرزا قادیانی کے نقش قدم پر پوری پوری جمائی ہے۔ کچھ کامیابی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ دیکھئے غریب کی طرف امت مرزائیہ کے نیک نہاد افراد کب توجہ کرتے ہیں۔

مولوی عبداللہ تیماپوری: ان حضرت نے تو ایک جماعت بھی پیدا کر لی ہے اور چشم بددور آپ باقاعدہ ان کے پیشوا مانے جاتے ہیں۔ ہمارے ضلع کے ایک مولوی صاحب ان کی ملاقات کے لئے جب گئے تو ان سے کہا حضرت نبی تو گھر کی چار دیواری میں نہیں بیٹھا کرتا۔ بلکہ باہر گاؤں میں تبلیغ کیا کرتے ہیں تو جھٹ الہامی مشین میں حرکت ہوئی اور ایک آدھا تیتر آدھا بٹیر الہام اس خوبی و عمدگی سے بن ڈالا جو ضیافت طبع کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

یا ایھا النبی! تیماپور میں رہیو: یعنی اے نبی تمہیں بس یہی حکم ہے کہ تیماپور میں ہی جلوہ افروز رہو۔

احمد نور کابلی: مقیم قادیانی کو میں نے تبلیغ کانفرنس قادیان میں بذات خود دیکھا۔ سبحان اللہ کس شان کا نبی ہے۔ کیا بتاؤں کہ وہ انسانی لباس میں بھیڑیا یا انسانی ڈھانچے میں ایک کریہہ المنظر ایسا شیطان تھا۔ جس سے انسانیت پناہ مانگتی تھی۔ یوں تو وہ قرآن کھولے بیٹھا تھا اور آیات ربانی ایک کاغذ پر نقل کر رہا تھا۔ مگر ایسی شکل وشباہت شاید مرزائی مرسلین کے لئے لازمی ہوگی۔

بدشکل ناک گری ہوئی اب شاید ربڑ کی استعمال کرتا ہے۔ منہ پر برص کے داغ ناک میں بولتا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں تو کہنے لگا میں نبی اللہ ہوں۔ آسمان پر گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے مل آیا ہوں تم مانو نہ مانو میں نبی ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے۔ میری غیرت نے تقاضہ نہ کیا کہ نبوت کے پاک نام کی اور توہین سنوں ایک سرد آہ لی لاحول پڑھتا ہوا پنڈال کو روانہ ہوا راستہ بھر مجھے اس کی حماقت پر افسوس آتا رہا۔

مولوی فضل احمد صاحب ساکن چنگا بنگیال: کو مولانا ابوالوفا ثناء اللہ زادہ عمرہ کی حیات اور مرزا آنجہانی کی وفات اور چھوٹے سچے کی قید کی ایسی فکر لاحق ہوئی کہ آپ کو خیالی نبی بنائی گئی۔ ساون کے اندھے کو ہریاول ہی سوجھتی ہے۔ اب جو بھی آپ سرکلر دیتے ہیں عجیب ہی مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کے دامن نبوت کا وہ بدنما دھبہ جو آخری فیصلہ کے نام

سے مشہور ہے اور جس کے لئے غریب امت آج تک ناکام تاویلیں سوچا کرتی ہے۔ ایک ایسی مدلل تاویل امت مرزائیہ کے لئے پیش کرتا ہے جو یقیناً ایمان لانے والوں کے لئے ایک ایسا حربہ ثابت ہوگی کہ ثناء اللہ اور مرزا کا آخری فیصلہ جو دعاء مرزا نے خدا سے کی تھی کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر مرزا کی حیات اور ثناء اللہ کی وفات ثابت کر دیتی ہے غور سے سنیں۔

''ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث کے آخری فیصلہ میں مرنے اور مسیح قادیانی کے تین سو نو سال تک زندہ رہنے کا سوال۔ خدا کے مامور رسول آسمان و زمین پر باتیں کرتے اور جلی نبوت کے زمانہ میں وہ تین سو نو سال تک برزخ میں سنت اللہ کے موافق اصلاح عالم باطن وظاہر کے لئے زندہ رہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نمبر وار باتیں پڑھ کر عبرت پکڑو۔''

''مردے بولا نہیں کرتے۔ دیکھو مسیح مجھے بول کر تعلیم فرما رہے ہیں۔ میں وہی مسیح ہوں جس کے بارے میں الہامات مسیح ہیں۔ یدنیٰ منك الفصل و دنیٰ منیك الفضل! آیا ہے۔ مسیح کے وجود کے دو حصے ہیں۔ فضل اور احمد، احمد بطون عالم میں، فضل ظاہر میں موجود۔ واللہ یہ واقعہ راست ہے مسیح زندہ ہے مسیح نہیں مرا۔ ثناء اللہ مر گیا۔ واللہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام سنت اللہ کے موافق دنیا میں زندہ موجود ہیں۔ (دریں چہ شک) بموجب حدیث نبوی جو مشکوٰۃ میں عمر آدم اور داؤد کا واقعہ لکھا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے مورخہ ۱۸؍مئی ۱۹۰۸ء کو ۲۱ سال عمر قرض لی تھی اور خدا تعالیٰ سے مزید ۲۵ سال عمر حاصل کر کے مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۳۱ء کو آسمان پر جا کر ۲۵ سال عمر دے کر آسمان سے زمین پر امداد کے لئے لے آیا ہوں۔ اب وہ ۲۵ سال ماہ کاتک تک زمین پر اتمام حجت کے لئے ہم جیسے لوگوں کے ذریعے باتیں کرتے رہیں گے۔ مورخہ ۲۲؍نومبر ۱۹۳۲ء کو مسیح قادیان نے فرمایا میں دنیا میں ہوں۔ مگر دنیا مجھے نہیں دیکھتی۔ میں اس خدا کے ہاتھ میں ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اوانجانو (مرزائیو! بولو بھی دیکھو وہ تمہیں بلا رہا ہے۔ خالد) دیکھو جس کو تم مردہ کہتے ہو وہ کلام کر رہا ہے۔''

(ٹریکٹ یکم فروری ۱۹۳۳ء ص۴)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

ہاں امت مرزائیہ کو مبارک ہو انہیں فوراً لبیک کہنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی اور صاحب اپنی جدت سے مرزا قادیانی کے آسمان پر واپسی کے موقعہ پر پھر جا کر اور عمر دے کر واپس لے آوے۔ تا کہ دیر تک وہ سلسلہ کی مدد فرماتے رہیں۔ یہاں تک کہ غریب امت کے

پاس ایک پھوٹی کوڑی نہ رہے اور اسی بہشتی مقبرہ کے ریوڑی کے ہیر پھیر میں قادیان دارالامان میں پہنچ جائے۔

شیخ غلام محمد صاحب لاہوری: جماعت میں سے ہیں اور وہ اپنے ملہم ہونے کی بنیاد مرزا قادیانی کے دعاوی پر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے لئے مرزا آنجہانی نے بشارت دی تھی کہ میرے عصبہ سے ایک لڑکا ہوگا جو مصلح ہوگا۔ قادیانی موسیو بشیر الدین کو مصلح قرار دیتے ہیں۔ مگر پادری محمد علی صاحب خاموش ہیں۔ شاید وہ سختی سے یہ مطالعہ کر رہے ہیں کہ دونوں میں کون ہے یا کہ ابھی تیسرے کی راہ دیکھیں۔ بہر حال شیخ موصوف بلا کے پیغمبر اور دھڑلے کے نبی ہیں اور وہ یہ بھی قید لگاتے ہیں کہ میرے ساتھ وہ گفتگو کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جس نے لیلۃ القدر کا مشاہدہ کیا ہو۔ قارئین کرام کے لئے ان کا اپنا بیان شائع کرتے ہیں جو امید ہے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

''میں آپ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام پہنچاتا ہوں۔ جس کا مجھے گذشتہ ماہ رمضان کی ستائیسویں رات بروز دوشنبہ مطابق ۲۳؍ جنوری ۱۹۳۳ء ڈیڑھ بجے سے لے کر چھ بجے تک نماز فجر سے پیشتر لیلۃ القدر میں حکم دیا گیا ہے اور میں اس کی بروقت اطلاع اسی وقت جماعت کے تین بزرگوں کو دے چکا ہوا ہوں۔ جن کو میری آنکھ نے اس قابل سمجھا کہ وہ امانت ودیانت کا حق ادا کر سکیں گے اور حسب ضرورت وقت آنے پر اس امر کی سچی گواہی دے سکیں گے۔ کیونکہ میری شناخت کئی لحاظ سے تین کو چار کرنے والا نشان رکھا ہوا ہے۔ میں نے گذشتہ سے گذشتہ سال مارچ ۱۹۳۱ء حضرت اقدس مرزا قادیانی کے ظاہری تین بیٹوں کو جمع کرنے کا حق ادا کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اگرچہ اب بھی میرے ذمے ہے کہ ان ہر سہ ظاہری بیٹوں کو بھی اکٹھا کر کے چھوڑوں۔ لیکن ایسا کرنے کے سامان اللہ تعالیٰ نے بدلا دئے ہیں اور ان کا علم بروقت انشاء اللہ کھولا جاوے گا۔ میں خدا تعالیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور جو شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے قسم کھا کر اپنے دلی ایمان پر یقین سے یہ عرض کرتا ہوں کہ پہلی بار بھی ۱۹۳۱ء میں ستائیسویں رات دوشنبہ کے دن اور اس کے چند ماہ بعد تک جو کچھ میں نے دیکھا لکھا اور کہا وہ سب لیلۃ القدر کا اثر تھا اور میرے اس بیان میں ذرہ بھی جھوٹ اور خطا ونسیان یاد ھوکہ یا شک وشبہ نہیں۔''

(اشتہار مطبوعہ ۱۷؍ فروری ۱۹۳۳ء)

گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

مرزا قادیانی نے بھی ہزاروں روپے انعامی کے اعلان نکالے جو عام فہم یا سادہ لوح

انسانوں کو محیر العقل بناتے گئے۔ مگر ان میں کچھ نہ کچھ ایسی رنگینی وجدت ہوا کرتی تھی کہ کیا مجال کوئی پھوٹی کوڑی کا بیسواں حصہ بھی لے سکے۔ اب شیخ غلام محمد صاحب بھی جنہوں نے مصلح موعود کا دعویٰ کیا ہے اسی چکر میں ایک چیلنج دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ اس کا تعلق امت مرزائیہ سے ہے۔ اس لئے اب مقابل کی چوٹ کا جواب وہی دیں گے۔ ہم تو صرف ہاتھ جوڑی کرانا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے حواریو مصلح موعود کی لن ترانی سنو اور اگر ہو سکے تو جواب بھی دے دو۔ مرزا قادیانی کو بھی ایک الہام ہوا تھا کہ: ''تمہیں لوگ دیوانہ ومجنوں بھی کہیں گے۔''

سو یہ حضرت بھی پیش قدمی کرتے ہوئے یہی بڑ ہانک رہے ہیں۔ گویا ان کے اس فعل پر فطرت سلیمہ رہنمائی کر رہی ہے فرماتے ہیں کہ:

''میں ہر اس شخص کو جو مجھے اس بیان میں نیک نیتی سے یا عمداً یا کسی دماغی عارضہ کی وجہ سے غلطی پر ہونا سمجھتا ہے۔ چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ تحریری فیصلہ کر کے اور مناسب وموزوں گواہوں کی شہادتیں قلمبند کر کے خانہ خدا میں داخل ہو کر میری غلطی پر ہونے یا جھوٹا ہونے کی قسم مؤکد عذاب کھائے جسے میں تجویز کروں گا اور ساتھ ہی یہ بھی قسم کھائے کہ اسے خود ساری عمر میں ایک یا ایک سے زیادہ مرتبہ لیلۃ القدر نصیب ہو چکی ہے۔ کیونکہ مجھ سے اس بارہ میں وہی شخص جھگڑنے یا بحث کرنے کا حق رکھتا ہے جس کی آنکھ اور دل اور روح اور ظاہر وباطن ہر چیز اس نظارہ کو خود دیکھ اور محسوس کر چکی ہوئی ہو اور وہ خود لیلۃ القدر کا عینی شاہد ہو۔ ورنہ اس کے بغیر اس بارہ میں مجھ سے جھگڑنے والا انسان غلطی کرتا ہے اور وہ قدم اٹھاتا ہے جو اس کی تباہی کا موجب ہوگا۔ خواہ کتنا ہی بڑے سے بڑا دنیا کے انسانوں میں ہو۔'' (اشتہار مذکور ۱۷ر فروری ۱۹۴۳ء)

اس قلیل مدت میں اس قدر ہادیان مرزائیت کا مبعوث ہونا اور جسے دیکھو زکام نبوت میں گرفتار پانا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قوم بنی اسرائیل سے کہیں زیادہ اجڈ اور جاہل واقع ہوئی ہے۔ خیال واثق ہے کہ ایسی سخت جان قوم کا حشر بنی اسرائیل سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جب نبوت کا سلسلہ فراخ دلی سے رائج کر دیا گیا اور نبوت کی نالیاں کثرت سے بہنے لگیں تو ان سے سیراب ہونا امت کا فرض اولین تھا۔ مگر افسوس امت مرزائیہ پھر بھٹک گئی اور ایسا بھٹکی کہ مرزا قادیانی کو نبوت کا خاتم سمجھی اور آپ کی ذات پر نبوت کو محدود کرتے ہوئے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جس کی تلافی غیر ممکن ہی نہیں محال ہے۔ کیونکہ جب یہ تسلیم کیا گیا کہ آمد نبوت باعث رحمت ہے اور وہ مردہ ادیان ہیں جن میں نبوت مسدود ہوئی اور اب جب کہ مبلغ دس عدد مراقی پنجابی پیغمبر میاتے پھرتے ہیں تو کلیہ کے مطابق انہیں

فوراً تسلیم کر لینا چاہئے تھا کیونکہ مامور من اللہ اور وہ بھی نبی کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور کبھی رٹ آئے دن امت مرزائیہ خیر الامت سے لگایا کرتی ہے اور کہا کرتی ہے کہ تم مرزا قادیانی کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے کافر ٹھہرے۔

عجیب بے تکی منطق اور بودا سوال ہے کہ امت محمدیہ بھلا کیوں کافر ٹھہری۔ جب کہ ان کا الحاق سرکار مدینہ سے ویسا ہی وابستہ ہے اور ان کی عقیدت میں شمہ بھر فرق نہیں آیا۔

اور اگر خدانخواستہ بفرض محال تمہارا الزامی سوال قبول بھی کر لیا جائے تو تمہارا تو بہت ہی برا حال اور مردہ خراب ہے اور تمہارے لئے مر جانا زندہ رہنے سے بہت بہتر ہے۔ اس لئے کہ تم نے ایک مسلمہ اصول کو مانتے ہوئے دو جرموں کا ارتکاب کیا۔ ایک تو نبی اللہ قادیانی کے حکم کی تکذیب کی جو جزو ایمان قرار دیا جا چکا تھا اور دوسرا مبلغ دس عدد قادیانی اصطلاحی پیغمبروں کی تکذیب و تکفیر کرنے کے باعث پورے ساڑھے دس دفعہ کافر بلکہ اکفر ٹھہرے۔ حالانکہ مرزا آنجہانی کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا نہ تیرہوں میں نہ تینوں میں طفیلی نبی اور بہروپیا رسول اور اس کی نبوت اور اس کے انکار و اقرار پر مدار نجات کا سوال اور وہ بھی سرور انبیاء کے تقابل میں ایک مضحکہ خیز بات اور بودا اصول اور نکما سوال ہے۔ ہمارا تو اس بات پر ایمان ہے کہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دور میں وہ تمام سابق انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور حکمت و بلاغت سے آ جائیں تو وہ سب بجز پیروی آنحضرت ﷺ کے اور کوئی راہ اختیار نہیں کر سکتے اور جو کوئی بھی کسی اور مرسل کی پیروی کرے گا وہ راہ راست سے کوسوں دور جا پڑا اور ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اس کی تائید فرمان رسالت میں ملاحظہ فرماویں۔

خصائص الکبریٰ ج۲ ص۱۳۲، باب اختصاص ﷺ بانہ خاتم النبیین

”عن عمر ابن الخطابؓ قال اتیت النبی ﷺ ومعی کتاب اصبته من بعض اهل الکتاب فقال والذی نفس محمد بیده لو ان موسیٰ کان حیاً الیوم ما وسعه الا ان یتبعنی“ ﴿عمر ابن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک کتاب جو اہل کتاب سے ملی تھی لے کر حاضر ہوا تو فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ اگر موسیٰ بھی زندہ ہو کر میرے زمانے میں آتے تو بجز میری اتباع کے اور انہیں کوئی راہ نہ ہوتی۔﴾

دوسری حدیث (سنن دارمی ج۱ ص۱۱۵، باب فی الحدیث عن الثقات)

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے

پاس توریت کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ خاموش رہے اور حضرت عمرؓ توریت پڑھنے لگے۔ سرکار مدینہ کا رخ انور کچھ متغیر ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا اے عمرؓ کیا تم آنحضرت ﷺ کے رخ اطہر کو نہیں دیکھتے تو حضرت عمرؓ نے قرآن ناطق کو دیکھا اور عرض کیا۔ میں خدا کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصے سے اور راضی ہوئے ہم ساتھ اللہ کے جو پالنے والا ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے جو نبی مکرم ہے اور اسلام کے ساتھ جو پسندیدہ دین ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہارے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہر ہو جائیں اور تم اس کی پیروی اختیار کر لو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ صراط مستقیم سے لوکان موسیٰ حیا وادرك نبوتی لا تبعنی! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو ضرور میری اتباع کرتے۔"

امت مرزائیہ اور خود مرزا آنجہانی بھی ایک حدیث عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دیا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

"لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی "اگر موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام زندہ ہوتے تو سوائے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کے انہیں کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

حالانکہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں یہ الفاظ قطعاً بیان نہیں ہوئے اور اگر کسی کتاب میں یہ الفاظ درج بھی ہیں تو مفسرین کے نزدیک ان کی کچھ بھی وقعت نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے احادیث کو عمداً نظر انداز کرتے ہوئے محض اپنی مطلب براری کے لئے یہ الفاظ لے لئے ہیں ورنہ صحاح ستہ میں تو یہ حدیث نہیں ملتی۔

اور حدیث صحیحہ کا معیار صداقت قرآن شریف سے تطبیق وتصدیق ہے۔ چنانچہ فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عہد میثاق

"واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه ۰ قال ء اقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری ۰ قالوا اقررنا ۰ قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین ۰ فمن تولیٰ بعد ذلك فاولئك هم الفسقون (آل عمران:۸۱،۸۲)" ﴿اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو اپنی کتاب اور عقل سلیم دیں اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے۔ اس کی تصدیق بھی کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی

مدد کرنا اور فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے۔ اس کو تسلیم کیا۔ پیغمبروں نے عرض کیا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں تو خدا نے فرمایا آج کے قول و اقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ تو بات کے اس قدر پکے ہوئے پیچھے جو کوئی قول سے منحرف ہو تو وہی نافرمان ہے۔ ﴾

یہ اقرار اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام کے وجود باوجود کی مٹی ہی گوندھی ہوئی تھی اور ابھی پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ یعنی عالم برزخ میں ارواح انبیاء سے اقرار لیا گیا۔ کیوں اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین کافۃ اللناس ساری دنیا کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں اور نقلی طریق سے بھی اس کی صدہا تائیدیں مل سکتی ہیں۔

مثلاً ایک گورنر جو اپنے زمانہ کو گذار کر دوبارہ انڈیا میں آتا ہے۔ یعنی ریٹائرڈ شدہ آفیسر تو چاہے وہ گورنر اور ڈپٹی کمشنر صرف چند روز پہلے اسی ہندوستان میں رہ چکا ہے اور صدہا احکام کی تعمیل کرا چکا ہے۔ مگر اپنے اوقات کے ختم ہونے پر اسے گورنر جدید کی اطاعت و فرمانبرداری کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ وہ اس بات کا اب مجاز نہیں کہ کوئی حکم بطور افسر اب تعمیل کرا سکے یا کوئی حکم موجودہ وقت میں منسوخ کر سکے۔ کیوں کہ اس کا زمانہ ختم ہو چکا یہ تو عام دنیاوی قانون ہے۔ جو بطور امثلہ کے بیان ہوا۔ ایسا ہی پٹینٹ دوائیاں جو ولایت سے آتی ہیں اور ان پر تاریخ لکھی ہوتی ہے کہ فلاں تاریخ تک استعمال کر سکتے ہیں اور مقررہ وقت کے بعد وہ ناقابل استعمال ہو کر زہر بن جاتی ہیں۔ وہ ہی ادویات جو صرف چند روز پیشتر آب حیات تھیں مدت میعاد گزرنے کے بعد پیام فنا بن گئیں۔ اختصاراً سلیم الطبع حضرات کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

اب جب کہ مرسلین من اللہ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں اور ان کی پیروی موجودہ دور میں مدار نجات نہیں اور یہ بھی قرآن شریف اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضور فخر دو عالم سرکار مدینہ ﷺ ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ کے مثالی طور پر بیان ہوئے اور باب نبوت تا قیام زمانہ منقطع ہوا اور جبرائیل علیہ السلام کا آنا بند ہوا تو ایسی حالت میں ایک طفیلی نبی اور بہروپیے رسول کی ضرورت کیا معنی و حقیقت رکھتی ہے۔ ہاں خادمیت کا سنہری چکمہ جو آئے دن دیا جاتا ہے اور مجددیت کا ڈھکوسلہ جو پیش کیا جاتا ہے غلط ہے۔ کیونکہ مجدد کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ ہی مجدد اپنے نام پر کوئی امت بناتے ہیں۔ مرزا قادیانی سے پیشتر بھی مجدد اپنے نام پر کوئی امت نہیں بناتے۔ مرزا قادیانی سے پیشتر بھی مجدد ہیں مگر وہ صاحب خدام دین کہلائے۔ کسی نے یوں الہام بافی نہ کی اور نہ ہی کارخانہ نبوت کھولا اور نہ ہی پیش گوئیوں کی مشین گن چلائی۔ کسی نے

اپنے نام پر کوئی امت پیدا نہ کی اور نہ ہی کوئی امتیازی نشان (منارہ) بنایا۔

مرزا قادیانی نے تو حد ہی کردی تمام انبیاء کے نام اپنے نام پر رکھے خدائی کے دعوے دار ہوئے۔ مسیح موعود بننے کا شوق اس قدر مراتب پر پہنچا کہ ساون کے اندھے کو ہریاول ہی نظر آیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی، فخر رسل کے معجزات سے منکر ہوئے۔ اپنی ذات کے منوانے پر انحصار اسلام رکھا۔ منکرین کو حرام کاری کی اولاد کا خطاب دیا اور نہ ماننے والوں کو سور اور لومڑ اور سانپ اور کتے کہا۔ اپنی بیویوں کو امہات المومنین کا خطاب دیا۔ اپنے خلفاء کو رسول اکرم سے تشبیہ دے کر نسبتاً ثانی الفاظ سے یاد کیا۔ اپنے زمانہ کو خیر القرون سے بہتر بتایا اور مریدان کو صحابی کا نام دیا۔ جنگ بدر کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے تین سو تیراں کی نسبت تیار کی اور قلت کی وجہ سے مرے ہوئے مریدوں کے نام بھی درج کئے اور بتدریج ترقی کی سب سے پہلے عاجز پھر خاکسار، پھر رئیس قادیان، پھر مبلغ پھر سلطان القلم پھر مناظر پھر حجۃ اللہ القادر پھر حکم پھر مثیل مسیح، پھر مسیح موعود پھر آدم، شیث، نوح، ابراہیم، موسیٰ، یعقوب، یوسف، عیسیٰ، محمد احمد۔ پھر ہندوؤں کی طرف توجہ منعطف کی رودر گوپال، جے سنگھ بہادر، آریوں کا بادشاہ، امین الملک، کرشن پھر ملائکہ کی طرف خیال آیا۔ تو اپنا نام میکائیل، صور، مظفر، منصور رکھ لیا۔ پھر ایک خدائی کا درجہ باقی رہ گیا تھا وہ بھی جالیا۔

میں نے مختصراً مرزا قادیانی کے مراتب اور نام گنے ہیں اگر تفصیل سے نام لکھوں تو شاید سو نام سے بھی زیادہ ہوں گے۔

غرضیکہ مرزا قادیانی کسی صورت میں بھی سوائے گلدستہ امراض کے اور کچھ نہ تھے اور ان تمام بیماریوں میں مراق بادشاہ تھا۔ جو آپ کے دل ودماغ پر حکمرانی کر رہا تھا۔

ہم نشین پوچھ نہ اس بزم کا افسانہ ناز
دیکھ کر آیا ہوں بندے کا خدا ہو جانا

جھوٹ نمبر ۸

(ریویو آف ریلیجنز ج ا نمبر ۹ ص ۳۳۹، ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء) میں فرماتے ہیں کہ:

’’اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی اور بدعقیدگی اور بداعمالی سے توبہ کر چکا ہے۔‘‘

مندرجہ بالا اقتباس کے قریباً تین سال بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی۔" (تجلیات الٰہیہ ص ۳ مرقومہ ۱۵ر مارچ ۱۹۰۶ء)

مندرجہ بالا سنہری جھوٹ اور کذب وافتراء کے بیان پر تبصرہ کرنے سے پیشتر میں یہ انسب سمجھتا ہوں کہ مرزا آنجہانی کی صحت خیر کا مختصراً تذکرہ کر دوں تا کہ معاملہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکے اور اس کے بعد اس جھوٹ کی گٹھری کو آسانی سے کھول کر منظر عام کر دوں۔ یہ اس لئے کہ میرے فاضل دوست مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع صدر راولپنڈی کا مکتوب گرامی یونہی ہدایت کرتا ہے۔

آنجناب کے وہ الفاظ جو میری توجہ کو اس طرف منعطف کرنے کا باعث ہوئے حسب ذیل ہیں ملاحظہ فرمادیں فرماتے ہیں۔

"جناب چونکہ خالد ہیں اور دوسری طرف مخاطب دعویٰ مماثلت کا قائل ہے۔ لہٰذا خالد کی طرف کفریہ عقائد کو نابود کرنا اور اپنے مخاطب کا منظر...... خالدین فیہا ابدا! عوام کو واضح کر کے بتانا اسم بامسمیٰ ہونے کے مطابق تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور ایک نیک کام آپ سے کروالیا۔ یفعل ما یشاء!" (۱۶ر ستمبر ۱۹۳۲ء، عبدالرحمٰن از راولپنڈی)

مرزا قادیانی کی بیماریاں

"میں ایک دائم المریض آدمی ہوں...... ہمیشہ سر درد، دوران سر، کمی خواب، تشنج دل کی بیماری دورے سے آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔" (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴، ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

اس بیان کی تصدیق میں یوں تائید ارشاد ہوتا ہے۔

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔" (اخبار البدر قادیان ۷ر جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

اور یوں تو مرزا قادیانی کی بیماریاں شمار نہیں ہو سکتیں اور ایک علیحدہ ضخیم باب چاہتی ہیں اور بعض ایسی بھی ہیں جنہیں تہذیب بے نقاب کرنے سے مانع ہے۔ اس لئے انہیں دو حوالوں پر

سردست اکتفا کرتا ہوا نفس مضمون کو پیش کرتا ہوں۔

مرزا قادیانی آنجہانی کوئی معمولی رسول نہیں بلکہ معجون مرکب انبیاء ہیں اور ان کے خدا کے ہاں ان کا بڑا سخت مرتبہ ہے۔ یقین جانئے کہ ساجھی گیر سے کچھ کم مراتب کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کے خدا یلاش قادیانی دربار میں ہدیہ

(ازالہ اوہام ص۱۹۶، ۱۹۷، خزائن ج۳ ص۱۹۵، ۱۹۶) پر فرماتے ہیں کہ:

''بشری لك یا احمدی انت مرادی ومعی غرست وکرامتك بیدی انت وجیه فی حضرتی اخترتك لنفسی شانك عجیب واجرك قریب الارض والسماء معك کما هو معی جری الله فی حلل الانبیاء لا تخف انك انت الاعلیٰ ینصرك الله فی مواطن ان یوحی لفضل عظیم کتب الله لا غلبن ورسلی الا ان حزب الله هم الغالبون '''' اے مرزا تجھے بشارت ہو تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ مرزا جی تمہارے ہاتھ میں کرامتیں ہیں تو میری سرکار میں چنا ہوا ہے۔ میں نے مرزا تجھے اپنی جان کے لئے چنا تیری شان اے مرزا عجیب ہے اور پھر نزدیک زمین وآسمان مرزا جی تمہارے ساتھ ہیں۔ جیسے کہ وہ میرے ساتھ مرزا تو میرا پہلوان ہے۔ نبیوں کے لباس میں اے مرزا مت خوف کر غلبہ تمہیں کو ہے۔ مرزا جی خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ مرزا جی میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ مرزا جی میں نے لکھ چھوڑا ہے میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ خبردار خدا کی فوج غالب رہتی ہے۔''

عجب ثم العجب! مرزا قادیانی کا خدا بھی عجیب خدا ہے جو مرزا پر ایسا لٹو ہوا کہ اپنی خدائی کو بھول گیا اور مرزا کی تعریف وتوصیف میں ایسا رطب اللسان ہوا کہ مرزا کو اپنی سرکار میں چن لیا اور وہ بھی اپنی جان کے لئے اور بشارت بھی دی تو کن الفاظ میں کہ مرزا تو میری مراد ہے اور تیری میری ساجھی گیری ہے اور وہ بھی زمین وآسمان میں اور اس میں بھی ایک اور فضیلت ظاہر کی کہ تمام معجزات تیرے ہاتھ میں ہیں اور ایک اور عطاء جتلائی کہ تیری شان عجیب ہے۔ کیونکہ تو نبیوں کا پہلوان ہے اور تیرے وجود میں تمام نبی چھپے بیٹھے ہیں۔

الٰہی پناہ! مرزا ہے یا نبیوں کا پٹارہ عجب مضحکہ خیزی ہے۔ مرزا قادیانی کا وجود ہے یا نبیوں کا آماجگاہ۔ عجب بے تکی بات ہے کہ مرزا کی تھیلے میں کچھ کمی ہی نہیں۔ جو چاہو سو حاضر جو مانگو وہ موجود نہ میاں عاجز وخاکسار پیپرمنٹ کی کمی ہے اور نہ جے سنگھ وردر گوپال کا کال۔ آریوں

کا بادشاہ حاضر کرشن مہاراج موجود، حجۃ اللہ القادر اور رئیس قادیان کے لقب، سلطان القلم، احمد مختار، مظفر و منصور کے خطاب، میکائیل و ٹیچی کے القاب اور نام تو اس قدر ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتے۔ بھلا وہ کون سے ولی کا نام ہے جو آپ نے اپنے لئے تفویض نہیں کیا۔ زندہ علی آپ ہیں۔ امام حسن جناب ہیں۔ شیخ عبدالقادرؒ پر آپ نے ہاتھ صاف کیا مرسلین من اللہ کے اسمائے گرامی کی آپ نے تذلیل کی آدم آپ بنے شیث کا چولا آپ نے پہنا، نوح و ابراہیم کی رٹ آپ نے لگائی۔ یعقوب و یوسف کی سر آپ نے الاپی، موسیٰ و عیسیٰ کا ترانہ آپ نے گایا۔ محمد و احمد پہ سینہ زوری آپ نے کی۔ بھلا باقی کیا رہا ایک ذات کردگار اس کے لئے بھی بے مزہ لذت آپ نے حاصل کی۔

اس یونی چکر کے کاٹتے ہوئے شریعت محمدیہ پر ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا اور بروز کی رٹ لگاتے ہوئے پیغمبر آخر الزمان بن بیٹھے اور اعلان کر دیا گیا کہ میری ذریت اور امت سے آئندہ نبوت کی نالیاں قیامت تک جاری رہیں گی۔ بہت خوب!

قارئین کرام! ان ہرسہ مضامین کو ذہن نشین رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کا صحیح فوٹو حسب ذیل ملاحظہ فرمادیں۔

ایک دائم المریض ضعیف انسان جو بڑھاپے کی منزلیں چراغ سحر کی طرح گذر رہا ہو یا یوں سمجھئے کہ یک انار و صد بیمار کی طرح گلدستہ امراض ہو اور جو جولان گاہ امراض کی رد و قد سے دوچار ہو اور مرقع مجموعہ امراض پر ایک نہیں بیسیوں بیماریاں عاشق زار ہوں۔ مثلاً دردسر مونس و غمگسار ہو۔ دوران سر رفیق زندگی کا آزار ہو۔ کم خوابی کواکب شمار ہو۔ بے چینی کروٹ کروٹ پر یار غار ہو۔ طبیعت مضمحل و بے قرار ہو۔ ذیابیطس سو سو دفعہ بیت الخلاء کا طواف کرائے۔ نامردی کستوری اور کچلوں کے چکر کٹوائے اور لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی فرار ہو جائے اور دل کسی شوخ سیمتن کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو اور بڑھاپے میں طبیعت میدان عشق میں اتر آئی ہو اور محبوب کے لئے جان جاتی ہو اور بوقت نزع بھی خیال جاناں نہ چھوٹے اور فرشتے بستر عیش کے الہام لانے میں بخل نہ کریں۔

مگر واہ ری شومئی قسمت حالات ایسے ناگفتہ بہ ہوں کہ گھر بار لٹانے پر انتہائی چاپلوس ہونے پر، الہاموں کی گرمی اور موت کی دھمکی دیئے جانے پر، ہزاروں کی زمین کے لالچ پر اور منت و خوشامد کے خطوط کے لکھنے پر بیوی بہو کی طلاق اور جوان بیٹوں کو عاق کرنے پر۔ فریسندوں اور قاصدوں کے چکر کاٹنے پر محبوب کا آنچل بھی دیکھنا نصیب نہ ہو۔ بلکہ محنت شاقہ اور وہ بھی پوری بیس سالہ محنت پر ناکامی و نامرادی ہی پاؤں چومے بھری امیدیں اجڑیں

اور ولولے اٹھنے سے پہلے مایوسی کی گود میں کھیلیں۔ مگر عشق کا مہیب دیو خواہشات کے تلاطم کو موجزن کرتا ہوا دل پر صدہا کچوکے لگائے اور فعل ناروا پر مجبور کرتا ہوا انتہائی ضلالت کے وعید بے اختیار منہ سے نکلوائے۔ قلبی کیفیت کی اضطرابی سیماب سے زیادہ بے قرار ہو اور ان حالات کی روشنی میں جب کہ نیند کلیہ کے مطابق پھانسی پہ بھی آنے سے نہ شرمائے۔ مگر بیمار عشق پر ترس نہ کھائے بلکہ بقول شخصیکہ۔

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار میں
چھوڑ کر بے چین مجھ کو آپ سو جاتی ہے نیند

ہاں بخت رسا سے جب کبھی طالع بیدار ہو اور قسمت یاوری کرے اور نسیم صبح مہربان ہو جائے اور تخیل پرواز کرتے کرتے تھک جائیں اور حساسات چور ہو کر مرحوم کا لباس پہنیں تو طرفتہ العین کے لئے پلک سے پلک لگ جانے میں چنداں مضائقہ نہیں۔ مگر آہ شومئ قسمت سوتے میں بھی چین کی نیند اور آرام کا وقت گزارنے نہیں دیتی۔ بلکہ خواب میں بھی قلبی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ مراق کی وجہ سے ایسے ہولناک توہم خیالی لباس میں یا شیطانی پیکر میں نظر آتے ہیں۔ جن سے دل بیٹھا اور گھٹا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھیانک اور متوحش منظر پیش ہوتے ہیں جن سے رواں رواں کانپ اٹھتا ہے اور زبان بے ساختہ اس شعر کو دہراتی ہے۔

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجئے
دوست سمجھے تھے جسے جان کا دشمن نکلا

ایسی گری ہوئی صحت اور بدتر حالت میں مرزا قادیانی کا بیعت لینا عجب مضحکہ خیز ہے اور وہ بھی اس بہتات سے بعید از قیاس وہم ہے۔ جب کہ ان کی صحت کا یہ عالم ہو لحہ لحہ پر خطرناک بیماریاں اور عوارض قدم بوسی کریں۔

اچھی مسیحائی ہے کہ نہند نام زنگی کافور ہو رہا ہے۔ کبھی مسیح دم سے مردے زندہ ہوا کرتے تھے۔ بیمار شفا پایا کرتے تھے اور عوارض کافور ہوتے تھے۔ مگر اب غریب مسیح کی اپنی جان دوبھر ہو رہی ہے اور صدہا بیماریوں کے نرغے میں پھنسی ہوئی ہے۔ شان بے نیازی ہے۔ کبھی مسیح کا نام بیماروں کا تریاق سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس بدبخت دور میں مسیح کے نام پر بیماریاں مرتی ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی حملہ نیا ہی ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا وجود گویا ایک مسافر خانہ امراض ہے جہاں کوئی نہ کوئی کارواں اترا ہی رہتا ہے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کیا تھے۔ امراض مرکب کا گلدستہ تھے یا مجموعی عوارضات کی معجون۔ سبحان اللہ پنجابی نبوت پر بیماریاں یوں عاشق تھیں جیسے قندسیاہ پر مگس کا چھتا۔

یاہریاول پرٹنڈی دل، اور سب سے زیادہ تکلیف دہ مرض ذیابیطس کے دورے تھے۔ جو ہر سات منٹ کے بعد بیت الخلاء کا طواف کرانے پر مجبور کرتے۔ کیونکہ بسا اوقات دن میں سو سو مرتبہ تو پیشاب ہی آتا تھا۔ جس کی وجہ سے آزار بند ڈھیلی ہی رہتی تھی۔

امت مرزائیہ سے ایک سوال
اور اس کے حل کرنے پر ایک سو روپیہ نقد انعام

استغفر اللہ ربی! وہ بیماریوں کا گلدستہ نبی جو صدہا عوارض سے دوچار تھا اور جس کو ہر سات منٹ کے بعد پیشاب کی حاجت ہوتی تھی اور دوردسر باؤلہ کئے دیتی تھی اور مراق کے باعث توازن درہم برہم تھا۔ بے خوابی کے باعث سردیوار سے ہمکنار ہوا چاہتا تھا۔ قلبی کیفیت سیماب سے زیادہ مضطرب تھی۔ نقاہت وکمزوری مونس وغمگسار ہو چکی تھی اور تشنج دل دوروں سے رفیق حیات ہو چکا تھا۔ ایسی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں جب کہ کمزوری کے باعث قدم اٹھانا بھی کارے دارد تھا۔ وہ کتابیں جو آپ کے نام سے منسوب ہیں کس طرح لکھی گئیں؟ اور اگر وہ آپ کے قلم کی ہی رہین منت ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ ایک دائم المرض آدمی انہیں تصنیف کر سکے۔ بلکہ دن میں سو سو مرتبہ پیشاب کا آنا تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے پاس کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کا کوئی وقت ہی نہیں۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ دونوں باتوں سے ایک ضرور جھوٹی ہے یا تو بیماریاں محض مبالغہ آرائی اور دھوکہ دہی کے اصول پر بتائی گئی ہیں یا تصانیف صرف آپ کے نام سے منسوب ہیں اور کرایہ پر لکھوائی گئی ہیں اور اگر بفرض محال ایک منٹ کے لئے ان کو صحیح بھی قرار دے دیا جائے تو ایک اور ایسی مشکل ہے جس سے چھٹکارا غیر ممکن ہے۔ مرزا قادیانی کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین سال پانچ ماہ گیارہ دن کے عرصہ میں آپ کے ہاتھ پر تین لاکھ انسانوں نے توبہ کی یعنی ستمبر ۱۹۰۲ء سے مارچ ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ مسیحی بھیڑیں دام تزویر میں مقید ہوئیں۔ امت مرزائیہ تو سوائے سبحان اللہ کہنے اور ایمان کا جزو قرار دینے کے اور کچھ نہ کرے گی۔ بلکہ وفور محبت میں بعض بوڑھی بھیڑیں رو بھی دیں گی۔ مگر واللہ ہم کو ان کے حال زار پر رحم آتا ہے اور ہمیں اوّل ہی قدرت نے کچھ ایسا دل تفویض کیا جو ہمدرد بنی نوع انسان ہے اور یہ اس لئے کہ آقائے عالیان فداہ امی وابی کا مداح خواہ ہوں اور سیرت محمدیہ میں ایسے لاکھوں پھول شگفتہ ہیں۔ جو اہل بصیرت کے لئے زادۃ ایمانا کے مصداق ہیں۔ استاد امیر مینائی نے کیا خوب کہا ہے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قادیانی نبی فرماتے ہیں کہ ساڑھے تین سال کے عرصہ میں تین لاکھ انسانوں نے میرے ہاتھ پر معاصی سے توبہ کی۔ یعنی مرزا قادیانی متواتر صبح سے شام تک گنہگاروں کو حق کی تلقین فرماتے ہوئے لگا تار بیعت کی شرائط پر مستعد کرتے ہوئے مرزائی ڈربے میں مقید کرتے ہوئے مرید بناتے رہے۔ جس کا حساب یوں لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ہر ماہ میں ۱۴۳۷ یا ہر دن میں ۲۳۸ یا فی گھنٹہ ۱۹ یا ہر تین منٹ کے عرصہ میں ایک اور پھر ہر ایک سے دس شرائط بیعت سن کر اور عمل کا وعدہ لے کر مرید پھانستے رہے۔ مرزا قادیانی کا وہ حلف نامہ بیعت جس میں مبلغ دس عدد لمبی چوڑی شرائط درج ہیں اور طرفہ یہ کہ ایک بیمار آدمی کے منہ سے مٹک مٹک کر سنانا اور مرید کا اس کو اعادہ کرنا ایک کافی وقت چاہتا ہے۔ جو کم از کم پانچ منٹ سے کم کسی صورت میں نہیں ہو سکتا اور یہاں تو تین منٹ میں بھیڑ پر بھیڑ آرہی ہیں۔ اس لئے یہ بیان صداقت سے کوسوں دور اور سچائی سے میلوں دور ہے اور شان ربی کے قربان جاؤں کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۶ء تک اپنے ان مریدوں کی تعداد چار لاکھ بتاتے ہیں۔ جو ان کے دام تزویر کا شکار ہوئے اور قادیانی بیعت میں منسلک ہوئے۔ مگر یہ تعداد تو آج فروری ۱۹۳۵ء تک نصیب بھی نہیں ہوئی۔ بلکہ حکومت وقت کی مردم شماری سے مرزائی اعداد وشمار ملاحظہ فرمادیں تو کل پچاس ہزار نفوس معلوم ہوتے ہیں اور اس میں طفل نوزائیدہ سے لے کر پیر فرتوت اور صنف نازک بھی شامل ہیں اور حضرت صادق قادیانی کی وہ تحریر پر از تحقیر جو ۱۹۰۶ء تک چار لاکھ بتائی ہے کس قدر مبالغہ آمیزی اور حاشیہ آرائی پر مبنی ہے؟ اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے اور انشاء اللہ یہ تعداد تو تاقیام زمانہ بھی نام بنام قادیانی شائع نہ کریں گے۔ کیونکہ ہر کمال راز وال اور اب تو مرزائیت کے تنزل وادبار کے دن ہیں۔ کوئی دن شاید ہی ایسا خالی ہو جس میں کوئی نہ کوئی واپسی کا ٹکٹ نظر نہ آئے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ سب کے سب مرزائی راہ راست پر آجائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے بہت سے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزا آنجہانی قادیانی کے کلمات جھوٹ کے کس قدر شیدائی ہیں اور کس لطیف انداز میں مبالغہ آرائی کی گئی ہے۔ روز روشن میں دھڑلے سے دجل کو ترتیب دینا اور دھوکہ دہی کو خوبصورتی سے نبھانا گویا سلطان القلم کا ہی مرہون منت ہے۔ مگر تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں کے مصداق جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہے چاہے سنہری دجلوں میں ہی کیوں نہ پوشیدہ ہو کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

مرزا قادیانی کا خدا جس کا مرزا جی کی اصطلاح میں الہامی نام یلاش ہے۔ اچھا دوستانہ نبھا رہا ہے۔ سب سے پہلے بشارت دی اور یہ بشارت بھی کوئی معمولی بشارت نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ مرزا قادیانی تو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ یعنی کارخانہ الوہیت میں ہم دونوں برابر کے ساجھی گیر ہیں اور ساجھی والی کی شرائط یہ ہیں مرزا جی تمام اعجاز نمائی تمہارے قبضہ قدرت میں رہی اور اس کام کے لئے تو میری جناب میں چن لیا گیا اور یہ انتخاب میں نے اپنی جان کے لئے کیا یعنی آرام کے لئے اور کیوں چنا اس کی وجہ یہ ہے کہ تیری شان عجیب ہے جو مجھے پسند آئی اور اپنی جان کے لئے چننے کا باعث ہوئی اور پھل نزدیک اس کا مطلب جو کچھ میری سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ ایک کہاوت ہے کہ تمہارے کتوں کو روٹیاں مگر تمہارے لئے شائد نہیں یا ایک پنجابی میں مثال عموماً دی جاتی ہے۔ بیٹا تیری لکھاں اتے قلم۔ مگر جیب خالی اور پھل نزدیک کا مطلب شاید یہ ہے کہ ہر ایک چیز تمہیں قریب ہی نظر آئے گی۔ یعنی جو بھی پیش گوئی آپ کریں گے وہ آپ کو بس پوری ہوتی ہی نظر آئے گی۔ اس سے زیادہ تفہیم نہیں ہوئی۔ شاید کوئی نیا میوہ نہ دکھایا گیا ہو اور یہ تو پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے۔ نصف نصف کی شراکت ہوگی ہاں ذرا وضاحت کردی گئی ہے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ اٹھے اور ایک جان و دو قالب میں بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو۔ کہ زمین و آسمان مرزا جی تمہارے ساتھ بھی ویسے ہی رہیں گے جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ ایک اور الہام میں ارشاد ہوا ''انت منی وانا منک'' (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ یعنی مرزا میں اور خدا میں کوئی امتیازی فرق باقی نہیں۔ مرزا فنافی اللہ ہے اور اللہ فنافی المرزا ہے اور ایسا ہی مرزا قادیانی کا ایک اور الہام واضح طور پر اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ مرزا خدا کا سب سے بڑا نام ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ بھی الہام ہو چکا کہ ''انت من ماءنا وھم من فشل'' (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

یعنی تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ پانی کی تفہیم اہل بصیرت خوب سمجھتے ہیں۔ اس لئے وضاحت کی ضرورت نہیں اور یہی تو باعث ہے۔ جو مرزا خدا کا پہلوان ہی نبیوں کے لباس میں مگر یہ مجموعہ امراض یا گلدستہ عوارضات ہونے کی وجہ سے شائد پہلوانی کو ہی ظاہر کرتی ہے۔ نہ ہند نام زنگی کافور مگر شاید اس میں بھی کوئی حکمت ہو۔ آخر آپ خدائی کے دعویدار ہیں اور یہ بیماریاں بھی تو شاید آپ نے ہی بنائی ہیں۔ پھر ان سے محبت مرزا قادیانی نہ کریں تو اور کون کرے گا اور شاید ان بیماریوں کے باعث ہی کہا گیا ہے کہ اے مرزا تو خوف بالکل نہ کر کیونکہ پہلوان کے نام کی خوف کرنے میں تذلیل ہوتی ہے۔ مطمئن رہو کہ غلبہ تمہیں کو ہے۔ بدنام اگر

ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ غلبہ نہ سہی ندامت ہی سہی تصور کے دونوں رخ ہوا کرتے ہیں۔ یہ کون سی بڑی بات ہے کبھی وہ کبھی یہ، اور غم کرنے کا مقام نہیں کیونکہ ہم کئی میدانوں میں تمہاری کافی سے زیادہ مدد کریں گے۔ مگر افسوس جہاد تو حرام ہو چکا۔ میدان نہ سہی چٹانوں میں مدد ہو جائے گی اور اگر یہاں بھی نہ ہو سکی تو میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ اس دن دیکھی جائے گی۔ بہر حال مدد ہی کرنی ہے کسی وقت ہو ہی جائے گی اور یہ تو مسلمہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کی خداوند کریم غالب حکمت والا و اللہ علیٰ کل شئی قدیر ہے۔

مندرجہ بالا مضمون (ازالہ اوہام ص۱۹۶، ۱۹۷، خزائن ج۳ ص۱۹۵، ۱۹۶) کے اس الہام کی تفسیر میں عام فہم کر دیا گیا جو اسی مضمون میں درج ہے۔

جھوٹ نمبر۹

مسیلمہ ثانی کرشن قادیانی مرزا غلام احمد اپنی مایۂ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱) پر فرماتے ہیں کہ:

”یہ غیر معقول۔ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہ کرے گا...... آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔“

مسیلمہ ثانی کی دریدہ دہنی اور بدلگامی سے میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ کاش گورنمنٹ برطانیہ ایسی فضول کتابیں بحق ملک معظم ضبط کر لیتی۔ جس سے مسلمانان عالم کے دل چھلنی اور سینے پاش پاش ہوتے ہیں افسوس کیا کہوں۔ تہذیب جواب دینے سے مانع ہے اور بے بسی اور مجبوری کے آہنی سنگل اور غلامی کی بیڑیاں ضمیر کو مقید کئے ہوئے ہیں اور زبان پر حکومت نے تالے لگا رکھے ہیں۔ ورنہ قوت ایمانی مزہ چکھانے میں کب چوکنے والی تھی۔ اللہ اللہ اس بزرگ و برتر ہستی کی شان میں ایسی بیہودہ ہرزہ سرائی کچھ مثیل مسیح قادیانی کو ہی زیبا ہے۔ ورنہ اہل بصیرت تو ایسی لغو تحریر ایک آنکھ دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

ہمارے خیال میں یہ مسیح علیہ السلام کا فوٹو نہیں بلکہ مثیل مسیح کے دعویدار کی تصویر ہے جو

عملی رنگ میں ہم قارئین کرام کے پیش کرتے ہیں۔ واقعی یہ غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے بیت اللہ کو جائیں گے تو وہ قادیان کی طرف بلائے گا۔ لوگ مسجد نبوی اور روضہ رسول کو دوڑیں گے تو وہ بہشتی مقبرہ کی طرف بھاگے گا اور مرزا ثررہ مبارک مرزا ثررہ اقصیٰ کو بلائے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ تو وہ براہین کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت مخصوصہ حج میں بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ قادیان منارۃ المسیح کی طرف توجہ دلائے گا اور پلومر کی دوکان سے ٹانک وائن منگائے گا اور گوشت کھائے گا اور اسلام کے ارشادات کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔ واطیعوا اللّٰہ واطیعوالرسول کی بجائے واطیعو المرزا کا راگ الاپے گا اور آپ کی ختم نبوت کی مہر کو عملی رنگ میں ایسا توڑے گا کہ قیامت تک نبوت کی نالیاں بہادے گا۔ چنانچہ اس وقت بھی مسیح قادیانی کی نو دس بھیڑیں نبوت کی سرمیاتی ہوئی نظر آتی ہیں اور یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ اس کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی توڑنے کی جس قدر مرزا آنجہانی نے کوشش کی اور آیات قرآنی کو توڑ موڑ کر اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا وہ محتاج بیان نہیں۔ جیسے ”ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:٦)“ کو بذات شریف زعم باطل میں اپنے لئے مختص سمجھے اور طرح طرح کے دجل سے ہر فضیلت کو روشنی میں توڑا ولیکن چاند پر خاک ڈالنے سے اپنے ہی منہ پر پڑی۔

ہم ڈنکے کی چوٹ امت مرزائیہ کو چیلنج دیتے ہیں اور ایک سو روپیہ کا نقد انعام پیش کرتے ہیں کہ وہ ایسی تحریر کسی اسلامی کتب مقدسہ سے پیش کرے ورنہ یہ تسلیم کرے کہ مرزا آنجہانی نے یہ جھوٹ سینہ زوری سے اس عظیم الشان ہستی کے حق میں بولا جو ”وجیہا فی الدنیا و الاخرۃ (آل عمران:٤٥)“ ہے اور جس پر امت خیر الانام کا ایمان ہے۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی نے کئی ایک مقامات پر حدیث نبویہ کے مطابق معنی کئے ہیں کہ حضرت مسیح کا فرض کسر صلیب وقتل خنزیر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت کو باطل کرے گا اور خنزیر کا کھانا حرام قرار دے گا۔ پھر نا معلوم ایسی واہیات زٹلیات کیوں بیان کی گئیں یا دماغی توازن کی نادرستی کے باعث یا سہواً ظہور پذیر ہوئیں۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم انشاء اللہ اس کتاب کے خاتمے پر اس بات کو ثابت کردیں گے کہ مراق کی وجہ سے ان کا قلم ایسی ایسی لغو تحریریں گرانے کا عادی ہو چکا تھا اور یہ بھی سفارش کرتے ہیں کہ انہیں مجبور سمجھ

کر معاف کر دیا جائے اور ایسی ایسی لغو عبارات کو حذف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

مجبوری میں انسان کیا کیا نہیں کرتا

جھوٹ نمبر ۱۰

مسیلمہ ثانی مسیح قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰) پر فرماتے ہیں کہ:

''اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔''

اور اس کی تائید (حقیقت الوحی ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱) پر یوں فرماتے ہیں۔

''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں میں پتہ لگتا ہے اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔''

اور اس کی تائید مزید میں (حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴،۱۵۳) پر فرماتے ہیں کہ:

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت وہ خدا کے بزرگ اور مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

قارئین کرام! آپ نے مندرجہ بالا بیانات ملاحظہ فرمالئے ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی دو کشتیوں پر قدم جمائے براجمان ہیں۔ ایک پاؤں نبوت کی کشتی پر ہے تو دوسرا امتی کی بیڑی پر اور جو دو کشتیوں اس طریق سے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کو بہت جلد کشتیوں کی حرکت یہ پتہ بتادیا کرتی ہے کہ ساحل مراد پر سلامت روی سے پہنچنا کارے دارد۔ ہنوز دہلی دور است کے عین مصداق ہے۔

مرزا قادیانی نے بیک وقت ایک نشانے سے دو شکار کیے۔ یعنی امتی بھی اور نبی بھی اب ہم امتی اور نبی میں فرق امتیاز بتاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو ارشار ربانی ہوتی ہے۔ ''قل انما انا بشرا مثلکم یوحیٰ الیّ (الکھف:۱۱۰)'' یعنی اعلان کر دے اے میرے حبیب ﷺ

کہ میں بھی تمہاری طرح سے ایک انسان ہوں۔فرق صرف یہ ہے کہ میں وحی کیا جاتا ہوں۔یعنی مجھ سے بہ وساطت جبرائیل آمین خدا سے ہم کلامی ہوتی ہے۔مولانا حالی نے کیا خوب کہا ہے۔

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

گویا صرف ایک امتیازی نشان سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح سے ایک انسان ہوں۔ہاں مجھے مشیت ایزدی نے بذریعہ وحی ہم کلامی بخشی اور اپنی رحمتوں کا مجھے قاسم بنایا۔مرزا قادیانی کے بطلان کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین من اللہ سے کسی نے یہ متضاد دعویٰ نہیں کیا کہ امتی بھی ہوں اور نبی بھی، میں حیران ہوں کہ مرزا قادیانی یا تو علم الکلام سے قطعاً بے بہرہ تھے اور بصورت دیگر دجل دینے کے لئے تجاہل عارفانہ کرتے تھے یہ ایک ایسی فاش غلطی ہے جو علمی دنیا میں ناقابل معافی سمجھی جاتی ہے۔یعنی مرزا قادیانی اجتماع نقیض کرتے ہیں کہ امتی بھی ہوں اور صاحب وحی بھی ہوں۔ یہی دلیل مرزا قادیانی کی نبوت کو باطل کرتی ہے۔ کیونکہ نبی دعویٰ نبوت میں کمزوری نہیں دکھاتے۔ جب مرزا قادیانی کو وحی کا دعویٰ ہے اور وہ بھی بارش کی طرح اور یہی علامت نبی اور رسول کی ہے اور جب کہ وہ اس کی وضاحت میں یہاں تک کہہ گزرے ہیں کہ ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ “اور ”قل انی رسول اللہ الیکم جمیعا “اور”یٰسین انک لمن المرسلین ۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیٰ “پس یہ آیات میں بین وظاہر مابین رسول وامتی مابہ امتیاز ہیں۔یعنی امتی صاحب وحی نہیں ہوتا اور نبی صاحب وحی ہوتا ہے۔اس لئے دونوں دعووں میں ایک ضرور جھوٹا ہے یا تو آپ امتی ہیں اور وحی نہیں آتی اور بصورت دیگر آپ نبی ہیں تو امتی نہیں اور یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ امتی امتی کی رٹ صرف اس لئے نبوت کے ساتھ لگائی جاتی ہے کہ کہیں مسلمان ناراض نہ ہو جائیں اور چندہ دینا بند نہ کردیں اور ایسا ہونے سے کارخانہ نبوت تک درہم برہم ہونے کا احتمال ہے۔مثل مشہور ہے۔

نہ ڈھولک بجے اور نہ بندریا ناچے

اسی نقطہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ امتی امتی بھی ہانکتے جاتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ اہل بصیرت کے نزدیک جب ایک شخص دو متضاد دعاوی کرتا ہے تو دونوں میں جھوٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو امتی کہے گا تو اس کی تردید دعویٰ وحی نبوت کردے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ تو امتی ہونے کا دعویٰ اس کی تردید کرے گا۔ پس دونوں میں وہ جھوٹا ہوگا۔

اور مرزا قادیانی کی مہربانیوں کے ہم مشکور ہیں کہ وہ ہم کو بیرونی شہادتوں کی تکلیف سے معاف رکھا کرتے ہیں اور اپنے کئے ہی سزا خود ہی تجویز فرمالیا کرتے ہیں۔ اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں ایک اور اچنبہ خیز بیان مرزا قادیانی کا پیش کرتے ہیں جس میں نبوت کی قلعی انشاء اللہ ایسی کھولی گئی ہے جیسے سورج کا نصف النہار پہ ہونا۔ ہاں شپرہ چشم طلوع آفتاب کے شک میں رہیں تو سورج کا گناہ نہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مرزا قادیانی اپنے منہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں

(حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷) پر فرماتے ہیں کہ:

’’ماکان لی ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین‘‘ یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔

(حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۱۹۹ حاشیہ) پر اس کی تائید میں یوں فرماتے ہیں کہ:

’’ولا یجئی نبی بعد رسول اللہ ﷺ وھو خاتم النبیین‘‘ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

اس کی تائید مزید میں (حمامۃ البشریٰ ص۴۹، خزائن ج۷ ص۲۴۴) پر یوں فرماتے ہیں کہ:

’’فلا حاجۃ لنا الیٰ نبی بعد محمد ﷺ وقد احاطت برکاتہ کل ازمنۃ‘‘ اور ہم کو محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط ہیں۔

مدعی نبوت امت سے خارج ہے

مرزا قادیانی (نشان آسمانی ص۳۰، خزائن ج۴ ص۳۹۰) پر یوں فرماتے ہیں کہ:

’’نہ مجھے دعویٰ نبوت نہ خروج از امت نہ میں منکر معجزات وملائکہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا ... اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور

اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نہیں آئے گا۔"

مدعی نبوت لعنتی ہے

"مولوی غلام دستگیر: کو واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(غلام احمد قادیانی مجموعہ اشتہارات حصہ دوم ص ۲۹۷)

مرزا قادیانی کا آخری پیغام اپنی امت کے نام

(فیصلہ آسمانی ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵) پر فرماتے ہیں کہ:

"اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔"

مرزا قادیانی اپنے منہ سے جھوٹے تھے

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷) پر فرماتے ہیں کہ:

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے" وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله "یعنی ہر رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور اس غرض سے نہیں کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔"

یقین واثق ہے کہ مندرجہ بالا حوالہ میرے محترم مرزائی دوستوں کے اطمینان قلب کے لئے کافی ہوگا اور اس کو دیکھ لینے کے بعد امتی بھی اور نبی بھی کی سمع خراش رٹ نہ لگائی جایا کرے گی۔

اک خضر راہ نے رستہ سیدھا بتادیا ہے
رستے پہ دیکھیں چلتے اب کتنے کارواں ہیں

مرزا قادیانی فرمان رسالت کے موجب کذاب ہیں

"سيكون فى امتى كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبى الله وانا خاتم النبيين (مشكوٰة ص٤٦٥، كتاب الفتن)"

آقائے زمان کا ارشاد ہے کہ میری امت میں تیس بڑے جھوٹے فریبی پیدا ہوں گے

اور وہ اپنے زعم باطل میں اپنے کو نبی سمجھتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

سبحان اللہ فرمان مصطفوی کیسے لطیف الفاظ میں اپنا مطلب واضح طور پر زبان حال سے سعید الفطرت لوگوں کے لئے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میرے بعد تیس جھوٹے فریبی میری امت میں ایسے بھی پیدا ہوں گے جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم نبی اللہ ہیں۔ حالانکہ میں نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ''میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں۔''

(چشمہ مسیحی ص ۴۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۳)

فرمان رسالت کی تصدیق کرتا ہے کہ ضرور آپ جھوٹے ہیں سو یہ فرمان رسالت یہی بیان کرتا ہے کہ وہ نبی اور امتی دونوں کا دعویٰ کرے گا۔

بے سنگھ بہادر قادیانی کے مخلص چیلو خدارا خیال کرو اور سوچو کہ یہ ذائقہ جھوٹ اور بے لذت گناہ یا کذب وافتراء کے نوکدار خار کبھی آپ کی نگاہوں میں بھی کھٹکے ہیں یا قدرت نے نگاہیں ہی ایسی عنایت کی ہیں۔ جن میں غیر کی آنکھ کا تنکا شہتیر دکھلائی دیتا ہے اور ذات شریف کی کور باطنی چشم بینا کا دھوکہ دیتی ہے۔ خدا کا خوف کرو اور اس احکم الحاکمین کو اور روز حساب کو نہ بھولو اور کہو مرزا آنجہانی کے کلام میں تناقض کی وجہ مراق تو نہ تھی؟ اور اگر یہی ہے تو اپنی عاقبت کی فکر کرلو ابھی موقعہ ہے اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ پھر پچھتانا پڑے گا اور یہ بے سود ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ!

سدا عیش دورہ دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

جھوٹ نمبر ۱۱

مرزا قادیانی کا ظاہر و باطن یکساں نہ تھا

نبی کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ ان کے دل میں جو بات ہو وہی ان کی زبان سے ہمیشہ نکلا کرتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں اور اس کے ساتھ ہی جھوٹ نمبر ۱۱ بھی اس کے آخر میں ملاحظہ فرماویں۔

مرزا قادیانی کی دورنگی چال بھی غضب کی تھی ایک طرف انگریزوں کو دجال اور اپنے

آپ کو اس کا قاتل قرار دیتے ہیں اور اپنے معیار صداقت میں یہاں تک کہہ گزرے ہیں کہ اگر مجھ سے ہزار نشان بھی سرزد ہوں مگر عیسائیت کا ستون بیخ و بن سے نہ اکھاڑ سکوں تو یہ سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں بلکہ جھوٹوں کا جھوٹا ہوں۔

رسالہ (انجام آتھم (دعوت قوم) ص ۴۷ ملخص، خزائن ج ۱۱ ص ۴۷) پر فرماتے ہیں کہ:

"دجال اکبر یہی پادری لوگ ہیں اور یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۹۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۹) پر فرماتے ہیں کہ:

"کشفی طور پر اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا۔ مخاطب کر کے کہا مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔"

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۱)

"مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے (رام چندر) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

"حضرت مسیح کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہیں تھا۔"

یہ اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی جس قوم کے نبی کی یہ عزت کرتے ہیں اور ان کے ہادیان دین کو دجال اکبر جانتے ہیں ان کی مرزا قادیانی کے دل میں ہرگز عزت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس قوم کو ہمیشہ اپنا دشمن سمجھتے تھے اور اس قوم کو یک چشم قرار دیا۔ یعنی ان کی دنیا کی آنکھ تو بینا ہے۔ مگر دین کی آنکھ اندھی ہے اور ٹوپی کے ہیڈ کی تشبیہات بھی ادبی دنیا سے مخفی نہیں۔ مگر چاپلوسی اور کاسہ لیسی بھی ملاحظہ فرماویں۔

برزباں تسبیح حسینؓ نیک زاد
در دلش سفا کی ابن زیاد

(ازالہ اوہام ص ۱۳۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶) پر فرماتے ہیں کہ:

"خدا ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔"

(ضرورۃ الامام ص ۲۶، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۷) میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''امام زمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر کر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل کھڑا ہوگا۔ ذلیل وشرمندہ کیا جائے گا۔''

اچھی تیزی ہے اور خاصہ محافظ ہے کہ ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اور ضلالت وشرمندگی تو گویا پروانے کی طرح مرزا قادیانی پر عاشق ہو چکی ہے پھر بھلا یہ معشوق کو چھوڑ کر کب جدا ہو سکتی ہے۔

(ستارہ قیصریہ ص ۴ ملخص، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴، تحفہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۵) میں تحریر کرتے ہیں۔ خلاصہ ملاحظہ فرماویں۔

''پچاس ہزار سے زیادہ کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر میں نے اس ملک اور بلاد اسلامیہ تمام ملکوں میں یہاں تک کہ اسلام کے مقدس شہروں، مکہ، مدینہ، روم وقسطنطنیہ، بلاد شام، مصر کابل وافغانستان جہاں تک ممکن تھا شائع کئے۔ تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری ملکہ رہتی ہے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ:

''عیب اور غلطیاں مسلمانوں میں ہیں۔ ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا رکن سمجھتے ہیں دوسرا خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر ہیں۔ ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل میں بزرگ کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔'' (ستارۂ قیصریہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۱)

قارئین کرام! کس قدر تملق وجھوٹی خوشامد ہے ایک جگہ تو مسیح کو بھلا مانس بھی نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ ایسے چال چلن کے آدمی کو ایک بھلا مانس بھی نہیں کہہ سکتے۔ چہ جائیکہ نبی مانا جائے اور اس جگہ مقدس مسیح کہا گیا ہے۔ انگریزی حکومت کو ایک مقام پر ابر رحمت کہا گیا ہے اور دوسرے پر دجال اکبر۔ یہ ایک ایسی لغو اور بیہودہ بات ہے کہ ایک شخص جو مسیح علیہ السلام کی توہین کرنا کار ثواب اور باعث فخر سمجھتا ہے اور اس کی قوم ایک نہایت ہی حقیر اور معیار شرافت سے گری ہوئی ہستی خیال کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس قوم کا قاتل ونیست نابود کرنے والا ٹھہراتا ہے اور عیسائیت کے ستون کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کا اجارہ دار قرار دیتا ہے۔ شرم کا

مقام ہے کہ قانونی شکنجہ سے ڈرتا ہوا اس کے بادشاہ کی تعریف کرتا ہے۔ پنجابی مثال سنی ہوئی تھی آج پوری ہوتی دیکھ لی۔

ماں کی سوکن اور بیٹی کی سہیلی

اگر ایسی تحریر کا نام نفاق نہیں تو اور کیا ہے اور گورنمنٹ بھی آخر کوئی بچہ نہیں۔ شاہی دماغ ہے ان چاپلوسوں میں آنے والی تھوڑی ہی تھی۔ سمجھتی تھی اور اچھی طرح جانتی کہ اس شخص کا ظاہر و باطن یکساں نہیں۔ مگر رحم دلی اور اخلاق اور مراتی بیمار کے توازن دماغ کا قصور سمجھو کہ خاموش رہی۔

''واذ اخاطبهم الجاهلون قالوا سلاما'' کے مطابق کچھ تعرض نہ کیا کہ دہقانی صاحب کیا کیا کہہ گزرے ہیں۔

لطیف جھوٹ

قارئین کرام! جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے تقریباً اسی کتابیں لکھی ہیں جن میں اپنی ذات شریف وعصبہ اور اجداد کی تعریف میں تقریباً نصف سے زیادہ صفحات سیاہ کر دیئے ہیں اور بقیہ ۴/۱حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف اور عیسیٰ علیہ السلام پر بازاری آوازے اور توہین انبیاء اور دجال کے من گھڑت قصے اور بزرگان دین کے اقوال کی تحریف اور مخالفین خود کو گالی گلوچ مسیحی و آرین و بدھ و سکھ مذہب پر غیر شریفانہ حملے اور قادر مطلق کو محالات عقل پر قادر نہ سمجھنا اور ایسی ہی اور باتوں پر خرچ کئے ہیں۔ ان تمام تصانیف مرزا کے لئے زیادہ سے زیادہ مروجہ الماری کا ۵/۱حصہ ۱/۲/۲x۴ فٹ کافی سے زیادہ ہے۔ مگر سلطان القلمی اور لطیف جھوٹ ملاحظہ فرمادیں کہ کس دیدہ دلیری سے کیا دعویٰ کیا جاتا ہے اور وہ صداقت کے کس قدر قریب ہے۔

چنانچہ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵) پر چٹخارے لے کر فرماتے ہیں کہ:

''میری عمر کا بیشتر حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی، ہ ں وستائش (تائید وحمایت) میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے با ے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

افسوس تو یہ ہے کہ نبوت کی علمبرداری کے ساتھ ساتھ غلامی کے منحوس جوئے کو بھی بری طرح سے زیب گلو کرتے ہوئے غریب امت کی لٹیا بھی اسی رنگ میں ڈبوئی جاتی ہے اور انہیں

مقدس جہاد کو ترک کرنے کی تلقین کرتے ہوئے غلامی کے محاسن اور خوبیاں اس شان سے پیش کی جاتی ہیں جو سنگریزوں کو جواہرات کا دھوکہ دیں اور جہاد کے فضائل کی مقدس تصویر پر دجل کا پردہ اس شان سے دیا جاتا ہے کہ وہ ایک بھیانک اور مذموم ہیت اختیار کر جائے۔

نبوت ہمیشہ باعث رحمت ہوا کرتی تھی۔ وہ کمزور کو طاقت ور پر، مظلوم کو ظالم پر، فتح کا باعث بنتی اور اس کی آمد اس کا ظہور گو غربت وافلاس سے ہوتا۔ مگر اس کے عروج کے سامنے بڑے بڑے اکھڑ وجابر جھک جاتے اور درماندہ ومفلوک الحال قومیں بام رفعت پر گامزن ہوتیں۔ اقلیت واکثریت کی تمیز بڑے اور چھوٹے کا درجہ سفید اور سیاہ کے فرق کو کوئی نہ جانتا۔

مثلاً ملک مصر میں ایک جابر متشدد بادشاہ فرعون نام خدا بنا بیٹھا تھا۔ وہ دھڑلے سے خدائی دعویٰ کرتا اور دنیا اسے خدا مانتی تھی۔ اس وقت مصر میں دو قومیں آباد تھیں۔ قبطی اور سبطی۔ موخر الذکر نہایت کمزور مفلس اور تھوڑے تھے اور یہ قبطیوں کی غلامی میں ان کے رحم پر موقوف تھے۔ ان پر طرح طرح کے مظالم کے علاوہ ایک ایسا ظلم ایجاد کیا گیا جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

”یذبحون ابناء هم ویستحیون نساء هم (البقرہ:۴۹)“ ﴿ان کے لڑکے ذبح کر دیئے جاتے تھے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا۔﴾

اس قہرمانی حکم کی تعمیل مدتوں ہوتی رہی۔ ہزاروں سبطی قتل ہوتے رہے۔ مگر آخر تابہ کے صبر کا پیالہ لبریز ہوا۔ رحمت کردگار جوش میں آئی۔ انتقام کی بے پناہ فوج موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں بلند ہوئی اور سبطیوں میں خدا کا فرستادہ مبعوث ہوا اور جب سبطیوں کی مرادیں جوان ہوئیں یا بنی اسرائیل کے دن بھلے آئے تو موسیٰ علیہ السلام سن بلوغ کو پہنچے پھر کیا ہوا کیا انہوں نے قوم کو غلامی کی تعلیم دی؟۔ کیا تبلیغ حق کے لئے ان کے ارادوں پر فرعونی شکوہ غالب ہوا؟۔ کیا ناک کسی اور کاسہ لیسی کی گئی۔ نہیں۔ توبہ توبہ یہ نبوت کے منافی ہے۔ انہوں نے نہایت فراخ دلی اور وقار ورعب سے برسر دربار فرعونی خدائی کے بخیے اس خوبی وعمدگی سے ادھیڑے کہ بادشاہ ساقط اور دربار صامت ہوا۔ مگر مرزا قادیانی کی نبوت عجب بے پیندے کا لوٹا ہے جسے قرار ہی نہیں اور سب سے زیادہ خرابی تو یہ ہے کہ یہ قصر خیالی جس کے لئے تعمیر کیا گیا وہ بھی تو کم بخت ہاتھ نہ لگا۔ رسوائی اور جگ ہنسائی مفت میں مول لی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

اس قدر چاپلوسیاں اور کاسہ لیسیاں یہ خوشامدیں اور بنتیں کیوں اختیار کی گئیں۔ کیا یہ بھی پنجابی نبوت کا ایک جزو تھا یا مسیح موعود کے نشانات میں ایک رکن تھا؟۔ نہیں۔ افسوس یہ صرف ایک بودے خطاب کے لئے جدوجہد تھی جس میں طرح طرح سے جی حضوریاں اور نمک خوریاں ظاہر کرنے کے بعد انتہائی لجالت ؛ ؛ ذلالت کے لباس میں خوشنودی حکومت کے لئے جہاد پاک کو حرام قرار دینے کے بعد الہامی مشین کو بھی حرکت دی جس کے نتیجہ میں الہامی انڈے نیم بسل یوں برآمد ہوئے لك الخطاب العزة لك الخطاب العزة لك الخطاب العزة یعنی ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب (البشریٰ ج ۲ ص ۵۷، تذکرہ ص ۳۳۹ طبع سوم) مرزا قادیانی کا خیال تھا کہ یہ کارکردگی رنگ لائے بغیر نہ رہے گی۔ ضرور کوئی خطاب حکومت وقت عطا کرے گی اور فی الحقیقت خداوندان لنڈن کو یہ لازم تھا کہ اس ایمان فروشی کے بدلے میں سر یا نائٹ کا خطاب دیا جاتا اور اگر اس کے وہ مستحق نہ تھے تو خان بہادر یا خان صاحب ہی بنا دیئے جاتے۔ مرزا قادیانی کی توجہ ان دنوں خطاب کے لئے نہایت بے قرار تھی۔ وہ بڑی بے صبری سے صبح و شام اس کی راہ دیکھ رہے تھے اور ہر اچھے لفافہ پر ان کی حالت سیماب سے زیادہ بے قرار ہوئی اور وہ لفافہ چاک کرنے سے پہلے بہت دیر تک بنظر عمیق مطالعہ فرماتے اور آخر اضطراری کے عالم میں جبکہ دل قالب بلیوں اچھلتا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کھولتے۔ مگر آہ خلاف طبیعت پاک چہرہ پہ مردنی چھا جاتی اور اپنی عقیدت اور کارگزاری پر گھنٹوں سوچتے رہتے۔ کبھی یہ خیال ہوتا کہ جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند جیسی نیک دل اور شرافت کی دیوی سے یہ غیر ممکن ہے کہ میری اٹھارہ سالہ محنت اور اخلاص بھری آرزو کا یوں خون ہو۔ بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایک عریضہ یاد ہانی کے لئے بھیجنا ضروری ہے۔ چنانچہ اسی خبط میں خبط الحواسی کا ایک اور ثبوت دیا جاتا۔ چونکہ تمام دن اسی تگ ودو میں تمام ہوتا اس لئے رات کو سوتے میں وہی خیالات عود کرتے اور مرزائی اصطلاح میں انہیں الہام کا مرتبہ دیا جاتا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو ایک اور الہام شائع کرنے کی تکلیف ہوئی جو ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ہم پیش کرتے ہیں۔ (البشریٰ ص ۵۷ جلد دوئم، تذکرہ ص ۳۴۱ طبع سوم)

’’قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔‘‘ مگر افسوس کیا ہوا۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو ہے یہ کہ کوئی آرزو نہ کرے

آخر اس کی کیا وجہ تھی کہ مرزا قادیانی کو خطاب سے بے نیل ومرام ہی رہنا پڑا۔ ہمارے خیال میں اس کی بظاہر دو وجوہات تھیں۔ اول یہ کہ گورنمنٹ کے دانا اور بیدار مغز ارکان نے پرانے ریکارڈ کا گوشہ گوشہ چھان مارا۔ مگر انہیں نبی کے لئے کوئی ایسا خطاب نظر نہ آیا جو کسی موقعہ پر دیا گیا ہو۔ وہ مجبور ہوئے کہ خدائی خطاب کے ہوتے ہوئے جب طالب دنیا کا پیٹ نہیں بھرا تو یہ خطاب بھلا کیا خاک اس کی تسلی کریں گے؟۔ اس لئے خاموش رہے۔

دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ارکان شاہی نے یہ تاڑ لیا کہ یہ شخص خطاب کا دل وجان سے متمنی ہے اور صرف اسے حاصل کرنے کے لئے وہ یہ دکھاوے اور پینترے بدل رہا ہے۔ ورنہ درحقیقت اس کے دل میں ہماری کچھ بھی قدر ومنزلت نہیں۔ یہ جھوٹی ملمع سازیاں اور کارکردگیاں اگر حقیقت ہوتیں تو وہ ہمیں یوں خطاب نہ کرتا:

’’نافرمان (جیسا کہ گورنمنٹ برطانیہ بھی جو عیسائی مذہب رکھتی ہے عندالمرزا نافرمان ہے) کا مال اور اس کی جان اس کے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں داخل ہو جاتے ہیں پھر خدا تعالیٰ کو اختیار رہے ہوتا ہے کہ چاہے تو بلاواسطہ رسولوں کے ان کے مال کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچائے یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ تجلی قہری نازل کرے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۱، خزائن ج۵ ص ایضاً)

عاشق اعزاز آنریبل سر مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی چاہتی بھیڑ وخدارا توجہ کرو اور ٹھنڈے دل سے چھاتی پہ ہاتھ رکھ کر خدا کو حاضر ناظر جان کر کہو کہ مرزا قادیانی کے بیانات میں تناقض کیوں پایا جاتا ہے؟۔ اور کبھی عزت وہ بھی دنیاوی حکومتوں سے اور یوں گڑگڑا کر اور ناک رگڑ کر کسی پیغمبر نے اور وہ بودے خطاب کے لئے بھیک مانگی ہے؟ اور مقام افسوس اور باعث قلق تو یہ ہے کہ ایسا کرنے پر بھی دامن مراد گوہر مقصود سے خالی ہی رہا ہو۔ حالانکہ الہام کا مرتبہ جانتے ہو کیا ہے۔ ان وعده الله حق (تذکرہ ص ۱۵۹) لاتبدیل لکلمات الله (تذکرہ ص ۳۷۱) اب یہ الہام شیطانی ہیں یا رحمانی۔ انصاف سے کہو اور ایمان سے پرکھو۔ خدا کے لئے سوچو اور وقت کی قدر کرو اور زندگی کو فانی سمجھو۔ ابھی وقت ہے اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کرو خلوص نیت سے اور گڑگڑاؤ اس احکم الحاکمین کے دربار میں جس نے اس پاکوں کے پاک پر نبوت کو ختم کیا اور رحمت کردگار نے نبوت کی نفی لانبی بعدی سے کر کے تاقیام زمانہ اس عہدہ جلیلہ کو اپنی ذات رحمت اللعالمین پر کافۃ للناس کے لئے بند کر دیا۔

ہم حکومت کے ارباب بست وکشاد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اگر تب نہیں تو اب ہی مری مٹی پر احسان کریں اور قادیانی کی اس دیرینہ خواہش کو عملی جامہ پہنائیں اور انہیں ازراہ لطف وکرم کوئی ایک خطاب مثلاً ستون شکن، کوہ پروقار، امیر الجنگل، قائد التفریق مسلم، تفویض فرمایا جائے تو بہت بہتر ہے اور اگر اس دیرینہ خواہش کو عملی جامہ نہ پہنایا گیا تو ضرور مرزا قادیانی کے حق میں وہی ثنائی نسخہ صادق آئے گا:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

جھوٹ نمبر۱۲

جب پورے بارہ بجتے ہیں تو نوبت گونجتی ہے

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ص ۲۶۷) پر رئیس قادیان مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی ایک پیشگوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے اوپر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اسی خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اس وقت میری آنکھ کھل گئی اور اسی وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کے اوپر غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر ہوا۔ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود

ہے۔" (لاریب ایں عجب کرامت است۔ خالد)

قارئین کرام! اگر آپ غور سے مندرجہ بالا اور مندرجہ ذیل بیانوں کو دیکھیں گے تو یقیناً آپ کو بہت سی باتیں ملیں گی جن میں تعارض ہے۔ گو یہ بیان مرزا قادیانی کا اپنا ہی ہے مگر دروغ گورا حافظہ نباشد کے مصداق بہت سی کمی بیشی ظاہر ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں بیان ایک ہی چیز کے لئے دیئے گئے۔

(حاشیہ سرمہ چشم آریہ ص ۱۳۲،۱۳۱، خزائن ج ۲ ص ۱۸۰،۱۸۹) پر لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضا وقدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے کہ آئندہ زمانوں میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رویا صالح میں ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل میں متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آجاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف شائع ومتعارف ومعلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا۔ غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بیچوں وبے چگون کے آگے وہ کتاب قضا وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ پر رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرے سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی۔"

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

واہ صاحب واہ خوب بے پر کی اڑائی۔ اچھی تجویز سوجھی کیا کہنے ہیں پنجابی نبوت اور اس کے دلائل کے معجزہ بھی تو دیکھو کس شان کا ہے۔ پھڑکتا ہوا معجزہ واللہ اس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔ مرزا قادیانی خدا جانے دنیا کو الو سمجھتے تھے یا جاہل ناکندہ تراش۔ ان کے خیال میں دنیا مرد بیمار سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی۔ جو بھی اناب شناپ ان کے دل میں آتا یا دماغ میں سماتا

اسے نہایت فراخ دلی سے نبوت کی مارکیٹ میں ہنر ماسٹر وائس اخبار البدر کے توسل سے بڑے زور و شور سے اشاعت پذیر کیا جاتا اور گا ہے گا ہے یہی فرائض الحکم بجالاتا۔

سرزمین قادیان پر چار فرشتے مرزا قادیانی کی خدمت پر مامور تھے جن کے نام شیر علی، خیراتی، ٹیچی اور آئل تھے۔ نگران میں ٹیچی بڑا ہی جلد باز تھا۔ جو بھی الہام اس کے توسل سے آیا کم بخت نے ایک بھی سلامت نہ پہنچایا اور ایسی آدھی پونی مقطع عبارت کو جس کا مفہوم ملہم کی عقل کے بالاتر ہے۔ وحی رسالت کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔

تکیوں میں پوستی اور افیونچی عالم بینک میں بے پرکی اڑایا کرتے تھے۔ افسوس اب ان کی روایات پنجابی نبوت میں نقل ہونے لگی۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور ساتھ یہ بھی آپ کا دعوے ہے کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف صرف مجھ پر کھولے گئے۔ عجب ثم العجب عجیب ماجرا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم لیس کمثلہ شیءا کا اعلان کرتا ہے کہ وہ ذات کردگار ایسی منزہ و برتر ہے کہ اس کی مثال کسی چیز کے ساتھ دی ہی نہیں جاسکتی اور فرمان رسالت اس کی تائید کرتا ہوا بانگ دہل اعلان کرتا ہے ولا مثال لہ ولا نذیر لہ یعنی اس کی نہ تو کوئی مثال ہے اور نہ ہی اس کی کوئی نذیر ہے۔ اب مرزا قادیانی کو لیجئے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو دیکھا بھی۔ کس صورت میں ایک معمولی حاکم کی صورت میں جس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ سرخی کی قلم سے دستخط اور وہ بھی طفل مکتب کی طرح دستخط کرنا یعنی سارا قلم دوات کے نذر کرتے ہوئے چھڑکنا اور اس کا لحاظ نہ رکھنا کہ کسی شریف پنجابی نبی کے کپڑے خراب ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی گواہ کی ٹوپی کا ستیاناس ہوا جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس قدر دیدہ دلیری کہ وہ بات جو شعائر اسلام کے خلاف ہے اور جس میں دین حنیف پر دھبہ پڑتا ہے کس طرح وقوع پذیر ہوئی۔

چلئے مرزا قادیانی کی خاطر سے ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لئے ہم بھی مان لیتے ہیں کہ آپ کو زیارت ہوئی۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ پیشگوئی وہ بھلا خاک ہوئی جو آپ نے خود لکھ لی اور اس کی تعمیل کے لئے یہ حکم دیا کہ فلاں کام یوں ہونے چاہئیں۔ اس طریق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اس وقت خدائی فرائض انجام دیتے ہوئے خدا کو رسالت کا مرتبہ دے کر یہ احکام نافذ فرما رہے ہیں کہ دیکھو یہ کام یوں ہونے چاہئیں۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ پیشگوئی تو اس کا نام ہے کہ خدا خلاق جہاں کوئی امر جتلائے اور رسول اس کی تعمیل کرے۔ نہ کہ نبی پیشگوئی کرے اور خدا اس کی تعمیل کرے۔

اور ایک لحاظ سے یہ بھی وطیرہ غلط ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے اپنی مشیت سے کرتا ہے۔ حیرانگی ہے کہ مرزا قادیانی جو بھی چاہیں خدا من وعن بلاچون وچرا قبول کرے اور اس کی تعمیل فرض سمجھے۔ کیا یہی مجددیت اور مہدیت ہو رہی ہے کہ نعوذ باللہ خدا بھی مرزا قادیانی کا محکوم بن گیا۔ حیرت ہے اور سخت تعجب ہے کہ کس بل بوتے نبوت پر اترایا جاتا ہے اور ذرا جذبہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ وہ کاغذ جس پر پیشگوئیاں حسب خواہش لکھی ہوئی تھیں جونہی خدا کے سامنے پیش کیا بلاعذر و بلاتامل خدا نے اس پر دستخط کر دیئے اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا اس قدر مرزا قادیانی کے رعب سے خائف ہوا کہ وہ عجلت میں سرخی اور سیاہی میں تمیز نہ کرتا ہوا جھٹ قلم سنبھال دستخط کرنے پر مجبور ہوا اور جلدی میں قلم کو دوات میں ایسا غوطہ دیا کہ وہ سیاہی میں غرق ہوئی۔ جس سے اس قدر قطرے گرے کہ مرزا قادیانی کے کرتے اور عبداللہ سنوری کی ٹوپی کو اپنی لیاقت کا شاہد بناتے ہوئے محو حیرت واستعجاب کر گئے۔ سبحان اللہ! کس شان کا معجزہ ہے۔ اس سے بڑھ کر دلیل بھلا اور کیا ہو سکتی ہے۔ جس نے مرزا قادیانی کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ بے چارے رونے پر مجبور ہوئے۔ مسیح قادیانی کے نونہالو یہ تو کہو کہ تمہارے مرزا قادیانی بہ نفس نفیس آسمان پر گئے یا اللہ میاں ملاقات کے لئے قادیان میں آیا اور پیشگوئیاں اللہ میاں کو دیکھ کر لکھی گئیں تھیں یا مرزا قادیانی نے ٹیلی گرام کے ذریعہ خدا کو دعوت دی تھی کہ فوراً پہنچو۔ پیشگوئیاں تیار ہیں ان کی تعمیل کے لئے دستخط کر جاؤ اور خواجہ کا مینڈک گواہ بھی پاؤں دباتا اور ناز اٹھاتا آسمان پر ساتھ ہی گیا تھا یا حجرہ میں ہی وصال محبوب کی خواہش سے منتظر تھا۔

اور اللہ میاں پہلی جماعت کے طالب علم کی طرح سیاہی کو جھاڑنے میں جو قطرے گراتے تھے وہ مرزا قادیانی کے کرتے اور عبداللہ کی ٹوپی پر پڑنے کا قصہ ہماری سمجھ میں نہ آسکا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ وہ حجرہ میں میرے پاؤں دبا رہا تھا اور اگر ٹوپی پر قطروں کا پڑنا صحیح تصور کریں تو مرزا قادیانی کے پاجامہ پر پڑنے چاہئے تھا نہ کہ کرتے پر اور وہ پیشگوئیاں جو لکھی گئی تھیں کیا تھیں۔ کن کے متعلق تھیں اور مرزا قادیانی کا خدا بھی عجب بدھو تھا جو بلاسوچے سمجھے ایک معمولی سرشتہ دار سے کم تر انسان کی خواہش پر اور وہ بھی قضاوقدر کی باتوں پر دستخط کر دیئے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ٹوپی اور کرتے پر سیاہی کے قطرے موجود ہیں اور رویت کا گواہ بھی موجود ہے۔ اس لئے ایک سوال ہے جس کے حل کرنے میں پر کوئی مسیح بھیڑ توجہ کرے اور مبلغ یک صدروپیہ نقد انعام پاوے۔ جبکہ کرتے اور ٹوپی پر قطرات موجود ہیں تو لازمی بات ہے کہ قضاوقدر

کی پیشگوئی پر بھی دستخط موجود ہوں گے۔ کیونکہ جب قطرے اصلی ہیت میں موجود ہیں تو دستخط بھی اصلی حیثیت میں موجود ہونے چاہئے۔ وہ کاغذ جس پر دستخط ہوئے اور بلا تامل ہوئے کہاں ہے؟ اور اللہ میاں کے دستخط کونسے علم الحروف میں ہیں اور پیشگوئیاں کیا تھیں اور وہ من وعن پوری ہوئیں یا ادھوری ہی رہیں۔ اگر کوئی صاحب ان باتوں کا جواب دے کر یہ صداقت تک پہنچا سکیں تو وہ انعام کے مستحق ہونے کے علاوہ مرزائے قادیانی کے صحیح بہی خواہ اور سچے مرید ہیں۔ کیونکہ ایک ہی نشان کی دو متضاد باتیں نہیں ہوسکتیں۔ جبکہ تمثیلی طور پر ایک چیز موجود ہے تو دوسری کا موجود نہ ہونا کس علت غائی پر ہے؟۔

اور اگر کوئی صاحب یہ جواب دیں کہ کشفی رنگ میں یہ ایک خواب تھا تو وہ سیاہی کے قطرے جو کرتہ اور ٹوپی کا ستیاناس کر گئے کہاں سے آ گئے۔ وہ بھی تو کشفی رنگ میں ہونے لازم ملزوم تھے۔ نہ کہ اصلی ہیئت میں اور یہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کس طرح سے بن گیا۔ میرا خیال ہے اور یہی قرین قیاس بھی ہے کہ یزیدی لوگ جو قادیان میں پیدا ہو گئے ہیں ان میں سے کسی ایک نے مذاقاً سرخی کی دوات سے چند ایک قطرے عمداً آپ پر ٹپکائے ہوں اور آپ اس کو الٰہی قطرات پر محمول کر رہے ہوں۔ ورنہ یہ خیال موہوم فی نفسہ مضحکہ خیز ہے جو آپ اہل بصیرت کے لئے پیش کرتے ہیں اور کلام مجید اس کو مردود وافتراء قرار دیتا ہے۔ لیس کمثلہ شیئا اور وہ چیز جو ابتدائے آفرینش سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی وہ آپ کی قسمت میں کہاں۔

خدا کا فضل واحسان تو جس قدر مرزا قادیانی کی ذات پر تھا وہ محتاج بیان نہیں کسی نے کسی کو پوچھا تم روتے کیوں ہو تو جواب ملا شکل ہی ایسی ہے۔ خدا کا احسان وکرم ہوتا تو آپ کے آنسو کیوں نکلتے اور آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر آخر الزمان ﷺ تک کسی ایک مرسل من اللہ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ اس کی نظیر میں پیش کر سکتے ہو کہ جو کچھ انہوں نے چاہا وہ بلا دیکھے بھالے سنے سنائے اللہ میاں نے منظور کر لیا۔ سابقہ اوراق میں نبی کریم ﷺ کا واقعہ اسی غرض سے پیش کر چکا ہوں۔ صرف انشاء اللہ کے ایک لفظ نہ کہنے سے سرکار مدینہ ﷺ کو کئی روز تک حیران رہنا پڑا اور سلسلہ وحی بند رہا۔ وہ پاکوں کا پاک اور خاصوں کا خاص تو یہ مجاز نہ رکھ سکے کہ ایک سوال کا جواب اپنی مرضی سے دے سکے۔ دیکھو پارہ سولھواں بنی اسرائیل آیت ۸۵۔ ’’ویسئلونك عن الروح ...... الخ!‘‘

اور اگر مراق کی وجہ سے حضور ﷺ کا کوئی واقعہ یاد نہ ہو اور حافظہ بھی جواب دے چکا ہو تو گوش ہوش سے سنو۔

سرور عالم ﷺ فداہ ابی وامی کا وہ پرورش کنندہ اور بعد از خدا نگران عم محترم جو ابو طالب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس نے صدہا تکالیف حضور ﷺ کی رفاقت میں بسر کیں۔ فاقے کئے اور بچوں کو بھوکا ترسایا گھر بار سے جبراً اور مجبوراً پہاڑ کی گھاٹی پہ زندگی بسر کرنے کو رفاقت سے منہ موڑنے پر ترجیح دی اور حرف شکایت زبان پہ نہ لائے۔ بلکہ ہمیشہ سرکار مدینہ کی مدح وستائش میں قصائد اور اشعار کہے اور ہجو کرنے والوں کی مذمت کی اور ہر خدمت کو مستعدی سے سرانجام دیا۔ جب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو جانے کی تیاریاں کر رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ اس وقت عم محترم کے سر بالین پہ رونق افروز تھے اور کچھ افسردہ ومغموم سے تھے۔ رحمت عالم ﷺ کے دل میں ایک ایسی سچی تڑپ معجزن تھی جو رہ رہ کر بے چین کئے دیتی تھی۔ آنحضور ﷺ فداہ امی وابی چند ایک بار عم محترم پر جھکے اور کان میں کچھ فرمایا۔ ابو طالب نے جواب دیا کہ اے میرے لخت جگر میں جانتا ہوں کہ لاریب تو خدا کا برگزیدہ رسول اور امانت کردگار ہے۔ مگر قبائل کے طعنہ سے ڈرتا ہوں کہ میرے پیچھے استہزاء کریں گے کہ جہنم کے خوف سے بھتیجے کی رسالت کو مان لیا۔ حضور ختمی مآب ﷺ نے فرمایا چچا صرف ایک بار میرے کان میں کلمۂ شہادت کا اعادہ کردو تا کہ قیامت کے روز تمہاری شفاعت کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرقان حمید میں یہ آیت اتاری جو جبریل امین لے کر حاضر ہوئے۔

’’انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء (القصص:۵۶)‘‘ یعنی اے میرے حبیب ﷺ جس سے تو محبت کرے اور چاہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائے صرف تیری محبت اسے ہدایت نہیں کرسکتی۔ جب تک میری مشیت اس کی ہدایت کی مقتضی نہ ہو۔

’’لیس لك من الامر شئی اویتوب علیهم اویعذبهم (آل عمران:۱۲۸)‘‘ رسول اکرم ﷺ جو افضل الرسل ہیں وہ تو اس بات کے مجاز نہیں ولیکن مرزا قادیانی ہیں کہ جو چاہیں لکھ لیں اور خدا کی کیا طاقت ہے جو دیکھ ہی سکے کہ کیا لکھا ہے اور کس کس کی قسمت کا کیا کیا فیصلہ ہو رہا ہے۔ بلکہ بلا چون وچرا دستخط کر دیئے۔ حالانکہ دستخط کے بعد ایفا کا آنا لازم ہے۔

مرزا قادیانی کی تحریر میں جھوٹ در جھوٹ ہوا ہی کرتا ہے کوئی نہ کوئی سقم ایسا بھی رہ جایا کرتا ہے جس سے بہ آسانی دجل کے عنکبوتی تار روز روشن کی طرح جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ پیش کر دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

"عجیب بات ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔"

بہت خوب اب خود تسلیم کرتے ہیں کہ دستخط کرنے کے بعد میری نیند کھل گئی اور اس وقت عبداللہ سنوری میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ قادیانی اصلاح میں سیکنڈ کتنے عرصہ کا نام ہے۔ آپ کی نیند اچاٹ بھی ہوئی اور آپ بے ہوشی سے ہوش میں آئے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ وفور محبت میں میرے آنسوں رواں ہیں اور عبداللہ پاؤں دبا رہا ہے اور قلم تو مدت کا نیند کی حالت میں دستخط کر چکا تھا اور قلم کے جھاڑنے کا وقت اس سے پہلے کا تھا۔ مگر آپ نے اور عبداللہ نے بعد میں قطرے پڑتے دیکھے یہ عجب معاملہ ہے کہ اس میں ایک سیکنڈ کا فرق نہ پڑے اور اگر ایسا ہی ہے تو یہ آپ کی عجب کرامت اور پھڑکتا ہوا معجزہ ہے واہ کیا کہنے ہیں اس عقلمند کے۔

اور یہ بات بھی تو خلاف عقل اور بعید از قیاس ہے۔ کیونکہ اسی اصول میں آپ مقید ہیں مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے جو دلائل آپ دیا کرتے ہیں کہ وہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر تو ہے۔ ولیکن ایسا اس نے کبھی نہیں کیا۔ لاتبدیل لکلمات اللہ تو ہے۔ ولیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کے مصداق آپ کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ میاں ایک معمولی سب جج کی حیثیت سے آپ کے حجرے میں قلم دوات سنبھالے قطرے گرانے کو آ جائے اور روحانی طور پر نہیں بلکہ مادی طور پر آئے اور طرفہ یہ کہ آپ پاؤں دبوانے میں ہی مشغول رہیں اور تمثیلی طور پر نظر آنے پر بھی استقبال کے لئے نہ اٹھیں یا آپ بذات خود قلم دوات لئے آسمان پر پہنچ جائیں اور جو دل میں آوے پیش گوئی کے طور پر لکھ لیں اور جس کی مشیت اور قدرت سے واقعات نے بعد میں پورا ہونا ہے اور بلا تامل بلا توقف دستخط کر دے واطیعواللہ کی بجائے خود واطیعوالمرزا بن جائے۔ اگر آپ یہ قبول کریں کہ میں آسمان پر نہیں گیا اور نہ میرا خدا یلاش قادیان میں نازل ہوا بلکہ یہ صرف ایک خواب تھا جس میں تمثیلی طور پر مندرجہ واقعہ کا انکشاف ہوا تو اہل علم آپ سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ وہ قطرے اور ان کی رفتار اور رویت کے گواہ کا قصہ غلط تمام چیزیں روحانی طور پر ہوئی چاہئیں نہ یہ کہ اصل چیز پیش گوئی کے کاغذ اور اللہ میاں کے دستخط تو روحانی کہہ دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ دجل کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے ایک مہیب بم کا کام دیتے ہیں اور عوارض کا ذکر کر دیا جائے۔ چلو صاحب یہ بھی ایک منٹ کے لئے مان لیتے ہیں کہ یہ واقعہ آدھا تیتر آدھا بٹیر ہی کے مصداق تھا۔ اس لئے روحانی حصہ کو چھوڑتے

ہوئے جسمانی حصہ میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر جس حجرہ میں آپ لیٹے تھے وہ ضرور مسقف ہوگا اور جب تک جسمانی چیز کے لئے کوئی راستہ قرار نہ دیا جائے کہ کس راہ سے نازل ہوئی تب تک کوئی اعتبار ہی نہ کرے گا۔ آپ یہ فرمایئے کہ چھت میں اس وقت سوراخ قدرت نے ڈال دیئے تھے یا چھت چند لحوں کے لئے اڑ گئی تھی۔ کیونکہ قطرے ٹپکنے کا واقعہ آپ نے اور عبداللہ سنوری دونوں نے دیکھا تھا اور اگر چھت میں معاً سوراخ ہوئے تو آپ نے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا اور اگر چھت اڑی تھی تو یہ تو قطروں کی اعجاز نمائی سے زیادہ دلپذیر اور اچنبہ خیز واقعہ ہے اور اگر دونوں باتوں کا جواب نفی میں ہو تو ہمارے خیال میں کسی گرگٹ کے اندام نہانی میں سے کسی عارضہ کے باعث وہ چند بوندیں ٹپکنا قرین قیاس اور نہایت انسب معلوم ہوتی ہیں اور دستخط کرنے کی بھی خوب کہی بھلا یہ بھی کوئی کام ہے ہوسکتا ہے کہ آپ کے خدا نے بھی کوئی دستخط آپ سے کروائے ہوں۔ جب کہ آپ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا۔ میرے خیال میں چونکہ مراق مانع تفہیم ہے اس لئے یاد عزیز سے سہواً اتر چکا ہے کچھ ہرج نہیں ہم یاد کرائے دیتے ہیں۔

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگیوں کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

’’رائیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ہو...... فخلقت السمٰوٰت والارض...... وقلت انازینا السماء الدنیا بمصابیح‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴،۵۶۵)

میں نے خواب میں اپنے آپ کو ہو بہو دیکھا کہ خدا ہوں۔ میں نے یقین کیا کہ میں سچ مچ خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین وآسمان بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے۔

ہمارے خیال میں چونکہ آپ کی اور آپ کے خدا یلاش کی بھائیوالی ہو چکی تھی۔ جس میں یہ شرط قائم ہوئی تھی کہ زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں یہ اسی خواب کی بنا پر ہوئی تھی۔ کیونکہ پہلے کا زمین وآسمان بہت پھٹا پرانا ہو چکا تھا۔ اللہ میاں کی التجا پر آپ نے نیا بنا دیا اور ستاروں سے جگ مگ جگ مگ کر دیا۔ اس لئے آپ کا خدا آپ کا سخت مشکور تھا اور ساجھی گیرہ اس کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ قضاوقدر کی پیش گوئی پر دستخط بلا دیکھے کر دے اور کیوں منہ موڑے۔ جب کہ وہ عرش پر تمہاری تعریف کے گن گاتا ہے اور یک جان ودو قالب ہے۔ الہام

''انت منی وانا منك ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

مگر آپ یہ رو کیوں دیئے۔ شاید وفور محبت میں بھی آنسو نکل آیا کرتے ہیں۔ سو کچھ مضائقہ نہیں۔ آخر دوست ہی ہیں نا۔ ہاں یہ بتانے کی زحمت گوارہ کریں کہ پہلے زمین و آسمان کہاں پھینکے تھے یا اسی کو پیوند لگادیئے گئے تھے۔

قارئین کرام! اب ہم مرزا قادیانی کا اصلی فوٹو بےنقاب کرتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیں اور ہماری محنت کی داد دیں۔

اللہ میاں اور مرزا قادیانی کی محبت کی پینگ

۱...... ''ربنا عاج ''(براہین احمدیہ ص۵۵۴ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۲) ''مرزا قادیانی کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔''(معاذ اللہ)

۲...... ''انت من مائنا وهم من فشل ''(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳) ''اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے اور لوگ خشکی سے۔''

۳...... ''انت منی وانا منك ''(تذکرہ ص۴۲۲) ''اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔''

۴...... ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی ''(اربعین نمبر۲ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۲۸۲) ''اے مرزا تو مجھ سے میری توحید و وحدت کے بمنزلہ ہے۔''

۵...... ''انت وجیه فی حضرتی ''(اربعین نمبر۳ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۱۰) ''اے مرزا تو میرے دربار میں چنا ہوا ہے۔''

۶...... ''الارض والسمٰوٰت معك كما هو معی ''(اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳) ''اے مرزا زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔''

۷...... ''اختر لك لنفسی شانك عجیب واجرك قریب ''(ازالہ اوہام ص۱۹۶، خزائن ج۳ ص۱۹۶) ''اے مرزا میں نے تجھے اپنی جان کے لئے چن لیا تیری شان عجیب ہے اور پھل تیرا نزدیک ہے۔''

۸...... ''ینصرك الله فی مواطن ''(اربعین نمبر۲ ص۳۱، خزائن ج۱۷ ص۳۸۰) ''اے مرزا ہم تمہاری کئی میدانوں میں مدد کریں گے۔''

۹...... ''لا تخف انك انت اعلیٰ ''(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲) ''اے مرزا نہ خوف کر تحقیق تو ہی غالب رہے گا۔''

۱۰...... ''بشری لك یا احمدی انت مرادی ومعی ''(حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲) ''اے مرزا تجھے بشارت ہو اے میرے احمد تو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔''

۱۱...... ''جری الله فی حلل الانبیاء ''(اربعین نمبر۲ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۵۴) ''اے مرزا تو خدا کا پہلوان ہے۔نبیوں کے لباس میں۔''

۱۲...... ''غرست کرامتك بیدی ''(اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۲) ''اے مرزا تیرے ہاتھ میں کرامتیں ہیں۔''

۱۳...... ''یا احمد بارك الله فیك مارمیت اذرمیت ولکن الله رمیٰ ''(حقیقت الوحی ص۷۰، خزائن ج۲۲ ص۷۳) ''اے مرزا اللہ برکت کرے نہیں چلایا جو کچھ چلایا ولیکن اللہ ہی نے چلایا۔''

۱۴...... ''الرحمن علم القران ''(حقیقت الوحی ص۷۰، خزائن ج۲۲ ص۷۳) ''اے مرزا رحمٰن نے تمہیں قرآن سکھایا۔''

۱۵...... ''لتنذر قوماً ما انذر اباۂم ''(اربعین نمبر۳ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۱۰) ''اے مرزا ہم نے تمہیں اس لئے بھیجا کہ اس قوم کو ڈراوے جس کے باپ دادا ڈرائے گئے ہیں۔''

۱۶...... ''قل انی امرت وانا اول المؤمنین ''(اربعین نمبر۲ ص۳۳، خزائن ج۱۷ ص۳۸۲،۴۱۰) ''کہہ دے اے مرزا میں یہ حکم کیا گیا ہوں کہ میں پہلا مؤمن ہوں۔''

۱۷...... ''یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ''(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷) ''اے مرزا ہم تمہیں پورا پورا بھرلیں گے اور تیری رفع جسمی آسمان کی طرف کریں گے۔''

۱۸...... ''جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمة ''(اربعین نمبر۲ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۳۸۰) ''اے مرزا تیرے جانشین کو کافروں پر قیامت تک غلبہ۔''

۱۹...... ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علیٰ الدین کله ''(حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۷۴) ''وہی مولا ہے جس نے اے مرزا تمہیں پیغمبر بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ تمہیں تمام ادیان پر سچائی ثابت کردے۔''

۲۰...... ’’لاتبديل لكلمات الله ‘‘(تذکرہ ص۱۵۹)’’اے مرزا خدا کی باتیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔‘‘

۲۱...... ’’انا انزلناه قريباً من القاديان ‘‘(حقیقت الوحی ص۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱)’’اے مرزا ہم نے تمہیں قادیان کے قریب اتارا۔‘‘

۲۲...... ’’وبالحق انزلناه وبالحق نزل صدق الله ورسوله وكان امر الله مفعولا ‘‘(حقیقت الوحی ص۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱)’’اے مرزا تو حق کے ساتھ اترا اور ہم نے حق کے ساتھ اتارا اللہ سچا ہے اور رسول سچا ہے اور خدا کا کام پورا ہی ہونا تھا۔‘‘

۲۳...... ’’قل هو الله عجيب ‘‘(تذکرہ ص۶۱)’’کہہ دے اے مرزا اللہ عجیب ہے۔‘‘

۲۴...... ’’قل جاء كم نور من الله ‘‘(اربعین نمبر۲ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۵۴) ’’کہہ دے اے مرزا اللہ کی طرف سے [1] نور آیا ہے۔‘‘

۲۵...... ’’اتكفر وانكنتم مؤمنين ‘‘(ازالہ اوہام ص۱۹۴، خزائن ج۳ ص۱۹۴) ’’کہہ دے اے مرزا اگر تم مؤمن ہو تو میرے ماننے میں کفر مت کرو۔‘‘

۲۶...... ’’ان جعلناك عيسىٰ ابن مريم وانت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق ‘‘(حمامۃ البشریٰ ص۸، خزائن ج۷ ص۱۸۴)’’ہم نے اے مرزا تمہیں عیسیٰ ابن مریم بنایا اور تم ہمارے نزدیک اس مرتبے کو ہے۔ لا يعلمها الخلق! جس کو خلقت نہیں جانتی‘‘

۲۷...... ’’وانك اليوم لدنيا مكين امين ‘‘(اربعین نمبر۲ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۵۴)’’اے مرزا تو ہمارے نزدیک بڑی عزت والا ہے۔‘‘

۲۸...... ’’انت اسم اعلىٰ ‘‘(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)’’مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔‘‘

۲۹...... ’’الله يحمدك من العرش ‘‘(ایضاً)’’اے مرزا اللہ تیری عرش پر تعریف کرتا ہے۔‘‘

---

[1] میرے خیال میں تو شاید براہین احمدیہ ہوگی کیونکہ سرکار مدینہ کو قرآن کریم کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا۔

مرزا قادیانی کا آخری حکم

۳۰...... ’’فهذا هو الدعوى الذى يجادلنى قومى فيه ويحسبوننى من المرتدين ‘‘(حمامۃ البشریٰ ص۸، خزائن ج۷ ص۱۸۴) ’’پس یہ میرا دعویٰ ہے۔ جس میں مسلمان قوم مجھ سے جھگڑتی ہے اور مجھ کو مرتد جانتی ہے۔‘‘

ناظرین کرام! میں بلا مبالغہ واللہ باللہ عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے ایسے کلمات ہزاروں کی تعداد میں پیش کر سکتا ہوں جن میں مرزا قادیانی کا خدا مرزا قادیانی کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔

یہ کفریہ کلمات ایسے ہیں جنہیں ایک مومن پڑھنا بھی پسند نہ کرے میں حیران ہوں کہ مرزائی ایسی تعلیم کے برتے پر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جاتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبیست!

قارئین کرام! میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو سلیم الطبع یورپ میں مسلمان ہوئے یقیناً انہوں نے اس بھیانک چیز کو نہ دیکھا ہوگا اور اگر وہ اسے دیکھتے تو بھی یقیناً وہ حلقہ بگوش اسلام نہ ہوتے۔

میرے بزرگ اچھی طرح سے یاد رکھیں کہ جو لوگ اسلام کے آغوش شفقت میں آرہے ہیں یا آچکے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کی تصویر رحمت کو دیکھ کر آتے ہیں اور انشاءاللہ آتے رہیں گے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی انگریز یا صحیح الدماغ انسان کے سامنے اگر مرزا قادیانی کی صحیح فوٹو اور ان کے خیالات کو رکھا جائے تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائے گا۔ ایسی بھیانک سپرٹ کو ایک آنکھ دیکھنا گوارہ نہ کرے گا۔ جس میں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ مرزا قادیانی خدا تھے یا ان کا خدا خدا تھا اور یہاں تو بقول شخصیکہ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگرے

کا نظارہ نظر آتا ہے میں نے چند نمونے جو پیش کئے ہیں ان کے ثبوت اسی کتاب میں موجود ہیں اور بقیہ انشاءاللہ تصویر مرزا جو زیر طبع ہے میں پیش کروں گا۔ مرزائیو!

مجھ سا مشتاق زمانے میں نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

خالد وزیرآبادی!

تمت بالخیر!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تصویرِ مرزا

ایس۔ایم خالد وزیر آبادیؒ

تقریضات

علامہ عصر، فاضل بے بدل، جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلماء ہند دہلی کا ارشاد

نوشتۂ غیب کے بعد آپ کی دوسری تصنیف نوبت مرزا کا شکریہ! رمضان المبارک کے باعث جواب میں تاخیر ہوئی۔ اس دفعہ بھی پوری کتاب کے مطالعہ سے قاصر رہا۔ لیکن کتاب کو جس قدر بھی پڑھ سکا اس سے آپ کے انداز بیاں اور طریقہ استدلال کو سمجھ لیا۔ آپ نے مرزا قادیانی کے رد کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ نہایت صاف، واضح اور سہل ہے۔ عوام مسلمانوں کے لئے یہ طریقہ بہت مفید ہے اور اس سے بہت زیادہ نفع پہنچنے کی امید ہے۔ میری دعاء ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی تصانیف کو عام وخاص میں مقبولیت کا درجہ عطاء فرمائے اور آپ کو مزید عمل خیر کی توفیق میسر ہو۔

ضیغم اسلام، فاتح قادیان، قائد حریت، امیر شریعت حضرت مولانا جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا ارشاد

کتاب نوبت مرزا جو اپنے باب میں بے نظیر کتاب ہے موصول ہوئی۔ مگر افسوس کہ مشاغل کے باعث میں اس کا باہتمام مطالعہ نہ کر سکا۔ جستہ جستہ مقامات سے میں نے اس کو دیکھا ماشاء اللہ مرزائیوں کے رد میں بہترین کتاب ہے اور حرب قادیانی میں یہ حربہ ماشاء اللہ کافی ووافی ہے۔ مضامین کا تسلسل ہر خوبی وعمدگی سے نبھایا گیا ہے۔ جو آپ اپنی نظیر ہے۔ مسلمانوں کا کوئی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی عمر میں برکت دے اور کتاب کو قبولیت عامہ بخشے۔ آمین!

فخر ملت والدین جناب مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار کا ارشاد گرامی

عزیزی میاں خالد وزیر آبادی عرصے سے فتنہ مرزائیت کے استیصال کے لئے بہترین کتابیں تصنیف کر رہے ہیں۔ نوشتہ غیب کے بعد نوبت مرزا مرزائیت کی تردید میں یہ دوسری بہترین تصنیف ہے۔ میں نے اس کتاب کے اکثر چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے نہایت ضروری ہے جو مرزائیت کی

اندرونی خباثتوں سے ناواقف ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان خالد صاحب کی تصانیف خرید کران کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

فیض مآب، فخر سادات، جناب مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی کا ارشاد گرامی

آپ کی ارسال کردہ کتاب نوبت مرزا جو اپنے باب میں بے نظیر کتاب ہے موصول ہوئی۔ اس کے مطالع نے طبیعت میں ازحد بشاشت پیدا کی۔

نوشتہ غیب کے بعد نوبت مرزا سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ ہر دو کتب مذکورہ اس قدر جامع ہیں کہ تردید مرزائیت کے لئے دوسری تمام کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ میری مختصر یہ رائے ہے کہ اگر چشم بصیرت سے مرزائی اصحاب بھی اس کا مطالع فرمائیں تو وہ بھی انشاءاللہ راہ راست پر آجائیں گے۔ اس لئے میں صاحب ثروت احباب سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ ان کو خرید کر مرزائی اصحاب میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

شیخ الحدیث والتفسیر جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا ارشاد گرامی

آپ کی ارسال کردہ کتاب نوبت مرزا موصول ہوئی۔ ماشاءاللہ خوب کتاب ہے اور نرالے ڈھنگ پر لکھی اور ایک ہی طرز پر ختم کی گئی ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو توفیق مزید عنایت کرے۔ آمین! ہاں اتنی اصلاح کی ضرورت ہے کہ دامن متانت ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اس میں شک نہیں کہ مرزائے قادیانی کی تحریرات کو دیکھ کر جواب لکھتے وقت مقام متانت پر قائم رہنا مشکل ہے اور ان کے متبعین کو بھی بغیر ترکی بترکی جواب سننے کے آرام نہیں آتا۔ لیکن پھر بھی ہم پیروان رسول مقبول ﷺ کو چاہئے کہ دوسروں کی تلخ کلامی کے مقابلہ میں نرمی سے جواب دیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس نیک کام کا اجر جمیل عطاء کرے۔ آمین!

شفیق ملت جناب مولانا مظہر علی صاحب اظہر ایم۔ ایل۔ سی کا ارشاد گرامی

میں نے کتاب نوبت مرزا مؤلفہ ایم۔ ایس خالد وزیرآبادکو بغور مطالع کیا۔ کتاب مذکور جامع کتاب ہے اور ایسی دلچسپ ہے کہ ایک دفعہ شروع کر دیجائے تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ میری مختصر یہ رائے ہے کہ تردید مرزائیت پر اس خوبی وعمدگی سے آج تک کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

رئیس الاحرار، فدائے قوم، جناب مولانا صاحبزادہ سید پیر فیض الحسن صاحب بی۔اے سجادہ نشین آلومہار شریف کا ارشاد گرامی

میرے عزیز دوست ایم۔ایس خالد وزیر آبادی نے رد مرزائیت پر چند بے نظیر کتابیں تحریر کی ہیں۔ یعنی نوشتہ غیب، نوبت مرزا، تصویر مرزا۔ ان ہر سہ مذکورہ کتب میں قادیانیوں کے پوشیدہ رازوں اور بستہ انکشافوں کا بہترین ذخیرہ موجود ہے اور حضرت مصنف کے زور قلم نے اس خوبی وعمدگی سے انکشاف کیا ہے جو قابل دید ہے۔ مرزائیت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں گو دوسرے احباب نے بھی بکھیریں۔ مگر اس کا سہرا خالد کے لئے ہی قسام ازل نے لکھا تھا۔ کتابیں کیا ہیں رد مرزائیت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ میں تمام مسلمانوں سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ ان کو خریدیں اور میرے خیال میں مسلمانوں کا کوئی گھر ان تینوں نسخوں سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔

فخر زمان جناب مولانا مولوی ظہور احمد صاحب بگوی صدر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ کا ارشاد گرامی

میں نے کتاب نوشتہ غیب ونوبت مرزا مؤلفہ ایم۔ایس خالد وزیر آبادی کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا، ہر دو کتب جس نیک مقصد کے لئے لکھی گئیں ہیں وہ اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گھر ان سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ مرزائیت کے دام تزویر کی تردید جس خوبی وعمدگی سے خالد صاحب نے کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ میرے خیال میں تردید مرزائیت پر ایسی دلچسپ وآسان کتابیں تصنیف نہیں ہوئیں دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کی سعی جمیلہ کو قبول کرے اور ان کی کتابوں کو قبولیت عامہ بخشے۔

فاضل اجل، عالم بے بدل، جناب مولانا محمد ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی صدر آل انڈیا اہل حدیث کا ارشاد گرامی

حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ کتاب لاجواب نوبت مرزا کا مطالعہ بغور کیا۔ مصنف کے زور قلم اور معلومات کی ہمہ گیری کا کیا کہنا۔ نوشتہ غیب کے بعد نوبت مرزا سونے پر سہاگہ ہے۔ مثیل مسیلمہ پیر قادیان کی پرفن چالوں کا تارو پود خوب بکھیرا ہے۔ فللہ درہ وعلی اللہ اجرہ!

بہت اہل باطل نے تھی خاک چھانی
ہوا دودھ کا دودھ پانی کا پانی

مسلمانوں کا کوئی گھر دونوں مذکورہ کتب سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔

بلبل شیریں نوا، فخر پنجاب جناب مولانا غلام فرید صاحب فاروقی کا ارشاد گرامی

میرے نہایت ہی محترم دوست مبلغ اسلام جناب ایم۔ایس خالد وزیر آبادی نے نہایت سادہ، عام فہم اور سلیس عبارت میں از حد دلچسپ پیرایہ میں بطرز ناول رد مرزائیت پر چند مدلل ومبسوط کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یعنی نوشتہ غیب، نوبت مرزا، تصویر مرزا۔ ان کتب میں قادیانیت کے معلومات اور پوشیدہ رازوں کے انکشاف کے متعلق نہایت اچھا ذخیرہ موجود ہے اور ان کی کتابت اور طباعت وغیرہ بھی نہایت دیدہ زیب اور دلفریب ہے۔ میری دانست میں مرزائیت کے دجل وفریب سے کما حقہ، آگاہی حاصل کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے اور حق تو یہ ہے کہ قابل مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس لئے میں جمیع مسلمان ہند سے عموماً اور اپنے احباب سے خصوصاً درخواست کرتا ہوں کہ وہ مذکورہ بالا کتب جلد از جلد خالد بک ڈپو وزیر آباد سے منگوا کر فرقہ ضالہ مرزائیہ سے واقفیت حاصل کریں اور میرے مخلص دوست خالد صاحب کی محنت وجانفشانی کی داد دیں۔

شمس العارفین قدوۃ السالکین جناب سید پیر محمد مظہر قیوم صاحب سجادہ نشین مکان شریف کا ارشاد گرامی

آپ کی ارسال کردہ ہر دو کتب یعنی نوشتہ غیب، نوبت مرزا میں نے مطالعہ کیں۔ آپ نے نہایت سادہ، عام فہم، سلیس عبارت، پیرایہ از حد دلچسپ، بطرز ناول تالیف فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تالیف سے بہت حد تک قادیانی دجل کی قلعی کھل گئی ہے۔ جو دوست بھی مطالعہ کرے گا اس پر قادیانی دجالیت واضح ہو جاوے گی۔ اس واسطے سب مسلمانوں کو ہر دو کتب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ لہٰذا سب ایمانداروں کا فرض ہے کہ دونوں کتابوں کو اپنے زیر نظر رکھیں اور اپنے حلقۂ اثر میں ان کی اشاعت اپنا فریضۂ مذہبی خیال فرماویں۔

مجاہد ملت جناب مولانا مولوی عبدالمجید صاحب سوہدروی کا ارشاد گرامی

ایم۔ایس خالد وزیر آبادی کی دوسری تصنیف نوبت مرزا جو اپنے باب میں بے نظیر کتاب ہے۔ مرزائیت کے لئے پیغام فنا، ثابت ہو رہی ہے۔ آپ نے اس سے پہلے نوشتہ غیب نامی ایک کتاب لکھی تھی جو بہت مقبول ہوئی۔ مگر یہ دوسری تصنیف ہے جو پہلی سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر نکلی ہے۔ سچ ہے۔

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

اس کتاب کو تردید مرزائیت کا گلدستہ سمجھئے۔ خود مرزا قادیانی کی تصنیفات اور تحریرات ہی سے ان کا قلع قمع کیا گیا ہے اور طرز بیان نہایت سلیس اور دلکش ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حمد باری تعالیٰ

تکلم تیرا آبشاروں میں پنہاں ترنم تیرا جوئباروں میں پنہاں
تیرا رنگ رخ لالہ زاروں میں پنہاں تیری خندہ روئی بہاروں میں پنہاں

ہے غنچوں کے لب پر تیری مسکراہٹ
ستاروں کے رخ پر تیری جھلملاہٹ

تیرا نور شمع فروزاں میں پیدا تیرا حسن ماہ درخشاں میں پیدا
تیری شوخیاں برق خنداں میں پیدا تیری گونج ابر بہاراں میں پیدا

گلوں میں نفاست تیری آشکارا
صبا سے لطافت تیری آشکارا

تیری دلربائی حسینوں میں پنہاں تیرے عشق کی آگ سینوں میں پنہاں
تیرا ذوق سجدہ جبینوں میں پنہاں تیرا نام دل کے نگینوں میں پنہاں

تیری ناخدائی سفینوں میں یارب
تیری لامکانی مکینوں میں یارب

محامد خاتم النبیین ﷺ

ہزار بار بشوئیم دہن بہ مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

خاک پاک بطحا سے ایک بے کس ویتیم بچہ جس کے سر پر باپ کا سایہ ہے نہ ماں کی آغوش شفقت۔ جس کا کوئی رفیق ہے نہ ساتھی بے یارومددگار۔ مفلسی وکس مپرسی کی حالت میں یکاوتنہا دعوت حق کی صدائیں بلند کرتا ہے۔ اس نے کسی کالج یا سکول میں زانوادب تہ نہیں کیا۔ وہ کسی معلم سے پرائیویٹ طور پر بھی ایک لفظ نہیں پڑھا۔ اس کا عزیز وقت مطالع وکتب بینی سے ہمیشہ بے نیاز رہا۔ وہ کسی درسگاہ تمدن واخلاق کا بھی رہین منت نہیں ہوا۔ ان حالات کی روشنی میں ان واقعات کے ہوتے ہوئے وہ تمام کفرستان عرب کو جہاں گھر گھر اصنام پرستی

کا مرض اور کوچہ کوچہ اوہام پرستی کا چرچا تھا۔ایک دعوت عام دیتا ہے۔ جو اس زمانہ میں نہایت ہی اچنبہ خیز تھی اور جس نے سامعین کو جو سالہا سال سے توحید سے کوسوں دور اور بندہ حرص و آز ہو چکے تھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

یتیم مکہ نے بڑے وقار و تمکنت سے اور ایک عجیب شان بے نیازی کے ساتھ اعلان فرمایا۔''من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ (مشکوٰۃ ص ۱۵، کتاب الایمان)''
﴿جس کسی نے بھی خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لیا۔پس وہ جنت میں داخل ہو گیا۔﴾

مولانا حالی نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

یہ اعلان کیا ہوا۔گویا پرستاران لات و عزیٰ کے ہیجان میں ایک تلاطم عظیم بپا ہوا۔یا کفرستان عرب کے چپہ چپہ سے آگ کے وہ خوفناک شعلے بلند ہوئے۔جن میں انتقام کی بے پناہ موج اس بے تمیزی سے بھڑکی۔جو بظاہر یہ معلوم دیتی تھی کہ داعی توحید کوئی دم کا مہمان ہے۔ ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اور نخلستان عجم کا پتہ پتہ اس کی مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آتا ہے۔مگر وقار نبوت اور رعب رسالت سے منہ کی کھاتا ہوا پاش پاش ہو جاتا ہے۔ان کے ارادے اور ناپاک تجاویز ناکامیوں اور نامرادیوں کا لباس پہنتی ہوئیں یاس حسرت کی تصویریں بن کر رہ جاتی ہیں۔

رئیسان مکہ نے متفقہ طور پر اس کے سدباب کے لئے ہر ممکن کوششیں کیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور جب وہ بری طرح سے ناکام ہوئے تو انہوں نے ایک آخری حربہ ایک سنہری و روپہلی تجویز ایسی سوچی جو دل کی عمیق ترین گہرائیوں کا آخری نتیجہ تھی اور جس سے یقیناً بڑے سے بڑے بہادر کے پائے استقلال میں لغزش آئے اور مدبران جہاں ٹھوکریں کھاتے ہوئے عقل و تدبر فہم و ادراک کو خیرباد کہہ جائیں۔

چنانچہ وہ اس آخری سوچ و بچار کے نتیجہ سے نبوت و رسالت کو مات کرنے کے لئے بڑے ادب سے یوں ملتجی ہوئے کہ اے امین مکہ ہم تمہیں اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں اور تخت حکومت اور زر و جواہر تیرے قدموں میں پیش کرتے ہیں اور جس قدر دوشیزہ و جمیل لڑکیاں تو پسند کرے تیرے باندی اور لونڈی بنائے دیتے ہیں اور اس کے عوض صرف ایک التجاء کا شرف قبولیت چاہتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے بتوں کو جو زمانہ قدیم سے ہمارے معبود چلے آتے ہیں برا کہنا چھوڑ دے اور ہم لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تو ہمیں اس عہد میں ہمیشہ صادق القول پائے گا اور ہم سب

معززین تیری تابعداری کو حرز جان بناتے ہوئے اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے۔

چرخ نیلی فام کے نیچے جس قدر کشت وخون اور برائیاں مضمر ہیں وہ انہیں حصول مراتب کے لئے ہیں۔ کائنات عالم میں ثبات وپامردی کے امتحان کے لئے یہ انتہائی آزمائش کا موقعہ ہے۔

دریتیم نے اس کے جواب میں نہایت استقلال وجرأت سے ایک ہلکا سا تبسم فرماتے ہوئے کہا، تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے یہ پاک مشن جلب زری یا دنیوی جاہ وحشم کے لئے جاری کر رکھا ہے یا ان چیزوں کی قدر وقعت سمجھتا ہوا ان کی خواہش رکھتا ہوں۔ بخدا اگر یہ خیال ووہم ہے تو یقیناً غلط۔ یہ تو کیا اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیا جائے اور مجھے اس پاک مقصد سے روکا جائے تو واللہ تم مجھے ان چیزوں سے بے نیازی پاؤ گے۔

اس مسکت جواب سے قریش مکہ کا ماتھا ٹھنکا اور وہ طرح طرح کے خیالات کے غلجان میں راہ گیر ہوئے۔

راستہ بھر آپس میں چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ کسی نے ساحر کہا، کوئی مجنون بولا، کسی نے شاعر کہا۔ مگر کسی نے یہ نہ کہا کہ تو (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ بحمد اللہ دروغگوئی کے الزام سے آپ کا دامن کسی نے داغدار نہیں کیا۔

آہ! سرکار مدینہ کو توسیع رسالت میں وہ کون سا دکھ ہے جو نہ دیا گیا ہو۔ کونسا آزار ہے جو باقی رکھا گیا۔ گالیاں آپ کو دی گئیں۔ مارنے کی دھمکیاں آپ نے سنیں۔ راستوں میں کانٹے آپ کے بچھائے گئے۔ پتھروں اور اینٹوں سے آپ کی تواضع ہوئی۔ دیہاتی چھوکروں سے آوازے آپ پر کسوائے گئے۔ سجدہ میں نجاست کے بھرے ہوئے اوجھ آپ پر ڈالے گئے۔ گلے میں پھندے آپ نے سہے۔ شہر بدر آپ ہوئے۔ سر اقدس کی قیمت سو اونٹ آپ کی مقرر ہوئی اور بیسیوں متفقہ یورشیں آپ نے برداشت کیں اور کوئی ایسا فتنہ یا دقیقہ فروگذاشت نہ ہوا۔ جو آپ کی ذات والا تبار پر استعمال نہ کیا گیا ہو۔ ولیکن باایں ہمہ وہ صبر ورضا کا پیکر عفو وحلم کے قالب میں سریر آرائے رسالت رہا۔ اس کے مبارک لب زبان پہ کبھی حرف شکایت نہ لائے اور اس کے پاک ارادوں میں کبھی شر نہ ہوا اور عزم میں فرق نہ آیا۔ اس نے ہر اس تکلیف کو خنداں پیشانی سے لبیک کہا اور ہر برے سے برے ارادے پر صبر عمیم کا سبق سکھلایا اور انتہائی دکھ اور تکالیف کے موقعوں پر پائے استقلال میں کبھی لغزش کو موقعہ نہ دیا۔

وہ امن کا شہزادہ جو رہتی دنیا کو یکجہتی و درس وحدت کی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کو مبعوث

ہوا۔ جانتا تھا کہ قدم قدم پر دشمنوں کے نرغے میں ہے اور جس طرح یہ سخت زمین سنگریزوں کو لئے پڑی ہے اس سے کہیں زیادہ سخت اس کے مکین ہیں اور ان کے دل پتھروں سے کہیں زیادہ سخت واقع ہوئے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ یہ وحشی و جاہل لوگ یہ اجڈ و سنگ دل قبائل بنی نوع انسان کی ہمدردی سے کوسوں دور تھے۔ جوا اور شراب ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ ڈکیتی و رہزنی ان کا ادنیٰ مشغلہ تھا۔ جہالت و تعصب گویا ان کے رہبر ہو چکے تھے۔ وہ اس قدر ظالم و بے رحم واقع ہوئے تھے کہ خوف شماتت سے اپنی نوزائیدہ بچیوں کو اپنے ہاتھوں زندہ درگور کرنا کار ثواب اور باعث فخر سمجھتے اور معمولی معمولی باتوں پر آپس میں الجھ جانا ان کے داہنے ہاتھ کا کرشمہ تھا اور اس معمولی خراش کی پاداش میں ہزاروں موت کے آغوش میں سوتے اور ایک ایک نزاع کی طوالت پچاس پچاس برس تک بھی ختم ہونے کو نہ آتی تھی اور یہ جھگڑا کوئی ملک گیری یا کسی اور اہم وجوہ کی بناء پر نہ ہوا کرتا۔ بلکہ اونٹوں کے لب جو پر آنے اور پانی پینے پلانے پر حماقت اور کم علمی کے مظاہروں کے تصدق میں رونما ہوا کرتا تھا۔

خلاق جہاں نے ان درندہ صفات وحوش و بہائم کے لئے ایک ایسی بے نظیر ہستی کو مبعوث فرمایا۔ جس کے قلب میں ان کی بہتری کے لئے اس شدت سے درد موجزن کر رکھا تھا کہ وہ ایک آن واحد کے لئے بھی یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ جہالت کے بے پناہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مقید رہیں۔ اس کی دلی تڑپ اسے لحہ لحہ اسی فکر میں دامنگیر رکھتی اور وہ گھنٹوں ان کی بہتری کے وسائل سوچا کرتا۔ جس قدر شدت تکالیف و مصائب آتے۔ اسی قدر دلی محبت اور جذبہ ایثار زیادہ مہربان ہوتا۔ وہ دکھ دیتے اور ستاتے یہ ان کی بہتری اور خوشحالی کی دعائیں کرتا۔ وہ سر اقدس کو جدا کرنے کے تہیئے کرتے اور نوع واقسام کے آزار تراشتے اور شمع رسالت کے گل کرنے کی تدبیریں سوچا کرتے اور یہ ان کی سرفرازیاں اور بلند اقبالیاں کے خواب دیکھتا ہوا خلاق جہاں سے دعاء کرتا۔

"اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" ﴿الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ مجھ سے مانوس ہو جائیں۔﴾ مولائے کریم نے اسی بلند خیالی اور اعلیٰ فطرتی کی بناء پر سرکار مدینہ کو رحمۃ اللعالمین وانک لعلیٰ خلق عظیم کے پاک القاب سے نوازا اور حضور نے اس خطاب رحمانیہ کی عملی تصویر کافۃً للناس کے لئے ابدالآباد تک کر دی۔

اقوام عالم سے پوشیدہ نہیں اور تاریخ دان اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نہایت ہی قلیل زمانہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ اس کی تعلیم اقطار واکناف میں اس خوبی و عمدگی سے پھیلی اور

اس کو ایسا فروغ حاصل ہوا کہ سارے جزیرۃ العرب میں اس کے غلام عزت کی زندگی اور وقار کا جینا جیتے تھے اور عوام کے دلوں پر یہ نقش کالحجر ہو چکا تھا کہ محمد ﷺ کے غلام جھوٹ نہیں بولتے، کم نہیں تولتے۔ بلکہ جب مسلم کا نام آتا تھا تو سچائی کی گارنٹی سمجھی جاتی تھی۔

کفار عرب سے یا دشمنان شمع رسالت سے انتقام لینے کا وقت یا بدلہ لینے کا موقعہ اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا تھا۔ جب کہ وہ در یتیم جسے مکہ سے دھکے دے کر جبراً نکالا گیا تھا۔ ایک لاکھ جان نثاروں کی معیت میں ایک پر شکوہ اور جرار لشکر کی سپہ سالاری کرتا ہوا پرچم توحید یا اسلامی پھریرے ہوا میں اڑاتا ہوا فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا۔

اشرف المخلوقات کے توشہ اخلاق میں سب سے زیادہ نادر و نایاب چیز عفو و درگزر ہے۔ بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جنہیں اس اخلاق فاضلانہ سے کچھ بہرہ تفویض ہوا۔ ولیکن سرکار مدینہ کی ذات بابرکت میں اس کی اسی قدر فراوانی اور ارزانی تھی۔ جیسے عفو کا ایک سمندر ہے جو ٹھاٹھیں اور موجیں مار رہا ہے۔ درگذر کا ایک بحر بے پایاں ہے کہ لہریں لے رہا ہے۔

گو یہ انسانی تقاضہ میں ایک مسلمہ قانون ہے کہ دشمن سے انتقام لینا ایک انسانی فرض ہے۔ مگر میرے آقا و مولا نے کبھی کوئی ذاتی بدلہ نہیں لیا اور ایسے انتقام کی کبھی خواہش ہی پیدا نہیں ہوئی۔

فتح مکہ کے دن انتقام لینے کا عمدہ موقعہ تھا اور وہ سب کینہ خواہ موجود تھے۔ جو خون کے پیاسے اور جان کے دشمن اور جن کے دست ظلم سے دانت شہید ہوئے۔ سترہ زخم وجود اطہر پہ آئے۔ جان سے زیادہ عزیز چچا شہید ہوا اور شمع رسالت کے سینکڑوں پروانے تہ تیغ کر دیئے گئے اس موقعہ پر کسی کی معذرت خواہی نا ممکن اور اعتراف فضول تھا۔ یہ وہ موقعہ ہے جب کہ ہر سیاست دان مجرم کی سزا کا فتویٰ دیتا ہے۔ مگر آپ کے دریائے حلم کے سامنے موج انتقام کی بھلا کیا ہستی تھی۔ گو آپ نے طرح طرح کی اذیتیں اور مصیبتیں اٹھائی تھیں۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر سب کو آزاد کر دیا۔

"لا تثریب علیکم الیوم اذهبوا فانتم الطلقاء (زاد المعاد ج ۳ ص ۲۹۵، فصل فی الفتح الاعظم)" ﴿جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں تم سب آزاد ہو۔﴾

جناب فخر دو عالم ﷺ کی حیات طیبہ ایسی بے نظیر و بے لوث زندگی تھی جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہ ملے۔ چمنستان محمدی کا پتہ پتہ درس وحدت دیتا ہے تو شاخ شاخ درس حریت پیش کرتی۔ اس کے فرحت بخش شگفتہ پھول پژمردہ دلوں میں تازگی و فرحت پیدا کرتے تو کنپلیں اطمینان کی ڈھارس بندھاتیں۔ اس کے مقدس شجر اپنے سایہ عاطفت میں قوموں کو لئے ہوئے انبساط کی زندگی پیدا کرتے تو شیریں نہریں مساوات سے سیراب کرتیں۔

باغ وحدت کی قمریاں اور بلبلیں اس آن سے ترانہ وحدت گاتیں کہ سامعین وجد کی حالت میں جھومتے اور شراب وحدت سے ایسے مخمور ہوتے کہ گھر بار بھول جاتے۔ نہ وہاں صیاد کا خطرہ تھا نہ رہزن کا ڈر۔

گلستان وحدت کا بے نظیر مالی ایسا خوش مقال اور شیریں سخن واقع ہوا تھا کہ اس کے مبارک منہ سے کبھی کسی کو جھڑکی یا گالی نصیب نہ ہوئی۔

وہ کبھی کسی کے درپے آزار نہ ہوا اور کبھی برے لفظ سے کسی کو یاد نہ کیا۔ اس کی شریں کلامی اور خوش خلقی کی یہاں تک انتہا ہو چکی تھی کہ اس کی مجلس میں کوئی کسی کی عیب جوئی نہ کرتا اور چغلی نہ کھاتا اور لعنت نہ بھیج دیتا۔ وہ جانوروں پر بھی برے القاب سے یاد کرنے کو برا سمجھتا اور سختی سے اس کو روکتا۔ اسی لئے غفور جہاں نے آپ کو ''انك لعلىٰ خلق عظيم (قلم:٤)'' کے خطاب سے یاد فرمایا۔ یعنی اے محمد ﷺ تم اخلاق کے انتہائی درجہ پر ہو۔ سرکار مدینہ نہایت نرم دل، خندہ جبیں، شیریں بیان، لطیف خو، مہربان طبع، خوش اخلاق اور نیکو سیرت تھے۔ ان کی ذات بابرکات میں سخت مزاجی اور عیب جوئی اور تنگ گیری نہ تھی۔ آپ عموماً ان چیزوں سے اجتناب کرتے۔ بحث و مباحثہ ضرورت سے زیادہ بات کرنا کسی کو برا کہنا کسی کی عیب گیری کرنا۔ کسی کے اندرون حالات کی تہ کو ٹٹولنا۔ غرضیکہ آپ اس قدر نرم خو تھے کہ کسی دوسرے کی تکلیف سے اس قدر متاثر ہوتے کہ جب تک اس کو رفع نہ فرما لیتے چین نہ آتا۔ آپ کے سامنے کوئی کسی کی ہجو کرتا تو منع فرماتے اور کوئی چغلی کھاتا تو فرماتے ''ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا (حجرات:١٢)'' ﴿کیا تم میں یہ کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاوے۔﴾

سرکار مدینہ کی ذات والا تبار میں انکساری کی اس قدر فراوانی تھی کہ کبھی زندگی بھر غرور نہ کیا۔ نخوت نہ جتلائی، پیوند خود لگائے، اونٹوں کو چارہ خود ڈالا، گھر کے کام خود انجام دیئے، آٹا گوندھا، آگ جلائی، جنگل سے لکڑیاں خود لائے۔ اس کے علاوہ رانڈوں اور بیواؤں کو سودا سلف لا کر دیئے۔

آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ ملاقات کے وقت ہمیشہ پہلے اسلام علیکم کہتے اور مصافحہ فرماتے اور جب تک وہ ہاتھ نہ کھینچتا آپ ہاتھ نہ ہٹاتے۔ کہاں تک قلم بند کروں اور کس کو طاقت ہے کہ شمار کرے۔ حضور کے محاسن اس قدر ہیں کہ وہ شمار ہی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تیرے احکام نے ختم رسل ساکت زباں کر دی
نہ ہوتا قفل گر منہ پہ تو بتلاتے کہ کیا تو تھا

تمہید

قادیان کے پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریخ کی اوراق گردانی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کا خاندان فلک بے پیر کی مہربانیوں سے تختۂ جور و جفا بن کر مفلوک الحال اور تنگ دستی کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اس کے افراد اکثر زمانہ کی چکی نے پیش دیئے تھے اور جو باقی تھے وہ مظلومیت وفاقہ مستی کی تصویریں نظر آتے تھے۔ مرزا قادیانی کے دادا ابا جن کا نام عطاء محمد تھا۔ حکومت برطانیہ کی مہربانی سے سات سو روپیہ سالانہ اعزازی پنشن پاتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ پنشن کسی جدی خدمات یا جاگیر کی ضبطی کی صورت میں تھی۔ وہ جب تک جیتے رہے یہ صلہ وفاداری برابر ملتا رہا۔ مگر جب مر گئے تو حکومت نے ان کے بھائی پر اسی مناسبت کے لحاظ سے فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے یک صد اسی روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی۔ مرزا قادیانی کے تایا صاحب برابر خزانہ عامرہ سے پندرہ روپیہ ماہوار لیتے رہے۔ ان دنوں میں مرزا قادیانی اور ان کے بھائی غلام قادر چھوٹے چھوٹے تھے۔ مگر تایا صاحب کی فوتیدگی پر یہ پنشن بھی حکومت نے بند کر دی اور اس کی وجہ بظاہر تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے بھائی اب جوان ہو چکے تھے اور مرزا قادیانی کے والد حکیم غلام مرتضےٰ تھوڑی بہت حکمت، پنشن اور زمینداری سے ان کے نان ونفقہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ چونکہ یہ خاندان آبائی حیثیت سے گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی کا دم بھرتا آتا تھا۔ اس لئے بھی کہ وہ زمانہ تعلیم سے بے بہرہ تھا اور خواندہ لوگ خال خال تھے۔ رموز مملکت کی سیاسی تدبیروں کے تصدق میں اسی علاقہ میں کرۂ فال بنام مرزا غلام مرتضےٰ پڑا اور کہا جاتا ہے کہ ان کو گورنری دربار میں کرسی نشین کی سند عطاء ہوئی اور فی الواقعہ وہ اس کے مستحق بھی تھے۔ سیدھے سادھے سفید پوش حکومت کے سچے جان نثار اور عاشق زار تھے۔ خدا بخشے اپنی عمر اچھی گذار کر داعی ملک عدم ہوئے اور یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ حکومت برطانیہ ایسٹ انڈین کمپنی کے نام سے ہندوستان میں سریر آرا تھی اور حسن تدبر و تنظیم کے تصدق میں رفتہ رفتہ حکمرانی کے مراتب تک پہنچی۔ ان دنوں میں زبان انگریزی کا ہندوستان میں ایک ایسا قحط تھا جس کی مثال آج ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ آج بی۔ اے اور ایم۔ اے کی ڈگریاں لئے خراب وخستہ حال تلاش روزگار میں دربدر بھٹک رہے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں علمی فقدان کے باعث حکومت پریشان تھی کہ کس طرح حکومت کی اسامیاں پر کرے۔

چنانچہ غلام آباد پر تسلط قائم کرنے کے لئے اور رعیت کے دلوں میں گھر کرنے کے لئے

حکومت کو سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ کچھ ایسے ہندوستانی تلاش کئے جائیں۔ جو حکومت کے دلی خیر خواہ اور سچے عقیدت کیش ہوں اور جن کی وساطت سے عوام الناس کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ ہماری حکومت، عدل وانصاف، قانون ومساوات کے اصولوں پر قائم کی گئی ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے رعایا کی خوشحالی وبہبودی کے لئے کوشاں رہے گی۔

چنانچہ مدبران حکومت نے تمام علاقوں سے اردو، فارسی، عربی خواندہ اصحاب تلاش کئے اور ان کے مختصر خاندانی حالات کو قلمبند کر کے حکومت کے ارباب بست وکشاد کی خدمت میں پیش کیا۔ حکومت نے انہیں حسب مراتب عہدے اور خطاب دیئے اور بعض کو جاگیریں اور وظائف سے مالا مال کر کے حکومت کا سچا بہی خواہ اور نمک خوار ٹوڈی بننے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اسی زمرے میں مرزا قادیانی کے دادا بھی آگئے۔ اس کے بعد عنان حکومت ملکی بہبودی کی طرف مبذول ہوئی۔ جابجا علمی درسگاہیں اور مدرسے، شفاخانے اور پولیس سٹیشن کھول دیئے۔ اسی جہالت کے دور میں یا علمی قحط کے زمانے میں (بقول نیولائٹ) مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کی باگ ڈور ایسے خشک ملانوں کے ہاتھ میں تھی۔ جنہیں سیاست میں بہت کم حصہ ملا تھا اور جو اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ وقت کا سگنل یہ تقاضہ کرتا ہے کہ حکومت کے خواب گراں سے جب بری طرح بیدار ہو چکے۔ پھر آنکھیں بند کرنے سے خواب تصور کرنا حماقت ہے۔ دور حاضر میں جو رو بہ رہی ہے تم بھی اسی میں کود جاؤ۔ مگر افسوس انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انگریزی زبان کے خلاف ایک جہاد بالقلم شروع کر دیا اور ہر چہار طرف سے فتوے دیئے گئے کہ انگریزی پڑھنے سے کافر ہو جاؤ گے۔ یہ ایسی افتاد پڑی جس کی تلافی کی سزا ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ مگر خدا جانے کہ اس کی شام کب ہوگی۔

اصل میں مسلمان قوم شاہی دماغ کی بو سے معطر تھی۔ وہ حکمرانی ایک دو برس نہیں ہزاروں برس کر چکی تھی۔ اس کے سامنے اسلاف کے کارنامے موجود تھے اور ان کی یادگاریں زبان حال سے یہ پتہ دے رہی تھیں۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
پتہ دیتی ہے شوخی نقش پا کی

بہرحال برادران عزیز مفتوح ہونے پر بھی فاتحانہ نشہ نہ بھولے اور اسی لے میں مگن رہے۔ مگر ہمسایہ قوم جسے حکومت کا خواب مدتوں سے محو ہو چکا تھا اور جن کے سامنے اسلامی سر بفلک عمارتیں مسلمانوں کا ماتم کرتے دکھائی دیتی تھیں۔ وقت کی نزاکت کو محسوس کئے بغیر نہ

رہے۔انہوں نے حکومت کی آواز کا خیر مقدم کیا اور بلا سوچے اس میں کود پڑے۔ان دنوں میں چونکہ حکومت کو ہزاروں اسامیوں کے پر کرنے کی فوری ضرورت تھی۔ پرائمری کے طالب علم غنیمت سمجھے جاتے تھے اور مڈل اور انٹرنس تو گویا آج کل کی پی۔ایچ۔ڈی سے کم نہ تھی۔

چنانچہ ایسے قیمتی زمانہ میں جب کہ علمی قحط الرجال ہو۔کسی کا کرسی نشین ہو جانا یا اعزازی پنشن حاصل کر لینا کون سا اچنبہ خیز معاملہ ہے اور یہ تو وہ زمانہ تھا کہ چار پانچ جماعت کی قابلیت کے آدمی ریلوے گارڈ کے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے۔جنہیں گلابی انگریزی بولنا بھی نہ آتا تھا۔ذیل کا افسانہ دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ایام سلف کا ایک افسانہ

سردار نہال سنگھ وجیہہ نوجوان تھے اور تعلیم سے بھی کچھ افادہ حاصل کر چکے تھے۔ ریلوے گارڈ کی اسامی پر تعین کئے گئے۔اس زمانہ میں برقی قمقمے نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ تیل کے معمولی لمپ جلا کرتے تھے اور چونکہ پبلک اس قدر تیز رفتاری سے مانوس نہ تھی۔ بلکہ اس مہیب بھاری بھرکم سیاہ انجن کو دیکھ کر سہم جایا کرتی تھی۔ یا دیوتا سمجھ کر اس کے آگے پرنام ڈنڈوت کر دیا کرتی تھی۔

سوء اتفاق سمجھ یا کوئی طوفان باد کہو ہوا کی شدت سے یا اندھی کی کثرت سے گاڑی کے لمپ بیک جنبش گل ہوئے۔گھٹا ٹوپ اندھیرا جونہی طاری ہوا ایک کہرام مچ گیا۔خلقت یوں گھبرائی، گویا قیامت صغرا ہے جو بپا ہو گئی۔اس شور و غوغا اور ہاہمی سے گارڈ صاحب کی عنان توجہ بھی مبذول ہونے سے نہ رہ سکی۔ وہ بھی پگڑی سنبھالتے گرتے پڑتے وقت کی نزاکت کا مطالعہ کرنے لگے۔مگر طوفان باد کے سامنے ان کی حقیقت ہی کیا تھی اور وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔بہر حال وہ خاموش نہیں رہے۔ایسے بہت کچھ تسلی و تشفی کرتے ہوئے فرمانے لگے۔ گھبراؤ نہیں ہم اس کا خاطر خواہ انتظام کئے دیتے ہیں۔ میں ابھی افسران بالا کو تار کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے بڑی پھرتی سے یہ تار لکھی۔

سردی لمپس آر بھوجھنگ بائی دی ہوا۔اف اپنی حرج مرج ٹوٹرین نہالا گاڈ دتاٹ جے دار

آوائل زمانہ کے ایسے ہی حالات اکثر سننے میں آئے ہیں۔ چنانچہ مرزائی تاریخ کے مطالع سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان ایک معمولی زمیندار کی حیثیت سے تھا۔مرزا غلام احمد قادیانی خاندانی ادبار کی وجہ سے مجبور ہوئے کہ تلاش معاش میں وطن عزیز کو خیر باد کہیں اور کہیں پیٹ کے دھندے کا خاطر خواہ انتظام کریں۔چنانچہ سیالکوٹ میں بڑی مشکل سے خاندانی وجاہت

کے لحاظ سے پندرہ روپیہ ماہوار کی اسامی کچہری میں مل گئی۔ جسے ایک کافی مدت تک مرزا قادیانی کے ساتھ رفیق رہنا پڑا۔ مرزا قادیانی اچھے خاصے منشی آدمی تھے اور انہوں نے بڑی محنت سے متعدد استادوں سے تعلیم حاصل کی تھی اور جن میں سے فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ قابل ذکر ہیں اور ویسے بھی مرزا قادیانی نکلے اور کوڑ مغز نہ تھے۔ بلکہ نہایت ذہین اور محنتی تھے۔ چنانچہ وہ جس زمین پر مطالعہ کیا کرتے تھے اور سبق کو یاد فرمایا کرتے تھے وہ پاؤں کے بار بار پڑنے کی وجہ سے دب گئی تھی۔ باوجودیکہ اس قدر انہماک تعلیم اور محنت شاقہ کے وہ ایک معمولی سے امتحان مختیاری میں فیل ہوئے۔ جس کی وجہ سے ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور نوکری سے طبیعت متنفر ہوئی اور بسر اوقات کی مشکلات نے دل ایسا کھٹا کیا کہ مجبوراً کوئی اور شغل اختیار کرنا پڑا۔

وطن کی یاد اور عزیز و اقارب کی مفارقت سے دل بھر آیا تو زمانہ کی کج رفتاری کا ماتم کرتے ہوئے قادیان مراجعت فرما ہوئے۔

قادیان میں بھلا کیا دھرا تھا گو وطن تھا۔ مگر روزگار نہ تھا اور کنبہ بھر کی عیالداری کی ضروریات سامنے تھیں۔ اس لئے یہ وطنی محبت بھی کچھ بھلی معلوم نہ ہوتی تھی۔ گو تھوڑا سا دسترس حکمت میں بھی آپ رکھتے تھے۔ تھوڑی بہت زمینداری بھی تھی۔ مگر زمانے کی ضرورت اس سے کہیں زیادہ تھیں۔ بہت سوچا اور بہتیرا سر پٹکا مگر کم بخت غربت کا برا ہو۔ کوئی علاج کارگر نظر نہ آیا۔ حیران تھے کیا کریں پریشان تھے۔ کس کو کہیں، مضطرب تھے۔ کہاں جائیں، غرضیکہ دن بھر اسی سوچ و بچار میں ہوائی قصروں کی ادھیڑ بن اور شکست و ریخت میں غلطان و پیچان رہتے اور رات کروٹیں بدلتے تمام ہوتی۔ عجیب پراگندگی کا زمانہ تھا۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام نصیب ہوتا تھا۔

سچ ہے بابا غربت بری بلا ہے

الختصر! رائے صاحب سیالکوٹی کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھانتے ہوئے براہین احمدیہ کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور اسلامی خدمت کو نصب العین قرار دیتے ہوئے اسلامی مصنف کی شان میں مناظرہ کا علم بلند کرتے ہوئے خادم دین کی تصویر میں نمودار ہوئے۔

آپ کی پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور اس تاریخ سے لے کر کامل ۱۹۰۰ء تک یعنی اس ساٹھ سالہ مدت عمر میں آپ کو کبھی نبوت کا وہمہ بھی نہ گذرا اور آپ کا دماغ اس خبط نابکار سے آلودہ نہ ہوا۔ بلکہ آپ کا ایمان عقائد صحیحہ پر رہا۔ چنانچہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے مبلغ پانچ عدد سرکلر مرزا آنجہانی کے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر مرزا کا ایک رخ

۱...... ’’وہ تمام امور جن میں سلف صالح کا اعتقادی اور علمی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔‘‘

(ایام صلح ص ۸۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۳)

اعلان عام ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء ختم نبوت کا اقرار

۲...... ’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے اور ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

انکساری وعاجزی کے رنگ میں

۳...... ’’ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت ﷺ سے مشرف ہوکر تکمیل منازل کا سلوک کر چکے ہیں۔ ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں۔ تو بطور ظل کے واقعہ ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں۔ جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

میں تو صحابہ کرام کا خاک پا بھی نہیں ہوں

۴...... ’’میرے لئے کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہ کرام) کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے۔ وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پاسکتا۔ کیا دوبارہ محمد ﷺ دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔‘‘ (اخبار الحکم قادیان ج ۳ نمبر ۲۹، مورخہ ۱۱؍اگست ۱۸۹۹ء، ملفوظات ج ۱ ص ۳۲۶)

جو شخص شریعت محمدی میں ذرہ بھی دخیل ہو وہ لعنتی ہے

۵...... ’’میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب

بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے نہیں۔ جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی جو چشمہ حق و معرفت ہے۔ میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔'' (انجام آتھم ص ۱۴۳، ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

تعجب نہیں حیرت ہے افسانہ نویسی نہیں حقیقت ہے۔ گو مرزا قادیانی کی عمر کا یہ ساٹھواں سال آخری ساعتوں پر قریب الاختتام تھا اور جوانی کے ماتم کی یہ بیسیوں نوبت تھی گو صدہا بیماریوں کی وہ جولانگاہ قرار پا چکے تھے۔ مگر توازن دماغ ابھی قائم تھا۔ وہ اس وقت تک درہم برہم نہ ہوا تھا۔ بلکہ عقیدہ سلف پر آپ بڑی سختی سے کاربند تھے اور وہ اسلامی عقائد کے لحاظ سے پکے مسلمان تھے۔ گو ان کا طرز عمل کچھ اور تھا۔ مگر ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک انسان اپنے اعمال کی وجہ سے جواب دہ ہوگا۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ انہوں نے کیوں براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کا وعدہ دے کر روپیہ اینٹھا اور صرف پانچ جلدیں دیں۔ ہمیں اس سے کچھ بھی سروکار نہیں کہ لنگر کے نام پر بہت کچھ سمیٹا۔ ہمیں اس سے بھی تعلق نہیں کہ انگریزی تفسیر کلام مجید کا وعدہ کیا اور انگریزی کو اپنی تین تجدوں کی مار بتایا۔ مگر وعدہ ایفائی نہ کی۔ حالانکہ اس کے متعلق ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے بہت سے خطوط میں توجہ دلائی۔ مگر صدا بہ صحرا ہی ثابت ہوئی۔ ہمیں یہ سوال کرنے کا کوئی حق نہیں کہ طاعون کے لئے کیوں دعاء کی گئی۔ حالانکہ اللہ والوں کی آمد رحمت الٰہی کے مترادف ہوا کرتی ہے۔ ہمیں یہ بھی جتلانا منظور نہیں کہ مکان کی وسعت کے لئے چندہ مانگنے کی وجہ پلیگ بتا کر کشتی نو [illegible] کیوں قرار دیا اور سادہ مزاج لوگوں کی جیبوں سے دن دہاڑے ڈاکہ ڈال کر دو ہزار [illegible] اینٹھ لیا گیا۔ ہمیں ایسی اور سینکڑوں باتوں سے کچھ غرض نہیں۔ بہرحال وہ ۱۹۰۰ء تک عقـ[illegible] رو سے اسلامی برادری میں شامل تھے اور ابھی تک براہین احمدیہ یا مداری پٹارہ نہ کھلا تھا اور اس کی مقفہ عبارتیں شہادت میں نہ پیش ہوئی تھیں اور نہ ہی کھلم کھلا کوئی دعویٰ تراشا گیا تھا۔

خدا جانے اس کے بعد کیا سوجھی اور کمبخت ٹیچی ٹیچی کیوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گیا۔ جس کی تابڑ توڑ کوششیں اور لگاتار الہام بانی ساون کی بارش کے مترادف ہوئی اور جو عقیدہ سلف کو اپنی

اس رو میں بہا لے گئی۔ چنانچہ موسیو بشیر الدین کا ایک مضمون اسی ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو انشاءاللہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

موسیو بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی کے سرکلر

نمبر۱: حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱ پر فرماتے ہیں کہ ’’اس میں ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنا غلطی ہے۔‘‘

مرزائیو! زور سے کہو آمنا باللہ و بروزی رسولہ!

سرکلر نمبر۲

القول الفصل ص ۲۴ پر فرماتے ہیں۔

’’غرض مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی فضیلت ہے اور ناقص نبوت لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔‘‘

مرزائیو! بلند آواز سے کہو لبیک یا خلیفۃ المسیح

تریاق القلوب مصنفہ مرزا ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی۔ ۱۹۰۲ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ چنانچہ یہ مسلمہ بات ہے کہ ۱۹۰۱ء میں امت مرزائیہ ان عقائد کی پابند ہوئی اور اسی پر بنائے ایمان قرار دی گئی اور آج جو یہ دوسری شاخ ڈیڑھ اینٹ کی خانقاہ لئے کھڑی ہے اور جس کے پادری محمد علی صاحب امیر رہے ہیں۔ ان کے بھی یہی عقائد تھے اور اب تک ہیں اس کے لئے کافی سے زیادہ ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں اور آج کل کا قصہ عقائد کی بنا پر نہیں۔ یہ تو ہاتھی کے دانت ہیں رونا تو سارا خلافت کا تھا کہ حکیم نور الدین کیوں خلیفہ بنائے گئے اور یار لوگ انتظار جاناں ہی میں رہے۔ مگر موسیو بشیر الدین محمود بھی کوئی کچی گولیاں نہ کھیلے تھے اور مرزا قادیانی کی اس قدر محنت شاقہ کو وہ جانتے تھے کہ یہ سلسلہ کس لئے قائم کیا گیا اور اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ بہر حال انہوں نے عقل مندی سے کام لیا اور بار خلافت ایک مرد بیمار اور

بوڑھے کے کندھوں پر رکھا۔ جس سے یہ مقصود تھا۔

بات کر وہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

چنانچہ نتیجہ ان کے حسب خواہش ہوا اور دیرینہ تمنائیں برآئیں اور یہی وہ چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ پادری محمد علی صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سرکلر نمبر ۳

"تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل...... یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقعہ نبی ہیں۔ دوئم...... یہ کہ آپ ہی آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ کلام مجید کے مصداق ہیں۔ سوئم...... یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵، مصنفہ بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان)

حالانکہ پادری محمد علی صاحب کا بھی یہی اعتقاد ہے وہ بھی مرزا کو خاتم النبیین اور اسی زمانے کا رسول مانتے ہیں۔ مگر مصلحتاً ۱۹۱۴ء کے بعد وہ اپنے رویہ کو ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دیکھانے کے اور کے مصداق صرف غریب مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ان عقائد کو بظاہر تسلیم نہیں کرتے۔ ورنہ در حقیقت وہ بقول شخصیکہ۔

ایک طرف ہے اندلس اور دوسری جانب دمشق

ایک ہے نسل یزید ار دوسرا ابن زیاد

چنانچہ ان سے اپنے قلمی عقائد قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مسیح موعود کا انکار آنحضرت ﷺ کا انکار ہے

"جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے۔ وہ گویا آنحضرت ﷺ کا انکار کرتا ہے۔"

(پیغام صلح اپریل ۱۹۳۳ء)

اعلان

"ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول

تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضل تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔''
(پیغام صلح ۷ر ستمبر ۱۹۱۶ء)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

''معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈالا ہے کہ اخبار ہذا پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں پیغام صلح سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو مقام حضرت نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اب دنیاوی نجات حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔''
(پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

خاکساران مولوی محمد علی۔ صدر الدین بی۔ اے۔ بی ٹی۔ خان صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین، محمد منظور الٰہی مرزا، ڈاکٹر یعقوب بیگ۔ یعقوب خان بی۔ اے۔ بی ٹی۔ سید غلام مصطفٰے ہیڈ ماسٹر، محمد دین جان بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، ڈاکٹر سید طفیل حسین۔ عزیز بخش بی۔ اے وغیرہ۔

۱...... ''حضرت مرزا صاحب کو منہاج نبوت پر پرکھو۔''

(ریویو ج ۲ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۷ء ص ۲۷۴)

۲...... ''حضرت مرزا صاحب کو انبیاء سابقین کے معیار پر پرکھو۔''

(ریویو ج ۴ نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء ص ۴۶۹)

''جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ واقعی نبوت کا مدعی ہے یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی ہے۔''
(النبوۃ فی الاسلام ص ۲۳۰)

۳...... ''حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔''

(ریویو ج ۴ نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء ص ۴۶۴)

۴...... ''حضرت مرزا صاحب غلام احمد قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں۔''

(ریویو ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۱۱، ریویو ج ۶ نمبر ۳ ص ۹۶، مارچ ۱۹۰۷ء)

۵...... ’’حضرت مرزا صاحب نبی آخر الزمان پیغمبر آخر الزمان ہیں۔‘‘

(ریویو ج۶ نمبر۳ ص۹۰،۹۹، مارچ ۱۹۰۷ء)

آنحضرت ﷺ کے بعد ایک نبی کے آنے کی پیش گوئی فارسی الاصل رجل من ابناء فارس کے متعلق جو پیش گوئی وارد ہوئی ہے اس کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں آیا ہے۔’’ھو الذی بعث ......تا......ھو العزیز الحکیم‘‘’’خدا تو وہ ہے جس نے انہیں لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا کہ انہیں اس کی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے اور کتاب وحکمت کی انہیں تعلیم دے۔‘‘ گو وہ عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہم رنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو اس خدا کی آیات سنائے گا اور انہیں پاک بنائے گا اور اس کتاب حکمت کی تعلیم دے گا۔‘‘ (ریویو ج۶ نمبر۳ ص۹۶، بابت ماہ مارچ ۱۹۰۷ء)

چالیس کروڑ مسلمان یہودی ہیں

’’سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت یہودیت کے ساتھ ہے۔‘‘ (ریویو ج۸ ص۱)

ناظرین کرام آپ نے تصویر کا ایک پہلو اختصاراً ملاحظہ فرمالیا۔ اب دوسرا پہلو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نشین پوچھ نہ اس بزم کا افسانۂ ناز
دیکھ کر آیا ہوں بندے کا خدا ہو جانا

تصویر مرزا کا دوسرا رخ مرزا قادیانی کے لئے تین لاکھ معجزے

’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

مرزا آنجہانی ہزار نبیوں کے مصداق تھے

’’خدا تعالیٰ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن

پھر بھی وہ لوگ جو انسان میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

میری شان کے بہت کم نبی ہوئے

’’خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں۔ جن کی یہ تائید کی گئی ہو۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں۔ وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

مرزا آنجہانی کا کھلم کھلا نبوت کا اعلان

’’پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ (نبی اور رسول) تو میں کیونکر رد کر دوں یا اس کے سوا کسی سے ڈروں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

خصوصیت کا قرب مرزا آنجہانی کی خدا سے بکثرت ہمکلامی

’’جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔‘‘

(مرزا آنجہانی کا ایک خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

مرزا آنجہانی ہی خاتم النبیین ہیں

’’نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

پہلا سرکلر: بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ

موسیو بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان باپ کی حمایت میں

''اگر کوئی شخص مخلی بالطبع ہوکر اس بات پر غور کرے گا تو روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ اس شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت ﷺ نبی رکھیں، کرشن نبی رکھے، زرتشت نبی رکھے، دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جارہی ہوں۔ لیکن باوجود ان شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔'' (حقیقت النبوت ص ۱۹۸)

دوسرا سرکلر: مرزا آنجہانی بروزی نہیں حقیقی نبی تھے

''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنے کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' (حقیقت النبوت ص ۱۷۴)

چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں منجلے میاں اعیاذ باللہ ابا کی حمایت میں

''پس اس لئے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۶، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

غریب امتی کی بھی سنئے۔

مرزا آنجہانی مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں

''حضرت مسیح موعود رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر ایک طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔'' (کشف الاختلاف ص ۷ مصنفہ سید محمد سرور شاہ قادیانی)

مرزائی گزٹ کیا سرالاپتا ہے

یہی کہ مرزا آنجہانی ہی خاتم النبیین تھے۔

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی حکمتوں میں رخنہ واقع ہوتا ہے۔''

(تشحیذ الاذہان قادیان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۱۱، اگست ۱۹۱۷ء)

ناظرین کرام! کی خدمت میں مرزا غلام احمد قادیانی مسیح قادیانی کے چند ایک ایسے دعاوی جن میں نہایت صاف اور واضح طور پر اعلان نبوت ہے پیش کئے ہیں اور ان میں ظل اور بروز، تشریعی اور غیر تشریعی کی دھوکہ بازیاں اور مغالطہ آمیزیاں مفقود ہیں۔ بلکہ مجازی نبوت کی نفی

کرتے ہوئے حقیقی نبوت اور وہ بھی ایسی جو بہت کم دیگر انبیاء عظام کو نصیب ہوئی۔ بس یوں سمجھئے کہ مرزا قادیانی کیا تھے۔ گویا ایک ہزار نبیوں کا بنڈل اور وہ بھی ایک ہی قالب میں۔ سبحان اللہ! اور یہ کیوں اس کی بھی خاص وجہ تھی۔ وہ یہ کہ آپ کے وجود پر اللہ میاں نے تمام اثاث النبوۃ ہی ختم کر دیا اور آئندہ کے لئے ان کے خزانوں میں گویا نبوت کا کال پڑ گیا۔ کیونکہ اب سوائے مرزا قادیانی کے اور کوئی نبی نہ آئے گا۔ گویا آپ ہی خاتم النبیین ہیں۔ چشم بددور۔

اور خاتم ہونے کے قرآنی دلائل وبراہین قاطعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یوں تو مرزا قادیانی نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں۔ مگر ان میں سے ڈیڑھ سو تو وہ کم بخت تھیں جو لفظ بلفظ پوری اتریں اور خوارق ومعجزات کا تو کچھ نہ پوچھئے۔ اجی کچھ شمار ہی نہیں۔ بھلا کون سر دردی لے اور گنتا رہے۔ مگر ہاں ان میں تین لاکھ بڑے بڑے اور بھاری بر کم وہ معجزات ہیں جن کا ایک زمانہ شاہد ہے اور جو یاد عزیز سے محو کرنے پر بھی از بر ہی رہیں۔ بلکہ سوتے میں بھی ان کی رفعت وبلندی اور قدر ومنزلت کروٹ کروٹ پر یاد رہے اور عظمت منوائے۔ سبحان اللہ! کس شان کی پنجابی نبوت تھی۔ واللہ اس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔ جو چیز بھی کارخانہ نبوت میں دیکھو نرالی ہے۔ مرزائی روح الامین یعنی حضرت ٹیچی کی جدت طراریاں تو مشہور زماں ہیں۔ وہ ان تھک وچالاک فرشتہ جو بارش کی طرح الہام برسانے میں مشاق تھا اور جو سودیشی نبوت کا ہمدم وہمراز مونس وغمگسار تھا۔ مگر اس قدر فدائی وشیدائی ہونے پر بیوقوف دوست کا مصداق تھا۔ ورنہ اس کی نجابت وشرافت اس کی مستعدی وہر دل عزیزی میں کس کو کلام ہے۔ وہ مرزا قادیانی کا ایسا رفیق ودمساز تھا کہ اس کی غیرت وحمیت یہ قطعاً گوارہ نہ کرتی کہ وہ مرزا قادیانی کی حسب خواہش الہام لانے میں بخل کرے۔ وہ ہمیشہ آندھی وبگولے کی طرح نمودار ہوا اور مینہ کی طرح برسا۔ اس کے لطف واحسان سے کارخانہ نبوت کے چھوٹے بڑے گڑھے الہام سے پر ہوئے تو کائنات نبوت کی زمین الہامی بارش سے اٹ گئی اور اس میں ایک ایسا طلاطم بپا ہوا اور الہامی بارش کی شدت سے کارخانہ نبوت میں ایک زبردست ہیجان تلاطم اٹھا کہ پنجابی نبی کی قوت ایمانی کو ناچار اس میں بہنا پڑا۔ یا یوں سمجھئے کہ مرزا قادیانی کا ایمان اس میں ڈوبتا تیرتا رہا۔ کم بخت ٹیچی ٹیچی کو یہ سوجھی کہ پنجابی نبی جی مشرکانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اور غلط فہمی نبوت کا ستیاناس کر رہی ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کو اپنی ساٹھ سالہ مدۃ العمر تک یہ پتہ ہی نہ چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بجسد عنصری زندہ ماننا شرک فی التوحید ہے۔

افسوس مرزا آنجہانی ساٹھ برس تک مشرکانہ زندگی بسر کرتے رہے اور یہ نہ سمجھے کہ مسیح

علیہ السلام کشمیر میں جا کر مر گئے اور ان کی قبر محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے مشہور ہے۔ مگر اس کو بھولا مت جانئے جو پھر آئے شام، کے مصداق۔ جب قصر نبوت کی بنیادیں ریت پر کھڑی دکھائی دیں اور صداقت و امانت کا سیلاب شان بے نیازی سے آتا ہوا دکھائی دیا تو ہوش اڑ گئے اور قصر نبوت کے دھڑام سے گرنے کا نقشہ تصور میں آنکھوں کے سامنے آیا تو جان عزیز اضطراب و بے چینی کی گہرائیوں میں غرق ہوئی تو مرزا قادیانی نے بھی پینترا بدلا اور مجبور ہوئے کہ اپنی ساٹھ سالہ مشرکانہ زندگی سے تائب ہوں۔ کیونکہ جو شخص بھی عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانے اور اللہ تعالیٰ کو اس بات پر قادر سمجھے کہ وہ اپنے بندے کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے اور ایک معین وقت تک زندہ رکھ سکتا ہے۔ مشرک ہے۔ ہم تو بھلا امتی ٹھہرے اور فرمان رسالت پہ ایمان لاتے ہوئے اس عقیدہ کو جزو ایمان قرار دیا۔ مگر حیرت ہے اس شخص پر جو نزول بارش سے زیادہ وحی کا اقرار کرے اور جس کے فرشتے منی آرڈروں، بیموں، چیکوں اور رجسٹروں کی تفصیل بتا دیں کہ فلاں الو پچاس بھیج رہا ہے۔ وہاں سے سو آ رہا ہے۔ یہ پانچ فلاں نے بھیجے ہیں۔ بیموں، منی آرڈروں کی تفصیل بتانا فرض منصبی خیال کریں۔ مگر یہ نہ بتا دیں تو وہ جو ایمان کا دیوالیہ ہی نکال دے۔ یعنی عقائد میں شرک کا اقرار کرائے۔

مرزا قادیانی کا خدا بھی عجب سادہ خدا ہے۔ باوجودیکہ وہ روز مرزا قادیانی سے بکثرت ہم کلامی کرتا ہے اس کی سنتا اور اپنی سناتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو مشرکانہ عقائد سے نہیں روکتا اور نہیں کہتا کہ اے میرے پنجابی رسول تمہارے اس عقیدہ سے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں میری توحید میں فرق آتا ہے اور تمہاری رسالت کا ستیاناس ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر مسیح علیہ السلام آسمان پر موجود ہے تو وہ ضرور آئے گا اور اس حالت میں بھلا تم کیا ٹھہرو گے؟۔ کیونکہ بشارت تو صرف ایک ہی کے لئے دی گئی ہے۔

ہمارے خیال میں مرزا قادیانی کو جب یہ خیالی حق الیقین کے مراتب پر ہوا کہ فرمان رسالت کی رو سے صرف ایک ہی مسیح علیہ السلام ناصری کے آسمان سے نزول کے متعلق بشارت ہے تو آپ کو کہیں قدر خویش شناس ہوئی۔ آپ بہت سٹ پٹائے اور آپ نے اپنی تمام توجہ صرف اسی ایک مسئلے میں صرف کر دی اور یہی وجہ ہے کہ وہ وفات مسیح علیہ السلام پر آپے سے باہر نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اصل کے ہوتے ہوئے نقل کو کون قبول کرتا ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اصل کو کالعدم کر دیں اور پھر پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں کے مصداق بن جائیں۔

مگر تعجب تو یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی من جانب خدا تھے تو وہ کیوں پچاس سال سے

زائد اس لغو عقیدہ پر قائم رہے اور بیسوں دفعہ اس کی تائید فرمائی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا تعلق باللہ ایک دوستانہ تعلق معلوم ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کا خدا سوائے مرزا آنجہانی کے گویا اور سب کچھ بھول گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کا عاشق ہو گیا ہے۔

مرزا قادیانی کے خدا کی عادت

''یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

مندرجہ بالا حوالہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت کی بھینٹ پچاس ہزار سے زیادہ منی آرڈر چڑھائے گئے اور جو مٹھی میں دیئے گئے ان کا شمار بھی اس عکس میں ملاحظہ فرمائیں اور تحائف کی تعداد لاتعداد ہے۔ اس لئے اس کا حساب نہ پوچھئے۔ سیروں تو کستوری ہی آئی اور خدا جانے کیا الابلا آئی ہوگی۔

مرزا قادیانی کی غربت

میں تھا غریب و بے کس و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
لوگوں کو اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیان ہوا

(درثمین اردو ص ۶۱، نصرۃ الحق ص ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۰)

مرزا قادیانی کی قیاس آرائیاں

''مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ اس نے میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

مرزا قادیانی کی نبوت کے ثمر

''اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو۔ تاکہ

معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آ کر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۲۱۲، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ وہی مرزا قادیانی جو مدعی نبوت کو لعنتی قرار دیتے ہوئے سلواتیں سناتے اور رسالت کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے سہمے جاتے تھے کس دھڑلے سے مسند نبوت پر براجمان ہوئے اور نبوت بھی وہ لی جو ہزار نبیوں سے افضل اور جس میں تین لاکھ تو بڑے بڑے نشانات ہیں اور لاکھوں پیشگوئیاں اور کروڑوں الہام اور اسی پر بس نہیں۔ ہم کلامی کی افراط کا کچھ نہ پوچھئے۔ وہ تو اس کثرت سے ہوتی ہے کہ پڑوسی پنبہ درگوش ہیں۔ دوسری باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم مرزا قادیانی کی ایک ایسی فضیلت پیش کرتے ہیں جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کو قطعاً نصیب نہیں ہوئی اور گویا یہ سعادت صرف مرزا قادیانی کے لئے ہی روز ابد سے لکھی ہوئی تھی اور یہ خاص اعجاز نمائی دوسرے مرسلین پر مرزا قادیانی کے لئے طرۂ امتیاز ہے۔ کیونکہ سابقین تو یہی تعلیم دیتے ہوئے معبود حقیقی کے مہمان ہوئے کہ: ''وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین (شعراء:۱۰۹)''

یعنی ہم تم لوگوں سے تعلیم حقہ کے پہنچانے کا کچھ معاوضہ نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کا بدلہ ہمیں رب قدوس ہی دے گا۔

مگر مرزا قادیانی کے لئے ان خدائی وشیدائی معبود نے اس کا بدلہ دنیا میں دلوایا اور وہ بھی چند ٹکوں کے عوض میں اور چونکہ مرزا قادیانی کو جلب زری کو خواہش جان سے زیادہ عزیز تھی۔ اس لئے وہ ہمہ وقت یہی خواب دیکھتے اور ان کا خدا بھی یہی مراقبہ کرتا۔ غرضیکہ ادھر کسی کی لٹیا قادیانی نبوت کے دجل میں ڈوبی۔ مرزا قادیانی کے خدا نے فٹ مرزا قادیانی کو الہام کیا کہ ایکس ائے۔ کسی اور نے توجہ کی تو جھٹ رویائے صادق ہوا کہ گیارہ آئیں گے۔ غرضیکہ ایک دن میں بیسوں نہیں۔ سینکڑوں الہام تو محض روپیہ کی آمدن کے ہوتے تھے کہ منی آرڈر پہ منی آرڈر، رجسٹریاں اور بیمہ جات۔ غرضیکہ روپیہ سنبھالنے کی ہوش جاتی رہی اور مٹھی گرم کرنے والوں کا ہجوم اس کثرت سے رہتا کہ اندازہ لگانا مشکل نہیں محال ہے۔

نبوت کے منازل طے ہو رہے ہیں اور شجر نبوت کی شاخیں دھڑا دھڑ روپیہ کے ثمر میں دوہری ہوئی جاتی ہیں۔ کاش مشیت ایزدی چندے اور مہلت دیتی تو دنیا دیکھتی کہ پنجابی نبوت چند

ہی سالوں میں ایک پھوٹی کوڑی کسی مسیحی بھیڑ کے پاس نہ رہنے دیتی۔ بلکہ وہ تمام کی تمام سمٹ کر نبوت کی توند کی زینت ہوتی۔

مرزا قادیانی کے خدا نے پچاس ہزار سے زائد الہام اور خوابیں صرف اسی امر کے ضمن میں مرزا قادیانی کے پیش کیں کہ فلاں جگہ سے منی آرڈر آ رہا ہے۔ فلاں لٹو ہیں بھیج رہا ہے۔ فلاں نے دس کی نیت کی۔ فلاں پانچ بھیجے گا۔ فلاں رجسٹری میں پچاس ہوں گے۔ وہاں سے آئیں گے۔ یہاں سے آئیں گے۔ یہ آئے۔ یہ آ رہے ہیں۔ یہ آتے ہیں۔ یہ آنے کو ہیں۔ رجسٹری سنبھالئے۔ یہ منی آرڈر پہ دستخط کیجئے۔ فلاں سے مصافحہ کیجئے۔ نوٹ جیب میں رکھئے۔ پونڈ آتے ہیں پونڈ۔ نوٹ آئیں گے نوٹ۔

حیرانگی ہے یہ نبوت ہو رہی ہے۔ یا امپریل بینک کا خزانچی روپیہ سنبھال رہا ہے۔ صرف سات برس کے عرصہ میں تین لاکھ روپیہ اور وہ بھی اس کو جس کو دس روپیہ ماہوار کی بھی امید نہ تھی۔

اس بے پناہ آمدنی کے باعث وہ نبوت تو معمولی چیز ہے۔ خدا بھی بن جاتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ کیونکہ روپیہ ہی ایک ایسی بری چیز ہے جو سب کچھ کروا دیتا ہے اور پھر ایسا روپیہ جو بلا مشقت حاصل ہو۔ بہت سے لوگ ادنیٰ طبقہ کے ایسے مشاہدے میں آئے دن آتے رہتے ہیں جو غریب تھے اور نان ونفقہ کو محتاج تھے۔ مگر قدرت جب مہربان ہوئی تو مالدار ہوئے۔ مگر افسوس آزمائش میں ایسے فیل ہوئے کہ جس کے سامنے نان جویں کے لئے گھنٹوں سجدے میں سسکیاں لیتے ہوئے رحم کے طالب ہوا کرتے تھے اس کی ہستی کے منکر ہو گئے۔ ان کے اخلاق رذالت کے لباس میں بھیڑیوں کی خصلت میں مبدل ہوئے۔

اگر مرزا قادیانی کی اصطلاح میں نبوت کے معنی روپیہ اینٹھنا ہے تو دنیوی لحاظ سے یہ اچھی چیز ہے اور آپ کی اس تحریر کی ہم داد دیتے ہیں۔ خدا کی قسم اچھی سوجھی اور اس کے تصدق میں لاکھوں پائے۔ یہ دنیا تو خوشحالی سے بسر ہو۔ دوسری دنیا کا دیکھا جائے گا۔ آخر یہ نہ کرتے تو کیا بھوکے مرتے اور ہم نے کیا ہی کیا۔ کونسا کلام مجید نیا بنایا یا کعبہ کی بنیاد رکھی۔ بلکہ ہم نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے کہ وہ اپنے بال بچوں میں سکھ سے رہیں۔ جہاد کو بند کر دیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اول تو ہم اس کی صلاحیت ہی نہ رکھتے تھے اور دوسرا ہم ایک جابر حکومت کے زیر سایہ بستے تھے اور حکومت بھی وہ حکومت جس نے ہمارے پردادا سے لے کر ہم کو نوازا اور جس کے پاس ایسے ایسے آلات جنگ موجود ہیں جن کے سامنے ہماری ہستی ہی صفر کے مطابق ہے۔ پس

مصلحت وقت کا تقاضا ہے کہ جہاد حرام ہے۔

مرزا قادیانی کو خیال تھا کہ حکومت کی خوشنودی اور اپنی فارغ البالی کے لئے یہ ایک مجرب نسخہ ہے کہ جہاد کو حرام قرار دے دیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے صلہ میں حکومت کوئی جاگیر دے دے یا اعزازی پنشن مقرر کردے اور اگر یہ دونوں کرم نہ ہوئے تو خطاب تو ضرور مل جائے گا۔ خاکسار لکھتے لکھتے تو قلم گھس گئے۔ اب کم از کم خان صاحب کا خطاب تو کچھ مشکل نہیں۔ یہ تو آئے دن سبھی جی حضوریوں کو ملتا ہی رہتا ہے۔ یہ تو مل ہی جائے گا۔ چنانچہ آپ کو اس خطاب کی اس قدر عزیز چاہت کے پیدا ہونے سے خدا نے الہام بھی کر دیا۔ لک خطاب العزت۔ یعنی اے مرزا تمہیں ایک عزت کا خطاب ملے گا اور شاید ملا بھی ہو۔ مگر ہمارے کان محض نا آشنا ہیں۔ غالباً کوئی خطاب تو ضرور ملا ہوگا۔ ورنہ الہام جھوٹا ہوا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے اس فتوے سے قبل اپنی حیثیت کو سوچا کہ میرا حکم دنیا میں کون قبول کرے گا اور میں کیا ہوں۔ افسوس میری روحانیت کو کون مانے گا اور مجھ میں ایسی قابلیت بھی کونسی ہے۔ اپنے مبلغ علم سے میں خود آشنا ہوں۔ من آنم کہ من دانم۔ کاش کہ میں سید ہی ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی خانقاہ میرے قبضہ میں ہوتی۔ یہ نہ تھا تو عامل ہی ہوتا جو رہی سہی شہرت ہی ہوتی۔ حیران ہوں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ پریشان ہوں کہ کونسی چال اختیار کروں اور کونسی چھوڑوں۔ آخر میرا فتویٰ اور اس کی قبولیت میرا حکم اور اس کی تعمیل کس طرح پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ نہ حکمت میں یکتائے زمان ہوں کہ لوگ میری دانائی کی قدر کریں۔ نہ علم میں بحر عرفان ہوں کہ دنیا میری روحانیت کی قائل ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے کوئی خطاب ایسا تجویز کروں جو دنیا کو متاثر کرے۔ مگر وہ کونسا خطاب ہوسکتا ہے۔ دنیا کی تمام سیڑھیاں تو میں طے کر چکا۔ مگر نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ ہی نکلا۔ یہ جب تک دوسری پیدا نہ ہو۔ کام نہیں نکلے گا۔ جبکہ مثیل انبیاء کا دعویٰ کر چکا۔ مسیح موعود ڈرتے ڈرتے کہہ لیا۔ صدیق اکبر پر فضیلت کا دم بھی بھر لیا۔ رسول اکرم ﷺ کا بھروپیا بھی بنا اور علی المرتضیٰ پر فوقیت بھی لگے ہاتھ لے ہی لی تو اب ظل و بروز کا جھمیلہ کب تک رکھا جائے۔ کیوں نہ صاف صاف کہہ دیا جائے کہ ہم نبی ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک ایسا اعلان کیا جو قابل داد ہے۔ مگر افسوس اس کے بعد صرف چند ایک ماہ ہی زندگی نصیب ہوئی۔

اڑنے بھی نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو لئے

کے مصداق جواب دہی کے لئے فوراً طلب کر لئے گئے۔ مرزا قادیانی کا وہ سرکلر جو نیولائٹ کی جان ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اعلان عام مرزا قادیانی کا مذہب

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردود ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے نبیوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ صرف سچے خوابوں کا آنا کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے اور چماروں کو بھی آ جاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں۔ ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہئے۔'' (اخبار البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

مندرجہ بالا عبارت مرزا قادیانی کی تصویر کا دوسرا رخ بتا رہی ہے کہ آپ کو چونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات مجبور کرتے تھے اور وحی منت گزاریاں کرتی تھی۔ اس لئے خیال پیدا ہوا کہ اب کیوں یہ راز پردۂ راز میں رکھیں۔ صاف کیوں نہ یہ کہہ دیں کہ نبی ہیں۔ چنانچہ آپ نے صاف اعلان نبوت کر ہی دیا کہ ہم نبی ہیں اور وہ نشانات بھی کوئی معمولی نشان نہ تھے بلکہ بڑے معرکتہ الاراء نشان تھے۔ بطور نمونہ ہم چند ایک قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

قصر نبوت کیونکر بنا؟

اپنی مایہ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص۲۷۹، خزائن ج۲۲ ص۲۹۳) پر فرماتے ہیں کہ:

''میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی۔ ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترا ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے گا اور مجھے دکھایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آ گئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے۔ حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا حکم آئے گا۔''

قربان جائیں ایسے الہامات اور ان کی مشکلات سے۔ یہ بڑا زبردست معجزہ ہے۔

پتھر ڈبونے اور بھوسہ ترانے میں آپ کی نبوت کو کمال ہے۔ گھر تو بن گیا اب دیگر لوازمات کی ضرورت یوں پوری ہوئی:

دجال کے گدھے پر الہام آیا

"ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جارہے تھے کہ الہام ہوا نصف ترا نصف عمالیق را اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکاء میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دوسرے شرکاء کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو ہمارے ساتھ تھے سنایا گیا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی اور اس کی نصف زمین ہمیں نصف بعض دیگر شرکاء کو مل گئی۔"

(نزول المسیح ص ۲۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

یہ معجزہ بھی کوئی معمولی چیز نہیں۔ ہاں صاحب واقعی بڑا زبردست، اور پھڑکتا ہوا معجزہ ہے:

کسی کی جاں جائے اور کسی کا مشغلہ ٹھہرے

بڑا وزنی الہام ہے اور وہ بھی ریل کا ایسے الہام اس لائق ہیں کہ موٹے لفظوں میں امت کے پیش نظر گھروں میں آویزاں رہیں۔ تا کہ جب کبھی امت میں یہ مبارک موقعہ آئے اور کسی کا کوچ ہونے پر کچھ ملے تو مرزا کی یاد خراج تحسین کی حق دار رہے۔

قارئین کرام! اب رفیقہ حیات کی ضرورت تھی۔ وہ کس طرح پوری ہوئی۔ کیونکہ پہلی بیوی جسے قادیانی اصطلاح میں پھجے دی ماں کر کے پکارا جاتا تھا اس سے مرزا قادیانی کی نہ بنتی تھی۔ کیونکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ اس لئے نئی کی ضرورت تھی اور وہ کس طرح پوری ہوئی۔ یہ بھی ایک وزنی معجزہ شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ضیافت طبع میں پیش ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی جی کی امید برآئی

"ستائیسواں نشان یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارہ میں جو دہلی میں ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا" الحمدللّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب "یعنی اسی خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی۔ یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکوں گا تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا:

ہرچہ بایدنو عروسی راہماں سامان کنم
وآں آنچہ مطلوب شماباشد عطائے آں کنم

(تذکرہ ص ۴۸)

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کردوں گا جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔

''چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے پانسو روپیہ مجھے قرض دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ بطور قرضہ دیا اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز معہ عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت مل آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور وقف کاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفاء کریں۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۷)

عجیب معجزہ نمائی ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو بھی نعوذ باللہ وعدہ ایفائی سے شرم آتی ہے۔ وعدہ تو یہ رہا کہ اے میرے مرزا میں تیری شادی خود کروں گا اور اسی پر بس نہیں۔ تمہاری آئندہ کی ضروریات کا بھی میں ہی متکفل رہوں گا۔ مگر پھر غریب مرزا ہی کو جو ان اخراجات سے سہا جاتا تھا قرضہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور طرفہ یہ کہ یہ بھی یاد نہیں کہ دوسو لئے ہیں یا تین سو۔ عجب عیاشی دماغ تھا اور شاید آج کل کے پیغمبروں کے ایسے ہی حافظے ہوا کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا بھی کیسا خوبصورت ہے اور دیکھئے پیغمبری لفظ لفظ سے ٹپک رہی ہے کہ شادی ہوتے ہی سلسلہ فتوحات شروع ہوگیا۔ گویا غریب امت کی گدھے کی کمائی پہ ڈاکہ ڈالنا بھی فتوحات میں شمار ہوا۔ اچھی جنگ ہے۔ جن میں کاغذی گھوڑے اور ہوائی سپاہی پرواز کرتے ہیں اور گواہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ دو اہل ہنود۔ کیا قادیان میں مسلمان کوئی باقی نہ رہا تھا اور نشان بھی اچھا پیش ہو رہا ہے

جن نیک نام کی یہ عقیدت تھی کہ پانچ صد روپیہ قرضہ حسنہ بلا سوچے سمجھے اس شخص کو دے دیا جس کا بیوی نے بھی اعتبار نہ کیا اور جس کے پاس سوائے الہام بافی کے اور کچھ نہ تھا اور جس کو یہ بھی امید نہیں کہ وہ دس روپیہ ماہوار پیدا کر سکے گا۔ مگر اچھا نشان ظاہر ہو رہا ہے کہ وہی سعید الفطرت منشی عبدالحق ہی نبوت کے پھانسے سے آزاد کیا۔ دشمن ہو گیا۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی۔ کیا اس کو آپ کی اصلی تصویر تو نہ دکھلائی دی گئی تھی۔ ہمارے خیال میں کچھ ایسا ہی دال میں کالا تھا۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کا وہ صحیح فوٹو جو منشی عبدالحق نے دیکھا پیش کرتے ہیں:

لو جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

مرزا غلام احمد قادیانی کی عملی تصویر

''یہ مولف یعنی مرزا غلام احمد تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر (یعنی ہاتھ جوڑ کر) بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گزارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔'' (کشف الغطاء ٹائٹل، خزائن ج ۱۴ ص ۷۷، غلام احمد قادیانی)

صرف اتنی سی بات تھی جس کے لئے یوں کاسہ لیسی کرتے ہوئے ناک رگڑی جا رہی ہے۔ مرزا قادیانی کی التجا قابل قدر ہے۔ اس لئے وہ تو شاید ہی سنیں۔ ہم ہی سردست تکلیف کئے دیتے ہیں۔ ہاں صاحب کہئے اور شوق سے فرمائیے۔

خاندانی تعارف

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو کہ اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے (بلکہ بے دام غلام ہے) میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جس کو دربار گورنری میں کرسی ملی تھی اور جن کا ذکر مسٹر حضرت گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں (اناللہ وانا الیہ راجعون) مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں (الحمد للہ کہ یاد تو تازہ ہے) ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئیں ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ (مقام شکر ہے) اور جب تموں کی گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ (دریں چہ شک)

باپ اور بھائی کے موت کے بعد

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد (شاید وہ سی آئی ڈی کے فرائض ہی ہوں گے) و تائید میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں (گویا کہ پکا نمک حلال اور سچا ٹوڈی ہوں) اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت و ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں (نبوت ہو رہی ہے) اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپے خرچ ہوئے۔ (مگر گرہ سے نہیں تاہم بڑا احسان کیا) اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کیں۔ یقین رکھتا ہوں (یعنی میرا ایمان ہے) کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی۔'' (اعتبار ہے جناب پکے بے دام غلام ہو) (کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء، خزائن ج ۱۳ ص ۴ تا ۷)

ناظرین کرام! پنجابی نبوت کی کرشمہ سازیاں ایسی جاذب ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ کچھ اور بھی بیان کروں۔ سبحان اللہ! واہ رے نبیوں کے پہلوان اچھی نبوت کے محاسن بیان ہو رہے ہیں اور جہاد کے حرام کرنے کی وجہ خوشنودی سرکار بتائی جا رہی ہے۔ مرزائیو! ٹھنڈے دل سے پڑھو اور خدارا غور کرو۔

بے مثال خدمت گزاری

''میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے۔'' (آخر آپ نبی تھے یہ نظیر تو ڈھونڈھے نہ ملے گی۔ خوب جواں مردی کے جوہر دکھلائے۔ بہت خوب) (کتاب البریہ، خزائن ج ۱۳ ص ۸)

پنجابی نبوت کا ایک امتیازی پھول

''والد صاحب کے انتقال کے بعد یہ عاجز مرزا غلام احمد دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ

یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اوروں سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔(اس سے اچھی عبادت اور کیا ہوسکتی ہے۔خوب کیا) یہاں تک کہ اسلام کے دومقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں (خود جاتے تو بہتر تھا) بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی (جو عبادت سے بدرجہا بہتر تھی) کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان نہیں دکھلا سکا۔''

(ستارہ قیصریہ ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

واقعی جناب آپ کی رگ رگ وتار تار میں حکومت انگلشیہ کے لئے جان نثاری ووفاداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور تمام مسلمانوں میں یہ سہرہ صرف پنجابی نبوت کے علمبردار کا طغراء امتیاز رہا۔مبارک ہو مرزائیو۔زور سے کہو آمین۔

مگر آہ ایک ہی لغزش نے تمام محنت کو رائیگاں کیا برباد کر دیا اور اسی وجہ سے آپ کی پیشانی پر وہ بدنما دھبہ ہے جسے توہین مسیح علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کے اعادہ سے جہنم ملتی ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

اگر یہ فحش غلطی یا معصیت کی تصویر یا جہنم کا ایندھن آپ سے سرزد نہ ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ کو حکومت عملی رنگ میں نہ نوازتی۔بخدا آپ نے نبی ہو کر وہ کیا جو ایک جاہل امتی بھی نہ کر سکے۔کلام مجید کے خلاف امر کو نبی قرار دیا۔فرمان رسالت کو پس پشت ڈالتے ہوئے صرف اتنی سی بات پر کہ حکومت میرے اس فعل پر خوش ہو جائے اور میری ضبط شدہ املاک واپس کر دے۔ خدا کو چھوڑا۔رسول عربی سے کنارہ کش ہوئے۔دنیا میں دجال اور کذاب کا نام پایا اور آخرت میں خدا جانے اس کا کیا مواخذہ لیا جائے گا اور لطف یہ کہ اس فعل شنیع پر اترانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔بہرحال ایک اور بھی مزے کی چیز ملاحظہ فرمائی:

مرزا قادیانی کا اولین فرض

''میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص ۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱۰ص ۲۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ص ۴۴۳)

ندامت ہوئی حشر میں جن کے بدلے
جوانی کی دو چار نادانیاں ہیں

ایک اور بھی نظیر ملاحظہ فرمائیں:

انگریزی حکومت اسلامی سلطنت سے افضل ہے

''ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش عبث ہے۔'' (تبلیغ رسالت جلد ہشتم، مجموعہ اشتہارات ج ۳ص ۹۵)

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

مرزا قادیانی کا دیکھنا، خدا کا مہربان ہونا

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام وایران میں نہ کابل میں (اچھا کام ہے جسے کوئی ملک اجازت ہی نہیں دیتا) مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعاء کرتا ہوں۔ (مرزائیو زور سے آمین کہو) لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعاء کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔ (ماشاءاللہ میرے پنجابی نبی جی تمہاری کیا شان ہے)

(تبلیغ رسالت ج ۶ص ۶۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲ص ۳۷۰)

پڑھی نماز جنازہ کی میری غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

جلے دل کا دھواں

''بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت

گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ (آنسو پونچھ دیجئے) اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔"

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

"یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ میری ان خدمات کا قدر کرے گی۔"

(اس جہاں میں تو نہیں کیا شاید روز حشر سفارش کرے)

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۵)

"ایسی کتابیں چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔" (شکر ہے ایسی دلیری نہیں کی ورنہ) (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

نہ چھیڑیو ساقی کہ بھرے بیٹھے ہیں

اف اس قدر ظلم کہ توجہ سے دیکھا بھی نہ گیا

"افسوس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو (میری ساری زندگی کا نچوڑ) جن میں بہت سی پر زور تقریریں۔ اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا۔ (کچھ فکر نہ کیجئے گا) اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔" (یہ شاید نسیان کی برکت اور شیرینی لب کی وجہ سے ہوگا)

(تبلیغ رسالت ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۳)

عاجز مرزا، ملکہ وکٹوریہ کے حضور میں

"اس عاجز مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ جن میں ان اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصر ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔ (صبر

کیجئے) اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اس غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔" (ستارہ قیصریہ ص۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲)

اور سنئے انتظار کا برا ہو نبی صاحب بیقرار ہو رہے ہیں۔

عاجزانہ تحفہ جو کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا

"میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہ حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور اپنی جنابہ ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا، ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ:

جناب قیصرہ ہند کے پر رحمت اخلاق

پر کمال وثوق سے حاصل ہے کہ اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے۔ بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ پس دعاء کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خداتعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے اور پھر جنابہ ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاق کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھ پر مرحمت جواب سے ممنون فرمائیں۔" (ستارہ قیصرہ ص۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵)

حضرت مرزا قادیانی کی بیقراری

اس عاجزانہ تحفہ کے جواب میں مرزا قادیانی مدتوں بے قرار رہے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ عجب اضطراری کا زمانہ تھا۔ بیقرار دل خط کی انتظار میں بلیوں اچھلا۔ مہینوں ڈاک کی انتظار کی۔ ہر اچھے لفافہ پر جان جاتی کہ قیصرہ ہند کا عطیہ آیا۔ مگر آرزو نے انفعال کا جامہ زیب تن

کرنے سے پہلے چند ایک بے ضابطگیاں بھی کرا کے ہی چھوڑا۔ چنانچہ جناب قیصریہ کے جواب کے منتظر کو الہام شروع ہوئے کہ شکریے سے نوازا گیا۔ آپ نے قبل از وقت اس پر رائے زنی بھی کردی۔ چنانچہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے وہ بھی پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

”قیصر ہند کی طرف سے شکریہ“ (البشریٰ ج۲ص ۵۷)

تشریح: الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔

بات کر وہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

خود ہی التجا کرتے ہیں اور شکریے کے لئے جان نکل رہی ہے اور الہام ہو رہے ہیں۔ مگر الہامی عبارت کی تشریح میں دجل کا دم چھلا بھی لگا دیا گیا ہے کہ اگر شکریہ نہ آئے تو نادم ہونا پڑے۔ بلکہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے پہلے ہی نفی کردی ہے۔ دوم: مبشروں کا زوال نہیں آتا۔ گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

گورنر جنرل مرزا کی ایک عاجزانہ درخواست گورنمنٹ انگلشیہ کے حضور میں

”اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم (مرزا اور میری امت) عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔“ (تحفہ قیصرہ ص۲۵، خزائن ج۱۲ص ۲۷۷)

بڑھ ہی جاتی ہے چمن میں کچھ آرزو تمہاری
جس گل کو سونگھتا ہوں آتی ہے بو تمہاری

سیرت خیر البشر کا پتہ پتہ وشاخ شاخ واقعات کی روشنی میں درس عبرت کے لئے ایسے شگفتہ پھول پیش کرتی ہے جن کی بھینی بھینی خوشبو اور لبھا لینے والا رنگ اب بھی ویسا ہی موجود ہے۔ جیسا کہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر تھا۔ چنانچہ اس سیہ بختی کے زمانہ میں جب کے دنیا تاریکی کے عالم میں بے دست و پا ٹھوکریں کھا رہی تھی اور کفر کے گھٹا ٹوپ بادل ماہ انور کو گھیرے ہوئے پڑے تھے۔ جب کہ جہالت کا پرتو اقوام عالم پہ چھایا جا رہا تھا اور رزالت کی آندھیاں اور خباثت کے طوفان نجابت وشرافت پہ امنڈ آئے تھے۔ جب کہ پتھر کی مورتیاں گھر گھر بنتی اور بکتی تھیں اور خدا کی وحدانیت کو کوئی نہ جانتا تھا۔ لات وعزیٰ کے پوجاری خانہ خدا پر قابض تھے اور وہ بتوں سے پٹا پڑا تھا۔ جن پر ہبل حکمرانی کر رہا تھا۔ خدا

کے بندے بتوں کے پھندے میں پھنسے پڑے تھے اور وہ وہ حیا سوز حرکات کے مرتکب ہو رہے تھے جنہیں کوئی مہذب انسان ایک آنکھ دیکھنا بھی پسند نہ کرے۔ جوا و شراب قمار بازی وڈکیتی مکاری اور حرامکاری وعصمت دری ان کی رگ رگ ونس نس میں پیوست ہو چکی تھی۔ بس یوں سمجھئے کہ شریفوں کی دنیا اور نیکوں کی نیکی کی عافیت تنگ ہو چکی تھی۔ مولانا حالی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

اور اس بدبخت و بدترین دور میں جس کا بھیانک تصور رونگھٹے کھڑے کرتا اور روح لرزہ بہ اندام رہتی۔ آخر مشیت حق یا غیرت کردگار جوش رحمت میں آئی تو آمنہ کے لال کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت　　بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحاء نے کی وہ ودیعت　　چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت　　کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت　　کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی برلانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا　　بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیروزبر کرنے والا　　قبائل کا شیرو شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

چنانچہ سرکار مدینہ نے جب وطن عزیز کو خیر باد کہی تو کعبۃ اللہ کے سامنے خاموشی اور حسرت کو شاہد بناتے ہوئے یہ کلمات فرمائے تھے۔ اے خدا کے پاک گھر تجھ سے میں ایک لحہ کے لئے بھی جدا ہونا پسند نہ کرتا۔ مگر افسوس مجھے جدا ہونے پر مجبور کیا گیا۔ غرضیکہ راہ خدا میں وطن کو چھوڑا، گھر چھوڑا، عزیز واقارب چھوڑے، مال واملاک چھوڑا، سبھی کچھ چھوڑ کر یکہ وتنہا ناموس رسالت مدینہ طیبہ پہنچے۔ یہ زمانہ رسالت غریب الوطنی کا زمانہ تھا اور اس نورانی شمع کے خوش نصیب پروانے بھی کس مپرسی کی حالت میں وطن کو خیر باد کہہ کر شمع رسالت کے بھنورے بن چکے تھے۔ غربت تھی، افلاس تھا۔ فاقہ مستی تھی۔ مگر یہ سب کچھ گوارا تھا۔ ریشم کی پوستین اور اطلس کے لباس پہننے والے کمبل اور گدڑیوں میں وہ لطف حاصل کر رہے تھے جو امارت میں کبھی نصیب نہ ہوا۔ وہ رفاقت محبوب میں فاقوں کو ان مرغن کھانوں پر ترجیح دیتے دیدار محبوب ان کی خوراک تھی اور شراب وحدت ان کا پینا تھا۔

اس غربت وافلاس کے زمانے میں وہ کفار مکہ کے تختۂ مشق بھی تھے اور کوئی ایسی مصیبت نہ تھی جو ان پر ڈھائی نہ گئی ہو۔ مگر جوانمردی واستقلال نے ہمیشہ ان کے قدم چومے اور ظفر کا سہرہ ہمیشہ ان کے سروں پر لہلہایا۔ ناموس الٰہی نے انہیں ایام میں تبلیغی احکام دینوی بادشاہوں کو بھیجے۔ چنانچہ ہرقل اعظم جس کی نصف سے زیادہ دنیا پر حکومت تھی اور جس کی ساکھ کی سلطنت آج تک کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ محمد عربی فداہ ابی وامی نے کن الفاظ میں دعوت اسلام کی۔ کیا چاپلوسی اور کاسہ لیسی کو استعمال کیا گیا۔ کیا منت وسماجت سے گڑگڑا کر اپیل کی گئی۔ نہیں شان نبوت کے یہ باتیں منافی تھیں۔ اس لئے بھی کہ وہ آسمانی بادشاہت کے نائب تھے اور ذات کردگار کے دینوی بادشاہ ایک ادنیٰ غلام کی حیثیت سے ہیں۔ فرقان حمید اس پر شاہد ہے۔

''یـایها الناس انتم الفقراء الیٰ اللّٰه (فاطر:۱۰)'' ﴿اے تمام جہان کے لوگو۔ تم سب میری بارگاہ کے محتاج ہو۔ میری ذات ہی بادشاہ ہے۔ تعریف کے لائق﴾

چنانچہ فرمان رسالت یوں جاری ہوئے۔ شاہ ہرقل کو لکھا گیا۔ یہ فرمان ہے اللہ کے بندے محمد رسول اللہ کی طرف سے، اسلم تسلم، ایمان لے آیا، سلامت رہے گا۔

مگر آہ پنجابی نبی نے تو نبوت کی لٹیا ہی ڈبودی۔ مرسلین من اللہ دنیاوی بادشاہوں سے یوں ہمکلام نہیں ہوا کرتے۔ ان کے دل یوں مرعوب نہیں ہوتے اور وہ ایسے الفاظ صرف بارگاہ ایزدی میں ہی جو سب بادشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ پکارا کرتے ہیں اور تبلیغ رسالت کس شان سے ہوا کرتی ہے۔

غرضیکہ مرزا قادیانی کی ایک اور بھی دیرینہ آرزو ہے۔ جو قابل ستائش ہے۔ اس لئے اسے بھی ملاحظہ فرماتے ہوئے پنجابی نبوت کے اخلاق کی داد دیجئے اور مرزا قادیانی کا اپنے حق میں آیت کریمہ کے مصداق ”وما ارسلناك الا رحمة اللعالمين (انبیاء:۱۰۷)“ یعنی اے مرزا ہمنے تجھ کوتمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضور گورنمنٹ عالیہ میں مرزا قادیانی کی درخواست

”اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرسایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد وغم مجھے لاحق حال ہے۔ جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اوران کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج۸ص۵۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۴۳)

مرزا قادیانی کو یقین واثق اور خیال غالب تھا کہ میری خدمت گزاریوں کی وجہ سے حکومت وقت میرے آلہ کار بن کر غریب مسلمان مولویوں کو تختہ مشق جور وستم بنادے گی اور اس طرح سے یہ لوگ میری نبوت میں مخل ہونے سے اجتناب کرلیں گے۔ کیونکہ وہ اور کسی تدبیر سے باز نہیں آتے۔ میں نے طرح طرح کے ان سے مباحثے۔ مجادلے کی دھمکیاں دیں۔ مباہلے کئے بلایا۔ سخت الفاظ کو استعمال کیا۔ مگر ان مولویوں کا ستیاناس ہو کہ یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور جو بھی بناتا ہوں یہ اس کو دھڑام سے گرادیتے ہیں۔ قصر نبوت کی بنیادیں اٹھنے ہی نہیں دیتے۔ اب یہ مولویت کے شتر مرغ میری محسن گورنمنٹ کے تو قابو آئیں گے اور ہوسکتا ہے کہ مجھے سفارش کے لئے یاد کریں۔ مگر حکومت کے تدبر وفہم کے قربان کہ مرزا قادیانی کی عاجزانہ درخواست بھی صدا بصحرا ہی ثابت ہوئی اور کسی نے اس پر ذرا التفات تو کیا۔ پڑھنا بھی گوارا نہ کیا۔ تو آپ نے ایک اور پہلو بدلا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا آنجہانی سی۔آئی۔ڈی کے لباس میں

”قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں...... ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام پتہ ونشان یہ ہیں۔“

(تبلیغ رسالت ج۵ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۲۲۷)

مرزا قادیانی نے فن جاسوسی میں غریب مسلمانوں کے نام معہ مختصر خاکہ کے خود بخود پیش

کئے کہ یہ لوگ ہندوستان میں باغیوں کے سرغنہ ہیں اور حکومت کے خلاف غدر بپا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ ۱۸۵۷ء میں ہوا اور میرے والد کو نمک حالی کرنی پڑی۔ اس لئے چونکہ میں حکومت کا ابدی غلام اور پرانا نمک خوار ہوں۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ قبل از وقت ہی ایسے غدران حکومت کے نام پیش کردوں۔ مگر اس کا نتیجہ بھی انفعال ہی برآمد ہوا اور مرزا قادیانی کے ولولے دل ہی دل میں ابال کھاتے رہے اور نبوت کی ہنڈیا یونہی بیکار جلتی رہی۔ چنانچہ آپ نے عنان توجہ کو ملکہ معظمہ سے ہٹا کر جناب لفٹنٹ گورنر کی طرف پھیرا۔ خیال تھا کہ بڑی سرکار سے اگر بے نیل ومرام ہونا پڑا۔ تو یہاں تو باریابی مشکل نہیں۔ چنانچہ لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں بھی سپاسنامے شروع کئے۔ جن میں سے صرف ایک قارئین کرام کی ضیافت طبع میں پیش ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی آنجہانی کی درخواست بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر

’’مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا۔ مگر افسوس اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۳)

تعارف کے بعد مرزا آنجہانی نے ایک اور درخواست دی۔ وہ بھی قابل قدر اور لائق حمد ہے۔ اللہ اللہ کس شان کی پنجابی نبوت ہوئی۔ جہاد فی سبیل اللہ حرام قرار دیا گیا اور اس کی ممانعت میں عمر ضائع کردی اور لاکھوں روپیہ اسی ایک پاک جذبے کو ملیامیٹ کرنے میں صرف کیا گیا۔ مگر وفاداری حکومت میں اور خوشنودی حکام میں گورنمنٹ کی راہ میں ہاں ہاں سرکار انگلشیہ کی کفش برادری میں مرزا قادیانی کا ایمانی جذبہ یہ تھا۔ وہ اپنا اور عزیز واقربا کا سر کٹوانا فرض اولین شمار کرتے تھے۔ جان جائے پرواہ نہیں مگر اس آبائی خدمت گار خاندان کے نام پر حرف نہ آئے اور یہ عقیدت صرف مرزا آنجہانی ہی کی نہ تھی بلکہ نصف صدی سے زیادہ خاندان غلاماں میں چلی آتی تھی۔ گویا یہ خاندان ہی حکومت کی محبت میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر بادشاہ وقت کے ساتھ تو یہ عقیدت تھی۔ مگر ان کے ریفارمر اور اس کے پاک خاندان کے ساتھ عداوت بھی وہ تھی۔ جس کی مثال ڈھونڈے سے نہ ملے۔ بقول پنجابی مصداق۔

مٹھائی سے پیار اور حلوائی سے بیزار

کیا خوب ہے بھلا یہ زبانی جمع خرچ کرنے سے کیا حاصل ہے۔ جب کہ مسیح علیہ السلام کے حق میں وہ وہ سنائیں کہ لکھنؤ کی بھٹیاریاں بھی ماند ہوئیں۔ ہمارے خیال میں یہ عقیدت بھی

محض جھوٹی اور دکھاوا تھا۔ کیونکہ آپ کو اپنا فوٹو نظر آتا تھا کہ حکومت وقت کی جان سے زیادہ عزیز مسیح کے حق میں ہماری کم بختی سے کیا کیا نقل کیا۔ بہرحال عیب ڈھانپنے کے لئے خوشنودی حکام میں ایک نبی کی قلم سے کیا کیا ظہور ہوا۔ ذیل کی درخواست جو جناب لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں دی گئی۔ یہ پتہ چلے گا کہ مسیح موعود اور مہدی معہود بننے کا خبط کیوں پیدا ہوا اور اصلی غرض وغایت کیا تھی۔ ناظرین کرام غور سے ملاحظہ فرمائیں اور یہی تصویر مرزا کا ایک درخشاں رخ ہے۔

مرزا آنجہانی کو مسیح اور مہدی مان لینا بھی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(درخواست مرزا آنجہانی بحضور نواب لفٹنٹ بہادر تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

قارئین کرام! آپ نے بخوبی سمجھ لیا کہ جہاد کیوں حرام قرار دیا گیا۔ صرف اس لئے کہ کسی طرح حکومت وقت اس گناہ عظیم سے (توہین مسیح) پردہ پوشی کرتی ہوئی قانونی شکنجہ میں نہ کسے۔ بلکہ اپنا ادنیٰ خدمتگار اور بے دام غلام تصور کرتی ہوئی شاہی حوصلے اور جگرے سے معاف کر دے۔ اس کے بعد ایک اور سچی تڑپ جو فنافی الحکومت ہے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا آنجہانی گورنمنٹ کی راہ میں جان دینے کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے

''جناب عالیٰ! التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خودکاشتہ پودا کی نسبت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔

خودکاشتہ پودہ کی تعریف

ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔''

(درخواست مرزا آنجہانی بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر، تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو! خدارا تدبر کرو اور ٹھنڈے دل سے سوچو کہ نبوت کے

پاک نام کی تذلیل رسالت کی توہین اور پیامبری کے نام پہ بٹہ لگانے کا کام تو یقیناً اللہ والوں کا کام نہیں۔ اللہ اللہ نبیوں کے پہلوان خاکسار پیپر منٹ کی روز قلم کا کیا کہنا۔ گورنر جنرل مرزا آنجہانی کی بطلان القلمی کا انحصار کیا اسی بات پر موقوف ہے کہ کاسہ لیسی وخوشامد، چاپلوسی، وحماقت کی حد کر دی جائے۔ جا و بیجا الفاظ کے تعین کی تمیز باقی نہ رہے اور وہ وہ مردار الفاظ سہواً کہوں یا عمداً منہ سے نکلیں جن کے واپس لینے اور معذرت خواہ ہونے پر بھی بدنامی کا بدنما دھبہ یا کلنگ کا ٹیکہ پیشانی پر درخشاں رہے۔ یہ بات کیا ہے۔ آخر یہ خود کاشتہ پودا کیا بلا ہے۔ کبھی اس کا مطلب بھی سوچا۔ کبھی اس معمہ کا حل بھی تلاش کیا۔ مگر کس کو فرصت ہے کہ سوچے اور کیا ضرورت ہے۔ جو یونہی سر دردی مول لے۔ اس لئے بھی کہ چندوں کے دھندے اور مرزا کے پھندے عقل کی لٹیا مدت ہوئی ڈبو چکے اور رہے سہے حواس بخاری ڈنڈے کی نظر ہوئے۔ میاں سوچو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ مرزا قادیانی اپنے لئے فخریہ حکومت کا خود کاشتہ پودا بیان کرتے ہیں اور اس کی آبیاری وحفاظت کا ٹھیکیدار حکومت وقت کو گردانتے ہیں۔ اب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس پودے کو اس کا پرورش کنندہ بٹھاوے اور پچاس سال اس کی نگرانی میں خون پسینہ ایک کردے وہ درخت کس کا ہوگا اور اس کا پھل پھول کس کے کام آئے گا اور جب کہ پودا خود زبان حال سے پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہو۔

جان کس کی ہے میری جان جگر کس کا ہے

آنریبل سرکاری نبی نے اپنے اس بیان میں کمال ہی کر دیا۔ واہ صاحب واہ اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہ بیان تو گویا قادیانی مذہب کا نچوڑ ہے۔ اس میں یوں تو تمام الفاظ ہی قابل قدر ہیں۔ مگر وہ فقرہ جس میں اپیل کی گئی ہے کہ بڑی بی ذرا اپنی ماماؤں اور خواصوں کو کہہ دو کہ یہ بیگانہ یگانہ اور اپنا ہی ہے۔ گو شیر کو پوستین پہنے ہے۔ مگر پھر بھی اپنا ہی ہے۔ اللہ اللہ سرکار مدنی تو یہ فرمائیں۔

”قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰه رب العلمین (انعام:۱۶۲)“ ﴿میری نماز اور قربانی میرا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔﴾

ظل اور بروز کا دعویدار کہتا ہے ”قل ان صلاتی ونسکی محیای ومماتی لملوکان لندن“ ”میری نماز اور قربانی میرا جینا اور مرنا خداوندان لندن کے لئے ہے۔“

خوشا تقدیر بلبل پیش گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

میٹھی چھری مرزائی بدعقلی اور حماقت کی انتہاء

(از رشحات قلم چوہدری افضل حق صاحب ایم۔ ایل۔ سی لاہور)

دہقان کی حسرتناک سادہ لوحی پر خون خون کے آنسو نہ بہائے۔ جو کھیت کی جھاڑ بوٹیوں کو اپنی محنت کا حاصل اور قابل ذخیرہ جنس قرار دے لے اس مسلمان کی بدعقلی اور حماقت اس سے زیادہ کیا ہے۔ جو مرزائیوں جیسی اسلام دشمن جماعت کو اپنا قوت بازو سمجھ لے کسی کی ریاکاری سے انسان فریب کھا سکتا ہے۔ لیکن اسلام کی بیخ کنی کے کھلے عزائم رکھنے والی جماعت کو سینہ سے لگائے رکھنا، سانپوں کو آستینوں میں پرورش کرنے کے برابر ہے۔ مرزائی کو اسلام دوست سمجھنا دھوکہ کھا جانے کی بات نہیں۔ بلکہ حقائق کو اپنی ہٹ دھرمی پر قربان کرنا ہے میں مانتا ہوں کہ مجھے مذہبی علوم پر عبور نہیں۔ مگر مذہب کے علمبرداران کی دین دشمنی سے نالاں ہیں اور وہ کون سا مسلمان ہے جس سے ان کی دشمنی نہیں۔ ہمارے معاصران کو لاکھ اپناؤ۔ مگر ان کا فتویٰ یہی رہے گا۔

''ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں۔ جس سے بعض احمدی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ حالانکہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو۔ پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا۔ ہمارا دشمن ہے۔'' (تقریر خلیفہ قادیانی ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسلامی دنیا میں کوئی دین کا عالم ایسا نہیں جو سانپوں کو دودھ پلانے کا فتویٰ دے سکے۔ البتہ بعض سیاسین مذہب جن کے نزدیک مذاق ہے۔ سعی لاحاصل میں مصروف ہیں کہ مرزائی کو سیاسی مسلمان سمجھ لیا جائے۔ حالانکہ یہ گروہ اسلام کا شدید مخالف ہے تو اسلامی سیاست کا شدید ترین دشمن ہے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ مرزائیوں کے دوست دار لیڈروں کے پیش نظر اسلامی سیاست نہیں۔ بلکہ پنجابی سیاست ہے۔ وہ پنجاب میں کسی قیمت پر اپنے وہم کا اطمینان چاہتے ہیں۔ انہیں خوف ہے کہ وہ پنجاب کے پانیوں میں ڈوب رہے ہیں۔ اس لئے بچھو کو تنکا سمجھ کر سہارے کے لئے ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ انہیں وہ تنکا سہارا بھی نہ دے گا۔ بلکہ اپنی مقتضیات سے باز نہ آئے گا۔ اوّل تو پنجاب کے سیاسی فارمولا کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حکومت نے تقسیم کے دو گروہ تسلیم کئے ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم۔ مسلم کو جو ملنا تھا مل چکا غیر مسلم کو جو دیا جانا تھا دیا جا چکا۔ اس کے علاوہ اڑھائی کروڑ کی آبادی میں پچاس ہزار مرزائیوں کو پاسنگ موجودہ توازن کو آئندہ بھی بدلنے کے ناقابل ہے۔ اگر آپ کے نزدیک مرزائی ہی حل المشکلات

ہیں تو یہ سہاگ دو دن کا مہمان ہے۔ کیا اعتبار کہ یہ میٹھی چھری کلیجے سے لگ کر کب جدا ہو جائے۔

مرزائیت سے اتحاد کے متمنی مسلمان اس حقیقت کبریٰ کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس مذہب کی بنیاد افتراق پر ہے۔ حضورﷺ سرور کائنات نے خدا سے حکم پا کر ختم نبوت کا دعویٰ کیا۔ تا کہ آئندہ ملت اسلامیہ مختلف نبیوں کے دعوؤں کی بناء پر تقسیم در تقسیم ہونے سے بچ رہے اور ہر مسلمان کو مبلغ قرار دیا۔ تا کہ باقی مذاہب کے پیرو بتدریج اسلام قبول کر کے لوائے محمدی کے نیچے جمع ہو جائیں۔ کون نہیں جانتا کہ ملک اور مذہب کی حد بندیوں کے علاوہ اختلاف مذہب سب سے بڑی حد بندی ہے۔ جو نسل انسانی کی تفریق کا باعث ہے۔ مذہبی حد بندی مختلف نبیوں اور رسولوں کی پیروی کی بناء پر ہے۔ قادیانی مذہب کا دعویٰ درحقیقت تاج مصطفویﷺ پر ہاتھ ڈالنے کا چور دروازہ ہے۔ تعجب ہے کہ فرزندان اسلام اس اسلامی ہتک کو تو خوشی سے برداشت کر لیں اور فتنہ پرداز کو اسلامی شیرازہ بکھیرنے کی کھلی اجازت دیں۔ لیکن پنجاب کی اکثریت کے موہوم خطرے سے بے تاب ہو جائیں۔ خدا حکم فرمائے محمد رسول اللہﷺ تمام انسان کے لئے کافی ہیں۔ غضب خدا کا مرزا قادیانی درمیان سے ہانک لگا دے کہ۔

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ص۱۳۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی جسارت پر احتجاج کرنے کی بجائے خود آنکھیں نیچی کر لی جائیں۔ مبادا ان کے دل تمہارے اقدام سے مجروح ہو جائیں۔ وہ ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچائیں۔ سرور عالم محمد رسول اللہﷺ کے منہ آئیں۔ بالکل معاف مگر پنجاب میں تمہاری اکثریت کو موہوم خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔ اگر مذہب کی ذلت اور ملت کی بربادی کو خاطر میں نہ لا کر مرزائیوں کو ساتھ ملانے پر کسی کو اصرار ہے تو مجلس احرار کا ایسی قوتوں سے مقابلہ کرتے رہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص مرزائیوں کی اسلام کی خلاف گہری منصوبہ بازی سے ناواقف ہو تو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

مرزائیوں کے مرکز قادیان میں ان کی سیاسی اخلاق کا نظارہ دیکھو۔ برسوں سے مسلمانوں کو بدترین مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ محمد رسول اللہﷺ کی نبوت میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ساجھی نہ کرنے کے جرم میں اراضی سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔ غریب مسلمانوں کا کوئی سانس خطرے سے خالی نہیں جاتا۔ لاہور میں بیٹھ کر مرزائیوں کو امن پسندی کی سند کوئی عطاء

کرتا ہے۔ مگر انگریزی عدالت کا فیصلہ شاہد عادل ہے۔

انہوں نے اپنے دلائل دوسروں سے منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے لئے ایسے حربوں کا استعمال شروع کیا۔ جنہیں ناپسندیدہ کہا جائے گا۔ جن لوگوں نے قادیانیوں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ انہیں مقاطعہ قادیان سے اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی مکروہ تر مصائب کی دھمکیاں دے دے کر دہشت انگیزی کی فضا پیدا کی۔ بلکہ بسا اوقات انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنی جماعت کے استحکام کی کوشش کی۔ (فیصلہ مسٹر کھوسلہ)

خدا بہتر جانتا ہے کہ واقعات کے اظہار میں تنکے کے برابر مبالغہ نہیں کیا گیا۔ ایسے بے فیض گروہ سے فیض کی امید اور ان سے دوستی کی توقع آزمائے ہوئے کو آزما کر ذلت کا منہ دیکھنا ہے۔ ان نوشتی اور المناک شورہ پشتی کی داستان مباہلہ والوں سے پوچھو۔ شہید محمد حسین کے پسماندگاں سے دریافت کرو۔ مسلمانوں کی جان پر چھریاں چلانے والوں کو اخبار کے دفتر میں قلم چلا کر بری الذمہ نہیں کیا جاسکتا۔ مجلس احرار کی قادیان کے مخالف سرگرمیوں پر کوئی کتنی پھبتیاں اڑائے۔ لیکن مجلس احرار موجودہ مرزا کی تعلّی کو بھول نہیں سکتی کہ جب اس نے برملا کہا۔

''قادیان میں ایک غیر احمدی کا وجود اس کے لئے باعث تردد ہے۔'' اس کے ساتھ کوئی شوق سے محبت کی پینگیں بڑھائے۔ مگر کسی ایک شخص کی راہ ورسم مرزائیوں کے خطرناک عزائم کو روک نہیں سکتی۔

وہ مسلمان اخبار نویس جو مرزائیوں کے خلاف آواز سنتے ہی اندھے کا لٹھ گھمانا شروع کر دیتے ہیں اور جو بولے اس کی تواضع کرنے میں بخل نہیں کرتے۔ شاید اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مسلمانوں کو مرزائی نہ صرف مذہبی لحاظ سے کافر اور سیاسی لحاظ سے دشمن سمجھتے ہیں۔ بلکہ اقتصادی طور پر دشمن کا سا سلوک کرتے ہیں۔ ہر مرزائی مرزائی سے خرید و فروخت پر مجبور ہے۔ خلاف ورزی کرنے والا سخت سزا کا مستوجب ہے۔ مرزائیوں کے بائیکاٹ کا معاملہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے مقدمہ میں زیر بحث رہا ہے۔ مرزائی سرکلر کی نقل شاید ہمارے کوتاہ بین مخالفوں کی آنکھیں کھول دے اور وہ مجلس احرار کی دوربینی کے قائل ہو جائیں۔

نقل اقرار نامہ

''سودا احمدیوں سے خریدوں گا''

قادیان کی احمدیہ جماعت نے جو معاہدہ ترقی تجارت تجویز کیا ہے۔ مجھے منظور ہے میں

اقرار کرتا ہوں کہ ضروریات جماعت قادیان کا خیال رکھوں گا اور قادیانی مدیر تجارت جو حکم کسی چیز کے بہم پہنچانے کا دیں گے۔ اس کی تعمیل کروں گا اور جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے۔ اس کی بلا چون وچرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو اور ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہوں گی ان کی پابندی کروں گا۔ اگر میں کسی حکم کی خلاف ورزی کروں گا تو جو جرمانہ تجویز ہو گا وہ ادا کروں گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ جو میرا جھگڑا احمدیوں سے ہو گا اس کے لئے امام جماعت احمدیہ (مرزا بشیر) کا فیصلہ میرے لئے حجت ہو گا۔ ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خریدوں گا۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں ۲۰ روپیہ سے لے کر ۱۰۰ روپیہ تک جرمانہ ادا کروں گا اور بیس روپیہ پیشگی جمع کراؤں گا۔ اگر میرا جمع شدہ روپیہ ضبط ہو جائے تو مجھے اس کی واپسی کا حق نہ ہو گا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجلس میں کبھی شریک نہ ہوں گا۔

دیکھا آپ نے بیوی بڑے پیار محبت سے نتھ کی فرمائش کر رہی ہے اور میاں ناک کاٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ مسلمان و مرزائیوں کو ساتھ ملانے کے لئے بے تاب ہیں اور مرزائی مسلمانوں کے بائیکاٹ پر عمل پیرا ہیں۔

کوئی صاحب عقل ایک بدعقل کے پاس سے گذرا۔ دیکھا کہ وہ قیمتی جواہرات کو گھر کے باہر پھینک رہا ہے اور کوئلوں کو سات پردوں میں چھپا کر احتیاط سے الماری میں بند کر رہا ہے۔ عقل مند کا دل اس کی حماقت کو دیکھ کر پسیج گیا۔ بولا عقل کے اندھے ان لعل و جواہر کو سمیٹ ان میں سے ایک ایک درِّ شاہوار ہے۔ تیرے آباؤ اجداد نے خون پسینہ ایک کر کے یہ دولت جمع کی ہو گی۔ تجھ سے زیادہ بدعقل اور پر از حماقت اور کون۔ جو......

صاحب ہوش کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ عقل سے عاری پلٹ کر بولا۔ اے صاحب علم و عقل، مجھ بدعقل کی پھبتی نہ اڑا۔ بدعقلی اور حماقت کے بھی مدارج ہیں۔ بے عقل مقدسین میں ان کا درجہ مجھ سے بلند ہے۔ جو قادیان کی چولی کو مکہ کے دامن سے باندھنا چاہتے ہیں اور پنجاب کی اکثریت کے موہوم خطرہ کی بنا پر قادیانیوں کا سر سینے سے لگا کر اسلام اور دنیائے اسلام کے متعلق ان کے خوفناک ارادوں کو بھول جاتے ہیں۔

عبرت مسلمانوں کے حال پر خون کے آنسو کیوں نہ روئے۔ جن کی مومنانہ فراست سلب کر لی گئی اور کھوٹے کھرے کی پہچان ان سے چھین لی گئی۔ وہ دوست جو کل اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجتے دیکھ کر بے تاب ہو گئے تھے اور حکومت کے غصہ کا شکار ہو کر پابند سلاسل کر دیئے گئے تھے۔ آج وہی قادیانی اتحاد کے علمبردار بن گئے۔ ان کے کفریہ

قرار دینے کے باوجود اس شجر خبیثہ کو بار آور کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔ حالانکہ مرزائی سیاسی طور سے اسلام کا سب سے بڑا حریف ہے اور انہیں ان دولتوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ جن کا قصر و سطوت اسلامی سلطنتوں کے کھنڈرات پر تعمیر ہوا ہے۔

جنگ فرنگ کا وہ الم آفرین زمانہ جب دامان خلافت تار تار ہو کر اسلامی عظمت کا علم سرنگوں ہو رہا تھا اور صلیب، ہلال کے خلاف کامیاب جنگ کر کے صدیوں کے بعد بیت المقدس واپس لینے میں مصروف تھی اور مشرق و مغرب میں ہر اسلامی گھر غم کدہ بنا ہوا تھا۔ عین اس زمانہ میں مرزائیت اسلام کی شکست پر اپنے مرکز قادیان میں جشن شادمانی منا رہی تھی۔

قادیان میں جشن مسرت

''۱۳ تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا نہایت شاداں و فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے ''جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح'' جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانچ سو روپے اظہار مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں۔ خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے کہ ٹرکی اور...... کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپے جنگی اغراض کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔''
(الفضل سرورق ج ۶ نمبر ۳۷ ص ۱، ۱۶ نومبر ۱۹۱۸ء)

ارباب بصیرت میں سے کوئی یوں نہ سمجھ لے کہ یہ جشن، جشن نوروز تھا کہ اس میں سب نے رنگ کھیلا اور ارباب غرض سب ہی شامل ہوئے۔ نہیں یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی سیاست کا اس شجر خبیثہ کے ساتھ خاص پیوند ہے۔ اسی لئے ان کی ریشہ دوانیاں اسلام کی جڑ پر کلہاڑا ثابت ہو رہی ہیں۔ اسلام میں فرقے بے شک ہیں۔ لیکن مرزائیت گلشن اسلام کے لئے ''امر بیل'' ہے۔ جو کوئی دشمن راہ جاتے ہمارے ہرے بھرے باغ میں پھینک گیا ہے۔ یاد رکھو جوں جوں یہ بیل بڑھے گی۔ توں توں اسلام کمزور ہوگا۔

مرزا محمود کا اعلان ضروری

''ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے۔اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے۔وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوئے ہیں۔گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقعہ ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔اس لئے شریعت اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جب کہ جنگ وجدل جاری ہے۔ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔''

(الفضل ج۶ نمبر۸ص۱، ۲۷؍جولائی ۱۹۱۸ء)

کون نہیں جانتا کہ انگریز کا نزلہ مسلمان کے عضو ضعیف پر گرتا ہے۔اس لئے مرزا للکار کر کہتا ہے کہ سرکار کا سایہ ہر جگہ پڑنے دو جہاں سرکار جائے گی۔وہاں اس کا خود کاشتہ پودا جائے گا۔اس پودے کی نگہبانی کے لئے انگریزی مالی کی تمنا رہتی ہے۔باوا اپنی تمناؤں میں مرگیا۔بیٹا اپنی خواہشوں پر بسر اوقات کر رہا ہے۔ایک عاقبت نااندیش مسلمان ہے کہ دشمن کی چھری اپنے گلے پر پھیر رہا ہے۔

انگریزوں کی فتح ہماری فتح ہے

''جماعت احمدیہ کے لئے نہایت خوشی کا مقام ہے کہ جنگ میں انگریزوں کی سلطنت فاتح ہوئی اور اس خوشی کی پہلی وجہ یہ ہے کہ انگریزوں کی قوم ہماری محسن ہے اور اس کی فتح ہماری فتح ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے مسیح علیہ السلام کی دعا نہایت زبردست رنگ میں قبول ہوئی اور صحابہ کی طرح یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ کا انعام ہمیں عطاء ہوا۔''

(ریویو ج۱۷ نمبر۱۲ ص۲۶۱، دسمبر ۱۹۱۸ء)

کون بداندیش ہے جو اپنوں کو بیگانہ کہے۔مگر ہر بیگانہ کو اپنا جان لینا دنیا و دین کا خطرہ ہے۔ممکن ہے تمہاری مصلحت شناس عقل میری معروضات کو پائے استحقار سے ٹھکرائے۔لیکن کسی کی مصلحت مرزائی کی اسلام دشمنی کو کم نہ کرسکے گی۔وہ بدستور سقوط بغداد پر چراغاں کرے گا اور مسلمانوں کے ہاتھوں بیت المقدس نکل جانے پر جشن منائے گا۔

مرزا قادیانی عورت تھے یا مرد

ان حالات کی موجودگی میں ان واقعات کی روشنی میں ایسے قوی دلائل کے ہوتے

ہوئے ایسے منور براہین کے ملتے ہوئے کسی کو انکار کا موقعہ یا نہ ماننے کی گنجائش ہوسکتی ہے کہ پنجابی نبوت کن حالات کی بناء پر مبنی تھی اور کس بھولے پن اور سادگی وعمدگی سے اس سلسلہ رسالت کو نبھایا گیا۔

مرزا قادیانی کی زندگی بھی ایک عجیب زندگی تھی۔اس میں بیسوں ایسے نادرہ واقعات ملتے ہیں۔جن کے مطالعہ سے بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ضبط کرنے پر بھی ضبط نہیں ہوتی۔

ان کی تاریخ اور مشاہدات سے یہ پتہ لگانا مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ عورت تھے یا مرد۔ حیرانگی آتی ہے کہ کیا لکھیں اور کیا کہیں۔مرزا قادیانی کے واقعات ہم کس طرح قلمبند کریں اور کس حیثیت سے انہیں قوم کے سامنے پیش کریں۔امید ہے کہ اس صورت حالات کے مشاہدہ کے بعد قوم کے بزرگ ہمیں یہ بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ وہ صنف نازک تو نہ تھے۔کیونکہ ہمیں طبقہ نسواں کے بعض خواص خصوصی مجبور کرتے ہیں کہ ہم انہیں عورت کا درجہ دیں۔

چنانچہ قارئین کرام کی واقفیت کے لئے ہم تصویر مرزا کا یہ رخ بھی پیش کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا پردے میں نشو ونما پانا

ایمان کے دشمن ہیں جلوے بت کافر کے
فتنے تو ذرا دیکھو ترکیب عناصر کے

(کشتی نوح ص۴۶،خزائن ج۱۹ص۵۰) پر فرماتے ہیں کہ:

’’دو برس تک میں نے صفت مریمیت میں پرورش پائی اور پردے میں نشو ونما پاتا رہا۔‘‘ توبہ توبہ مرزا اور پردے میں مقید عیاذاً باللہ صفات صدیقہؓ اور متبنّٰی قادیان ان کا حامل۔مریم نہیں ہندہ وجعدہ ہوگی۔ہے کوئی مسیح کا لال سوگئے جو کہ ہمیں یہ بتانے کی زحمت گوارا کرے کہ وہ کون سے زمانے میں مرزا قادیانی پر نسوانیت آئی اور پردہ نشین ہوئے اور وہ بھی کامل دو برس تک۔

مرزا قادیانی حائضہ عورت کے روپ میں

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳،خزائن ج۲۲ص۵۸۱) میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کہ کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا۔‘‘

مندرجہ بالا عبارت کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔بلکہ وضاحت سے اس بات کا اقرار کرلیا گیا ہے کہ وہ حیض نہیں رہا۔بلکہ اب تو صاف بچہ بن گیا ہے۔سبحان اللہ یہ ہیں پنجابی رسالت

کے کرشمے اور نبوت کے دلائل

کم بخت بابو الٰہی بخش کو سوجھی بھی تو کیا سوجھی اور دیکھا بھی تو کیا دیکھا۔ مرزا قادیانی کا حیض ونفاس، اور وہ بھی کن دنوں میں جب کہ بیچارے پنجابی کی ایام ماہواری کی مصیبت میں دوچار تھے۔ تف ہے ظالم تیرے دیکھنے اور پردہ دری کرنے پر۔ مقام شکر ہے کہ تیری پھوٹی آنکھیں کسی پلیدی وناپاکی کو کماحقہ، نہ دیکھ سکیں۔ ورنہ سرکاری نبی جی کا خدا جو مرزا قادیانی سے اظہار رجولیت کرتا ہے۔ (الہام) تیری اکونٹی ونٹی کو خاک میں ملا دیتا۔

ظالم دیکھنے کی چیز تو انعامات ہیں وہ دیکھ۔ بھلا میاں کیا رکھا ہے اب حیض کے دن گئے اب تو گود بھر چکی اور چاند سا بچہ ہونے کو ہے اور پھر وہ بچہ جو مرزا جی کی بھول بھلیوں سے منصۂ شہود پر آیا ہوا غائب ہو جائے۔

یا مظہر العجائب

بچہ معہ زچہ کے غائب

مرزا قادیانی کس طرح حاملہ ہوئے

آپ کے ایک مخلص مرید جناب قاضی یار محمد صاحب بی۔اے۔ایل۔بی اپنے ٹریکٹ موسومہ اسلامی قربانی ص۱۲ میں رقمطراز ہیں کہ:

’’آپ پر (مرزا آنجہانی) اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔‘‘

یہ مرزا کی امت کو کیا ہو گیا اور پڑھے لکھوں کی عقلیں گھاس چرنے لگیں۔ بے چارے مرزا کو عورت بنا کر ہی چھوڑا۔ کم بختوں کا برا ہو کہ کستوری اور کچلے کھانے والے ساٹھ سالہ پیر مرد کو عورت کے فرائض اور وہ بھی محبوبہ خدا میں ادا کرنے پڑے۔ نعوذ باللہ! اللہ معاف کرے۔ اصل میں بیچارے مرید کیا کریں جب کہ نبوت ہی بے پیندے کا لوٹا بن رہی ہو۔ اب نبی صاحب نے نہانی تعلق کا اور نا قابل اظہار کا ٹانکہ بھی جڑ دیا۔ میرے خیال میں مرزا قادیانی کا یہ ہرگز دلی منشا معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے مرید انہیں عورت کا درجہ دیں۔ بلکہ آپ کا مطلب تقدس جمانا تھا کہ مرید یہ سمجھیں کہ مرزا اور خدا میں ایک ایسا گہرا تعلق ہے۔ جو بقول شخصیکہ۔

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور اس کی تصدیق اس کے اللہ میاں نے خود کر دی۔

الہامات

’’انت منی وانا منك ‘‘(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)’’تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘

’’انت من مائنا وهم من فشل ‘‘(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)’’تو ہمارے پانی سے ہے اور باقی لوگ خشکی سے۔‘‘

’’انت اسمی اعلیٰ ‘‘(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)’’اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ اسم اعظم۔‘‘

’’اسمع ولدی ‘‘(البشریٰ ج۱ ص۴۹)’’اے میرے بیٹے سن۔‘‘

’’انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی ‘‘(اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳)’’تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید۔‘‘

ان تعلقات مخصوصہ کی بناء پر مرزا قادیانی کو خدا سے گہرا تعلق تھا۔ وہ خدا کی وحدت تھے۔ وہ خدا کے پانی سے تھے۔ لڑکے تھے خدا ان میں سے تھا۔ وہ خدا سے تھے۔ وہ خدا کے اسم اعظم تھے۔ مگر کم بخت مرید یہ سمجھے کہ نہانی تعلق و نا قابل بیان یہی ہوسکتا ہے کہ وہ محبوبہ خدا تھے۔ خدا سمجھے ان لوگوں کو، اصل میں مرزا قادیانی کا کلام سلطان القلمی پر مبنی ہے۔ اس کو ایرا غیرا نتھو خیرا نہیں سمجھ سکتا۔ ہاں صاحب بڑا دماغ چاہئے یا بڑا صاحب چاہئے۔

بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تہذیب مانع ہے کہ رجولیت کی تشریح بیان کروں۔ بہر حال اتنا کہنے سے نہیں رک سکتا کہ اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہوسکتا ہے۔ نعوذ باللہ! خدا کی ذات والا تبار بھی مرزا کی امت سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال ایسا لغو عقیدہ بخدا میں نے کسی منہ پھٹ زبان دراز سے آج تک نہیں سنا اور آئندہ کے لئے بھی مولا کریم ان خرافات سے محفوظ رکھے۔

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے
ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

مرزا قادیانی کا خدا سے ایک نہانی تعلق جو قابل بیان نہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۳، خزائن ج۲۱ ص۸۱) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:
’’مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔‘‘

اللہ اللہ ایسا پیچیدہ اور مخفی تعلق اور وہ بھی نا قابل اظہار کہیں یہی تو نہیں جس کی پردہ دری قاضی صاحب کے ہاتھوں ہوئی۔ عیاذاً باللہ!

الہامات مرزا

مرزا قادیانی کی سوانح حیات بھی کیا مزے کی زندگی تھی۔ اسے بھول بھلیاں کہا جائے تو زیادہ موزوں اور انسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی حیات میں عجب بے تکی گپیں ملتی ہیں۔ جن کا نہ سر ہے نہ پاؤں، نہ آغاز ہے نہ انجام۔ ایک سلسلہ لاانتہا ہی ہے جو ختم ہونے کو نہیں آتا۔ ایک بے ربط افسانہ ہے جس کا نتیجہ سوائے سمع خراش اور تضیع اوقات کے کچھ نہیں نکلتا۔ ایک بے مدعا آرزو، ایک بے لذت گناہ۔ ایک بے معنی کلام جو خود ملہم کے لئے سوہان روح ہو، اور جس کی تفہیم واقعات کی رونمائی کے بعد چسپاں کی جائے۔ کیا خاک الہام ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر چند ایک امثلے پیش نظر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

خاکسار پیپر منٹ (تذکرہ ص۵۲۷) ہماری قسمت اتوار (تذکرہ ص۵۲۰) کمترین کا بیڑا غرق (البشریٰ ج۲ ص۱۲۱) میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۹۵) ایک بے شرم لاہور میں ہے۔ (تذکرہ ص۷۰۴) دو پل ٹوٹ گئے۔ (تذکرہ ص۶۹۴) دو شہتیر ٹوٹ گئے۔

(البشریٰ ج۲ ص۱۰۰)

یہ سلسلۂ ہزاروں کی تعداد میں مرزا کی مقدس کتابوں میں بھرا پڑا ہے اور ان ہی مقفع اور مقطع عبارتوں کو الہام کا مرتبہ نصیب ہوا۔ جن پر امت مرزائیہ آج ناز کر رہی ہے اور یہی خوبیاں ہیں جن کی خوشی میں امت باولی ہو رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا وہ اسے کیا سمجھ چکی اور کس پر کپڑے پھاڑ کر آپے سے باہر ہوئی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کی تصویر ایک اور پہلو سے بھی دیکھئے یقیناً یہ سادگی آپ کو پسند آئے گی اور وجد میں لائے گی۔

معجزہ گرگابی

مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے بشیر احمد نے ابا کی سیرت لکھی ہے۔ اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے (مرزا قادیانی) گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی۔ مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ہیں۔ ان (انگریزوں)

کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے لئے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔"

(رواہ بشیر راوام مرزائیہ، سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۷ روایت نمبر ۸۳)

مندرجہ بالا حوالہ سے نشان نبوت ٹپکتی ہے اور حافظہ اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ اور کیوں نہ چلے آخر آپ تمام بھٹکی ہوئی دنیا کو راہ راست پر لانے کے لئے مامور کئے گئے تھے۔ ایک اور شیرینی بھی چکھئے۔ آخر یہ حدیث مرزا ہے بڑی ہی متبرک اور مزے کی چیز ہے۔

رومالی گھڑی معجزہ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ میں بھی گنتے جاتے تھے۔ گھڑی دیکھتے ہی پہچان نہ سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۰ روایت نمبر ۱۶۵)

سبحان اللہ قادیانی نبوت کے کیا ہی کرشمے تھے۔ کس قدر سادگی ہے۔ ہمارے خیال میں امت کو لازم ہے کہ سنت مرزا پر پورا پورا عمل کر کے ثواب حاصل کریں۔ پاپوش عموماً الٹا ہی پہنا کریں اور کہیں پاؤں ٹل جائے تو سعادت عظمیٰ تصور کریں اور گھڑی کو بھی اسی صورت انداز میں استعمال کیا کریں۔ ایک اور شگوفہ بھی تماشہ کیجئے۔

افکار و حوادث

"ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا۔ "آئی لو یو" یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ "آئی ایم ود یو" یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ "آئی شیل ہیلپ یو" یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا "آئی کین وہاٹ، آئی ول ڈو" یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ اٹھا الہام ہوا "وی کین وہاٹ وی ول ڈو" یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس کا ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔"

(براہین احمدیہ ص ۴۸۰، حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۷۱)

کم بخت ٹیچی ٹیچی بڑا گستاخ تھا۔ کیا اسے یہ معلوم نہ تھا کہ:

نازک مزاج شاہاں تاب سخن نہ دارند

مرزا خدا کی بیوی بن گئی

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی آنجہانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ فرمائی ہے کہ کشف کی حالت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔'' (اسلامی قربانی ص۱۲، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

مرزائیو! ایمان سے خدا لگتی کہو کہ مرزا قادیانی صنف نازک تو نہ تھے۔ مگر یہ محبوبہ خدا بننے کا خبط کیا سمایا۔ کیا یہ پنجابی نبوت کی صحیح الدماغی کی بیّن دلیل نہیں۔ خدارا سوچو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

مرزائی خدا

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی کا نقاب عریاں کروں اور صحیح تصویر مرزا پیش کروں میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ مرزائی خدا کا فوٹو بھی لگے ہاتھ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کردوں۔ پس مہربانی کر کے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا خدا کا کان

''انت منی بمنزلة سمعی'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ بمنزلہ میرے کانوں کے۔ (اخبار البدر قادیان ۲۶؍جنوری ۱۹۰۸ء، البشریٰ ج۲ ص۱۲۹)

مرزا خدا کے لئے چمکتا ہوا ستارہ

''انت منی بمنزلة النجم الثاقب'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ ثاقب ستارہ۔ (اخبار البدر قادیان ۲؍دسمبر ۱۹۰۷ء، البشریٰ ج۲ ص۱۳۷)

''انت منی بمنزلة موسیٰ'' اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۹، اخبار البدر ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء)

تو اور نہیں میں اور نہیں

''انت منی وانا منك ظهورك ظهوری'' اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اے مرزا تیرا ظاہر ہونا گویا میرا ظاہر ہونا ہے۔ (معاملہ واحد ہے)

(اخبار البدر قادیان ۱۲؍مارچ ۱۹۰۷ء، البشریٰ ج۲ ص۱۲۶)

مرزا خدا کا اہل بیت

اردو الہام: ''اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔''

(اخبار البدر قادیان ۲؍مارچ ۱۹۰۷ء، البشریٰ ج۲ ص۱۲۵)

مرزا سے زیادہ کوئی سعادت مند نہیں

''من الذی هو اسعد منك ''اے مرزا وہ کون ہے جو تجھ سے زیادہ سعادت مند ہے۔''

(اخبار البدر قادیان ۱۵؍فروری ۱۹۰۷ء، البشریٰ ج۲ ص۱۲۴)

مرزا خدا کے بروز میں

''انت منی بمنزلة بروزی ''اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ہوں۔''

(اخبار البدر ۱۵؍مارچ ۱۹۰۶ء، البشریٰ ج۲ ص۱۰۹)

مرزا کا دیکھنا خدا کا دیکھنا ہے

''اینما تولوا فثم وجه الله ''اے مرزا جس طرف تیرا منہ ہوگا اس طرح خدا بھی منہ کرے گا۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۰۸)

اردو الہام کیا کہتا ہے

''جس سے تو (مرزا) پیار کرتا ہے میں اس سے بہت پیار کروں گا۔ جس سے تو ناراض ہے میں اس سے ناراض ہوں گا۔''

(اخبار البدر قادیان ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء، البشریٰ ج۲ ص۱۰۸)

مرزا چاند مرزا سورج

''یا قمر یا شمس انت منی وانا منك ''اے میرے چاند اے میرے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔''

(اخبار البدر قادیان ۲۶؍دسمبر ۱۹۰۵ء، البشریٰ ج۲ ص۱۰۴)

مرزا خدا کا عرش تھا

''انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق انت منی بمنزلة عرشی ''اے مرزا تیری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جسے خلقت نہیں جانتی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔''

(اخبار البدر قادیان ۲۰؍اپریل ۱۹۰۴ء، البشریٰ ج۲ ص۹۰)

مرزا کا جاگتا، سوتا اور نماز پڑھتا خدا

''اصلی واصوم اسهر وانام واجعل لا انوار القدوم واعطینك ما یدوم ''میں نماز پڑھوں گا، روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں، سوتا ہوں اور تیرے لئے اپنے آنے کے

نورعطاء کروں گا اور وہ چیز تجھے دوں گا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۷۹، اخبار الحکم قادیان ۳ر فروری ۱۹۰۳ء)

مرزا کا خدا خطا کرتا ہے اور بھلائی کرتا ہے

’’انی مع الاسباب اتیك بغتة انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط ‘‘اے مرزا میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا، خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا اور میں رسول (مرزا) کے ساتھ احاطہ کئے ہوئے ہوں۔‘‘

(اخبار البدر قادیان ۹ر فروری ۱۹۰۳ء، البشریٰ جلد دوئم ص ۷۹)

بجلی مرزا کا خدا ہے

’’انی انا الصاعقه‘‘’’اے مرزا میں ہی بجلی ہوں۔‘‘

(اخبار البدر قادیان دسمبر ۱۹۰۲ء، البشریٰ جلد دوئم ص ۷۶)

’’انی اجهز الجیش‘‘’’اے مرزا میں اپنے لشکر تیار کر رہا ہوں۔‘‘

(اخبار الحکم دسمبر ۱۹۰۲ء، البشریٰ جلد دوئم ص ۷۶)

مرزا خدا کا بیٹا

’’انت منی بمنزلة اولادی‘‘’’اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد کے مانند ہے۔‘‘

(اخبار الحکم قادیان ۴ر دسمبر ۱۹۰۰ء، البشریٰ جلد دوئم ص ۶۵)

’’هو منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فکادان یصرف بین الناس‘‘ ’’یعنی وہ مرزا مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید۔ سوعنقریب یہ لوگوں میں ظاہر کیا جائے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوئم ص ۲۵۴، خزائن ج ۱ ص ۲۸۱)

ناظرین کرام! آپ نے مرزا قادیانی کے اللہ میاں کی مختصر سوانح یا دھندلی سی تصویر ملاحظہ کر لی۔ ان خرافات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گویا مرزا قادیانی میں اور ان کے خدا میں کوئی خاص فرق نہیں۔ بلکہ یگانت ہے اور معاملہ ہی واحد ہے۔ مرزا قادیانی کیا ہیں۔ گویا کہ خدا ہیں اور خدا کیا ہے۔ گویا کہ نعوذ باللہ مرزا:

پردۂ انسان میں آ کر خود دکھاتا تھا جمال
رکھ لیا نام مرزا تاکہ رسوائی نہ ہو
حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

مشکی نبی قادیان کی درویشی

اللہ رے شان حسن بھی وہ وقت تھا کہ پندرہ روپے کی چاکری کو نعمت عظمیٰ خیال کیا جاتا تھا اور روٹی کے فکر میں گھنٹوں سوچ و بچار میں کٹتے تھے اور ۸ آنہ یومیہ پر وطن کو خیر باد کہتے ہوئے عزیزوں سے دور غریب الوطنی کو ترجیح دی جاتی تھی۔

دن بھر حکومت کی غلامی میں چاپلوسیاں کرنی پڑتیں اور محنت شاقہ سے خون و پسینہ ایک کرنے کے نتیجہ میں نان جویں ملتا۔ طبیعت پریشان اور مضمحل رہتی۔ جلب منفعت کے لئے صدہا وظائف اور چلے کاٹے جاتے۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلتا۔ بہتیرا وقت کیمیا گری اور رمل جفر میں بھی ضائع کر کے دیکھ لیا۔ مگر قسمت سوتی کی سوتی ہی رہی۔ آخر بارہ برس کے بعد تو خدا روڑی (گو بر ستا ک کرنے کی جگہ) کی بھی سنتا ہے۔ بڑی مشکل سے فن تصنیف ہاتھ لگا تو کہیں جا کر قسمت نے یاوری کی۔ پھر تو بخت ایسے بیدار ہوئے کہ گویا دوبارہ سونا بھول گئے۔ مندرجہ ذیل خطوط شائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ مرزا قادیانی کیوں سیروں کستوری منگایا کرتے تھے۔ یا ٹانک وائن اور سائے بان اور کناتوں کے لئے کیوں پنجابی نبوت میں ضرورت پڑتی تھی۔ آخر ایسی چیزیں بھی منگایا کرتے ہیں۔ اس میں اچنبھہ خیزی کونسی ہے۔ آخر رئیس قادیان تھے اور اگر کستوری رئیس نہ منگائیں تو کیا غریب منگائیں گے۔ (ہت تیرے کی)

مرزا قادیانی کے دعوے تو یہ ہیں کہ میں غربت اور درویشی کے لباس میں آیا ہوں۔ دنیاوی محبت کو چونکہ ہم نے نظر آتش کر دیا اور سب سے بڑھ کر یہ دعویٰ ہے کہ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں۔ اب جنت میرے ماننے سے اور مجھ پر کامل طور پر ایمان لانے سے مل سکتی ہے۔ کیونکہ نہ ماننے والوں کے لئے مرزا قادیانی کا خدا یہ وعید کر چکا ہے ''فقطع دابر قوم الذین لایؤمنون'' ''اس قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی جو تجھ پر ایمان نہ لائے گا'' ''یقبلنی ویصدقنی الا ذریة البغایا'' ''مجھے ہر کوئی قبول کرتا ہے اور مانتا ہے۔ ہاں حرام زادے ہی انکار کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ میں وہ خطوط پیش کروں۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی سوانح سے ایک ورق جس میں ان کی سادگی اور امارت کا پتہ ملتا ہے پیش کر دوں۔ امید ہے کہ یہ بھی قارئین کرام کے لئے لطف کا موجب ہوگا۔

پنجابی نبی کی یاد میں

''حضور (مرزا قادیانی) جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ پگڑی اور ایک کھونڈا گویا ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' پر پورا عمل تھا۔ جب

ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے سے ہی بیٹھے ہوتے۔ وہ ضرور سب سے پہلے اسلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے۔ پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی جبکہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی فرسودہ سی بلا پھندے کی اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً صرف اسی لئے کرتا تھا۔ کوٹ نہ تھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو چلتی ہے۔ آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔ معلوم ہوا بند ہے۔ چابی دی گئی۔ وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضور سے کہا کہ اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا۔ حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔" (یادام از قاضی محمد ظہور دین، الحکم قادیان ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

مرزا قادیانی کی سادگی ملاحظہ ہوئی۔ اب ذرا حکمت بھی ملاحظہ فرمائیں:

تریاق اول

"حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے ہیں کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کے ہدایت کی ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے رہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶ ص ۲، ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء)

تریاق جدید

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ ص ۱۰۵

"محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہم دست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک وعنبر، نربیسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران، یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اسی میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے

والی مصفیٰ خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تأمل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا۔ خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور ثورات اور جزام اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۹/اگست ۱۸۹۹ء)

پہلا مسیح تو شرابی تھا دوسرا افیونی

''مجھے اس وقت اپنا ایک سرگذشت واقعہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون بہت مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔''

(نسیم دعوت ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

مرزا قادیانی کو افیون خوردنی سے صرف اس لئے خدشہ تھا کہ کہیں لوگ تمسخر نہ اڑائیں کہ اچھا نبی ہے جو منہیات کا شیداء ہے۔ افیون کی گولی کھاتے ہی خدا نظر آتا ہے اور فرشتے الہام لے کر دوڑتے ہیں۔ حالانکہ نبی کی شان تو یہ ہے کہ وہ خدا کے حکم کے سامنے دنیا کو ایک پرکاہ کا درجہ بھی نہیں دیتے۔ بلکہ وہ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں رضائے مولا ہی مدنظر ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے استہزاء کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے دل میں یہ وہم ہوتا ہے کہ اطاعت کردگار پر دنیا کیا نظریہ رکھے گی۔ اب مرزا قادیانی کی حیرت انگیز چالاکی ملاحظہ فرمائیں کہ کس عیاری سے جناب مسیح علیہ السلام کو شرابی کا خطاب دیا گیا۔ حالانکہ شراب خود پیا کرتے تھے۔ افیون کی نفی کس رنگ میں دکھلائی گئی۔ حالانکہ ہمہ وقت اس پینک میں لگن رہتے تھے۔

حیرت آتی ہے مجھے حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

مگر یاد رکھئے کہ مرزا قادیانی کوئی معمولی دیسی گھٹیا شراب نہ منگایا کرتے تھے۔ بلکہ خالص ولائتی اور وہ سربند بوتلوں میں جس کی قیمت کم از کم ۵/۸ فی بوتل ہے۔

شراب کے لئے مرزا کی فرمائش

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ، اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت۔ والسلام! (مرزا غلام احمد عفی عنہ خطوط امام بنام غلام ص ۵)

جناب مسیح علیہ السلام کے حق میں گستاخیاں

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو خدارا تدبر کرو۔ سوچو اور فکر کرو کہ اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ رسول اور اولوالعزم نبی کی شان میں تمہارے مرزا آنجہانی نے کیا کیا بہتان تراشے اور کیا کیا گل کھلائے۔

شریعت اسلامیہ میں وہ شقی القلب مردود ازلی ہے جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اور چہ جائے کہ وریدہ دہنی اور وہ بھی بدلگامی سے۔

یقیناً وہ شخص جو انبیاء علیہم السلام کے حق میں ادب کو ملحوظ نہ رکھتا ہوا اپنی بدگوہری اور کمینگی کا مظاہرہ کرے گا یا ان کی شان میں دیدہ و دانستہ ایک برے لفظ کا اعادہ کرے گا یا ان کی بے لوث و پاک زندگی پر بدباطنی کی وجہ سے کوئی ایک حرف رکھے گا۔ روسیاہ و ذلیل ہوگا اور ایسے کذاب کے لئے خلاق جہاں نے جہنم کے ایک ایسے حصے کو مختص کر رکھا ہے جس میں بڑے دردناک عذاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جمیع فرزندان توحید کو ایسے قبیح فعل سے محفوظ رکھے۔ آمین! ثم آمین!

نمبر۱...... ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

نمبر۲...... ”جس شخص کے نمونہ کو دیکھ کر پرہیزگاری میں لوگوں نے ترقی کرنا تھا بلکہ وہی (یعنی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام) شراب کا مرتکب ہوا پھر ان بے جا حرکات میں اوروں کیا کیا گناہ ہے۔ جس حالت میں مسیحی لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ ہمارا رہبر اور ہادی شراب پینے کا شائق تھا۔ بلکہ عشاء ربانی سے اس نے شراب خوری کو دین کی جز ٹھہرایا تو اس صورت میں کسی دوسرے کی تقریر سے ان پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔“ (اخبار الحکم قادیان ج ۶ نمبر ۲۶ ص ۱۲، ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

جناب مسیح علیہ السلام کے چال چلن پر کمینہ حملہ

”میرے نزدیک اس شخص سے بڑھ کر کوئی خطرناک حالت میں نہیں ہے جو ایک

طرف تو شراب پیتا ہے جو شہوتوں کو ابھارتی ہے اور جوش دیتی ہے اور دوسری طرف اس کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ جس سے وہ ان متحرک شدہ شہوتوں کو محل پر استعمال کر سکے۔"

(اخبار الحکم ج۶ نمبر ۲۶ ص ۱۳، ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

مسیح کی معصومیت سے انکار

"میں نے خوب غور کر کے دیکھا ہے اور جہاں تک فکر کام کرتی ہے خوب سوچا ہے میرے نزدیک جبکہ شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہ تھی۔ تو گو میں جانتا ہوں کہ خدا نے اس کو برے کام سے بچایا۔ لیکن میں کیا کروں۔ میرا تجربہ اس بات کو نہیں مانتا کہ وہ عصمت میں ایسا کامل ہو سکے کہ وہ دوسرا شخص جو کہ نہ شراب پیتا ہے اور نہ حلال وجہ کی عورتوں سے اس کو کچھ کمی ہے۔"

(اخبار الحکم ج۶ نمبر ۲۶ ص ۱۳، ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

گناہوں کا منبع و مبداء عیسیٰ علیہ السلام ہیں

"عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں۔ لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور مبداء مسیح علیہ السلام کی تعلیم اور مسیح علیہ السلام کے اپنے حالات ہیں۔"

(اخبار الحکم ج۶ نمبر ۲۵ ص ۱۶، ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء)

پنجابی نبی کستوری کے چکر میں

"عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پاؤں سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہوتی ہے اور دوران خون ایک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر زندگی ہے۔ ورنہ جو دل جو رئیس بدن ہے بہت ضعیف ہو گیا ہے۔"

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ رجون ۱۸۹۹ء، مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر ۴ ص ۹۸)

"مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کل سے میری طبیعت علیل ہوئی ہے۔ کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے۔ سخت درجہ کا عارضہ لاحق ہوا اور ایک دفعہ تمام

بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گبھراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔ بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا۔ مگر اب تک کلی اطمینان نہیں۔ کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔

ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے۔ اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی۔ لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر گر گئی اور گرنے کے سبب سے خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ ضائع ہو گئی۔ اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ یہ مشک بہت عمدہ تھی۔ اس دکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائیں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔" (پھر کستوری کا ہے کو منگوا رہے ہو۔ خالد) (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ا ص ۲۸)

"مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضل تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے۔ دورہ مرض سے امن ہے۔ حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے۔ مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے۔ جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچالیتا ہے۔ کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔ میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی۔ خدا تعالیٰ اس کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو۔ آمین ثم آمین۔" (مکتوب نمبر ۶۷ خاکسار غلام احمد قادیانی مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ا ص ۲۶)

"مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مہربانی کر کے آج ہی کچھ عنبر روانہ فرمائیں۔ کیونکہ عنبر سفید در حقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے بھی دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔" (خاکسار غلام احمد مکتوب نمبر ۶۸ مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ا ص ۲۷)

"مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں باری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبہ سے نہایت لاچاری ہے۔ مجھ کو آن مکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا۔ وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا۔ اب میں نے

کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگائی تھی اور استعمال بھی کی۔ مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں۔ خاص کر مشک یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمائیں اور مشک کو ضرور دستیاب کر دیں۔ بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو۔"

(غلام احمد مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ ص ۱۲۱)

"مکتوب نمبر ۱...... اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی مالک دواخانہ رفیق صحت لاہور

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آپ برائے کرم ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ اور خوشبودار ہو بذریعہ ویلیو پی ایبل پارسل ارسال فرمائیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۶)

"مکتوب نمبر ۲...... پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے پچاس روپیہ بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ ۲ تولہ مشک خالص ۲ شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۲)

"مکتوب نمبر ۳...... آپ بے شک ایک تولہ مشک قیمت چھتیس روپے خرید کر بذریعہ وی پی بھیج دیں۔ ضرور بھیج دیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۳)

"مکتوب نمبر ۴...... پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی۔ اب وہ نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جن میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے۔ خوشبودار ہو۔ ضرور ویلیو کرا کر بھیج دیں جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔"

(خاکسار غلام احمد خطوط امام بنام غلام ص ۶)

ناظرین کرام! کستوری نبی کی سوانح حیات کستوری وعنبر سے بھری پڑی ہے۔ اس میں بڑے بڑے بیش قیمت نسخہ جات جن پر سینکڑوں روپیہ خرچ آتے اور جو صرف قوت باہ کے لئے تیار ہوتے موجود ہیں۔ ولیکن نہ ہمارا یہ مضمون ہے اور نہ ہی ہمارے پاس گنجائش ہے۔ اس لئے صرف اس قدر اور عرض کئے دیتے ہیں کہ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت ایک مفصل اور مدلل باب میں پیش کئے جائیں گے۔

سابقہ اوراق میں مرزا آنجہانی کی عقیدت گورنمنٹ برطانیہ سے آپ نے ملاحظہ کی۔ ایک خطاب کے لئے یا صرف معمولی سے شکریہ کے لئے مہینوں جان پر بنی رہی اور خوابیں اور الہاموں تک نوبت پہنچی۔ مگر آخر بقول شخصے:

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

اس جھوٹی عقیدت اور منافقانہ چاپلوسی کے لئے مسیلمہ پنجاب کی داد دیجئے۔ خوشامدیں بھی وہ کیں جو کوئی دوسرا نہ کر سکے۔ مگر وہ بھی حلق سے اوپر اوپر اور طریقہ بھی وہ اختیار کیا جو نہایت عاجزانہ معلوم ہوتا ہے اور پھر عرض داشت کے وقت دانتوں کو یوں گھسا کہ ٹوٹ جانے کا احتمال ہوا۔ مگر واہ رے پنجابی نبوت تو تو حکومت وقت کی بھی مار آستین نکلی تو نے وہ وہ جھانسے دیئے اور ایسے مکر کئے کہ جن کی نظیر ڈھونڈنے سے نہ ملے۔ وہ وہ عیاریاں دکھلائیں کہ ستمگراں زماں کا ریکارڈ مات ہوا۔ وہ وہ دجل دیئے کہ کذابان جہاں کا زہرہ آب آب ہوا۔ مگر بالآخر دل کی بات اور چھپا بھید عیاں ہونے سے نہ رہ سکا۔ آہ! آج فرزندان توحید و تثلیث دونوں تیرے ہتھکنڈوں سے نالاں نظر آتے ہیں۔ تو نے دونوں کی رفاقت کا خوب ہی حق ادا کیا۔ نہ اپنوں کو چھوڑا اور نہ بیگانوں کی پگڑی کو برقرار رہنے دیا۔ اقوام عالم تیری جدت کا رونا رو رہی ہیں اور شرافت کی دنیا تجھ سے بیزار ہو رہی ہے۔

بخدا قلم کی طاقت رفتار سلب ہوئی جاتی ہے اور دل حیرت و استعجاب کی انتہائی گہرائیوں میں غوطہ زن ہے۔ تعجب نہیں حیرت ہے۔ مضمون نگاری نہیں۔ اظہار حقیقت ہے، کہ مرزا قادیانی نے حکومت سے کس قدر جھوٹی خوشامد کا اظہار کیا اور چاپلوسی بام انتہاء سے متجاوز کرتی ہوئی کہاں سے کہاں نکل گئی۔

افسوس اس قدر تعریف و توصیف، محاسن و فضائل بیان کرنے کا نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ ہی برآمد ہوا۔ انگریزی حکومت کی تو تعریف ہوئی۔ مگر اس اسقف و پادری دجال قرار دیئے گئے۔ عیسائیت کے ستون کو ذلت و رسوائی کے وعید کی ذمہ داری لیتے ہوئے بیخ و بن سے اکھاڑنے کا ٹھیکہ آپ نے لیا اور اسے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا اور بانی عیسویت کے حق میں وہ کونسا رذیل حربہ ہے جو استعمال نہ کیا گیا۔ گو نقل کفر کفر نباشد ہے۔ مگر بخدا میرا ضمیر اس کے اعادہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں حیران ہوں کہ حکومت کو کیا ہو گیا وہ کیوں خاموش رہی۔ حالانکہ بدلگام و دریدہ دہن کو وہ نہایت آسانی سے اس کے کیفر کردار کو پہنچا سکتی تھی۔

قصر نبوت کی تکمیل چودہ سو برس سے ہو چکی۔ چند ایک سرپھرے مخبوط الحواس مدت ہوئی کمینگی کا مظاہرہ آفتاب نبوت کے سامنے کر چکے۔ مگر وقار رسالت کی ایک ہی ٹھوکر سے ففروا الی اللہ ہوئے۔ اس کے بعد کسی پر پھر کبھی کم بختی کا بھوت جو سوار ہوا تو نبوت کے آٹے دال کا بھاؤ جلد

معلوم ہو گیا اور رسالت کا بخار آناً فاناً اتار دیا گیا۔ اس کے بعد ایک کافی عرصہ اور مدت دراز گزر گئی کہ کسی اسلامی دنیا میں کوئی بد بخت زکام نبوت سے نہ ٹرایا۔ گویا متنبی اس وہمہ سے دست بر آور ہو چکے کم بختی سے اب ہندوستان کی باری آئی۔ کیونکہ یہ زمین نبوت کے کھاج عمداً سے تیار کی گئی۔ آہ! مسلمانوں کی حکومت لٹ چکی۔ ثروت کھو چکی۔ وقار جاتا رہا۔ مگر بایں ہمہ ان کے دل ودماغ میں اس کی بو ابھی باقی ہے اور اس کا باعث قرآن عزیز اور اسلاف کے کارنامے ہیں۔ اغیار کو یہ بھی پسند نہیں کہ غلام آباد میں کوئی ایسے خواب دیکھے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلم تخیل بدل دیا جائے اور ایک میٹھی چھری ان کے سینے میں کھونپ دی جائے۔ جموں کی پہاڑیوں میں نبوت کا بیج بویا گیا اور اس کی آبیاری منظم طریق سے کی گئی۔

مگر آہ! سادہ لوح مسلم خواب گراں میں مدہوش مزے کی نیند سویا ہوا تھا۔ وہ مدتوں یہ محسوس ہی نہ کر سکا کہ قادیان کا متنبی جسے وہ باعث رحمت سمجھتا ہے کیا ہے۔ آہ زہر ہلاہل کو وہ تریاق سمجھتا اور شدت سے اس کی پیروی قلمے سخنے درمے کرتا رہا۔ بالآخر یہ خود کاشتہ پودا جوان ہوا اور ڈال پات نکالے۔ جہاد حرام ہوا اور اسے بدترین فعل قرار دیا گیا۔ انگریز کو اولوالامر اور معجزات کو مسمریزم گردانتے ہوئے رسالت پہ ڈاکہ ڈالا گیا اور صاف الفاظ میں کہہ دیا گیا:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ اسلامی دنیا میں کوئی بد بخت زکام نبوت میں مبتلا نہیں ہوتا۔ کیا نبوت اسلامی ممالک سے ڈرتی ہے اور آتی ہے تو پنجاب میں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ نبوت پنجاب ہی پر کیوں عاشق ہو گئی۔ جدھر دیکھو نبی، جہاں دیکھو رسول۔ کوئی تیمار پور میں دھرنا مارے بیٹھا ہے تو کوئی اروپ میں دم توڑ رہا ہے۔ کسی کی عقل لاہور میں ڈوب رہی ہے تو کوئی چنگا بنگیال میں باولہ ہو رہا ہے۔ کوئی قادیان میں دجل کی دوکان کا ٹھیکیدار ہے تو کوئی دجال پور کا چوہدری بنا بیٹھا ہے۔ آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ کابل میں کسی کو یہ عارضہ نہیں ہوتا۔ کیا ظاہر شاہ کے پاس اس کے آباؤ اجداد کا بتلایا ہوا تریاق موجود ہے۔ اس لئے متنبی پیدا ہونے سے ڈرتے ہیں۔ ایران میں بھی یہ بیماری نہیں۔ ترکستان میں بھی یہ بخار نہیں ہوتا۔ عراق میں بھی یہ وبا نہیں آتی۔ حجاز بھی اس کی دست برد سے پاک ہے۔ ترکی بھی اس موذی مرض کے جراثیم سے مبرا ہے۔ مصر وشام پر بھی اللہ کا فضل ہے۔ مگر یہ جنگلی جانور کثرت سے ملتے ہیں شمالی ہندوستان میں۔ نہ ان ٹرلونکو چین میں

گنجائش نہ جاپان میں۔ نہ یہ وبا افریقہ وحبشہ میں۔ آخر کوئی خاص وجہ ہے جو اس کی پیدائش بود باش سرزمین غلام آباد میں کثرت سے ہوتی ہے۔ راز کی چیز اور پتے کی بات یہی ہے کہ یہ حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔

مثال کے طور پر ایک اور نقطہ پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اگر کوئی خدائی خوار دسر پھرا ترکی یا حجاز میں ایسا بھی پیدا ہوئے جو امیر المومنین کی بے حد تعریف کرے کہ آپ ایسے ہیں۔ آپ کی حکومت عدل وانصاف کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ آپ ظل اللہ ہیں۔ یہ ہیں۔ وہ ہیں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ نعوذ باللہ بانئی اسلام پر پھبتیاں اڑائے اور آوازے کسے تو کیا حکومت اس کو بھی خیر خواہ ملک وقوم یا وفادار تاج سمجھ گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسے آئمۃ الکفر اور منافق سمجھ کر قرار واقعی سزا دے گی۔ کیونکہ اگر اس کے دل میں سچا اخلاص ہوتا تو یہ غیر ممکن تھا کہ وہ اس کے آقا ومولا پر زبان طعن دراز کرتا یا اس کے آئمہ دین یا شیخ الاسلام کو دجال وکذاب کے نام سے یاد کرتا۔ سمجھ لیا جائے گا کہ یہ خوشامدی ٹٹو ضرور غدار وطن وقوم ہے۔ حکومت کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ کہیں جیل خانہ میں نہ بھیج دیا جائے۔

ظل

دل پہ چوٹ لگی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑ وخدارا تدبر وتفکر سے دل کی گہرائیوں میں سوچو اور کہو کہ کس برتے پر تمہارے پنجابی نبی سرکار مدینہ کے ظل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آنجناب کی سوانح حیات اپنوں نے لکھی۔ بیگانوں نے شائع کی۔ مگر سیرت خیر الانام میں تفریح طبع کے لئے کب کوئی ایسا واقعہ ملتا ہے کہ عنبر کا دور یا کستوری کا چکر ہی چلتا جائے اور یہ سلسلہ لا انتہائی ختم ہونے کو ہی نہ آئے۔

ہم اگر کوئی واقعہ پیش کریں گے تو تعصب کی وجہ سے وہ آپ کو اعتبار کے مراتب تک پہنچا نظر نہ آئیں گے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہارے دل میں بینائی پیدا ہو اور کھلی ہوئی سچائی پذیرائی کرے اور تمہارے قلوب مطمئن ہو جائیں۔ اس لئے قادیان کے ہز ماسٹر وائس اخبار الفضل سے باغ وحدت کا ایک پھول پیش کرتے ہیں۔ یہ صرف اس لئے کہ تمہیں اصلی ونقلی سچ وجھوٹ میں امتیازی نشان پیدا کر دے۔ حوالہ مذکور ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور کا مصداق ہے اور اس کی دلیل مرزا قادیانی کی زندگی ہے۔ آنحضور سرکار مدینہ ﷺ بھی واصل

ائی الحق ہوئے اور مرزا قادیانی بھی چل دیا۔ آنحضور ﷺ کا اثاث البیت تمہارے اپنے گزٹ سے ظاہر ہے اور مرزا قادیانی کا پس اندوختہ ہم نمونتاً پیش کریں گے۔ دونوں کو ترازو میں وزن کرو۔ اگر تول پورا اترے تو خوشی سے ظل اور بروز کی رٹ لگائے جاؤ اور اگر فرق بعد المشرقین ہو تو خدارا سوچو کہ کدھر جا رہے ہیں اور صراط مستقیم کدھر ہے۔

”آنحضرت ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آئے۔ آپ حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ اجازت لے کر اندر گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے جس پر لیٹنے سے پہلوؤں پر ان پتوں کے نشان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے گھر کی جائیداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکی ہوئی نظر آئی۔ یہ دیکھ کر ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے رونے کی وجہ سے پوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے قیصر و کسریٰ کا جو کافر ہیں۔ ان کے لئے اس قدر تنعم ہے اور آپ ﷺ کے لئے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے میں حرکت و سکون کر سکوں۔“

(منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۶/نومبر ۱۹۳۲ء)

رحلت سرکار دو عالم ﷺ

کائنات عالم میں ہزاروں پھول کھلے۔ لاکھوں غنچے چٹکے۔ کروڑوں چیتاں جذبہ وحدت سے سرشار ہوئیں۔ باغ عالم اخوت و محبت کا ایک بے نظیر لہلہاتا اور پھلتا پھولتا گلزار ہوا تو بلبلوں نے وحدت کے ترانے گائے۔ قمریوں نے حمد کے نغموں سے ایک کیف اور سرور پیدا کیا تو کوئل نے کوکو کے مسرت انگیز نعروں سے وجد کا سماں پیش کر دیا۔ کبوتر ہو ہو سے اور پپیہا تو تو سے اس شان سے ترنم ریز ہوئے کہ گلچین و صیاد کے دل پر ایک ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ گویا اپنی فطرت بھول گیا۔

باغ وحدت کا وہ بے نظیر مالی چمن کی آبادی و شادابی کو دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوتا اور پھولا نہ سماتا۔ قدرت نے اس کے سینے میں ایک ایسا دل ودیعت فرمایا تھا جس میں عفو و حلم کے سمندر رحم و کرم کے بحر ناپیدا کنار موجزن تھے۔ وہ باغ رحمت کی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف ادنیٰ سے ادنیٰ دکھ بھی دیکھ نہ سکتا۔ وہ ایک ایک پتی سے ہمدردی کرتا۔ دکھ لیتا اور سکھ دیتا۔

آہ! وہ چمن کے ذرے ذرے کا فدائی و شیدائی جب مشیت ایزدی سے نظام عالم کو مکمل و اکمل کر چکا تو کل من علیہا فان کو لبیک کہتا ہوا عالم جاودانی کا دولہا بنا۔ مگر آہ! حضور کی رخصتی ہاں ہاں اس شاہ دوسرا کا دم واپسین جس نے شہنشاہی میں فقیری کی اور کروڑوں درہم لٹائے

اور ہزاروں غلام آزاد کیے۔ سینکڑوں لونڈیاں عفت مآب خاتونیں بنائیں۔ گرتوں کو سنبھالا اور چلتوں کو سہارا دیا۔ بیواؤں کا دستگیر محتاجوں کا والی۔ ضعیفوں کا ملجا۔ غلاموں کا مولا۔ جب اس شاداب وگلزار چمن سے جدا ہوا تو مسلمانوں کی وہ پاک ماں عائشہ صدیقہؓ رو کر بیان کرتی ہیں کہ آہ میرے حجرے کی دیواریں جن میں سوراخ پڑے ہوئے تھے اور چھت کھجور کے پتوں سے اٹی ہوئی تھی۔ میرے پاس ایک مٹی کا دیا بھی موجود نہ تھا جو جلا لیا جاتا اور شہنشاہ دوسرا کا دم واپسین دیکھتی۔

آیئے اب ذرا قادیان کے پنجابی نبی جی کا بھی پس اندوختہ ملاحظہ کیجئے اور خدارا چھاتی پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے:

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

زبانی جمع خرچ کر کے ظل وبروز کے سائن بورڈ آویزاں کر لینا تو کچھ خوبی وحکمت نہیں۔ ظل وبروز کے لئے عملی زندگی درکار ہے اور وہ بھی ایسی جس میں ہو بہو مشار الیہ کا نقشہ نظر آئے۔ یہ تمیس مارخانی کی حقیقت اوصاف چاہتی ہے۔ اسد نام رکھ لینا شیر کے اوصاف کی ضمانت نہیں۔ ظل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ اصل کا پورا پورا نقشہ پیش کرے۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں۔ سنئے:

ایک سیاہ فام حبشی جس کے موٹے ہونٹ اور چپٹی ناک، ڈراؤنی سرخ آنکھیں، بدنما چہرہ اور نہایت قبیح المنظر جوان صحرا نوردی کرتا ہوا کہیں جا رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک نہایت چمکدار مگر چھوٹی سی چیز پر پڑی۔ اس کی خوبصورتی ودمک دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور جلدی سے اس کو اٹھا لیا۔ بڑی احتیاط سے اس کی گرد وغبار کو دور کیا۔ دل میں صدہا امنگیں پیدا ہوئیں اور اسے غربت وافلاس کا واحد علاج تصور کیا۔ زنگی اس بیش قیمت پس افتادہ سے بہت خوش تھا اور طرح طرح کے ولولے اس کے دل میں رہ رہ کر اٹھتے تھے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ گویا قارون کا خزانہ ہاتھ لگا۔ بالآخر وہ اس نعمت عظمیٰ کو لے کر کسی آرام دہ جگہ کی تلاش میں چل دیا کہ اطمینان سے اس کی کیفیت کو سمجھ سکے۔

افسوس اس کی انتہائی خوشی اور دلی جذبات کا تلاطم ایک نظر دیکھ لینے سے کافور ہو گیا۔ اس نے نہایت حقارت سے یہ الفاظ کہے اور چل دیا کہ کم بخت کوئی بڑا ہی بدصورت آدمی تھا جو تمہیں پھینک گیا۔ یہ کہا اور پتھر پہ دے مارا اور چل دیا۔

ناظرین! یہ تھا ظل وبروز۔ اب ذرا جے سنگھ بہادر قادیانی کی درویشانہ زندگی کا پس اندوختہ بھی ملاحظہ کریں:

خود کاشتہ پودا سبز ہوا گو آب گوہر کی بارش سے
کچھ ایسی ہوائیں گرم چلیں پھولا بھی کبھی تو پھل نہ سکا

نوٹس بنام مرزا محمود احمد قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گرداسپور

"جناب من بمقدمہ مرزا اعظم بیگ بنام مرزا بشیر الدین محمود و مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد صاحبان حسب ہدایت مرزا اعظم بیگ ولد مرزا اکرم بیگ معرفت مرزا عبدالعزیز کوچہ حسین شاہ لاہور میں آپ کو مفصلہ ذیل نوٹس دیتا ہوں:

۱...... بروئے بیعنامہ مورخہ ۲۱ر جون ۱۹۲۰ء رجسٹری شدہ مورخہ ۵ر جولائی ۱۹۲۰ء مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ وخاتون سردار بیگم صاحبہ بیوہ مرزا افضل بیگ ساکنان قادیان نے کل جائیداد غیر منقولہ از قسم سکنی واراضیات زرعی وغیر زرعی ہر قسم اندروں وبیروں سرخ لکیر واقعہ موضع قادیان معہ حصہ شاملات دہ حقوق داخلی وخارجی متعلقہ جائیداد مذکور آپ کے و مرزا بشیر احمد وشریف احمد صاحبان کے حق میں بیع کر دی اور زر قیمت مبلغ ایک لاکھ اڑتالیس ہزار روپیہ بیعنامہ میں خرچ کیا گیا ہے۔

۲...... کہ مرزا اعظم بیگ پسر مرزا اکرم بیگ نابالغ ہے اور بوقت بیع یعنی ۲۱ر جون ۱۹۳۰ء کو نابالغ تھا اور وہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوا تھا اور یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو بالغ ہوا تھا اور اپنے ماموں مرزا عبدالعزیز صاحب کے ہاں پرورش پاتا رہا۔

۳...... کہ جائیداد و بیعہ مندرجہ فقرہ (۱) جدی جائیداد ہے اور خاتون سردار بیگم صاحبہ کو کوئی حق نسبت جائیداد مذکورہ نہیں جو قابل بیع ہوتا۔

۴...... اور مرزا اکرم بیگ کو بلا ضرورت جائز جائیداد بیعہ مذکورہ کو بیع کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔

۵...... جائیداد مذکورہ بالا بلا ضرورت جائز فروخت ہوئی۔

۶...... کہ ادائیگی زر بدل کے بارہ میں سردست مرزا اعظم بیگ کو کوئی ثبوت حاصل نہیں ہوا۔

۷...... مرزا اعظم بیگ جائیداد بیعہ مذکورہ کو واپس لینے کا مستحق ہے اور اس غرض کے لئے آپ کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ جائیداد بیعہ مذکور اعظم بیگ کو واپس کر دیں۔

۸...... اگر آپ نے جائیداد مذکورہ واپس نہ کی تو بعد از انقضائے ایک ماہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی اور آپ خرچہ مقدمہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

۹..... میں نے نوٹس ہذا کی ایک ایک نقل مرزا بشیر وشریف صاحبان کو بذریعہ رجسٹری بھیج دی ہے۔

۱۰..... یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آئندہ تعمیرات وانتقالات نسبت جائیداد مذکور بند کردیئے جائیں۔

صاحبان یہ ہیں بروز وظل کے کرشمے اور دنیا سے قطع تعلق وخاکساری وعاجزی کے اسباب اور مرزا قادیانی کے ڈال پات کہ ڈیڑھ لاکھ کی ایک ہی رجسٹری خاندان نبوت میں منتقل ہورہی ہے۔ قادیان میں جایئے اور دیکھئے کہ ان پیغمبرزادوں کے آرام کے لئے کس قدر عالی شان کوٹھیاں اور سربفلک عمارتیں بنی کھڑی ہیں جن میں ہزاروں روپے کے فرنیچر اور دیگر لوازمات بڑی خوبی وعمدگی سے آویزاں ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ آہ! رونا تو یہ ہے کہ نبی کی پوتیاں مغربی تہذیب وتعلیم کی اس قدر دلدادہ ہیں کہ پچھلے دنوں ہمارے محترم خلیفہ جی مثنی فی النور کو ان کی تربیت کے لئے ایک نہایت ہی خوبصورت پری جمال حورش مس روفو جو ایک اٹالین حسینہ تھی ہیسل ہوٹل لاہور سے بصد منت قادیان اپنی موٹر میں دائیں بازو لانا پڑا۔

مرزا قادیانی کے اس ہونہار ولائق بچے کی ایک دلنواز بیوی سیدہ سارہ بیگم جو خیر سے پانچوں خلفائین تھی اور جو خلیفہ صاحب کے دورے کے ایام میں ہی چل بسی اور جس کا صدمۂ جانکاہ وہ داغ مفارقت خلیفہ جی کو خصوصاً اور امت مرزائیہ کو عموماً مدتوں اٹھانا پڑا۔

قادیان کا ہزماسٹر وائس اخبار بےچارا الدجل مدتوں مرثیے اور تعزیت ناموں سے کالم کے کالم سیاہ کرتا اور آنسو بہاتا رہا اور دور دور سے لوگ خوابی ملاقات کی دلچسپ کہانیاں بیان کرتے رہے جنہیں سن سن کر خلیفہ جی کا دل کپکپا جاتا اور لب سے بے اختیار آہ سارہ نکل جاتا۔ مختصراً مرزا محمود صاحب مدتوں اس کے فراق میں تڑپا کئے۔ آخر رفتہ رفتہ یہ رستا ہوا ناسور کچھ کم ہوا تو یہ چوتھی خانہ پری کرنے کے لئے ایک اور جمیل دوشیزہ مل گئی جس سے حال ہی میں نکاح ہوا ہے۔

چنانچہ ہمارے محترم دوست سندباد جہازی نے اس پر ایک ذکاہی مضمون جریدہ احسان مورخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۳۵ء میں لکھا اور اسی پر حاجی لق لق نے خامہ فرسائی فرمائی۔ ہر دو مضمون قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

ایسے کو ملے تیسا

خلیفہ قادیان کو حاجی لق لق کی دعوت مباہلہ (خود حاجی لق لق کے قلم سے)

آج کل عملہ ''احسان'' اور احرار کی طرف سے قادیانیوں کو دعوت مباہلہ دینے کا کام

آلوؤں کی شدھی کی طرح بڑے زوروں پر ہے۔ اس لئے ہم جو پتنگ بازی تک کی قومی تحریک میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس میدان میں قدم بڑھائیں اور ہمیں خلیفہ قادیان کو دعوت مباہلہ دینے کی زیادہ ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ ''الدجل'' مدیر ''احسان'' کو مرزا بشیر الدین محمود سے کم رتبہ کا انسان سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلیفہ قادیان کو وہ شخص دعوت دے جو اس کا ہم رتبہ ہو۔

ہم مرزا محمود کے ہم رتبہ تو کیا ان سے بھی چار درانتی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ مثلاً اطالیہ کی ایک حسینہ مس روفو نے اگر قادیان کے قصر خلافت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی تو حاجی لق لق کی درانتی نے پیرس کی ایک مشہور رقاصہ کو اپنی صحبت سے سرفراز کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود اگر گورنر پنجاب اور وائسرائے ہند سے خفیہ ملاقاتیں کرنے پر نازاں ہیں تو حاجی لق لق کی درانتی نے موسیو پوائنکا صدر جمہوریت فرانس سے ملاقات کی۔ اگر مرزا محمود کے پاس حکومت برطانیہ کے پروانہ ہائے خوشنودی موجود ہیں تو حاجی لق لق کی درانتی نے خود موسیو پوانکار کا سرٹیفیکٹ حاصل کیا۔ اگر خلیفہ قادیان کی شان ''الحکم'' اور ''الفضل'' قصائد لکھتے ہیں تو ہماری درانتی کے کارنامے فرانسیسی اور انگریزی اخبارات میں چھپتے ہیں۔

یہ تو ہیں صرف ہماری درانتی کے فضائل۔ اس سے آپ ہماری عظمت کا اندازہ لگا لیجئے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ ہم رتبہ کے لحاظ سے خلیفہ قادیان کو دعوت مباہلہ دے سکتے ہیں یا نہیں۔

بہر حال اگر خلیفہ صاحب مباہلہ سے خوف نہیں کھاتے تو انہیں اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ ہندوستان میں کم از کم ایک شخص ایسا پیدا ہو گیا ہے جس سے مباہلہ کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں اور یہاں ہم یہ ذکر بھی کر دیتے ہیں کہ ہم پتنگ بازوں کے خلیفہ جی بھی ہیں۔ اس لئے اس مباہلہ میں خلیفہ بمقابلہ خلیفہ ہوگا۔

اب ہم ذیل میں تحریری دعوت نامہ پیش کرتے ہیں:

''ہم کہ حاجی لق لق ولد والد بزرگوار مرحوم ساکن موضع جہازی بلڈنگ بیرون دہلی دروازہ لاہور کا ہوں اور بقائمی ہوش وحواس و ہندو مسلم بائیکاٹ ہم مرزا بشیر الدین محمود کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر ان کا باپ نبی۔ ابھی توبہ کیجئے اور جھوٹوں پر لعنت بھیجئے۔ اگر ان کا باپ کم از کم مسلمان بھی تھا تو مسمی مذکور ہمارے ساتھ مباہلہ کرلے جس کی صورت حسب ذیل ہوگی۔

ہم لاہور سے روانہ ہوں اور خلیفہ صاحب قادیان سے چلیں۔ دونوں دریائے بیاس کے کنارے پہنچ جائیں۔ لیکن تاریخ مقرر کرنے میں اس امر کی احتیاط کی جائے کہ چاندنی رات

ہو۔ پھر دریائے بیاس کے کنارے ایک بزم نشاط قائم کی جائے جس میں مس روفو اور مختار بیگم کو بھی شامل کیا جائے۔ رات بھر محفل رقص وسرود قائم رہے اور نور کے تڑکے سب حاضرین وحاضرات وضو کریں اور بہتر ہو کہ غسل کریں۔ پھر خلیفہ صاحب بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کریں کہ اے خدا اگر میرا باپ سچا تھا تو مس روفو اور مس مختار بیگم اپنے اپنے گھروں کو جانے کی بجائے میرے ہمراہ قادیان چلیں اور ہم دعا کریں گے کہ اے خدا اگر مرزا غلام احمد قادیانی سچا تھا تو اس کے فرزند دلبند کی آرزو پوری کر۔

لیکن اتمام حجت کے طور پر خلیفہ صاحب دعا مانگنے سے پہلے مس روفو کو سمجھائیں کہ دیکھو سیسل ہوٹل اور الفسٹن ہوٹل بھول جاؤ گی۔ تنخواہ کی تو بات ہی نہ کرو۔ قادیان کا بیت المال تمہارا ہوگا اور کام بھی برائے نام محض میرے بچوں کی دیکھ بھال۔ وہ بھی گاہے گاہے صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے اور کبھی کبھی انہیں انگریزی کے دو چار لفظ سکھا دینا اور بس۔

اس کے بعد مس مختار بیگم کو بھی سمجھا دیا جائے کہ آغا حشر مرحوم کا صدمہ فراموش ہو جائے گا۔ فلم کی زندگی سے اچھی نہ رہو گی تو بری بھی نہ رہو گی۔ ادبی شوق کے پورا کرنے کے لئے لائبریری موجود ہے۔ وغیرہ۔

اتمام حجت کے بعد مذکورہ بالا دعائیں کی جائیں۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب قادیان کی طرف چل پڑیں اور ہم لاہور کی طرف۔ اگر دونوں مسماتیں مرزا بشیر محمود کے پیچھے پیچھے چل پڑیں تو وہ سچے۔ ان کا باپ سچا۔ اگر ہمارا پیچھا نہ چھوڑیں تو ہم سچے۔

ہم نے یہ چند سطور بطور دعوت نامہ تحریر کر دی ہیں۔ اب مرزا صاحب کا فرض ہے کہ وہ میدان مباہلہ میں تشریف لائیں اور خواہ مخواہ مدیر ''الدجل'' جیسے اناڑیوں کو آگے نہ دھکیلیں۔

(الراقم حاجی لق لق عفی عنہ)

خلیفہ جی کی شادی (سندباد جہازی کی قلم سے)

مولانا مظہر علی اظہر نے للکارا کہ خلیفہ جی ذرا شبستان خلافت سے باہر تو نکلئے۔ ہمارے اور آپ کے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ یعنی دونوں اٹھا کر ہم بھی دعاء مانگیں اور آپ بھی پھر دیکھیں کہ کس پر خدا کے قہر کی بجلی گرتی ہے۔ آقائے مرتضےٰ احمد خان دامن گردانے آستینیں چڑھائے الرز شکن لئے نکلے اور کہنے لگے کہ ذرا ہمارے گزرخوردی مردی کی ضرب مباہلہ تو ملاحظہ فرمایئے۔ اشرف صاب پکارے کہ میں بھی آیا۔ خلیفہ جی جانے نہ پائیں۔ لیکن خلیفہ جی کو مباہلہ کی فرصت کہاں۔ ان دنوں حریم خلافت میں کچھ ایسی گہما گہمی ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ایک

طرف دیگیں چڑھی ہوئی ہیں دوسری طرف ایک پراتم حکیم جی جن کی بھویں تک سپید ہوچکیں ہیں۔ لبوب کبیر، ضماد سرخ اور خدا جانے کیا کیا تیار کرار ہے ہیں۔ سامنے اپلوں کا ڈھیر لگا ہے۔ کھرل میں دعائیں پس رہی ہیں۔ جند بید ستر کی تلاش میں کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوئی۔ مایہ شتر اعرابی بھی آسانی سے ہاتھ آ گیا۔ البتہ سقنقور کے لئے سات سمندر گھنگول ڈالے۔ ظالم کا کہیں پتہ نہ ملا۔

آپ سمجھے یہ سارا اہتمام کس لئے ہے۔ اجی حضرت خلیفہ جی کا بیاہ ہو رہا ہے۔ وہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خلیفہ جی کی چار بیویاں تھیں۔ لیکن پچھلے دنوں ایک بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اب یہ اسامی پر کی جارہی ہے۔ شادی کی ساری تیاریاں ہوچکیں۔ اب خلیفہ جی دلہا بنیں گے۔ سہرا باندھیں گے اور چاندی بنوائے تو بہ خلفائن بیاہ لائیں گے اور باپ دادا کا نام روشن کریں گے۔ یہ لوگ جو ابھی تک مباہلہ مباہلہ پکارے جارہے ہیں عجب بدذوق انسان ہیں۔ یہ موقع دیکھتے ہیں نہ محل۔ جب جی میں آیا پکار اٹھے کہ مباہلہ کر لیجئے۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ خلیفہ جی کے پاؤں میں مہندی رچائی جارہی ہے۔ وہ مباہلہ کیسے کریں۔ بہرحال گذشت آنچہ گذشت اب مناسب یہی ہے کہ اس مبارز طلبی کے بجائے مبارک باد عرض کیجئے اور یہ شعر پڑھ کر دل کو تسلی دے لیجئے۔

یاں سر پر شور بے خوابی سے تھا دیوار جو
واں وہ فرق نازیب بالش کمخواب تھا

ابھی راقم الحروف یہیں تک پہنچا تھا اتنے میں خبر آئی کہ کتخدائیکی رسم کب سے ادا ہوچکی۔ خطبہ نکاح مفتی محمد صادق نے پڑھا۔ چھوہارے اور شیرینی تقسیم کی گئی اور خلیفہ جی خلفائن صاحبہ کو لے کر ٹھنڈے ٹھنڈے گھر سدھارے۔ ہمارا تو ارادہ تھا کہ اس موقع پر قادیان چل کے سہرا پڑھتے اور داد لیتے۔ لیکن خلیفہ جی نے اپنے پرانے نیاز مندوں کو اس موقع پر یاد ہی نہیں کیا۔ حالانکہ ایسے موقعوں پر دشمنوں کو بھی فراموش نہیں کیا جاتا اور ہماری ان کی دشمنی تھوڑی ہی ہے۔ یونہی بس یاد اللہ سی ہے۔

قادیان جانے اور محفل عروسی میں سہرا پڑھنے کا تو موقع نہیں رہا۔ البتہ یہ باسی سہرا علمی وادبی نمبر میں شائع کر دیا جائے گا۔ خلیفہ جی ہمیں بھول جائیں ہم تو انہیں بھولنے کے نہیں۔ سہرے لکھیں گے تہنیت نامے شائع کریں گے۔ دفتر احسان میں لت جکا ہوگا۔ چراغاں کیا جائے گا۔ اڈیٹر اور کاتب کلرک اور چپراسی مبارک سلامت کا شور مچائیں گے۔ چاند سورج کی جوڑی برقرار کے نعرے لگائیں گے۔ اس پر قادیان والے ہم سے ناراض رہیں تو ان سے خدا سمجھے۔

مولانا مظہر علی اظہر تو ہمارا کہا کب مانیں گے۔ البتہ ہم نے مولانا مرتضےٰ احمد خان اور

مولوی اشرف صاحب کو سمجھا دیا ہے کہ خلیفہ جی کی خانہ آبادی بلکہ چوتھی شادی کی رعایت سے خانہ پری انہیں دنوں ہوئی ہے۔ اس لئے مباہلہ مباہلہ کا شور مچا کران کا عیش منغص نہ کیجئے۔ کہیں دلہن بی نے سن لیا کہ میاں مباہلہ کے ڈر سے گھر میں چھپے ہوئے ہیں تو بڑی ہیٹی ہوگی۔

الدجل کے ایڈیٹر خواجہ غلام نبی یا محل سرائے خلافت کے کوئی دوسرے خواجہ اگر اس جملہ ناز تک پہنچ سکے تو ہمارا یہ پیغام جناب خلافت پناہی تک پہنچا دیں کہ مباہلہ کے ڈر سے خواہ مخواہ اپنی جان ہلکان نہ کیجئے۔ جب تک حجلہ عروسی سے نہیں نکلتے۔ ہم ان مبازر طلبوں کو روکے رکھیں گے۔ آپ مزے کیجئے اور داد عیش دیجئے۔

جیسے روح ویسے فرشتے

اللہ اللہ مرزا قادیانی کے الہام، مکاشفات، رؤیات، روپیہ اینٹھنے کے چکر میں کٹے اور مرزائی فرشتے بھی اسی ڈیوٹی کو بجالاتے رہے۔ مگر وہ تو جس طرح ہوا سرگباش ہوئے۔ اب نہ وہ رہے نہ ان کے فرشتے۔ ہاں خیر۔ سے ان کی نشانی ابا کی یاد دلانے کے لئے ابھی باقی ہے۔ گو اس کے پاس فرشتے نہیں اور نہ ہی الہام بافی کی مشینیں ہیں اور ایسے بھی اب ان چیزوں کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ پہلا سٹاک ہی اس قدر ہے جو نا قابل اختتام ہے۔

بہر حال وہ کام جو مرزا قادیانی کی جدت طبع کی کمزوری سے رہ گئے تھے وہ پنجابی نبی کے اس ہونہار لاڈلے بیٹے نے جس کی یہ چھٹی شادی شاردا ایکٹ کے ہوتے ہوئے ابھی ہوئی ہے پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ ذیل میں قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے دو خوابات بیان کرتے ہیں۔ جن سے یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکے گا کہ یہ کمپنی اللہ والوں کا ٹولہ ہے یا دنیاداروں کا گروہ رحمانی ہے یا شیطانی۔

مسٹر لائڈ جارج گھبرا گیا کہ محمود کی فوجوں نے عیسائیوں کو شکست دے دی

’’رؤیا میں میں نے دیکھا کہ میں لنڈن میں ہوں اور ایک ایسے جلسہ میں ہوں۔ جس میں پارلیمنٹ کے بڑے بڑے ممبر اور نواب اور وزراء اور دوسرے برے آدمی ہیں۔ ایک دعوتی قسم کا جلسہ ہے۔ اس میں میں بھی شامل ہوں۔ مسٹر لائڈ جارج اس میں تقریر کر رہے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے ہال میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ لارڈ کرزن صاحب نے آگے بڑھ کر ان کے کان میں کچھ کہا۔ قاضی عبداللہ صاحب میرے پاس کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ قاضی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ مسٹر لائڈ جارج نے لارڈ کرزن سے یہ کہا کہ میں پاگل نہیں ہوں۔ بلکہ میں اس وجہ سے ٹہل رہا ہوں کہ

مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتے چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔" (الفضل ۲۴ر جون ۱۹۲۴ء)

ولیم دی کنکر فاتح انگلستان

"میں نے دیکھا کہ انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں۔ جس طرح کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں اور میرے پاس ایک اور شخص کھڑا ہے اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہئے۔ ایک لکڑی کا موٹا شہتیر زمین پر کٹا ہوا پڑا ہے۔ ایک پاؤں میں نے اس پر رکھا ہوا ہے اور ایک پاؤں زمین پر ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی دور کی چیز کو دیکھنا چاہئے تو ایک پاؤں کسی اونچی چیز پر رکھ کر اونچا ہو کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح میری حالت ہے اور چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہوں کہ کیا کوئی جگہ ایسی ہے جس طرف مجھے توجہ کرنی چاہئے کہ اتنے میں ایک آواز جو ایک شخص کے منہ سے نکل رہی ہے جو مجھے نظر نہیں آتا۔ مگر میں اسے پاس ہی کھڑا ہوا سمجھتا ہوں اور وہ آواز کہتی ہے ولیم دی کنکر یعنی ولیم فاتح ولیم ایک پرانا بادشاہ ہے جس نے انگلستان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔" (الفضل ۲۴ر جون ۱۹۲۴ء)

یہ ہر دو رؤیات صادقہ ایک پیغمبر زدے کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ جو بظاہر انگریزی کفش برداری کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ مگر حلق سے اوپر اوپر اور دلی ارادے اور تمنائیں جو خود ساختہ ہیں وہ خوابی شکل میں بیان ہو رہی ہیں۔

بہر حال خاندان نبوت کے سب سے بڑے ستون کی بات جس پر نبوت کا انحصار ہے اور جو کاروبار رسالت کو بڑی خوش اسلوبی سے نباہ رہا ہے۔ اعتبار نہ کرنا انتہائی ظلم ہے۔ اس لئے انتظار کرنا چاہئے کہ کب یہ مرزا جی کا لاڈلہ سپوت ولیم دی کنکر کے لباس میں ایک کامیاب و فاتح جرنیل کی حیثیت سے پیش ہوتا ہے۔ مگر آہ!

اے بسا آرزو کہ خاک شود

استغراق

"مرزا قادیانی کے والد غلام مرتضےٰ کہا کرتے تھے کہ مجھے تو غلام احمد کا فکر ہے۔ یہ کہاں سے کھائے گا اور اس کی عمر کس طرح کٹے گی۔ بلکہ بعض دوستوں کو بھی کہا کرتے تھے کہ آپ ہی اس کو سمجھاؤ کہ وہ اس استغراق کو چھوڑ کر کمانے کے دھندے میں لگے۔ اگر کوئی کبھی اتفاق سے

ان سے دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سقاوہ کی ٹوٹنی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے۔ اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا...... آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ کٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں بھی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ دیا کرتے تھے۔"

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ص ۶۷ ملحقہ براہین احمدیہ مصنفہ معراج دین عمر)

امت مرزائیہ کے نونہالو خدارا سوچو سمجھو اور ٹھنڈے دل سے جواب دو کہ یہ مبالغہ آرائی جو استغراقیہ رنگ میں بیان ہوئی کہ مرزا قادیانی زندگی میں مرے ہوئے تھے اور وہ ہمہ وقت مسجد کی ٹوٹنی یا صف میں لپٹے رہتے۔ کہاں تک درست ہے۔ حالانکہ واقعات اس کے بالکل خلاف ہیں اور وہ بزور اس کی تردید کرتے ہیں۔ آپ کی تاریخ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ تحصیل علم میں اس قدر منہمک تھے کہ جس زمین پر آپ ٹہل کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے وہ دب کر رہ جاتی اور آپ کا اکثر ناکام حصہ عمر تکمیل مقدمات میں صرف ہوا اور ایک کافی عرصہ ایک معمولی کلرک کی حیثیت سے گذرا اور بقیہ زندگی گورنمنٹ کی مدح وستائش کے چکر میں کٹی اور جلب زر کے لئے کولہو کے بیل کی طرح مسیح موعود بننے کی دھن میں کتابوں کے سیاہ کرنے میں کٹی اور اکثر وقت مباحثوں میں صرف ہوا۔ ہاں اس سارے بیان میں ایک عجیب پھڑکتا ہوا معجزہ ہے کہ کثرت بول کے باعث چونکہ آپ مجبور تھے۔ اس لئے کہ آزار بند ہمیشہ ڈھیلی ہی رہتی تھی۔ دن میں سوسو مرتبہ تو پیشاب ہی آتا تھا۔

غرض اس عقدہ کشائی کے لئے آپ اپنی جیب میں مٹی کے ڈھیلے رکھا کرتے تھے۔ چونکہ شیرینی بھی از حد مرغوب تھی اور اس کو عموماً نوش فرمانا آپ کی عادت میں داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے قند سیاہ کی ڈلیاں بھی اسی جیب میں ہی پڑی رہتیں۔ کم بخت ذیابیطس کا برا ہو یہ مریض کو ایسا سوہان روح عارضہ ہے جو منٹوں سیکنڈوں میں بیت الخلاء کا طواف کرانے پر مجبور کرتا ہے۔ اب مرزا قادیانی ہیں کہ اس عارضے کے ساتھ ساتھ قند خوری کے مرض میں بھی بری طرح محبوس ہیں۔ بس یوں سمجھئے کہ پیشاب کی فوری حاجت ہوئی اور آپ نے جھٹ جیب میں ہاتھ ڈالا بجائے مٹی کے ڈھیلے کے گڑ کا ڈھیلا آ گیا اور جاری میں وہی استعمال ہوا اور اگر استعمال کرنے سے پیشتر قوت حافظہ نے یاری کی تو غلطی کرنے سے بچ گئے۔

عادت کوئی بھی ہو بری ہے اور پھر ایسی عادت جو عشق کے مراتب پر پہنچ چکی ہو غرضیکہ جب عادت نے مجبور کیا مرزا قادیانی نے جیب میں قوت لامسہ سے مدد لیتے ہو قند کا لڈو تلاش کیا مگر کم نصیبی سے مٹی کا ڈھیلا کا اس وقت احساس ہوا۔ جب آدھا منہ میں گھل چکا تھا۔ غرضیکہ ایسے سہو الطیفوں کا آئے دن پیش آنا امکان میں ہے۔

حالانکہ خلاق جہاں کی تعلیم اس کے بالکل برعکس حکم دیتی ہے۔ رب جہاں تو ارشاد فرماتا ہے ”کلوا من الطیبات (البقرہ:۱۷۲)“ مگر یہاں طہارت بھلا کیا خاک رہ سکتی ہے جس جیب میں کھانے اور استعمال کرنے میں کوئی تمیز نہیں وہی ہاتھ مٹی کے ڈھیلا کو استعمال کر رہا ہے اور اپنے منہ کو جا رہا ہے اور اسی ہاتھ سے مٹی اور گڑ مین تمیز ہو رہی ہے اور عادت کی مجبوری اور مرزا کی معذوری کو بھی دیکھئے کہ ذیابیطس میٹھا کھانے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ موتتے بھی جا رہے ہیں اور کھاتے بھی سیر نہیں ہوتے۔

اب ذرا میں تفصیل میں جاتا ہوں کہ اس غریب کا کیا قصور ہے جسے مرض ذیابیطس نے تنگ کر رکھا ہو اور ہر پانچ سات منٹ کے بعد اس کا کم بخت دورا بیت الخلاء کا طواف کراتا ہو۔ تو ایسی حالت میں جب کہ آزار بند ڈھیلا ہی رہتا ہو اور طرفہ یہ کہ اس پر قند سیاہ کے نوش فرمانے کا عشق بھی بام ترقی پر پہنچ رہا ہو۔ تو ایسی حالت میں اگر اس سے کوئی سہو اً بدعنوانی ہو جائے تو قابل تعجب ولائق مذمت نہیں۔ کیونکہ شاید نبوت کی تکمیل میں یہ بھی کوئی مرحلہ ہو۔ یا اللہ میاں امتحان لے رہا ہو۔ آخرش تمام اللہ کے پیارے آزمائے ہی جاتے ہیں۔ مثلاً مرزا جی کو کمبخت دورے نے یاد کیا۔ آپ فوراً ادائے فرض کے لئے بیت الخلاء کو چلے۔ پیشاب کے چند قطرے ٹپکے اور قصہ ختم ہوا۔ آپ نے مٹی ڈھیلے کے لئے ہاتھ جیب میں ڈالا اور جلدی میں قند کا لڈو غلطی سے آ گیا اور معاسں کرنے کے بعد دھوکے کا احساس ہوا فوراً تبدیل کر لیا گیا۔

میں یہ مانتا ہوں کہ قند کے ڈھیلے سے خشک طہارت نہ کی گئی ہوگی۔ کیونکہ یہ تو کھانے کی چیز تھی۔ مگر مرزا قادیانی کا ہاتھ جو اس وقت ناپاک ہوا کرتا تھا وہ عموماً ڈھیلوں کے تمیز کے لئے ٹٹولتا ہوگا اور قوت احساس ان کی مدد کرتی ہوگی۔ ایسی حالت میں اللہ تبارک کا وہ ارشاد جو انبیاء عظام کے لئے فرقان حمید میں ہے۔ ”یا یھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً (المؤمنون:۵۱)“ یعنی اے میرے پیامبروں پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یہ مرزا قادیانی کا چلن پورا نہ اترا۔ بلکہ معیار انبیاء سے ہی گر گیا۔ کیونکہ وہ تمام قند کی ڈلیاں ناپاک ہو جاتی تھیں اور کبھی قوت متخیلہ یہ بھی دھوکا دے جاتی ہوگی کہ قند کی بجائے مٹی کا ڈھیلا نوش فرمانے

کے منہ میں گیا اور قوت لامسہ جھٹ پکار اٹھی ہو جی حضرت یہ قند نہیں بلکہ مٹی ہے۔

عقل حیران ہے کہ آخر یہ امت مرزائیہ کیا سمجھ کر ایسی ایسی باتیں منظر عام پہ لاتی ہے اور اس سے کیا مقصود تھا۔ یہ پنجابی محاسن بھی نرالے ہی ڈھنگ کے ہیں۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

کیا پنجابی فرشتے بھی جھوٹ بولتے ہیں

جناب مرزا آنجہانی اپنی مایہ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۵) پر بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوجہ قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ آمدنی کم اس لئے دعاء کی گئی۔ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا (حجاب تھوڑا ہی تھا) اور اس نے بہت سارو پیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا (بڑی شفقت فرمائی) اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ٹیچی، ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا۔''

کیا پنجابی نبی جھوٹ بھی بولتے ہیں

ذیل میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جو مرزا قادیانی کی سچائی و پارسائی کی انتہائی دلیل ہے۔ گو امت مرزائیہ نے اسے صداقت مرزا میں کمال ہوشیاری سے پیش کیا ہے کہ مرزا قادیانی ایک سادہ مزاج سیدھے سادھے اللہ والے تھے۔ وہ خدا کا حکم تو کیا اپنے بچے کے حکم تک کی تعمیل اپنے لئے فرض سمجھتے۔ باوجود یکہ اس کی شدت درد وکرب بے چین رکھتی۔ مگر تکمیل ارشاد میں وہ سب کچھ گوارا کرتے ہوئے برداشت کرتے۔ ایک دن اپنے کسی خادم سے جب کہ تکلیف کی برداشت کا پیالہ لبریز ہوگیا۔ تو کہنے لگے بھائی فلاں دیکھو تو میری پسلی میں درد کیوں ہوتا ہے۔ پھر خود ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔

میں پوچھتا ہوں اجی حضرت بھلا وہ کمبخت پسلی کے اندرونی درد کو کیا دیکھے گا۔ جسے بیرونی پورے سوا پانچ سیر کی اینٹ دکھائی نہ دی۔ کس قدر مبالغہ ہے اور کتنا بڑا سفید جھوٹ ہے کہ ایک بڑی اینٹ مرزا قادیانی کی جیب کو کوئی روز تک زینت بخشے اور وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ حالانکہ مریدان باوفا کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہمہ وقت جلوت وخلوت میں رہیں۔ سبحان اللہ یہ پنجابی نبوت کے شاندار کرشمے یا بے مثال معجزے ہیں۔ مرزائیو! ذیل کا مضمون چشم بصیرت سے پڑھو اور جھوٹے پر لعنت بھیجو۔

تعمیل حکم

"جاڑے کا موسم تھا۔ آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جالگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ مرزا قادیانی دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں اینٹ ڈال دی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔" (سوانح حضرت مسیح موعود ص ۶۷)

واہ صاحب واہ کہ مرزا قادیانی کے لال کو کھلونہ بھی ملا تو اینٹ جیسا نایاب تحفہ جو ابا کی پسلیاں توڑے اور درد پیدا کرے اور سوتے میں محمود کی یاد کو تازہ رکھے۔ مگر قربان جاؤں آپ کی اطاعت مداری اور فرمانبرداری پر کہ بیٹے کی ناز برداری کے لئے حکم کی تعمیل بھی وہ کی کہ جان کا آرام کھو دیا سمجھ میں نہیں آتا کہ امت مرزائیہ کیا سمجھ کر یہ عجوبہ نمائی پیش کرتی ہے اور اس میں کون سی اعجازی کرشمہ سازیاں مضمر ہیں اور حقیقتاً یہ ہے بھی کیا، بچوں کا کھیل ہے یا پیامبری کے منازل کی تکمیل یا پنجابی نبی کی امت نبوت کے پاک نام کی تذلیل کر رہی ہے جو یوں جذبات رسالت سے کھیلا جا رہا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ نبیوں کی مطہرہ زندگی امت کے لئے اصول وضوابط پیش کیا کرتی ہے اور یاران طریقت اس کو اپنا صحیح نصب العین بنایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرقان حمید نبی مکرم فداہ امی وابی کے لئے بیان فرماتا ہے۔"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۲۱)"

اب سوال تو یہ ہے کہ کیا سنت مرزا پر عمل کرتے ہوئے امت مرزائیہ مرزا کے اسوہ پر چلے گی اور اپنی جیبوں میں اینٹ اور پتھر رکھ کر اجسام کی تواضع کرتے ہوئے میٹھی نیند کو خیرباد کہہ کر ثواب اخروی کی آرزو میں یاد مرزا کو تازہ کرے گی۔ اگر یہ نظریہ ہو تو یقیناً مبارک ہے۔

بہرحال ایک اور بھی پنجابی نبوت کا چٹکلہ اور سنت مرزا کا کرشمہ جو قابل بیان ہے ملاحظہ فرمائیں۔ بخدا یہی ایک مزے کی چیز اور عمل کا موقعہ ہے دیکھیں کون لبیک کہتا ہوا مری مٹی پر احسان کرتا ہے۔

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا
مرزا قادیانی کی نامردی کس طرح دور ہوئی

اپنی مایہ ناز کتاب (تریاق القلوب ص ۳۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳) پر فرماتے ہیں کہ:

''ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سی امراض کا نشانہ رہ چکا تھا...... اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعاء کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی...... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔'' (جل جلالہ۔ خالد)

رازونیاز

حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں

''وکلمہ ربی علیٰ طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین'' اور اس کا (موسیٰ کا) خدا کوہ سینا میں اس سے ہمکلام ہوا اور اس کو پیارا نبی بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور ہرگز نہیں مرا اور مردوں میں سے نہیں۔ (نور الحق ج ۱ص ۵۰، خزائن ج ۸ص ۶۸، ۶۹)

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو تمہارے گھروں میں جو کلام مجید بطور تبرک جزدانوں میں لپٹا ہوا طاقچوں کی زینت بنا رہتا ہے اور مرزا قادیانی کی تالیفات کی وجہ سے تمہارا قیمتی وقت اوہام باطلہ کی اوراق گردانی میں ضائع ہو جاتا ہے اور وقت عزیز تمہیں اس بابرکت صحیفہ کے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا اور آئے دن مرزائی گزٹ کے لئے نئے سرکلر جن میں موسیو بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کی حواس باختگیاں اور سراسیمگیاں اور ان کے ساتھ ساتھ جبر واستبعاد کے بے ربط قصے اور آخر میں فرعون بے سامان حکم جن میں تیاری کے احکام نافذ ہوتے ہیں تمہارے رہے سہے اوقات فرصت کو کھوتے ہوئے تمہیں بدحواس بنانے میں ممد ومعاون بنتے ہیں۔ جس کی وجہ سے تم مجبور ہو۔ معذور ہو اور بدقسمتی سے چونکہ علمی فقدان ہے اس لئے عموماً اردو خواندہ ہونے کی حیثیت سے کلام مجید کا پڑھنا بھی محال معلوم ہوتا ہے اور اکثر طبقہ تو صرف تراجم تک ہی اکتفا کرتا ہے اور وہ بھی بدبختی

سے ان کا کیا ہوا۔ جن کے دلوں میں نور ایمان نہیں اور جو فنافی المرزا ہو چکے ہیں۔ پھر اس ترجمہ کے ساتھ ساتھ دجل دینے کے لئے تفسیر بھی ہوتی ہے اور وہ بھی شارع اسلام کی تفسیر سے متضاد اور واقعات صحیحہ کے مخالف اور نئی روشنی کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی اور دہریت نیچیریت کی روح رواں۔

ولیکن جب کبھی بخت یاور ہوتا ہے اور فطرت سلیمہ رہنمائی کرتی ہے تو دل میں کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر بقول ٹھیکہ ملاں کی دوڑ مسجد تک۔

وہی کرائے کے مبلغ اور دجل کی مشین کی صیقل شدہ تفسیر میں اطمینان قلب کر دیتی ہیں۔ پھر وہ ایسے راسخ الایمان ہو جاتے ہیں کہ کیا مجال جو ایک انچ پیچھے ہٹیں یا کسی سچی بات کو سنیں پھر تو وہ عالم بالا کے راز دان اور دنیا کو ہیچوں دیگر نیست سمجھتے ہوئے سنت مرزا میں مست و بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

... قادیانی کس وضاحت سے موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو جز وایمان قرار دے رہا ہے اور اس کی صداقت میں قرآن کریم کو شاہد گردان رہا ہے اور صاف لفظوں میں تاکیداً کہہ رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ نہیں مرے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب سوال یہ ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام کا زندہ ماننا کفر ہے تو کیا موسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا جز وایمان ہے۔ یہ کفر نہیں۔ حالانکہ اوّل الذکر کو آپ خود اپنی باون سالہ زندگی تک مانتے چلے آئے ہیں اور جو جو اعتراضات مسیح علیہ السلام پر آئے دن تمہاری تقریروں اور تحریروں میں ہوتے رہتے ہیں اور جو مرزا آنجہانی نے اپنی تالیفات میں درج کئے ہیں کہ وہ کیا کھاتے، کیا پیتے، کہاں سوتے اور کیا کیا کرتے ہیں۔ کیا یہی ان تمام کا جواب صحیح نہیں کہ جو کچھ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے وابستہ ہے۔ وہی مسیح علیہ السلام کے لئے سمجھو اور کیا فرقان حمید کی کسی ایک آیت سے کوئی مرزائی ہمیں موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بتا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں مرزا آنجہانی سے غلطی ہوئی اور وہ یہ کہ بجائے عیسیٰ علیہ السلام کے سہواً موسیٰ علیہ السلام لکھ دیا گیا۔ بہر حال جس کو امت مرزائیہ موسیٰ علیہ السلام سمجھتی ہے اسی ہی کو پیروان سرکار مدینہ، عیسیٰ علیہ السلام تصور کرتے ہیں اور وہی مسیح موعود ہے اور اسی کے لئے اس عرب کے دریتیم کملی پوش نے حلف اٹھاتے ہوئے آمد کا وعدہ دیا ہے اور جس پر دنیا کے ڈیڑھ ارب انسانوں کا ایمان ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا بڑے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اورحیات مسیح کے ضمن میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے اور ایسے واقعہ کو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ مسیح علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر تشریف لے جائیں۔ دراصل یہ کم علمی اور جہالت کے دھبے ہیں۔ یا مرزا قادیانی عمداً تجاہل عارفانہ فرمارہے ہیں۔ ورنہ کلام مجید میں ایسے بیسوں واقعات موجود ہیں جو ہمارے عقل وفکر میں نہیں آتے۔ مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا اصحاب کہف کا تین سو برس تک سونا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ ہوتے دیکھنا۔ مسیح علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا شق القمر کا رسول اکرم ﷺ کے لئے گواہی دینا وغیرہ وغیرہ۔

قانون قدرت

مخلوق کے لئے ہے نہ کہ خالق کے لئے۔ اس کی پیروی ہمارے لئے ہے نہ کہ خلاق کائنات کے لئے۔ ہاں یہ صحیح اور درست ہے کہ ہم اس کو نہیں توڑ سکتے۔ ہماری تدبیریں اس کو نہیں بدل سکیں۔ مگر وہ ذات کردگار جس نے اس کو پیدا کیا۔ وہ موجد اعلیٰ جس نے ان کو ایجاد کیا، بدل بھی سکتا ہے اور توڑ بھی سکتا ہے۔ وہ ان کا مطیع وفرمانبردار نہیں اور یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے وہ جہاں لا تبدیل لکلمات اللہ فرماتا ہے۔ وہاں واللہ علیٰ کل شئی قدیر کا بھی حکم دیتا ہے۔ خدا کے قانون کو عاجز مخلوق کی کیا طاقت ہے کہ توڑ سکے یا بدل سکے؟۔ ہاں وہ جب چاہے اپنی مشیت سے ایسا کرنے پر قادر ہے۔ ''یفعل ما یشاء'' کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اور لطف یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی اس پر صاد کرتے ہیں اور طرفہ یہ کہ مثالیں دے دے کر قانون قدرت کو انسانی ہاتھوں سے تڑواتے ہیں اور پھر خود ہی معترض ہوتے ہیں۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں ہم چند ایک بطور امثلہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹) پر فرماتے ہیں کہ ''تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا شہر میں بہت چرچا پھیلا تو مکالیف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے یہ ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے روبرو منگوایا۔ چنانچہ وہ بکرا جب ان کے روبرو دوہا گیا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا۔'' تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ ہے کہ:

مظفر گڑھ جہاں پر ہے مکالیف صاحب عالی
یہاں تک فضل باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے

کیا مرزائی مرد بھی دودھ دیتے ہیں

اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے بچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پاتا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مرگئی تھی۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۳۰، خزائن ج ۲ ص ۹۹) ایسا ہی بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ کبھی ریشم کے کیڑے کی مادہ بے نر کے انڈے دیتی ہے اور ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا۔ جس کا آدھا دھڑ تو مٹی کا تھا اور آدھا چوہا بن گیا۔ حکیم فاضل قرشی یا شاید علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جس کا کان ماؤف ہوکر بہرہ ہوگیا تھا۔ پھر کان کے نچلے ایک ناسور سا پیدا ہوگیا جو آخر وہ سوراخ سے ہوگئے۔ اس سوراخ کی راہ سے وہ برابر سن لیتا تھا۔ ان دونوں طبیبوں میں سے ایک نے اور غالباً قرشی نے خود اپنی اڈی میں سوراخ ہوکر اور پھر اس راہ سے مدت تک براز یعنی پاخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ ص ۴۰، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

عداوت حق سے باطل سے محبت
ہے اتنی حقیقت قادیان کی

حرام پور کی بارش

یوں تو حرام پور میں خدا کا دیا سب کچھ موجود تھا۔ بڑا بارونق شہر اونچے محل عالی شان عمارتیں سرائیں ہوٹل قہوہ خانے اور سب سے قابل بیان وہ باغ تھے جو شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ بس یوں سمجھو کہ ستاروں میں چاند یا گوپیوں میں کاہن بس رہا تھا۔ سرشام بازار میں وہ رونق کا عالم ہوتا کہ میلے کا گماں ہوتا اور کھوے سے کھوا چھلتا

نیرنگئی قدرت کہیئے یا حوادث زمانہ لکھئے امساک باراں کی وجہ سے قحط عظیم بپا ہوا۔ ہرے بھرے درخت کملا گئے اور تمازت آفتاب نے اہل شہر کی جان پر ایک آفت بنا دی۔ گویا چہل پہل کی جگہ الو بول گیا۔ جہاں ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے رہتے تھے وہاں بات پوچھنے والا بھی کوئی نہ رہا تھا۔

غرضیکہ خدا کی زمین دنیا پر تنگ آگئی تو ایک مہاپرش تپسوی بھی کہیں سے آنازل ہوئے۔ اہل شہر نے ان کی طرف رجوع کیا اور بارش کے لئے پراتھنا کی۔ وہ بولے یہ بھی کوئی بات ہے کہ بارش نہیں ہوتی۔ تم دھیرج رکھو رام بھر دسے ہوہی جائے گی۔ انتظار کرتے کرتے اور آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں۔ مگر بارش نہ ہونی تھی اور نہ ہوئی۔ تو اہل دہ نے مہاراج کی طرف

دوبارہ رجوع کیا۔ وہ ہنسے اور بولے تم دھیرج رکھو رام بھروسے بارش ہو ہی جائے گی۔ مگر قحط باراں کی وجہ سے شہریوں کا برا حال ہو رہا تھا۔ وہ بضد ہوئے کہ مہاراج ہمارا کافیہ تنگ اور جینا محال ہو چکا۔ جلد مہربانی کیجئے تو آپ نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ عدم نگر میں میرے دو چیلے ایسے ہیں جن کے پاس بارش برسانے کا کافی انتظام ہے۔ وہ عنقریب آیا ہی چاہتے ہیں۔ لوگوں کو کمال اشتیاق ہوا کہ آخر ان کے پاس کیا ایسا سامان ہے جس سے وہ بارش برسانے پر حاوی ہیں تو مہاراج نے کہا سنو میرے دونوں چیلوں کے پاس لاکھوں عجائبات ہیں اور کرامات و مکاشفات کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہیں۔ مگر ان میں دو چیزیں ایسی ہیں جو قابل قدر و لائق حمد ہیں وہ یہ کہ ایک کے پاس ایک بھینس ایسی ہے جس کے دونوں سینگوں کی درازی ہزاروں میل تک پہنچتی ہے اور دوسرے کے پاس ایک اتنا لمبا اونچا بانس ہے جس کی بلندی آسمان تک پہنچتی ہے۔ جب کبھی بارش کی ضرورت ہوتی ہے وہ جھٹ آسمان کو ایک چرکا لگا دیتا ہے۔ بس رام بھروسے بارش ہو ہی جاتی ہے۔

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے اور مندرجہ بالا واقعہ کو صداقت کے مراتب سے کوسوں دور تصور کریں گے۔ مگر میرے محترم مرزائی دوست خصوصاً وہ بڑی سی توند والے شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی واقعہ بالا پر نعرہ لبیک لگاتے ہوئے آمنا وصدقنا یا مسیح موعود ثل قادیانی پکاریں گے۔ اور اگر فطرت سلیمہ کو گھاس چرنے سے فراغت ہوئی تو شاید دل میں کچھ شبہ سا پیدا ہو جائے۔ اس لئے میں ان کی خدمت میں اپیل کروں گا کہ اگر یہ واقعہ گپ محض ہے تو خدارا یہ تو بتائیں کہ مرزا قادیانی آنجہانی کا کہنا کہ بکرا ڈیڑھ سیر دودھ دیتا ہے اور مرد کی چھاتی سے دودھ بہ نکلتا ہے اور ریشم کے کیڑے کی مادہ بلا نر کے انڈے دیتی ہے اور کان کے بجائے سوراخ قوت سامع پیدا کر سکتے ہیں اور اڈی کے سوراخ سے پاخانہ اور وہ بھی مدتوں آ سکتا ہے۔ کیا یہ چیزیں ممکنات سے ہیں اور اگر ہیں تو مندرجہ بالا واقعہ بھی ممکن اور اگر یہ بھی محض گپیں فقط دماغ کی تراشیدہ ہیں تو وہ بھی گپ ہی ہوگی۔

گر برق حمیت کو تڑپ کر میں گرادوں
اک اک خرافات کے خرمن میں لگادوں

اور پھر ناممکنات پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لئے عام قانون توڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ دلچسپی کے لئے یہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے عام قانون کو توڑ دیتا ہے

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۷، خزائن ج ۲ ص ۱۰۵) پر ارشاد ہوتا ہے:

’’کہ جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اس میں اور اس کے رب میں حائل ہیں۔ شوق توصل الٰہی میں توڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اس کے لئے توڑ دیتا ہے اور یہ توڑنا بھی عادت ازلیہ میں ہے۔ کوئی امر متحدث نہیں جو مورد اعتراض ہو سکے۔ گویا قدیم قانون حضرت احادیت جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے۔‘‘

سچی تبدیلی

(سرمہ چشم آریہ ص۵۷، خزائن ج۲ ص۱۰۶) پر فرماتے ہیں کہ:

’’خوارق کی کل جس سے عجائبات قدرتیہ حرکت میں آتے ہیں انسان کی تبدیلی یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثار نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شور محبت دل پر استیلا پکڑتا ہے اور عشق الٰہی کے پرزور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کشش ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہے کہ اسی عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ اگر وہ شیروں اور بھیڑوں اور ریچھوں کے آگے پھینکا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔‘‘

قارئین کرام! آپ نے مرزا قادیانی آنجہانی کے دو مسلمہ اصول ملاحظہ فرمائے اور اس سے قبل دو تین عملی مثالیں بھی ملاحظہ کیں۔ اس میں کوئی ایسی مشکل قابل حل نہیں اور نہ ہی کوئی ایچ پیچ ہے۔ بلکہ مطلب نہایت صاف صاف اور واضح ہے۔ اب اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی عملی تصویر قال اور حال کو دیکھئے۔

وہ تمام معجزات جو انبیاء علیہ السلام کو تفویض ہوئے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پنچہ کا واقعہ چار جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اطمینان قلب کے لئے زندہ ہونا دیکھنا۔ حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے گدھے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔ کسی ایک معجزہ کو آپ صرف اس لئے قبول نہیں کرتے کہ سنت اللہ نہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر تو ہے ولیکن وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا بکرے کا دودھ دینا اور مرد کی چھاتی سے مہینوں دودھ کا بہنا اور آگ کی حرارت کا مفقود ہونا اور وحشی درندوں کا وحشت کو بھول جانا۔ کس طرح اور کس لئے اب جائز قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ پہلے آپ اس کی کافی سے زیادہ تردید کر چکے اور ان معجزات کی تاویلیں سنہری دجل میں کر چکے۔ کیا اب سنت اللہ نہیں بدلی۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے اور ایسے سرکلروں کی اب کیا ضرورت ہے۔ جب کہ آپ نے اس کی تردید میں ہزاروں صفحات سیاہ کئے اور مسیح علیہ السلام کا آسمان پر بجسد عنصری جانا صرف اسی ایک دلیل کی بنا پر نہ

قبول کیا کہ کرۂ زمہریرو آتشین سے گذرنا محال ہی نہیں غیر ممکن ہے اور یہ سنت اللہ کے منافی ہے اور صرف اسی اصول کو برقرار رکھنے کے لئے مریم علیہا السلام پر بہتان تراشے اور نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ کے برخلاف ہے کہ بلا مرد کے چھوئے عورت استقرار حمل پائے۔ جیسا کہ پادری محمد علی صاحب کا ایمان ہے۔ مندرجہ ذیل آپ ہی کی قلم کا رہین منت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

مریم صدیقہ پر بہتان

''مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیرہ کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کہ یہ بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کے پہلی بیوی ہونے کے مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔''

(کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ص۱۸)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ قادیان کے مسیلمہ ثانی نے کس عیاری سے مریم صدیقہ پر بہتان لگائے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے مریم صدیقہ کی پاک دامنی پر یہ فرمایا حدیث مریم صدیقہ مومن، قانت، زاہد عورتوں کی جنت میں سردار ہوگی۔

اللہ اللہ، خبطی نبی کی بدبختی کا اس سے زیادہ اور کیا نمونہ ہوگا۔ نعوذ باللہ خاکم بدہن کہ جنابہ مریم صدیقہ قبل از نکاح حاملہ ہو چکی تھیں۔ گویا...... تھیں اور جب قوم نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو فوراً ان کا نکاح کر دیا۔

حالانکہ فرقان حمید ان دونوں باتوں کو نہایت شدت سے دندان شکن جواب دیتا ہوا آیات اللہ قرار دیتا ہے۔ ''قالت انّٰی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشرولم اک بغیا (مریم:۲۰)'' ﴿کہا اس نے کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی آدمی نے اور نہیں ہوں میں بدکار﴾

اب جب کہ فرقان حمید نکاح اور مس انسان کی تردید کرے کہ یہ دونوں باتیں قطعاً نہیں ہوئیں اور شارع اسلام پر زور تائید فرمائیں کہ مرزا آنجہانی جو نہ تیرہوں میں نہ تینوں میں فضول لچر یا کسی اور بیہودہ خیالات کی بناء پر دامن عصمت پر دھبہ لگانے کی ناکام کوشش کرے۔ تو ان کی عقل کا ماتم کرنا چاہئے۔ یہ سوقیانہ اور اوباشانہ خرافات بد باطن یہود کا وطیرہ تھا۔ افسوس مرزا قادیانی نے اس کو کیسے اختیار کیا اور یہ پاک قصص کلام مجید کے بیان کرنے کا یہی مقصد تھا کہ تمہارے لچر وفضول بکواسات ہیں۔ جو خدائے پاک کے بندوں پر ذاتی اغراض کی بنا اور کور باطنی ولاعلمی جہالت وتعصب پر مبنی ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ دعویٰ مثیل کا کرنا اور روحانی والدہ کی عصمت پر حرف رکھنا کسی شریف اور صحیح الدماغ انسان کا فعل نہیں۔ ہاں سرپھرے اور بدبخت اور وہ بھی خال خال اس کے مرتکب ہوا کرتے ہیں۔

اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں تو مسیح کے چاروں بھائیوں کی اور دونوں بہنوں کی بھی وہی تعظیم کرتا ہوں۔ جو مسیح علیہ السلام کی۔ بندہ خدا جب نکاح ہی نہیں ہوا اور نعوذ باللہ کسی ناجائز طریق کا استعمال بھی نہیں ہوا تو چار بھائی اور دو بہنیں کہاں سے ٹپک پڑیں اور مسیح علیہ السلام تو آیات اللہ قرار دیتے ہوئے ظہور پذیر ہوئے اور قادر توانا ذات باری نے مثال دے کر ان کی ولادت اپنی خدائی اور فصل خود مختاری کی ایک دلیل پیش کی اور یہ بھی تمہارے خیال کے بد باطن یہود کا سوقیانہ اعتراض تھا کہ مسیح علیہ السلام بن باپ کیسے پیدا ہوئے اور جیسا کہ پادری محمد علی لاہوری کا خیال ہے تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ گندے مادے کے ناپاک قطرہ اتنی سی بات پر تمہاری بدباطن اور خباثت کی ہنڈیاں ابال میں آ گئی کہ مسیح علیہ السلام بن باپ کیسے پیدا ہوئے۔ حالانکہ ہم نے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا وہ ماں اور باپ دونوں نہ رکھتے تھے۔

''ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران:۵۹) ''اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خاک قادیان کو یہ شرف حاصل ہے کہ جھوٹے نبی پیدا کرے اور وہ بھی مخبوط الحواس اور کیا پنجابی نبوت میں عزت کے نام سے یہی چیز یاد کی جاتی ہے کہ نہ بہن چھوٹے نہ ماں اور نہ دادی نہ نانی۔ عیاذاً باللہ!

آہ! اگر عزت اسی مہیب تصویر کا نام ہے تو ہمارا سو بار سلام ہے۔ یہ مرزا اور اس کی عزیز امت ہی کو مبارک ہو۔ ہم ایسی عزت سے باز آئے۔

ندامت ہوئی حشر میں جن کے بدلے
نبوت کی دو چار نادانیاں ہیں

میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو

آخر اس کی اب کیا ضرورت پیش آئی۔ جو یہ سرکلر دیئے گئے کہ قانون قدرت بھی تبدیل ہوجایا کرتے ہیں اور حیوانات ومعدنیات بھی اپنے خواص بدل دیا کرتی ہیں۔

قارئین کرام کے لئے مرزا قادیانی کے اس تناقض کی تصویر بھی ہم ہی بے نقاب کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا وہ لطیف بیان جو ضرورت ایجاد کی ماں کا مصداق ہوا ملاحظہ فرمائیں۔

(سرمہ چشم آریہ ص۱۳۱، خزائن ج۲ص۱۷۹)

''راقم رسالہ ہذا نے اس عالم ثالث کے عجائبات اور نادر مکاشفات کو قریب پانچ ہزار بچشم خود دیکھا اور اپنے ذاتی تجربہ سے مشاہدہ کیا اور اپنے نفس پر انہیں وارد ہوتے پایا۔ اگر ان سب کی تفصیل لکھی جائے تو ایک بڑا بھاری کتاب تالیف ہوسکتی ہے۔''

مرزا قادیانی کو نبوت کی تکمیل کے لئے معجزات کی لازماً ضرورت درپیش ہوئی تو آپ گھبرائے کیونکہ آپ کو سابقہ اوراق کی مہیب تصویر جس میں معجزات کو مسمریزم اور شعبدہ بازی کے نام سے منسوب کیا گیا تھا۔ یاد آئی اس کا تصور کرتے ہی پیشانی عرق ریز ہوئی اور آپ گھنٹوں اسی سوچ میں محو حیرت رہے۔ آخر خیالات کے تلاطم میں ایسے غرق ہوئے کہ خرد وادراک کو خیرباد کہتے ہوئے پنجابی نبوت کے محاسن اور دلائل کو بام اوج پر پہنچانے کے لئے یہ تناقض آلود بیان جو خود ساختہ نبوت کے ڈھول کے پول بکھیرنے اور دجل کی ہنڈیا کو عین چوراہے میں پھوڑنے کا سامان ہے پیش کردیا۔

مقام شکر ہے کہ مرزا قادیانی ان کی تفصیل میں نہیں پڑے ورنہ نبوت کی باسی کڑاہی میں وہ وہ ابال آتا کہ دنیا دیکھتی۔ کیونکہ یہ عالم ثالث کے عجائبات ہی کچھ ایسے دلفریب اور دیدہ زیب ہیں جن کا تصور لرزہ براندام کرے اور ان نادیدہ مکاشفات کی نذیر افسانہ آزاد اور الف لیلےٰ کے قصص سے کہیں بالاتر ہے۔ مقام حیرت ہے کہ اچھی تکمیل نبوت ہورہی ہے۔ جس کے معجزات ہی سوائے مرزا آنجہانی کے دوسرے کو معلوم نہ ہوں اور نبی بھی وہ بخل کرے کہ غریب امت تک کو ان سے محروم ہی رکھے۔ اچھے معجزات ہیں جن کو گدوں میں لپیٹ کر رکھا جاتا ہے کہ بیرونی ہوا سے محفوظ ہیں ورنہ شاید پگھل جانے کا اندیشہ ہے یہ مکاشفات ہیں۔ یا موسم گرما کے انڈے، الٰہی پناہ تعداد بھی بہت ہی کم بتائی میں تو کہتا ہوں کہ احسان کیا کہیں ۵لاکھ کہہ دیتے تو ان کو کوئی دیکھنے والا

تھوڑا ہی تھا۔ ہاں بھئی آخر نبی بھی تو ڈبل ہیں۔ ان سے مقابلہ بھلا کون کرے۔ مگر یہ آج کل کے نبیوں پر خدا کی مار کیوں پڑ رہی ہے۔ جسے دیکھو شیخ چلی کا باوا ڈھنگیں دیکھو تو تیس مار خان کے دادا کو بھی نہ سوجھی ہوں گی۔ مگر عمل ندارد قال ہی قال نظر آئے گا۔ حال کسی جانور کا نام ہوگا۔

میں پوچھتا ہوں اجی حضرت یہ تو بتائیے۔ وہ معجزہ جو منصۂ شہود سے اوجھل رہا۔ کیا خاک معجزہ ہوا۔

معجز کے معنی عاجز کرنے کے ہیں اور جب کوئی مدعا علیہ ہی نہیں۔ تو عاجز کون ہوا۔ کیا بہشتی مقبرہ کے ستے یا جنگل کے درخت۔

مقام حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا پورے پانچ ہزار عجائبات اور وہ بھی اقسام نادرہ سے پنجابی نبوت کی صداقت میں پیش کرے۔ مگر افسوس نبوت ایسی بخیل و ممسک واقع ہوئی کہ اس قدر مکاشفات کی بہتات کو ہضم کر جائے اور ڈکار تک نہ لے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا عجائبات تھے۔ جو مرزا قادیانی کے نفس پر وارد ہوئے۔ کس رنگ کے تھے کس حجم کے تھے۔ چھوٹے تھے یا بڑے کالے تھے یا گورے۔ عقل حیران ہے کہ وہ آخر کیا تھے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عجائبات تھے ہم کہتے ہیں کہ غرائبات کا لشکر یا ٹڈی دل بیچارے پنجابی نبی پر کیوں ٹوٹ پڑا۔ شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی بدری مرزائی اصحابی ہیں وہ اس کا فلسفہ یہ بتاتے ہیں کہ میں نے تو اس قدر جم غفیر عجائبات کا مرزا قادیانی کو گھیرے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ ہاں سنا ضرور ہے کہ ایسی یورشیں حضرت صاحب پر نازل ہوتی رہی ہیں۔ اتنا کہا اور وفور محبت میں آنکھیں پرنم ہوئیں۔ تو یاد مرزا میں رو دیئے چلو چھٹی ہوئی۔

ہمارے خیال میں یہ عجوبہ نمایاں جو مرزا قادیانی کے نفس ناطقہ پر وارد ہوتی رہیں۔ پنجابی نبی کی بیماریاں ہیں۔ گو اس میں تھوڑا سا مبالغہ ہے۔ مگر حساب کون رکھتا ہے۔ کہہ دیا پانچ ہزار ہیں اب کون بیوقوف ہے جو اعتبار نہ کرے اور گنتا رہے۔

قادیانی فلسفہ

اس امر میں مرزا قادیانی کا جواب یہ ہے کہ عجائبات وکرامات دکھانے سے جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان لانا بے سود ہے۔ کیونکہ خدا اسے قبول نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ مابدولت نے وہ مکاشفات وعجائبات دکھانے سے پرہیز کیا کہ کہیں میری امت ان کو دیکھ کر ایمان سے ہاتھ دھو نہ بیٹھے۔ ورنہ یہ بھی کوئی بات تھی کہ پانچ ہزار سے دس بیس بھاری بھاری عجائبات نہ دکھائے جاتے۔ اس لئے یہی بہتر ومناسب معلوم ہوا کہ امت کو صرف خوشخبری سنا دوں کہ مبلغ پانچ

ہزار بالقلم خود بچشم خود اس نحیف و کمزور کے نفس پروارد ہوئے۔ مندرجہ ذیل مضمون چشم بصیرت سے مرزائی صاحبان پڑھیں اور زور سے مرزا قادیانی پر درود بھیجیں۔ شوم شوم جائے!

معجزہ طلب کرنا مورد عتاب الٰہی ہے

دھجیاں نامہ سالار دو عالم کی اڑا
اے کہ تجھ کو نہ رہا یاد مآل پرویز

''دوسری قسم کے وہ انسان ہیں جو معجزہ اور کرامت طلب کرتے ہیں۔ ان کے حالات خداتعالیٰ نے تعریف کے ساتھ بیان نہیں کئے اور غضب ظاہر کیا ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ ''واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جآء تھم اٰیۃ لیومنن بھا قل انما الایات عنداللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یومنون''

یعنی یہ لوگ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان کو کہہ دے کہ نشان تو خداتعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہ لائیں گے پھر فرماتا ہے۔ ''یوم یأتی بعض ایات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل ''یعنی جب بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایمان لانا بے سود ہوگا اور جو شخص صرف نشان کے دیکھنے کے بعد ایمان لایا ہے اس کو وہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پھر فرماتا ہے کہ'' ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل لااملک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجل ''یعنی کافر کہتے ہیں کہ وہ نشان کب ظاہر ہوں گے اور یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ سو ان کو کہہ دے کہ مجھے ان باتوں میں دخل نہیں نہ میں اپنے نفس کے لئے ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا۔ مگر جو خدا چاہے ہر ایک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا اور پھر اپنے رسول کو فرماتا ہے۔'' وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض اوسلما فی السما فتاتیھم بایہ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ ''یعنی اگر تیرے پر ان کافروں کا اعتراض بھی جاری ہو۔ سو اگر تجھے طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر آسمان پر زینہ لگا کر چلا جا اور ان کے لئے کوئی نشان لے آ، اور اگر خدا چاہتا تو ان سب کو جو نشان مانگتے ہیں ہدایت دے دیتا۔ پس تو جاہلوں سے مت ہو اب تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں کافر نشان مانگا کرتے تھے۔ بلکہ قسمیں بھی کھاتے تھے کہ ہم ایمان لائیں گے۔ گو اللہ جل شانہ کی نظر میں وہ مورد غضب تھے اور ان کے سوالات بیہودہ

تھے۔ بلکہ اللہ جل شانہ صاف صاف فرماتا ہے کہ جو شخص نشان دیکھنے کے بعد ایمان لاوے اس کا ایمان مقبول نہیں۔ جیسا کہ ابھی آیت ”لا ینفع نفساً ایمانها “تحریر ہو چکی ہے اور اس کے قریب قریب ایک دوسری آیت ہے۔ ”ولقد جاء تهم رسلهم بالبينات فما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا من قبل كذلك يطبع الله على قلوب الكافرين “ یعنی پہلی آیتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو نشانوں کو دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے۔ کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے۔ اس طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے۔ جو اس قسم کے کافر ہیں۔ جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے۔ یہ تمام آیتیں اور ایسی ہی اور بہت سے آیتیں قرآن کریم کی جس کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے۔ بالاتفاق بیان فرما رہی ہیں کہ نشان کو طلب کرنے والے مورد عتاب الٰہی ہوتے ہیں اور جو شخص نشان دیکھنے سے ایمان لاوے اس کا ایمان منظور نہیں۔“

(آئینہ کمالات ص۳۳۲ تا ۳۳۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

مندرجہ بالا بیان مسیلمہ ثانی نے صرف اس لئے توڑ موڑ کر بیان کیا کہ مابدولت چونکہ آیات اللہ سے کورے ہیں۔ اس لئے رسول اکرم ﷺ بھی نعوذ باللہ خالی تھے۔

براین عقل ودانش بباید گریست

مرزائیو! پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈوب مرو۔ ”لعنت الله على الكاذبين، لاحول ولا قوة الا بالله“

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے
ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں میں

تناقض مرزا

ولوكان من عندغير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا (النساء:۸۲)

۱...... ”انی احافظ کل من فی الدار من هذه المرض الذی هوساری یعنی میں تمام گھر والوں کو اس بیماری (طاعون) سے بچاؤں گا۔“ (البشریٰ جلد دوئم ص۱۴۰)

اس کے خلاف: ”طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زوروں پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔“ (حقیقت الوحی حاشیہ ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۲...... ”قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔“ (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

اس کے خلاف: ''ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔''

(حقیقت الوحی ص۲۳۲، خزائن ج۲۲ ص۲۴۴)

۳...... ''قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلے پر طاعون کا زور رہا۔ مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔'' (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

اس کے خلاف: ''جب صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحق کو تپ تیز ہوا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف ران میں گلٹیاں نکل آئیں۔''

(حقیقت الوحی ص۳۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۴۲)

۴...... ''یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقہ سے قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔'' (اشتہار لنگر خانہ انتظام حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۶۷)

اس کے خلاف: ''مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہریں گے۔'' (ریویو جلد۶ ص۳۶۵، نمبر۹ ستمبر ۱۹۰۷ء)

۵...... ''قادیان طاعون سے اس واسطے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

اس کے خلاف: ''اللہ تعالیٰ کے امر و منشاء کے ماتحت قادیان میں طاعون مارچ کی آخیر تاریخوں میں پھوٹ پڑی۔ ۴/۶ کے درمیان روزانہ موتوں کی۔'' (اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ء)

۶...... ''عیسائیوں نے یسوع کے بہت معجزے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

اس کے خلاف: ''اور صرف اس قدر سچ ہے کہ یسوع نے بھی بعض معجزات دکھلائے۔ جیسا کہ اور نبی دکھلاتے تھے۔'' (ریویو ج۱ نمبر۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء ص۳۴۲)

۷...... ''مجھے ایک عربی الہام ہوا کہ اے مرزا ہم تم کو اسی سال کی عمر دیں گے یا اس کے قریب۔'' (ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۴۴۳)

اس کے خلاف: ''خدا نے مجھے صریح لفظوں میں خبر دی کہ تیری اسی برس عمر ہوگی اور یا

۶/۵ زیادہ یا ۶/۵ سال کم۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ حاشیہ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸)

۸...... "تیس سال سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ تیری عمر اسی سال یا دو چار سال اوپر یا نیچے ہوگی۔" (منظور الٰہی ص ۲۲۸)

اس کے خلاف: "سو اسی طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے خلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں ۸۰ برس یا ۲/۳ برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴)

۹...... "مولوی غلام دستگیر پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

اس کے خلاف: "قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای الرسل من اللہ (تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم) کہہ دے آئے مرزا تمام جہان کے لوگو میں تمہاری سب کی طرف خدا کی طرف سے ایلچی بن کر آیا ہوں۔ ہے کوئی میرے سوا رسول اللہ کا "قطع دابر القوم الذین لایؤمنون" یعنی جو قوم مرزا پر ایمان نہ لاوے گی اس کی جڑ بنیاد کاٹ دی جاوے گی۔" (تذکرہ ص ۶۴۶ طبع سوم، اخبار بدر قادیان ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء)

۱۰...... "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا اور جس قدر محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

اس کے خلاف: "مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۱۱...... "زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوئے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی۔"

(نزول المسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

اس کے خلاف: "اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان

تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

۱۲...... ''خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا۔ سو اس دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر۔ اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔''

(نور الحق ص۵۰، حاشیہ خزائن ج۸ ص۶۸)

(ہمیں اعتبار ہے آپ مثیل مسیح ہیں۔ آپ سے ضرور شیطان سینکڑوں دفعہ ہم کلام ہوتا ہے۔ خالد)

اس کے خلاف: ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار (مرزا) اپنی غربت وانکسار اور توکل وایثار اور آیات وانوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں یا ایک ہی درخت۔ کے دو پھل ہیں اور بے حد اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔''

(براہین احمدیہ ص۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۱۳...... ''ایسے ناپاک خیال متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی قرار دیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

اس کے خلاف: ''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔''

(ایام صلح ٹائٹل ص۲، خزائن ج۱۴ ص۲۲۸)

۱۴...... ''خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز نہیں بدل سکتا۔''

(کرامات الصادقین ص۸، خزائن ج۷ ص۵۰)

اس کے خلاف: ''خدا اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۹۶، خزائن ج۲۳ ص۱۰۴)

۱۵...... ''حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۶۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اس کے خلاف: ''اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے

ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۷، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)

۱۶...... "خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۶۰)

اس کے خلاف: "واعطیت صفة الافناء والا حیاء من رب الفعال اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۱۷...... "وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔" (البشریٰ جلد اول ص ۵۰)

اس کے خلاف: "ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔"

(پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۳)

۱۸...... "یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی دیوانہ ہو گیا تھا۔"

(ست بچن ص ۱۷۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۵)

اس کے خلاف: "ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی مانتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۶۴)

۱۹...... "پھر دجال ایک قوم کی طرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۲۱۸ جلد اول، خزائن ج ۳ ص ۲۰۸)

اس کے خلاف: "دجال خدا نہیں کہلائے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا۔ بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔" (ازالہ اوہام ص ۷۳۰، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

۲۰...... ۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں اس امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔" (الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

اس کے خلاف: "بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔" (حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

۲۱...... "ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی سے تمام توراۃ پڑھی تھی۔ غرض اس لحاظ سے کہ ہمارے نبی ﷺ نے کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ خدا آپ ہی استاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اقراء کہا۔ یعنی پڑھ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی

ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی حاصل ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہ ہے کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔'' (ایام صلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

<u>اس کے خلاف</u>: ''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تو ایک فارسی معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خاں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قوائد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علیشاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔''

(کتاب البریہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

۲۲...... ''حضرت عیسیٰ علیہ وسلم نے سرینگر کشمیر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مقدس سرینگر محلہ خان یار میں موجود ہے۔'' (کشف الغطاء ص ۱۴، خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۵)

<u>اس کے خلاف</u>: ''اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم نے زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جی فی اللہ سید مولوی محمد سعید طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں کہ وہ طرابلس اور بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہی کی حدود میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہئے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہ رہے گی اور ایمان اٹھ جائے گا اور کہنا پڑے گا کہ تمام قبریں جعلی ہوں گی۔''

(اتمام الحجہ ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۸ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

اختلاف بیانی کی پرزور داد دیجئے اور توازن دماغ کا مراق کی وجہ سے مختل ہونا یقین

کیجئے۔ ورنہ ٹھنڈے دل سے تعارض کو دور فرمائیے:

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگیوں کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

۲۳...... ''بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا۔'' (کشتی نوح ص۵۳، خزائن ج۱۹ ص۵۷)

اس کے خلاف: ''سچ تو یہ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

۲۴...... ''حضرت مریم علیہ السلام کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۴)

اس کے خلاف: ''حضرت مریم صدیقہ کی قبر بیت المقدس کے بڑے گرجے میں ہے۔'' (اتمام حجت حاشیہ ص۱۹، ۲۱، خزائن ج۸ ص۲۹۷ تا ۲۹۹)

۲۵...... ''حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل۔'' (اخبار بدر ۱۸ر شعبان ۱۳۲۱ھ ص۶۸)

اس کے خلاف: ''حضرت مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد ﷺ کے ملی۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد سوئم ص۱۲)

۲۶...... ''میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔'' (تحفہ قیصریہ ص۲۲، خزائن ج۱۲ ص۲۷۴)

اس کے خلاف: ''میں نے خوب غور کر کے دیکھا ہے اور جہاں تک فکر کام کر سکتی ہے خوب سوچا ہے۔ میرے نزدیک جبکہ مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہ تھی تو گو میں جانتا ہوں کہ خدا نے اس کو بھی برے کام سے بچایا۔''

(اخبار الحکم ج۶ نمبر۲۶، ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء ص۱۳)

۲۷...... ''بائبل اور ہماری احادیث اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا ہے اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

اس کے خلاف: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر جانا

اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پہ آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۲۳۰، خزائن ج۲۱ ص۴۰۶)

۲۸...... "لوگوں نے جو اپنے نام حنفی، شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں۔" (از ڈائری ۱۹۰۱ء ص۴)

اس کے خلاف: "ہمارے ہاں جو آتا ہے اسے پہلے ایک خفیف سا رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔ یہ چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری۔"

(از ڈائری ۱۹۰۱ء ص۴۷)

۲۹...... "اور اس شخص کا مجھ کو وہابی کہنا غلط نہ تھا۔ کیونکہ قرآن شریف کے بعد صحیح حدیث پر عمل کرنا ہی ضروری سمجھتا ہوں۔" (بدر ج۶ نمبر۲۷ ص۷، ۴؍جولائی ۱۹۰۷ء)

اس کے خلاف: "ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے۔" (از ڈائری ۱۹۰۱ء ص۴۶)

۳۰...... "بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔" (نزول مسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

اس کے خلاف: "یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ کیونکہ اس میں مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔"

(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

۳۱...... "میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔"

(حمامتہ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۶)

اس کے خلاف: "سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیج دیا۔"

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۳۲...... "اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں۔ لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور مبداء مسیح کی تعلیم اور اس کے اپنے حالات ہیں۔" (الحکم ج۶ نمبر۲۵ ص۱۶، ۱۷؍جولائی ۱۹۰۶ء)

اس کے خلاف: "اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔" (چشمہ معرفت ص۱۸، خزائن ج۲۳ ص۳۹۰)

۳۳...... ''نبی کریم ﷺ کے گیارہ لڑکے فوت ہوئے۔''

(تجلیات الٰہیہ ص۲۲، خزائن ج۲۰ ص۴۱۴)

جواب: تاریخ اسلام کہتی ہے لعنت اللہ علیٰ الکاذبین (خالد)

۳۴...... ''ایک سائل نے یہی سوال مندرجہ الذکر الحکم ص۲۳ مرزا قادیانی کے پیش کیا اور پوچھا کہ آپ کے بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب! یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو اور قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

اس کے خلاف: ''بہرحال خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزیک قابل مواخذہ ہے۔''

(مرزا قادیانی کا خط مندرجہ الذکر الحکیم نمبر۴ ص۲۳)

۳۵...... ''مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد سوئم ص۲۳،۲۴)

اس کے خلاف: ''انہوں نے (مسیح) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۳۶)

۳۶...... ''اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

اس کے خلاف: ''میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

۳۷ ...... ''وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

(ازالہ اوہام ص۲۹۱، خزائن ج۳ ص۲۴۹)

اس کے خلاف: ''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں میں پتہ چلتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ بیان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

۳۸...... ''خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا۔'' (البشریٰ جلد دوئم ص ۶۸)

اس کے خلاف: ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس تک بخاری کا کام بھی کرتے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۳۹...... ''مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔'' (البشریٰ جلد اول ص ۲۴)

اس کے خلاف: ''پس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی رات میں خدا نظر آجائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر یہ ایک وظیفہ ہی کو یہ کہنا پڑا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی جان کی پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴،۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸،۲۸۹)

''ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف نشان نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔'' (مقدمہ چشمہ مسیحی ص ج حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

۴۰...... ''کیونکہ حسب تصریح قرآن مجید رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دینی جبرائیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

اس کے خلاف: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله ان الله قد من علیھا وہ اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب ثابت کردے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔'' (البشریٰ جلد دوئم ص ۱۱۰)

۴۱...... ''اوّل تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں

ہے جو ہماری ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔'' (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

اس کے خلاف: ''چند ہی منٹ گزرے تھے کہ مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۸۱، خزائن ج۳ ص۲۹۶)

۴۲...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ معہ جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔'' (نصرۃ الحق ص۴۵، خزائن ج۲۱ ص۵۸)

اس کے خلاف: ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔''

(براہین احمدیہ ص۳۶۱، حاشیہ در حاشیہ خزائن ج۱ ص۴۳۱)

۴۳...... ''مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔'' (تشحیذ الاذہان ج۱ نمبر۲ ص۵ ماہ جون/۱۹۰۶ء)

اس کے خلاف: ''ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔''

(حمامتہ البشریٰ ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۷ ص۱۹۷)

۴۴...... ''گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اس کے خلاف: ''یقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا یعنی حرام زادہ اور ولد الزنا کے ماسوا ہر شخص مجھے قبول کرے گا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۴۵...... ''میرے مخالف جنگلوں کے سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

اس کے خلاف: ''کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔''

(ازالہ اوہام حاشیہ ص۲۶، خزائن ج۳ ص۱۱۵)

۴۶...... ''جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹)

اس کے خلاف:

بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(درثمین بحوالہ براہین پنجم)

۴۷...... ''مسیح بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں کوئی اس کا باپ نہ تھا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۴)

اس کے خلاف: ''بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے۔''

(خاتمہ ضمیمہ براہین احمدیہ ص ب، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۲)

۴۸...... ''میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

اس کے خلاف: ''دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا'' (یعنی مرزا قادیانی کو)

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹)

۴۹...... ''یہ ظاہر ہے کہ مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوئم ص ۶۲۳، خزائن ج ۳ ص ۴۳۶)

اس کے خلاف: ''حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۴)

۵۰...... ''یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارہ میں زبان بند کردی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔'' (ریویو ج ۲ نمبر ۳،۴، اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۹)

اس کے خلاف: ''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

۵۱...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے۔''

(اتمام الحجتہ حاشیہ ص ۱۹، خزائن ج ۸ ص ۲۹۷)

اس کے خلاف: ''مسیح تو انجیل کو ادھوری چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھا۔''

(براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

۵۲...... ''ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک

بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دے دیں۔"
(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ص۲۹۳)

اس کے خلاف: "یہ عریضہ مبارک بادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کے لئے آیا۔" (تحفہ قیصریہ ص۱، خزائن ج۱۲ص۲۵۳)

ایضاً...... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"
(اخبار بدر۵؍مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷)

ایضاً...... "چونکہ اس نے مجھے یسوع کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ اس لئے ضرور تھا کہ گمشدہ ریاست میں بھی مجھے یسوع کے ساتھ مشابہت ہوتی۔" (تحفہ قیصریہ ص۲۰، خزائن ج۱۲ص۲۷۲)

ایضاً...... "میں وہ ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔" (تحفہ قیصریہ ص۲۱، خزائن ج۱۲ص۲۷۳)

۵۳...... "۲۷؍دسمبر ۱۸۸۹ء کو (رسالہ کشف الغطاء ص۳) پر فرماتے ہیں۔ انیس سال سے گورنمنٹ کی خدمت کر رہا ہوں۔"

ببیں عقل ودانش باید گریست

اس کے خلاف: ۲۷؍اگست ۱۸۹۰ء کو رسالہ (ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ص۱۲۰) میں فرماتے ہیں تیس سال سے خدمت کر رہا ہوں۔

"مسیح علیہ السلام کی نہ بیوی تھی اور نہ بچے۔"
(مواہب الرحمٰن ص۷۶، خزائن ج۱۹ص۲۹۵، تریاق القلوب حاشیہ ص۹۹، خزائن ج۱۵ص۳۶۳)

۵۴...... "افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتے ہیں۔ کیا تعجب کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہو۔" (مسیح ہندوستان میں ص۷۰، خزائن ج۱۵ص ایضاً)

اگر یہی قاعدہ کلیہ لیا جائے تو موسیٰ خیل، لودی خیل، سلمان خیل، داؤد خیل وغیرہ سب نبیوں کی اولاد ہے۔ مرزا قادیانی نے ایک لطیف غلطی کھائی کہ پڑوسیوں سے سبق نہ لیا۔ ورنہ ان کی امت غلام خیل کے نام سے منسوب کی جاتی تو بہتر ہے۔ اس تک بندی کے برتے پر نبوت ہو رہی ہے۔ حضرت یہ بھی الہامی عبارت ہی ہوگی۔ ورنہ کونسے جاہل کو ماننے میں انکار ہے۔ کیونکہ آپ کو "وماینطق عن الھویٰ ۰ ان ھوالا وحی یوحیٰ" کا بھی تو دعویٰ ہے۔" (خالد)

۵۵...... ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بائیسویں صدی میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۷۸، خزائن ج ۳ ص ۲۴۱)

اس کے خلاف: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چودہ سو سال کا زمانہ تھا۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۹۲، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

ایضاً...... مرزا قادیانی کو ہر بات میں کمال حاصل ہے۔ تاریخ دانی تو ان سے ولایت والے سیکھتے ہیں۔ ادھر سے قلم ہی ایسا تفویض ہوا جو جھوٹ گرانے کا عادی ہے۔ ورنہ کون جاہل نہیں جانتا کہ سرور دو عالم مسیح علیہ السلام سے چھ سو برس بعد پیدا ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ دو سو سال بھوک کی بے تابی میں ہضم کئے جاتے ہیں یا توازن دماغ صحیح نہ ہونے کے باعث مجبور ہیں۔ حالانکہ ذات شریف بذات خود ہمارے خیال کی موید ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اور چونکہ بڑے آدمی ہیں۔ اس لئے انہیں کچھ نہ کہیئے۔ آخر نبوت ایسے ہی حساب دانوں کو ملا کرتی ہے۔ مگر خطہ پنجاب میں۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ غلطی ہوئی تو ہوا کیا۔ خط تنسیخ کھینچ دو۔ فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو سال پہلے گزرے ہیں۔''

(راز حقیقت حاشیہ ص ۱۵، خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۷)

مسیح علیہ السلام کی امانت

''لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہوگیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک بخار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا ہوا۔ وہ عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔'' (چشمہ مسیحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵)

''بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کروایا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام یسوع رکھا۔''

(اخبار الحکم ج ۶ نمبر ۲۶ ص ۱۶، ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۲ء)

۵۶...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کی رو سے اس قوم میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ اس کا کوئی باپ نہ تھا۔ جس وجہ سے وہ حضرت موسیٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۳، خزائن ج ۷ ص ۱۲۴)

اس کے خلاف: ''یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جب کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب

بنا۔" (چشمہ مسیحی ص ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۱)

صاحب نبوت ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اس کا دوسرے نبی کا مطیع اور امتی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں کہ کسی دوسرے کا مطیع ہو اور تابع۔"

(ازالہ کلاں ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔" (کشتی نوح ص ۱۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

"ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو بنی اسرائیل کے لئے اور ان سب کے لئے جو سمجھیں ایک نشان بنایا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر کے بنی اسرائیل کو سمجھا دیا کہ تمہاری بداعمالی کے سبب نبوت بنی اسرائیل سے جاتی رہی۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام باپ کی رو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۸)

مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں

"ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر پادری صاحبان تہذیب اور خداترسی کریں اور بس تو ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بیس حصے زیادہ ادب کا خیال رہے۔"

(مقدمہ چشمہ مسیحی ص ب حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

امت مرزائیہ پر ایک احسان

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اسکی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

مرزا قادیانی کے وہ نادرہ مکاشفات و کرامات جو ان کے نفس پر وارد ہوئے اور جن کی تعداد انہوں نے پانچ ہزار فرمائی۔ صحیح ہیں اور سچ ہیں۔ کیونکہ مرزا سے پتہ چلتا ہے۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
بتا دیتی ہے شوخ نقش پا کی

اس لئے ہم نے کمال احتیاط والتزام کے ساتھ پہروں سر دردی وعرق ریزی کے نتیجہ میں وہ گوہر مقصود پا ہی لیا۔ جو امت سے مخفی رکھا گیا تھا۔ یقین ہے کہ ہمارے دوست شیخ نیاز احمد صاحب قادیانی ہماری اس محنت کی داد دیں گے۔ مندرجہ ذیل مکاشفات وعجائبات وکرامات کے عنوان سے صاحب عقل نتیجہ خود نکال لیں گے۔

سلطان القلم کے بے لذت الہام

یا مظہر العجائب

الہام معہ ترجمے کے غائب

۱...... ’’ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس ‘‘میرے خدا میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام ایلی اوس بباعث ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی نکلے۔ ’’واللہ اعلم باالصواب‘‘ (البشریٰ ج۱ص۳۶)

۲...... ’’ھوشعنا نعسا‘‘ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور اس کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ص۶۶۴)

۳...... ’’پریشن عمر براطوس ‘‘پراٹوس، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۱ص۶۸)

۴...... ’’آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۳۹، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۵...... ’’لاہور میں ایک بے شرم ہے۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۲۶ مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۶...... ’’ایک دانہ کس کس نے کھانا۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۰۷، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۷...... ’’ایک عربی الہام ہوا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں رہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مکذبوں کو نشان دکھایا جائے گا۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۹۴، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۸...... ’’غثم، غثم، غثم۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۵۰، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۱...... ’’انشاءاللہ۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۶۵، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۲...... ’’بہتر ہوگا کہ شادی کرلیں۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۲۴، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۳...... ’’خدا اس کو پانچ بار ہلاکت سے بچائے گا۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۱۹، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۴...... ’’خاکسار پیپرمنٹ۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۹۴، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۵...... ’’لنگر اٹھا دو۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۵۰)

۱۶...... ’’پیٹ پھٹ گیا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۹، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۷...... ’’میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۹۵، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۱۸...... ’’ایسوسی ایشن۔‘‘ (تذکرہ ص ۷۲۴)

۱۹...... ’’اے ازلی وابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۹۷، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۰...... ’’افسوس صد افسوس۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۷، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۱...... ’’دو شہتیر ٹوٹ گئے۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۰، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۲...... ’’دو پل ٹوٹ گئے۔‘‘ (تذکرہ ص ۶۹۴)

۲۳...... ’’بالفعل نہیں۔‘‘ (البشریٰ ج ا ص ۱۱، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۴...... ’’دشمن کا بھی خوب وار نکلا جس پر بھی وہ پار نکلا۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۱۵، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۵...... ’’زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۰۹)

۲۶...... ’’آسمان سے دودھ اترا ہے محفوظ رکھو۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۲، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۷...... ’’کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۱، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۸...... ’’پوری ہو گئی۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۰، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۲۹...... ’’راز کھل گیا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۹، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۰...... ’’تمہاری قسمت اتوار۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۹۲، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۱...... ’’غلام احمد کی جے۔‘‘ (تذکرہ ص ۷۲۳)

۳۲...... ’’عالم کباب۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۶، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۳...... ’’تمہارے نام کی۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۹، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۴...... ’’واللہ واللہ سدھا ہو یا اولا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۸، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۵...... ’’کل واحد منهم ثلج۔‘‘ (تذکرہ ص ۷۰۹)

۳۶...... ’’ایک ہفتہ تک ایک باقی نہ رہے گا۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۴، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۷...... ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (البشریٰ ج۲ص ۱۰۵)

۳۸...... ''آسمان ٹوٹ پڑا سارا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔''

(البشریٰ ج۲ص ۱۲۴، مطلب ندارد تفہیم نہیں ہوئی)

۳۹...... ''لا یموت احد من رجالکم'' تمہارے مردوں سے کوئی نہیں مرے گا۔

(البشریٰ ج۲ص ۷۸)

۴۰...... ''بیہوشی پھر غشی، پھر موت۔'' (البشریٰ ج۲ص ۵۶)

قسم ہے قادیاں کے کفر خونکی گلعذاری کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

ناظرین! ایسے سینکڑوں الہام ہیں جو مرزا قادیانی کے ہوئے۔ جن کی تفہیم نہیں ہوئی اور یہ وہ الہام ہیں۔ جو واشتہ آید بکار کے مصداق واقعات پر مرزائی تھیلے سے ساون اور بھادوں کے تحت الحشرات کی طرح پھوٹ پڑے۔ حالانکہ ان کا نہ سر ہے نہ پیر نہ فاعل ہے نہ مفعول۔ خدا جانے یہ مقفع و مسجع عبارتیں کس مطلب کے لئے گھڑلی گئی ہیں۔ جو الہام کے پاک نام کی توہین کر رہی ہیں اور اسی بل بوتے پہ پیغمبری ہو رہی۔

چیستان مرزا

۱...... ''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں۔ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں۔ ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کو گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہئے۔''

(اخبار بدر قادیان ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ص ۱۲۷)

اس کے خلاف: ''آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ''لا نبی بعدی'' ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' سے بھی

اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔"

(کتاب البریہ ص۱۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷)

۲...... "یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ان کا نام یہودی رکھ دیا۔ مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی بھی حصہ نہ دیا۔ پھر یہ امت محمدی خیر الامم کس وجہ سے ہوئی۔ بلکہ شر الامم ہوئی کہ یہ ایک نمونہ شر کا ان کو ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے۔ جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا ظل ہو۔"

(کشتی نوح ص۴۴، خزائن ج۱۹ ص۴۷)

اس کے خلاف: "ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الواحد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

(ازالہ اوہام ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۲)

۳...... "خدا کے کلام کو غور سے پڑھو وہ تم سے کیا چاہتا ہے وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے۔ جس کے بارے میں سورۃ فاتحہ میں تمہیں دعاء سکھلائی گئی ہے۔ یعنی یہ دعاء کہ "اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم" پس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعاء کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔ جن سے وہ نعمتیں پاؤ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۱، خزائن ج۲۰ ص۲۲۷)

اس کے خلاف: "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل علیہ السلام ملتا ہے اور باب نزول بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

۴...... "جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں

خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے موافق نبی ہوں۔ مگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (مرزا آنجہانی کا ایک خط بنام عام اخبار ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

اس کے خلاف: "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

۵...... "چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جب کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہوئی۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

"پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا

اس کے سوا کسی سے ڈروں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

''خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہو۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں۔ وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

''اور میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

''ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین اور آیت میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی اور اس نبوت کے مقابل اب عام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا تو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

اس کے خلاف: ''کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام عقائد دینی جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تیراں سو برس مہر لگ چکی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

۶...... ''قرآن شریف میں مسیح ابن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔

پس یہ کس قدرت جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیال رکیکہ کی پیروی کر کے منصوص صریحہ قرآن عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔" (ایام صلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

"اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیینؐ کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

"اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

"اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "ولکن الرسول اللّٰہ وخاتم النبیین" میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور ان کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم ﷺ کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۳)

"میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہیں اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم علیہ السلام کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب

رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔" (تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

"ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا یعنی جامع مسجد دہلی میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہوا۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(تبلیغ رسالت ج۲ ص۴۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۵)

"کیا ایسا بدبخت ومفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور ایسا وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے اور آیت" ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " کا خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد رسول ونبی ہوں۔" (انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

"مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

"مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعاء نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جاملوں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

"اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔"

(فیصلہ آسمانی ص۲۵، خزائن ج۴ ص۳۳۵)

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت ج۶ ص۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

از رشحات قلم علامہ ظفر علی خاں صاحب

یہ کس کتاب میں ہے کہ خیر البشر کے بعد
ہر گز کسی کو دعوے پیغمبری نہ ہو
کیا مصطفےٰ کے بعد نہ آیا مسیلمہ
پھر قادیان میں کس لئے مجھ سا نبی نہ ہو

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

(اخبار الحکم قادیان ۲رنومبر ۱۹۰۱ء، فرمودہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مجھ میں سرکار مدینہ میں کوئی فرق نہیں

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔" (نزول المسیح حاشیہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی

"مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

ہلال و بدر کی توجیہہ

"اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدور تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے۔ جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ پس انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ لقد نصرکم اللہ ببدر"

(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲، ۲۷۳، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

مرزائی گزٹ کے سرکلر

شہادت نمبر:۱

"مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا۔ یا امتی ہی گروہ میں سمجھا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔"

(منقول اخبار الفضل قادیان ۲۹رجون ۱۹۱۵ء)

شہادت نمبر:۲

''اور آنحضرت کی بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن اپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اوّل کے کافر سے بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت وآخرین منہم کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔''

(منقول از اخبار الفضل ۱۵/ جولائی ۱۹۱۵ء)

مسیلمہ ثانی مرزا آنجہانی کو خدا جانے مراق کے باعث یا دوران سر کی وجہ سے ایسا عیاشی دماغ عطاء ہوا تھا۔ جس میں شاید بھوسہ بھرا ہوا تھا۔ بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ ان قلابازیوں اور جست طرازیوں سے جو اس قدر محنت شاقہ کے بعد اپنے اوپر جگ ہنسائی کا موقعہ لیا تو اس سے کون سا فائدہ تھا۔ جب ایک ہی چھلانگ سے آپ خدا بن سکتے ہیں اور آپ کی امت آمنا وصدقنا پکار اٹھتی ہے تو محمد عربی فداہ ابی وامی کا اعلان عام دینے میں آپ کو کیا حجاب ہے۔ صاف صاف الفاظ میں پہلے ہی کہہ دیا ہوتا کہ وہی محمد ﷺ ہوں جو آج سے ساڑھے تیراں سو برس پہلے سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے تھے۔ خواہ مخواہ سلسلہ وار خاکسار، رئیس، مناظر، مجاہد، مبلغ، محدث، مثیل، مسیح، انبیائے سابقین کا بروز بننے سے کیوں تکلیف گوارہ کی۔ افسوس دنیا کے چند سنہری ٹکوں نے آپ کو مجبور کر دیا کہ اگر بتدریج سیڑھیوں پر نہ چڑھے تو یہ عقل کے اندھے جو دام تزویر میں محنت شاقہ کے بعد آئے ہیں۔ کہیں بدک نہ جائیں۔ مگر جس نے سرکار مدینہ سے اپنا تعلق توڑنے میں شرم نہ کیا اور جسے خوف خدا نہ آیا۔ بھلا وہ کیوں اس معمولی سی بات کو یعنی آپ کے وجود کو محمد عربی کا وجود سمجھنے میں پس وپیش کرے گا۔ آج کل نئی تہذیب ہے۔ نیا زمانہ ہے اس دور کے لوگ پرانا رسول بھی کب پسند کرتے ہیں اور جیسا کہ آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ وآخرین منہم لما یلحقوبھم میں میری بعثت پنہاں ہے اور وہ بھی نبوت تامہ کے رنگ میں اور پہلی بعثت سے کہیں زیادہ اور بدرجہ اتم۔ کاش اسلامی بادشاہی ہوتی۔ یا حکومت وقت فرض شناسا ہوتی۔ تو نبوت اور بروز کا مزہ چھٹی کا دودھ یاد کرا دیتا۔ مگر افسوس جو دل میں آوے زبان پر لاتا...... بے سود ہے اس لئے خاموشی اور عجز بے بسی کے ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ خدائے واحد جانتا ہے کہ جو جو افتراء اس کی ذات والا تبار پر آپ نے کئے اور جن جن پستیوں سے آپ گزرے اور جو جو مرسلین من اللہ کے حق میں آپ نے کہا اور

امت خیر الامم کو شر الامم کا خطاب دیا اور حرامکار عورتوں کی اولاد سے تشبیہ دی اور جنگلوں کے سور کہا۔ مگر افسوس ہمارے پاس اس کا جواب ہے۔ مگر سرکار مدینہ کے احکام اجازت نہیں دیتے اور حکومت وقت تمہارے نمک حلالیوں کی وجہ سے خاموش ہے اور چونکہ آپ نے جہاد حرام قرار دیا اور سرکار انگلشیہ کو اولوالامر کا صحیح اجارہ دار ہونے پر جزو ایمان بنایا اور اپنے آپ کو اس کا ادنیٰ خادم اور امت کو بیدام غلام ہونے کی تلقین کی۔ اس لئے وہ بھی تمہارا حتی الامکان پاس کرتی ہے۔

دل میں آئی تھی کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا

تمام دنیا کو آپ پہلے ہی مردہ سمجھتے ہوئے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں سو لگے رہئے۔ مگر یہ یاد رکھئے کہ ایک ایسی ہستی بھی تمہارے افعال و کردار، تمہاری گفتار ورفتار کو دیکھ رہی ہے۔ جس کی لاٹھی میں آواز نہیں اور جس کی پکڑ سے بڑے بڑے موذی تھرا اٹھیں، احکم الحاکمین کی ذات الاتبار سب کچھ دیکھ وسن رہی ہے اور بلاشبہ وہ دل کے بھید اور مخفی سے مخفی راز کی باتیں جانتی ہے۔ مگر اس کا حلم اس کا عفو اس کی پردہ پوشی، اس کی ستاری، اس کی عیوبی کے اوصاف وقت معین سے پہلے انتقام میں سزا دینا نہیں چاہتے۔

قادر وتوانا کی ذات والا تبار یا سنت اللہ ہمیشہ سے یہی چلی آئی ہے کہ گنہگار کے گناہ پر فوری سزا نہیں دیا کرتی۔ بلکہ ہمیشہ موقعہ دیا کرتی ہے اور بخشش وکرم کے باب ہمیشہ کھلے ہیں۔ وہ ذات رحیم چاہتی ہے کہ میری عاجز مخلوق مجھ سے گڑگڑا کر اپنے عیوب وخطاء کے لئے معافی مانگے اور آئندہ محتاط رہنے کا عزم کرے تو میں معاف کر دوں۔

مگر ہماری بدبختی اور روسیاہی کی بھی کوئی حد ہے، ہم روز گناہ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ برے کام خدا کو پسند نہیں۔ ہماری فطرت ہمیں شرمسار کرتی ہے۔ مگر قربان جاؤں اس تمام جہان کی ربوبیت کرنے والے کی ذات بابرکات پر کہ وہ ہمیں جانتا ہے کہ بھاگے ہوئے غلام ہیں۔ ناکارہ انسان ہیں جو خطا وبیحیائی کے پتلے ہیں۔ مگر ہماری روزی بند نہیں کرتا اور ہمارے گناہوں پر فوری گرفت نہیں کرتا۔ بلکہ اتمام حجت کے لئے ہمیں فرض شناسا کراتا ہے اور ایک مدت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے اور اس کے بعد کئے کی سزا ملتی ہے کسی نے ہماری ایسی ہی بدلگامی پر کیا خوب کہا۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

مرزا آنجہانی قادیانی بطور تناسخ

''غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وآخرین منهم لما یلحقو بهم''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰، ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۴)

تناسخ، میں اور نہیں وہ اور نہیں

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ''وآخرین منهم لما یلحقو بهم'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہے تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

مرزا آنجہانی اسلامی وجود میں کانیکل تھے

بہتان نہیں حقیقت ہے، الزام نہیں اصلیت ہے اور یہ وہ کھلے کھلے دلائل ہیں جن کے ہوتے ہوئے کسی اور برہان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

آہ سرور دو عالم ﷺ کی ذات والا تبار پر اس قدر رکیک حملے کسی اور دریدہ دہن نے نہ کئے ہوں گے۔ دنیا راجپال کو برا کہتی ہے اور شردھانند کو کوستی ہے اور ایسا ہی اور ملعونوں کو برے القاب سے یاد کرتی ہے۔ مگر حقیقتاً جس قدر بے حرمتی مرزا آنجہانی کے ناپاک ارادوں سے ہوئی اور محتاج بیان نہیں۔

کاش امت مرزائیہ کو بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی ہوتی اور پھر وہ کبھی ٹھنڈے دل سے واقعات کی روشنی میں دیکھتے اور آئمہ سلف کی سوانح حیات کو ٹٹولتے تو وہ بلاشبہ اس نتیجہ پر

پہنچتے کہ جس طرح خداوند عالم اپنی واحدانیت میں واحد ہے۔ بعینہ اسی طرح سرکار مدینہ اپنی رسالت میں واحد ہے۔ نہ خدا کی خدائی میں کوئی شریک نہ محمد ﷺ کی رسالت میں کسی کا حق، مگر افسوس نئی تہذیب کے دلدادوں کو بھلا یہ باتیں کب سوجھتی ہیں کہ شرک فی التوحید گناہ کبیرہ ہے اور شرک فی الرسالت گناہ صغیرہ ہے۔ بہرحال دونوں کا مرتکب جہنمی ہے اور یہ جو ساتھ ساتھ بروز کی بڑھانکی جاتی ہے۔ عجیب مضحکہ خیز ہے جب اصل موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا تو ظل کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین من اللہ آئے۔ مگر کسی نے بروز کی جدت اختیار نہ کی۔ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں کبھی ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آیا اور کبھی یہ لفظ لغت میں اس محاورے سے جس کو پنجابی نبی صاحب اختیار کرتے ہیں۔ استعمال نہ ہوا۔

مرزا آنجہانی اسلامی جسد میں کاربنکل کی حیثیت سے تھے۔ جس کا گھاؤ اندر ہی اندر کام کرتا رہتا ہے۔ افسوس انہوں نے وہ سنہری دجل دیا۔ جس سے بڑے بڑے تیراک ڈوب گئے اور ایسے ڈوبے کہ پھر کنارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ مرزا آنجہانی نے توہین انبیاء ایک ایسے اصول پر کی جس میں ایک سنہری دھوکہ تھا۔ افسوس یہ دجل یہ فریب ایسی چال سے چلایا گیا۔ جس کی ظاہری بناوٹ نہایت دل کش تھی۔ مگر جس کس تہ میں اتنی خرابیاں مضمر ہیں کہ جن سے رگ ملت کے کٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

واقعات شاہد ہیں کہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی از حد توہین کی گئی۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ مماثلت کا دعویٰ بھی کر دیا گیا۔ مذمت کے ساتھ سراہا بھی گیا۔

ایسا ہی آقائے زمان کے جسمانی معراج کی نفی کرتے ہوئے خواب سے تعبیر کیا۔ آپ ﷺ کی پیش گوئیوں میں عیب تلاش کئے اور الہامات میں سقم نکالے۔ واقعات کو مخالف ٹھہرایا۔ روز روشن میں نبوت پر ڈاکہ ڈالا اور تمام رحمانی خطاب لوٹ لئے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ظل اور بروز کی بڑھبی ہانکی گئی۔ ختم نبوت کو توڑا۔ مہر رسالت کو موڑا۔ فرقان حمید کی تفسیر بالرائے کی اور دو بعثتیں قائم کیں۔ بعثت سرور عالم کو نامکمل بنایا اور مثالیں دے کر کہا کہ یوں سمجھو کہ محمد ﷺ پہلی رات کے ہلال تھے اور میں چودھویں رات کا بدر کامل ہوں۔ یہاں تک کہ نام تک بھی اپنے لئے تفویض کر لئے اور اعلانیہ کہہ دیا گیا کہ میں وہی محمد ہوں جو آج سے ساڑھے تیراں سو برس پہلے مکہ میں مبعوث ہوا تھا۔ مجھ میں اور محمد میں کچھ فرق نہیں اور اب جو مجھے نہ مانے وہ بازاری عورتوں کی اولاد ہیں اور وہ کبھی مسلمان کے زمرے میں شمار نہ کئے جائیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ:

براہین احمدیہ میں خدا نے یوں فرمایا، براہین احمدیہ قرآن کا بدل ٹھہری۔ (عیاذاً

باللہ) حالانکہ یہ وہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جس کے پچاس جزوں اور تین سو مدلل دلائل پر غریب مسلمانوں کو لوٹا گیا اور پچاس جزو کی بجائے پانچ دی گئیں اور دلائل ندارد اس کتاب میں کلام مجید کے سرقہ شدہ عبارتوں کے ساتھ ساتھ پنجابی عربی کے الفاظ لگا کر مقفع عبارتیں گھڑ لی گئیں تھیں۔ جن کا مطلب خود مصنف نہ جانتا تھا اور داشتہ آید بکار کے اصول پر یا کاغذ سیاہ کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ یا اینٹ سنٹ لکھ دیا گیا تھا۔ اسی لئے علمائے کرام اس کو مداری کا پٹارہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد جوں جوں موقعہ بموقعہ ضرورت محسوس ہوتی رہی اس پٹارہ سے مقفع عبارتیں واقعات کی تائید میں لگاتے گئے۔ گو کسی کا سر نہ تھا اور نہ کسی کی ٹانگ اور کسی کا ناک مگر جس طرح بھی ہوا یہ کام چلاتی ہی گئیں اور ایک ایک عبارت کئی کئی واقعات کی شکم پری کرنے پر بس نہ ہوتی۔ بہر حال مسیلمہ ثانی کے کاروبار نبوت میں بھی عموماً بطور گواہ پیش ہوتی رہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر آنا بند اور منع ہو چکا تو یہ الہام کس طرح ٹپک پڑے۔ جن سے اس الہامی کتاب کا وجود ظہور میں آیا۔ بہر حال کوئی مسیح کا لال اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کرے گا۔؟ مگر:

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پر بھی ہے

مرزا کے دو تعجب، مرزا کا نام لینے سے خدا بھی ڈرتا ہے

”لیکن تعجب کے کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نہیں کہا۔ بلکہ مرزا صاحب کہا ہے۔ چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں اور دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے روک دیا کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دنیا میں اور مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۵۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۹)

ہاں صاحب آپ خواہ مخواہ تعجب و حیرانی میں غرق ہو رہے ہیں۔ آپ کا خدا تو وہ ہے جو سپاہیانہ حیثیت سے تیز تلوار لئے کھڑا رہتا ہے اور درود بھیجتا اور سلام کہتا ہے اور آپ اس کے بانی سے ہیں۔ پھر اگر وہ تمہارا ادب نہ کرے تو کیا کرے۔ جب کہ تمہارا احسان اس کی گردن پر ہے۔ آپ نے بھی تو اس کو آسمان بنا کر دیئے۔ ستارے اور چاند بنا کر دیئے۔ زمین کو پیدا کیا اس کے بدل میں وہ اگر آپ کا ادب کرے تو کیا مضائقہ ہے۔

مرزا کو وحی بذریعہ جبرائیل علیہ السلام آیا کرتی تھی

"جاء نی ائل واختار واذا راصبعه واشار ان وعد الله اتی فطوبی لمن وجد ورأئی "یعنی میرے پاس آئل آیا۔ (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرایل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے) پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

"آمد نزد من جبریل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔"

(مواہب الرحمٰن ص ۶۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۲)

مرزا غلام احمد قادیانی میکائیل کے لباس میں

خدا کی خدائی میں دخل، محمد کی رسالت میں مخل، قرآن پاک کی آیات میں دجل، انبیائے کرام کی طہارت میں بخل، اولیاء عظام کی شان میں، شہداء کے نام پہ، امامین کے کلام پر غرضیکہ کوئی طبقہ اہل اللہ سے ایسا نہ بچا۔ جس پر متنبی قادیان کا ہاتھ صاف نہ ہوا۔ ارے یہ تو سب خاکی تھے۔ پھر بھلا پنجابی نبی کس طرح پہچانا جاتا۔ جو یہ معصومین تختہ، مشق نبوت نہ بنائے جاتے۔ پنجابی لوگ دوسروں کے عیب زیادہ شمار اس لئے کیا کرتے ہیں کہ انہیں بے عیب سمجھا جائے اور ایسا کرنے کو شاید وہ نشان تقدس سمجھتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی بلند پروازی دیکھئے اور پنجابی نبوت کی شان ملاحظہ کیجئے اور اس نظریئے اور جذبے کی داد دیجئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے میں

قارئین کرام! ذیل میں مرزا قادیانی کا ایک لطیف بیان ملاحظہ فرمائیں۔ گو اس میں کتابوں کے نام دیئے گئے ہیں اور بطور گواہ انہیں پیش کیا گیا ہے۔ مگر ان میں مرزا کے نام کی بشارتیں ہیں۔ ایں خیال است محال است وجنون فقط امت کو خوشنودی کے لئے یہ ٹانکے بھر دیئے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا خدا کی مانند ہے یا خدا ہے

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر خیر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل

رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند۔"

(اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

مرزا آنجہانی پر درود بھیجنے کا جواز

"خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔"

(اربعین نمبر۲ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۳۶۱)

"سلام علیٰ ابراهیم "ابراہیم علیہ السلام (یعنی اس عاجز پر)

(اربعین نمبر۲ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳)

"ان الہامات کے کئی مقامات ہیں۔ اس خاکسار پر خداتعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہے۔"

(اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۸)

"تمہیں اصحاب الصفہ دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں۔ تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔"

(اربعین نمبر۲ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰)

"وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو مثیل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوں گے۔"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی منقول از رسالہ درود شریف ص۱۲۷، طبع ۱۹۳۳ء)

"بعض بے خبر، یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے (مرزا کو) میرا سلام اس کو کہے اور احادیث شرح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ لفظ کہا۔ صحابہ نے کہا، بلکہ خدا نے کہا، تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا۔"

(اربعین نمبر۲ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۳۴۹)

امت مرزائیہ کی بھی سنئے

"پس آیت "یاایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما" کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا بھی اس طرح ضروری ہے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پر بھیجنا۔ ازبس ضروری ہے۔ اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت

نہیں ہے۔تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔" (رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسماعیل ص ۱۳۶، طبع ۱۹۳۳ء)

مرزا قادیانی پر درود بھیجتے وقت سرکار مدینہ کے نام کی ضرورت نہیں

"حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کی یہی صورت نہیں کہ آنحضرت ﷺ پر اور آپ پر ملا کر ہی درود بھیجا جائے۔ بلکہ ایسے طور پر آپ پر درود بھیجنا بھی جائز ہے کہ بظاہر اس میں تصریح کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا ذکر نہ ہو۔"

(رسالہ درود شریف ص ۱۴، طبع ۱۹۳۳ء)

اللہ اللہ یہ ہیں قادیانی محبت کے فوٹو اور بروز کی تصویریں اور ظل کے سائن بورڈ اور شاید اسی برتے پر سیرت النبی کے جلسوں کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

امت مرزائیہ کے زاویہ نگاہ میں مرزا آنجہانی کی آمد سے بعثت سرور کائنات ختم ہوگئی اور ختم المرسلین تمام ہوا۔کافۃ للناس کی آیت یہاں تک ہی تھک کر رہ گئی اور جس طرح سابقہ انبیاء عظام کے دور ختم ہوئے اسی طرح اسلام کا دور تمام ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا کے مصدق نہ ہوں۔ حرامزادے اور سور قرار دیا گیا اور عورتوں کے لئے کتیوں سے بدتر کا خطاب تجویز کیا گیا۔افسوس اس عقل پر تف ہے اور اس فہم پر۔

میں پوچھتا ہوں کہ غلام بھی آقا ہو سکتا ہے اور وہ بھی مالک کی موجودگی میں کیا رعیت کا ادنیٰ فرد بھی بادشاہ کے ہوتے ہوئے اور برسر اقتدار بادشاہ بن سکتا ہے؟۔کیا بیٹا باپ کے بعض فرائض خصوصی ادا کر سکتا ہے؟۔ کیا ادنیٰ مرید مرشد کی موجودگی میں سجادہ نشینی کی جگہ لے سکتا ہے؟۔اگر ان کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ایسے مرتکب کو کس نام سے یاد کیا جائے اور ایسے مرتکب کے لئے کون سی سزا تجویز ہو سکتی ہے۔افسوس مرزا قادیانی کا مراق لے ڈوبا۔

عہد میثاق

قارئین کرام! ذیل میں ہم ایک مختصر سا نقشہ ایسا پیش کرتے ہیں جس سے یہ بخوبی پتہ چل جائے گا کہ قادیان کے متنبی نے دامن رسالت پر کس طرح ہاتھ صاف کرنے کی ناکام کوشش کی۔آہ سرکار دو عالم ﷺ بخدا سبز روضے میں بچین و مضطرب ہو رہے ہیں اور حضور کی پاک و اطہر روح مبارک بے قرار ہے۔مگر افسوس نام لیوان سرکار مدینہ محو خواب ہیں اور ایسا سوئے ہیں کہ شاید

اٹھنا ہی بھول گئے۔ ان میں سے چند ایسے بھی ہیں جو نیم بیداری کی حالت میں بیدست وپائی کا دکھڑا رو رہے ہیں اور جو جاگتے ہیں وہ تین اقسام پر منقسم ہیں۔

۱...... ایک وہ ہیں جو امارت کے نشے میں چور انہماک مشاغل میں مجبور امور دینیات سے غافل بلکہ تارک الصلوٰۃ نہ حج کی ضرورت دکھاوے کی نماز اور نمود کی زکوٰۃ روزہ تو وہ رکھے جس کم بخت کو روٹی نہ ملتی ہو۔ ہاں سائن بورڈ کے لئے حج کی لازمی ضرورت ہے۔

۲...... دوسرے وہ ہیں جو اوسط درجے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جس کے دم سے ملت بیضاء کا نام روشن ہے۔ وہ بھی ہیں جو دین سے بیزار نظر آتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو بات بات پر حسن عقیدت میں مقید ہو رہے ہیں۔

۳...... تیسرے وہ ہیں جو مفلس و نادار ہیں ایک وقت روٹی مشکل سے میسر ہوئی تو دوسرے وقت کا اللہ حافظ ہے۔ نمازیں پڑھتے اور روزے بھی رکھتے ہیں۔ یوں تو روزہ شاید روز ازل ہی سے ان کی وراثت میں چلا آتا ہے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو چرس اور گانجے پہ مرتے ہیں اور بعضوں کو افیون و شراب کی لت ڈبو رہی ہے۔ سینکڑوں قمار باز ہیں تو ہزاروں ڈکیتی میں مشغول۔ نہ یہاں چوروں کی کمی اور نہ بدمعاشوں کا کال، قید خانے ان کے دم سے اور تکئے ان کے دم سے بس رہے اور آئندہ پوت تو دیکھئے کہیں پتنگ بازی ہو رہی ہے تو کہیں کوڑیوں اور گولیوں سے نشانے لگ رہے ہیں۔ غرضیکہ قوم کی حالت اس قدر زبون ہو رہی ہے کہ فناہ کے گھاٹ پہ کھڑی ہے اور خطرہ ہے کہ ایک ہی مدوجزر سے کہیں بہ نہ جائے۔

آہ یہ امت کبھی خیر الامم کہلاتی تھی اور قوموں اس کے نصب العین کی تلقین کرتی تھی وہ قوم جو اقوام عالم کی تمدنی معاشرتی علمبردار تھی۔ آج رسوا و خوار ہو رہی ہے۔ یہاں طبعًا یہ سوال ہوگا کہ ان اسباب کی علت غائی کیا ہے۔ آخر یہ خیر سے شر کیوں ہوئی۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے وہ یہ کہ اسوۂ حسنہ کی پیروی چھوڑ دی گئی اور قرآن جزدانوں میں لپیٹ کر رکھ دیا گیا۔ ایسی زبوں حالت میں اس دور جاہلیت میں اگر بناسبتی ہی پیدا نہ ہوں تو کب ہوں اور ان کو فروغ نہ ہو تو کب ہو۔

خدا کے لئے سوئی ہوئی قوم اٹھ اور دیکھ کہ سرکار دوعالم جس کی تو نام لیوا ہے کی رسالت پر کس منظم طریق سے شبخون اور ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ خواب گراں سے بیدار ہو اور دیکھ کہ تیرے کملی پوش آقا کے عہد میثاق سے لے کر رخصتی تک کے انعام و اکرام کو جو باری تعالیٰ سے تفویض ہوئے تھے۔ کس دیدہ دلیری سے لوٹا جا رہا ہے۔ حیف ہے تیری غفلت پر افسوس ہے تیری کثرت پر محمدی غلام کے پاک نام کی تذلیل نہ کر۔ اگر کچھ کر نہیں سکتا تو دامن رسالت سے منقطع ہو جا۔ ورنہ یہ

عہد کر کہ کسی متنبی کے غلام سے تعاون نہ کروں گا۔ مندرجہ ذیل واقعات پر غور کر اور غفلت پر نادم ہو اور متاع اخروی کی جوابدہی کو یاد کر اور جی کھول کر رو اور خوب رو۔

عہد میثاق اسلامی نقطہ نگاہ سے

''واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ وبن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا لیسئل الصدقین عن صدقھم واعد للکفرین عذاباً الیما (احزاب:۷،۸)'' ﴿اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ علیہم السلام سے جو بیٹا مریم اور لیا ان سے گاڑھا اقرار، تا پوچھے اللہ سچوں سے ان کا سچ اور رکھی ہے منکروں کے لئے دکھ کی مار۔﴾

اس آیت کریمہ کی تفسیر حضور فخر دو عالم ﷺ نے جو بنفس نفیس بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ خلق نظام دنیا سے قبل جب کہ ابھی ابوالبشر آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی اور پانی کا مرکب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ارواح انبیاء علیہم السلام سے زبردست عہد لیا کہ جب وہ نبی آخر الزمان تشریف لائیں ان پر ایمان لاکر ان کی مدد و نصرت کرنا۔

مرزا قادیانی کی نظر میں

''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول (آل عمران:۸۱)'' ﴿اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا اور تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا۔﴾

''اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو چکے تھے۔ یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے خدا تعالیٰ ان کو ضرور مواخذہ کرے گا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۳۰،۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۱۳۳،۱۳۴)

مرزائی نقطہ نگاہ سے

''جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا اور تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا۔

نبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی نبی مستثنیٰ نہیں۔

آنحضرت ﷺ بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں یعنی کتاب سے مراد توریت اور قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت اور حدیث شریف۔ پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو۔ان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں۔ (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہیں جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے) اے نبیو! تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے مدد فرض سمجھنا۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام مجملاً حضرت مسیح موعود (مرزا) پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہو تو ہم کون ہیں جو نہ مانے۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸،۳۹ ص ۶، مورخہ ۱۹،۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

اخبار الدجل کے اس مکالمے یا گندی ذہنیت کے مظاہرے پر گو ہر شریف آدمی نفرین کرے گا۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا کے صحیح مصداق حضور ختمیت مآب سرکار یثرب ہیں۔ کیونکہ یہ پاک کلام انہیں پر نازل ہوا اور یہ عہد میثاق عالم ارواح میں اس وقت لیا گیا۔ جب کہ ابھی ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا مٹی اور پانی میں گوندھا ہوا تھا۔ حیران ہوں کہ عقل کے اندھوں کو کچھ سوجھا ہی نہیں دیتا کہ جب یہ آیت کریمہ حضور اکرم ﷺ نے آج سے ساڑھے تیراں سو برس پہلے بیان کی تھی تو کیا اس کو وہ اپنا مصداق نعوذ باللہ نہ سمجھے تھے۔ یہ بشارت تو حضور اکرم ﷺ نے تمام پہلی امتوں کو سنائی اور کہا تمہارے تمام آسمانی صحیفوں میں مذکور ہے۔ پھر مجھ پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور ایک اور بھی لطیف اشارہ مرزا قادیانی کے بطلان کے لئے اس میں موجود ہے۔ وہ یہ کہ ثم جاء کم رسول واحد کا صیغہ ہے اور عقلاً واصولاً اس کا صحیح مصداق وہی ہو سکتا ہے جو پہلے آئے اور اپنی صداقت پیش کرے۔ چنانچہ متنبی قادیان بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ آیت مذکورہ بالا فخر دو عالم کے لئے ہی مختص ہے۔ مگر ان عقل کے دشمنوں کو دیکھو کہ لٹھ لئے غریب پنجابی نبی کو تو مان نہ مان میں تیرا مہمان بنا رہے۔ چنانچہ اس دجل پرانڈلسی جماعت کے امیر خسرو جو ایک بوڑھے آدمی ہیں بھی چلا اٹھے۔ یعنی ان کی زبان پر بھی حق جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تو اپنے دین کی مدد تائید یا حق بات کافروں سے بھی کرا دیتا ہے۔

محمد رسول اللہ آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور بیعت کرتے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم (مرزائی) اپنے نبی کو سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان نبیوں کی ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور

آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ہر قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی (یعنی پنجابی متنبیٔ کے) پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔ کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی ہتک ہوسکتی ہے کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی (مرزا) پوزیشن کو بدر جہا بلند کرنے اور ان کو آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا ہے۔" (اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۴۴ ص ۹، مورخہ ۷؍ جون ۱۹۳۴ء)

اخبار پیغام جنگ لاہور کی اندلس جماعت کا ہز ماسٹر وائس ہے اور یہ بھی آئے دن مرزائی، مرزائی سر میں الاپتا رہتا ہے۔ تعجب ہے اس بزرگ بھیڑ پر جس کی زبان سے حق جاری ہونے کے بعد بھی مرزائیت کا جوا نہ اتر سکا۔ بلکہ یہ بھوت سر پر ہی سوار رہا اور مندرجہ ذیل آیات کریمہ کا سرقہ جو مرزائیت کے پہلوان جے سنگھ بہادر ثم امین الملک قادیانی ثم رودر گوپال ثم ارین کا بادشاہ ثم محمد مفلح آہ! وہ جس کے ہاتھوں تمام نصوصین کی پگڑیاں محفوظ نہ رہیں اور اس کوڑھ پر کھاج ملاحظہ ہو کہ پھر بھی وہ مسیح موعود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک چوری نہیں دو نہیں دس نہیں بیس نہیں سینکڑوں خطاب رحمانیہ باتوں باتوں میں آنکھ مچولی کرتے ہوئے بڑے بڑے عقلاء کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے روز روشن میں چہ دلاورست وزدے کہ بکف چراغ دارد کے مصداق لے کر تین پانچ ہوئے۔ کسی نے پیچھا نہ کیا اور بات تک نہ پوچھی کہ میاں نوری صاحب مرزائی پٹارہ میں زاغ کی چونچ میں انگور کہاں سے آیا اور کب زیب ہے یہ گنجی کے سر میں چمبیلی کا تیل کہاں سے ٹپک رہا ہے۔ یہ پہلوئے لنگور، حور کا کیا تماشہ ہے۔ آخر اسے کیوں ڈھانپ رہے ہو یہ سیروں کستوری یہ کوئی وائن یہ عنبر کے ڈھیر اور ٹانک وائن کی پیٹیاں یہ درددل کے بہانے اور افیون کا شوق یہ محمدی کا عشق اور بستر عیش کے الہام توبہ نعوذ باللہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو بتلایئے کہ قرآن عزیز کی آیات کیوں کھینچ رہے ہو۔ گدھے کو جواہرات کے ہار کب زیب دیتے ہیں۔ یہ بندروں کو چھینٹ کے پاجامے کب بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ سیہ فام کو صابن اور پوڈر ہزار بار استعمال کرایئے۔ کالے کا کالے ہی رہے گا۔ عطر گلاب کی خوشبو کو بھلا مہتر کیا سمجھیں۔ یہ اندھوں کو سینما کے پلاٹ کیا لطف دیں گے۔ جب کہ دیکھنے کو آنکھیں ہی نہیں اور آنکھیں بھی وہ جو قرآن عزیز نے بتلائیں یہ آنکھیں نہیں جن سے تم دیکھتے ہو۔ بلکہ وہ جن کا تعارف سرکار مدینہ نے کرایا۔ "ولکن تعمل قلوب التی د" یعنی تمہارے سینے کے اندر دل کی آنکھیں جن میں نور معرفت پیدا ہوتا ہے اور جو یزدان عیقی کو دیکھتی ہیں۔ آیئے ذرا ٹھنڈے دل سے سینے پہ ہاتھ رکھیئے اور ایمان کی عینک لگا کر دل کی آنکھوں سے ''عمیق تماشہ کیجئے کہ مندرجہ ذیل آیات جو

ے کار دو عالم ﷺ کے انعامات ازلیہ ہیں جائے محل پر زینت بخشے ہوئے بھلے معلوم ہوتے ہیں یا طفیلی بھروپے کو زیب دیتے ہیں۔

۱...... ’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علیٰ الدین کله‘‘ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

۲...... ’’اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے...... پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔’’محمد رسول اللّٰه والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم ‘‘ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔‘‘

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱ تا ۴۳۳)

۳...... ’’قل یا یھاالناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا کہہ دے اے پنجابی نبی اے تمام لوگو میں سب کی طرف خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔‘‘

(البشریٰ ج دوم ص ۵۶)

۴...... ’’یہ بھی مجھے بتلایا گیا تھا کہ (اے مرزا) تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله‘‘ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

۵...... ’’وما ارسلناك الا رحمة للعلمین اور نہیں بھیجا اے مرزا ہم نے تم کو مگر رحمت عام جہانوں کے لئے۔‘‘ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰)

۶...... ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا الا وحی یوحیٰ اور نہیں بولتا مرزا اپنی خواہش سے بلکہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ وحی الٰہی ہے۔‘‘

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۷...... ’’مارمیت اذرمیت ولکن اللّٰه رمیٰ نہیں پھینکا اے مرزا تو نے جو کچھ کہ پھینکا ولیکن اللہ ہی نے پھینکا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

۸...... ’’الرحمن علم القرآن رحمٰن ہی نے اے مرزا تمہیں قرآن سکھلایا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

۹...... ’’قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین کہہ دے اے مرزا کہ میں حکم دیا گیا ہوں اور میں سب میں سے پہلا مومن ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

۱۰...... ''داعیاً الیٰ اللّٰه وسراجاً منیرا اے مرزا تو لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا سورج ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۸)

۱۱...... ''دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ اے مرزا نزدیک ہوا تو اور لٹک آیا قریب میرے پس رہ گیا فرق دو کمان کے برابر۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

۱۲...... ''سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ پاک ہے وہ مولا جو لے گیا اپنے بندے مرزے کو ایک تھوڑے حصہ رات سے مسجد حرمت والی سے مسجد اقصیٰ تک۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

۱۳...... ''قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه کہہ دے اے مرزا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں محبت کرے تو پس مرزے کی تابعداری کرو اور یہ غلامی تمہیں اللہ کا حبیب بنا دے گی۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

۱۴...... ''ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللّٰه ید اللّٰه فوق ایدیهم اے مرزا تم سے جن لوگوں نے بیعت کی در حقیقت انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔ ان کے ہاتھوں پر تیرا نہیں اللہ کا ہاتھ تھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

۱۵...... ''سلام علیٰ ابراهیم سلام ہے اے مرزا تیرے پر۔ اس جگہ ابراہیم سے مراد یہ عاجز ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۹۰)

۱۶...... ''فاتخذوا من مقام ابراهیم مصلیٰ پس بنالو اے مرزائیو! مرزا قادیانی کے قدموں کو مصلےٰ۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۸، خزائن ج ۲۲ ص ۹۱)

۱۷...... ''انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تأخر اے مرزا ہم نے تم کو کامیاب کیا اور ظاہر فتح دی اور بخش دیئے اللہ نے تیرے تمام اگلے اور پچھلے گناہ۔'' (حقیقت الوحی ص ۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۹۷)

۱۸...... ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ہم نے بھیجا مرزے کو تمہاری طرف گواہی دینے والا رسول جیسا کہ بھیجا فرعون کی طرف پیامبر۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۱۹...... ''انا اعطینك الکوثر اے مرزا ہم نے تم کو کوثر عطاء کیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۲۰...... ''اراد الله ان يبعثك مقاما محمودا اے مرزا خدا کا یہ ارادہ ہے کہ تم کو تعریف کئے ہوئے مقام پر پہنچاوے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۲۱...... ''یٰسین ان لمن المرسلین علی صراط مستقیم اے مرزا تم ہے مجھے اپنی اس پڑھی جانے والی کتاب کی یعنی فرقان حمید کی کہ تو میرے بھیجے ہوؤں سے ہے اور اس راہ پر ہے جو سیدھی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

ناظرین! کی خدمت میں مشتے نمونہ از خروارے ان پاک ارشادات ازلیہ سے پیش کیا گیا ہے جو مرزا قادیانی نے فرقان حمید سے سرقہ کر کے اپنے اوپر چسپاں کیں اور یوں تو کوئی ہی شاید آیت ایسی باقی بچی ہوگی جسے مرزا قادیانی کی نظر بدنہ لگی ہو۔ ورنہ دیدہ و دانستہ تو کوئی ایسا ایک انعام چاہے وہ کسی پیامبر کی تائید و حمایت میں مشیت ایزدی سے نزول فرما ہوا مگر جھٹ نبیوں کے پہلوان نے سینہ زوری سے ڈانٹا کہ جاتا کہاں ہے آخر میں بھی تو جے سنگھ بہادر ہوں۔ یہ سنکھوں کے پنجۂ فولاد سے جوں بھی نہ چھوٹی تو بچ کر کہاں جاسکتا ہے۔ کوئی اکرام اور دیکھا تو کہا ارے ہٹ تیرے کی بھاگا کہاں جاتا ہے۔ تجھے پتہ نہیں کہ میں کرشن کا بروز ہوں۔ وہ مکھن چور تھا میں الہام چور ہوں۔ مماثلت چاہئے چاہے چوری ہی کی ملے۔

تعجب ہے مرزا قادیانی کے اس فعل پر حیرانگی ہے۔ پنجابی نبوت کے اس نظریئے پر، آخر یہ الہامات کی چوری کیوں کی گئی اور ان سے کیا مقصود تھا۔ کیا دنیا کے عقل و تدبر پر تالے پڑ گئے۔ ان پڑھوں لکھوں کو دیکھو کہ ان کی مرزائیت کیا ہوئی اور ان مولوی نما مرزائیت کے شتر مرغوں کی عقل کا ماتم کرو کہ یہ کس برتے پر کفریت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ ان کے پلے کیا ہے۔ اوہام باطلہ کا ایک چکر یا خرافات واہیہ کا ایک پلندہ عقل حیران ہے کہ مرزا قادیانی کو ان لوگوں نے کیا سمجھا کیا نبی اجی جانے بھی دو اور جھوٹے پر ہزار لعنت بھیجو۔ وہ تو اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص رحمت عالم پر آج سے تیراں سو برس پہلے ختم ہو چکی۔ پھر کیا سمجھا ظلی نبی سبحان اللہ کیا کہا ظلی نبی یہ ظل و بروز یہ تشریعی وغیرہ محض دھوکے کی ٹٹیاں اور مغالطہ کی چیزیں ہیں۔ میاں بروز و براز اللہ والوں میں کہاں۔ بھلا کوئی ایک نبی ایسا بتا سکتے ہو جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں یہ بروز در روز کی بڑھ ہانکی۔ بھائی یہ چکمہ بھی ایک سنہری دجل ہے۔ حدیث موجود ہے۔ قرآن عزیز زبان حال سے پکار پکار کر اس کی نفی کر رہا ہے۔ پھر کیا سمجھا گیا مجدد تو بہ بھئی اس نام پاک کی یوں توہین نہ کرو۔ مجدد تو وہ پاک لوگ ہوئے جنہوں نے دین حقہ کی انتہائی خدمت کی اور رسول اکرم کی سنت کو سینے سے لگایا۔ خود عمل کیا اور دوسروں سے کروایا۔ بڑے بڑے اکھڑ و جابر

توحید کی چوکھٹ پر جھکنے پر مجبور ہوئے۔حکومت وقت ان کی باندی اور لونڈی بنی۔مگر وہ پھر بھی بے نیاز ہی رہے۔نہ دنیوی جاہ وحشمت کے وہ طالب ہوئے اور نہ ہی اس کی کبھی خواہش پیدا ہوئی۔ محمد ﷺ کی غلامی کو وہ فخر سمجھے اور درویشی کلاہ وفقر کی گدڑی تاج اور دوشالے سے بدرجہا تم افضل سمجھی گئی۔

خاک پاک سرہند شریف کے میٹھی نیند میں مزے سے سونے والے جناب سرتاج نقشبند امام احمد صاحب مجدد الف ثانیؒ کو دنیا جانتی ہے اور آپ کا نام نامی واسم گرامی قیامت تک نہایت ادب واحترام سے لیا جائے گا۔مگر کیا آپ نے کوئی جماعت بنائی منارہ تعمیر کیا۔دوزخی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ظلی بروزی نبی کی جدت اختیار کی۔اپنی بیویوں کو امہات المومنین قرار دیا۔ دیکھنے والوں کو اصحاب کہا۔خلافت کی دوکان کھولی۔قرآن عزیز کے الہام چورائے مسجد اقصیٰ ومسجد حرام کی نقلیں کیں اور اپنے نہ چاہنے والوں کو جنگلوں کے سور اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا اور سب سے بڑا ظلم یہ کہ کافر کہا اور ذریعہ نجات کی ٹھیکداری کے اجارہ دار خود ہوئے۔ کیا مجدد صاحب حکومت وقت سے کبھی مرعوب ہوئے اور معمولی افسروں کو اقرار نامہ لکھ دیا کہ آئندہ خدمت دین سے کنارہ کش رہوں گا اور خدائی احکام کی تعمیل نہ کروں گا۔یا کہ مجھے میری خدمات کے عوض کوئی انعام دو اور اگر وہ نہیں دیتے تو کوئی خطاب ہی دے دو۔اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دو چار الفاظ ہی باعث برکت بطور تبرک میرے خط کے جواب میں لکھ دو کیا عشق مجازی اور وہ بھی عورت کا ہوا۔نعوذ باللہ!

بھئی آخر تم نے مجددیت کو کیا سمجھ رکھا ہے۔میاں کیا ظلم کرتے ہو یہ تعریف تو دنیا والوں کی ہے اور وہ بھی ان لوگوں کی جنہیں ٹوڈیان عظام والاشان کہا جاتا ہے۔اللہ والے اور حکومت کے غلام، محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق اور کاسہ لیس؟ سرکار مدنی کا تو کتا بھی کبھی غیر کے دروازے پر بھیک نہ مانگے گا۔وہ مرجائے گا اور یہ خوشی سے پسند کرے گا مگر آقا کا دروازہ کبھی نہ چھوڑے گا۔پھر کیا سمجھے کچھ تو کہو امام، اللہ اللہ امام یہ وہ پاک نام ہے جس کی تعریف کارے دارد ہے۔سب سے بڑے امام جناب فاطمہؓ کے لال اور امیر المومنین علی مرتضےٰؓ کے جگر پارے تھے۔ جو عین جوانی میں تپتی ہوئی ریت جس پر نیرِ اعظم اپنی پوری طاقت سے آگ برسا رہا تھا اور پانی پر یزیدی افواج یا دشمنان اہل بیت اطہارؓ کا قبضہ ہو چکا تھا اور قیامت یہ کہ ننھے معصوم بچوں کا سہم اور چمنستان زہراؓ کی شاخ شاخ پات پات اور ڈال ڈال کی اضطرابی وبیقراری کے ساتھ ساتھ خدائی تقویٰ اور رضائے مولا پہ شاکر رہنے کا عزم اس اولوالعزم ہستی نے اپنی ان دو آنکھوں سے دیکھا۔

جسے حضور اکرم سرکار یثرب ﷺ گھنٹوں بوسے دے دے کر سیر نہ ہوتے تھے۔ اللہ اللہ اس غریب الوطن معصومیت کے پیکر نے جس کے سامنے آنے سے نجران کے عیسائیوں کو یارا نہ ہوا اور مباہلہ کی تاب نہ ملاتے ہوئے گھروں میں دبک کر بیٹھ جانے کو ترجیح دی۔ کیا کیا نہ مشاہدہ کیا۔ میں صاحب اولاد بزرگوں کو ان کی اولاد کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ خدارا وہ بتائیں کہ وہ سچائی و معصومیت کا شہزادہ جس کے نانا کا کفن بھی ابھی میلا نہ ہوا تھا اور جس کا کلمہ ربع مسکون سے زیادہ دنیا پڑھتی اور سچا رسول سمجھتی اس کے نواسے پر بیس ہزار کا جرار لشکر صرف اس لئے مسلط کیا گیا کہ وہ بانئ اسلام کے اس قول کو بدل دے۔

''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کان امراء کم خیار کم واغنیاء کم سمحاء کم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر من بطنھا واذا کان امرائکم شرارکم واغنیاء کم بخلاء کم وامورکم الیٰ نساء کم فبطن الارض خیرلکم من ظھرھا (الترمذی ج۲ ص۵۲، کتاب الفتن)'' ﴿ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کہ تمہارے امیر نیک ہوں اور غنی سخی ہوں اور تمہارے مشورے باہمی اتفاق پر مبنی ہوں اس وقت تمہارا زمین پر رہنا دفن ہونے سے بہتر ہے اور جب کہ تمہارے امیر شریر اور غنی بخیل ہوں اور تمہارے کام عورتوں کی رائے پر چلیں اس وقت تمہارا دفن ہونا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔﴾

مگر کیا جگر گوشہ بتولؓ نے اس کو قبول کیا کہ شرار کو امام تسلیم کرے۔ نہیں کیا تو کیا کیا۔ بچے دیئے، بھانجے دیئے۔ بیٹوں کے سر دیئے، بھتیجوں کو جنت بھجوایا۔ اقربین کی قربانیاں دیں۔ مچلتی اور وندناتی ہوئی لاشیں آنکھوں کے سامنے دیکھیں۔ سید زادیوں کے آخری نتیجہ پر غور کیا خیموں کے لٹنے اور پابہ زنجیر ہونے کا نقشہ تصور میں دیکھا۔ یہ سب کچھ گوارہ کیا بہتر تن دیئے مگر نانا کا قول عزت واحترام کے مراتب سے گرنے نہ دیا اور نہ دیا تو ایمان، یہ تھی آن امامت، دور کیوں جاتے ہو غلامان سید الشہداء کی اقتداء میں ہاں ہاں اس شجر مقدس کی شاخیں اور کونپلیں ایسی ہوئیں جسے سیدہ کے لال نے اپنے مطہر و پاک خون سے سینچا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے بعد امام احمد بن حنبلؒ ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ چار دانگ عالم میں اسلام کا طوطی بول رہا تھا اور تخت خلافت پر خلیفہ منصور عباسی متمکن تھا۔ کم بختی جو سر پر سوار ہوئی تو نامۂ اعمال میں سیاہی کے سامان یوں مہیا ہوئے۔ اس کو یہ وہم دامنگیر ہوا کہ قرآن عزیز مخلوق ہے۔ ''الذین ملو کیکم'' کے مصداق عوام بالعموم اور خواص بالخصوص

اس نظریئے کے مصدق و مؤید ہوئے۔ خدا کا کلام مخلوق کے ہاتھوں کھلونا بن گیا۔

سچ ہے دنیا خدا کے بندوں سے کبھی خالی نہیں ہوئی اور جب ہوگی وہی روز قیامت ہوگا۔ چنانچہ جب امام صاحب موصوف کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے حکومت وقت کے اس نظریئے کی پرزور تردید کی اور اعلان کر دیا کہ ایسا عقیدہ کفر ہے۔ مگر اس حق گوئی کی پاداش میں وہ وہ مصائب آپ پر وارد ہوئے جن کا تصور بھی رونگٹے کھڑے کرتا ہے۔

علمائے وقت حضرت امام کے علم و فضل سے پہلے ہی رقیب بنے بیٹھے تھے اور مدت سے موقعہ کے متلاشی گویا ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ اس کو غنیمت سمجھا اور جھٹ دربار منصور میں لگی لپٹی کرنے لگے۔ بالآخر خلیفہ منصور ان کے جھانسے میں آ گیا اور ایسا آیا کہ عقل و خرد کو خیر باد کہتا ہوا ان کے ہاتھوں کٹ پتلی بن گیا۔

جناب امام کی بر سر دربار طلبی ہوئی اور وہ تمام عالم جو رقابت کی وجہ سے سرمہ بن چکے تھے موجود تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ قرآن عزیز خالق ہے یا مخلوق۔ آپ نے نہایت وقار و متانت سے جواب دیا خالق۔ یہ سنتے ہی خلیفہ کی جبین پہ شکن پڑے اور مارے غصہ کے لال پیلا ہو گیا اور بولا کہ تم غلط کہتے ہو اپنے لفظ واپس لو۔ قرآن مخلوق ہے اس پر تمام علمائے وقت نے ہمنوائی کی اور تائیدی الفاظ کہے کہ قرآن عزیز مخلوق ہے۔ مگر امام صاحب کوہ پیکر کی طرح ڈٹ گئے اور مرعوبیت کو پاس بھی بھٹکنے نہ دیا اور کہا خدا کی کلام کبھی مخلوق نہیں ہو سکتی اور احمد کے لب مرتے دم تک اس کو مخلوق نہ کہیں گے۔

یہ سنتے ہی منصور جھلایا اور جلاد طلب کرنے سے پہلے کہا کہ آپ کو یہ آخری ایک اور موقعہ دیا جاتا ہے سوچ کر جواب دو۔

جلاد سر پر کھڑا حکم کا منتظر ہے اور جناب امام نتیجۂ انکار کو جانتے ہیں کہ مارے کوڑوں کے پیٹھ ادھیڑ دی جائے گی اور کوئی بات پوچھنے والا بھی نہ ہوگا۔ مگر استقلال ملاحظہ کیجئے اور قوت ایمان دیکھیئے، فرماتے ہیں کہ اے خلیفہ اگر تو کوڑوں سے احمد کی جان بھی نکلوا دے تو منظور۔ مگر قرآن عزیز کو مخلوق کبھی نہ کہوں گا۔

اللہ اللہ یہ تھا جرم جس کی پاداش میں کوڑے پڑنے شروع ہوئے۔ پہلی ضرب پر الحمد للہ منہ سے نکلا دوسری پر لا اللہ سنائی دیا اس کے بعد آپ بے ہوش ہو گئے۔ مگر کوڑوں کی بارش بدستور ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ انکا جسم مبارک خوں سے لالہ زار ہو گا۔ سزا کے بعد جب کچھ ہوش آیا تو مسجد کو چل دیئے اور حالت یہ تھی کہ بدن سے لہو جاری تھا اور کپڑے حنائی ہو رہے تھے۔ اسی حالت

میں آپ نے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ لہو کے بہتے وقت نماز نہیں ہوتی۔ آپ نے جواب دیا۔ اگر عمر فاروقؓ کی نماز اور سید الشہداء جگر گوشہ بتول زہراؑ کی نماز ہو گئی ہے تو میری کب رہے گی اور اگر ان کی نہیں ہوئی تو میری بھی نہ سہی۔

آخر مرزا قادیانی کو کیا کہیں اور کس خطاب سے یاد کریں۔ یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہ بے پیندے کا لوٹا تو سیمابی حالت میں ہمہ وقت بے قرار رہتا ہے۔ کہاوت ہے اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ کوئی بھی نہیں۔ کسی نے اونٹ سے پوچھا کہ ننھے میاں۔ تمہاری سواری میں لہائی اچھی یا چڑھائی تو زبان قال سے جواب ملا کہ ہر دو لعنت۔ پھر مرزا قادیانی کو کس طرح سے یاد کریں۔ کیا مسلمان کہیں، نہ صاحب اس کی بھی وہ مستحق نہیں۔ تو نام کی وجہ سے یعنی غلام احمد، احمد کے غلام کے باعث آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا دعویٰ معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ نام تو ان کے والدین نے رکھا تھا۔ نام کی وجہ سے مسلمان سمجھ لیں تو ہم کب اعتراض کرتے ہیں۔ مگر عمل کے باعث وہ اس کے بھی اہل ثابت نہیں ہوتے۔ مسلمان کی تعریف تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرنے والا جس شخص میں بھی یہ صفت پائی جائے کہ وہ احکام خداوندی کے سامنے بلا چون وچرا سر جھکا دے وہ مسلمان ہے اور اس کی ترقی کے مدارج ہیں۔ اوّل متقی اور دوم مومن اور جب تک وہ ان دونوں میں سے ایک کی صفات اپنے اندر جذب نہیں کر لیتا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا حقدار نہیں۔ قرآن عزیز کے شروع الفاظ پر غور کیجئے۔ ’’الحمدللہ رب العالمین، الرحمن الرحیم ‘‘ خیال کیجئے کلام مجید نے کیا عجیب بات پیش کی۔ سب سے پہلے اپنی واحدانیت کا ثبوت پیش کیا اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کنندہ ہے۔ اس آیت شریفہ میں ایک عام چیز پیش کی یہ نہیں کہا کہ الحمدللہ رب المسلمین نہیں بلکہ کہا تو یہ کہا وہ خدا جو کالے اور گورے، حبشی وعجمی، رومی وشامی غرضیکہ تمام دنیائے جہان کی اقوام عالم کی ربوبیت فرماتا ہے اور وہ بھی بلا مانگے روزی دیتا ہے اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے روزی بند نہیں کرتا۔ بلکہ بلا مانگے رحم بھی کرتا ہے۔ وہ طرح طرح کی بداعمالیاں کرتے ہیں اور نوع نوع کے ظلم ایجاد کرتے ہیں مگر وہ غفور الرحیم اس قدر شفیق وحلیم ہے۔ دیکھتا ہے کہ میرے احکام سے کوسوں دور پڑے ہیں۔ چلن بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ جاہل ہیں نادان ہیں سرکش ہیں۔ مگر پھر بھی میری عاجز مخلوق ہے۔ اس لئے دریائے عفو ورحمت بھی اسی فراوانی وارزانی میں ٹھاٹھیں اور موجیں مارتا ہوا گناہوں کے دھونے کو موجود ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس سمندر سے فیضیاب ہوئے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس چشمہ رحمت سے سیراب ہوئے۔

یہاں یہ سوال کیا جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں جو نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ وہ خوش نصیب ہیں جو باری تعالیٰ کے وعید پر یقین لائے۔ مگر کیسا یقین جو دل کی عمیق ترین گہرائیوں کے اندر پیدا ہوتا ہے اور خوف خدا سے لبریز رہتا ہے۔ چنانچہ ان کی تعریف الفاظ قرآنی میں حسب ذیل بیان ہوئی۔ مہربانی کر کے اس مضمون کو دل کے کانوں سے سنو اور قلب کی منور آنکھوں سے دیکھو۔ کیونکہ ہر آیات جہاں ڈرنے والوں کی تعریف کرے گی وہاں پنجابی نبوت کا بھی پول کھولے گی۔ یہ ایک کھلی پیشگوئی ہے جو غفور جہاں نے بیان فرمائی اور جس کو تم روز پڑھتے ہو۔ مگر خیال نہیں کرتے۔ مہربانی کر کے ذرا یکسوئی سے توجہ فرمائیں۔

امت محمدیہ کے متعلق

”الم ۰ ذالك الكتاب لاريب فيه ۰ هدى للمتقين ۰ الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون ۰ والذين يؤمنون بمآانزل اليك ومآ انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون ۰ اولائك علىٰ هدى من ربهم واولائك هم المفلحون (البقرہ:۱تا۵)“

فرمایا اس کتاب میں منجانب اللہ ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ بے شک یہ کلام ہدایت خلق کے لئے ہماری ہی جانب سے بھیجی گئی ہے۔ مگر یہ ان سعید لوگوں کو راہ دکھاتی ہے جو اپنے دلوں کے اندر خوف خدا رکھتے ہیں۔ کائنات عالم کو دیکھتے ہوئے اس کے حقیقی صناع کو تلاش کرتے ہیں۔ دنیا میں فساد نہیں کرتے۔ بلکہ مالک کون ومکاں کی گوناگوں رنگ برنگ گل کاریوں کی تعریف میں رطب البیان رہتے ہیں اور ہر ایک موقعہ پر لحہ بہ لحہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، چلتے، پھرتے اس کا خوف اپنے دلوں میں جاگزیں رکھتے ہیں۔ وہ کبھی بے باک نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بن دیکھے میری ذات پر ایمان لائے اور ان کے دلوں میں یہ یقین پیدا ہوا کہ دنیائے عالم کو پیدا کرنے والی وہ ذات قدیم ہے جو بن مانگے روزی دیتی اور رحم کرتی ہے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی ظاہر کی آنکھ سے مجھے دیکھا نہیں۔ مگر ان کی باطنی آنکھیں مجھے دیکھ چکیں کہ ہمارا پروردگار تو وہ پاک ذات ہے جس نے ہمارے لئے دنیا گلزار بنائی اور روز حساب کا بھی وہی مالک ہے جو ابدی گلزار کا مالک ہمیں بنادے گا۔ اس لئے وہ میری پاکی بیان کرتے ہیں اور اپنی عاجزی سے لبریز نمازوں کو میرے لئے سیدھا کرتے ہیں اور جبین نیاز میرے دربار میں پانچ وقت جھکاتے اور جن مال واملاک کا ہم نے ان کو وارث بنایا ہے اسے جائز طریق سے خرچ کرتے ہیں اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے محتاجوں، بیواؤں، یتیموں

اور خیر کے کاموں میں صرف کرتے ہیں اور یہ محمدی لوگ اس بات پر بھی پورا پورا بھروسہ ویقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی تو ان کو سناتا اور حکم دیتا ہے اسے وہ میری ہی جانب سے سمجھتے ہیں اور وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ آپ سے پہلے جس قدر انبیاء ہوئے وہ بھی حق پر تھے اور ان کا کلام بھی سچا اور منجانب خدا تھا اور یہ لوگ اس بات پر بھی پورا پورا اعتماد رکھتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی جزا و سزا ایک دن ضرور ہوگی جو قیامت کے نام سے منسوب ہے۔ اے محمد! تم گواہ رہو کہ یہی وہ لوگ ہیں جو میری بادشاہت کے وارث ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سیدھی راہ کو پہچان لیا۔ یعنی پیروی پہ گامزن ہوئے اور حقیقی مراد کو منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

امت مرزئیہ کے متعلق

”ان الذین کفروا سوآء علیهم انذرتهم ام لم تنذرهم لایؤمنون ۰ ختم الله علیٰ قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلیٰ ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم ۰ ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الاخر وماهم بمؤمنین ۰ یخادعون الله والذین آمنو ومایخدعون الا انفسهم ومایشعرون ۰ فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ۰ ولهم عذاب الیم بماکانوا یکذبون ۰ واذا قیل لهم لاتفسدوا فی الارض قالوآ انما نحن مصلحون ۰ الا انهم هم المفسدون ولکن لایشعرون ۰ واذا قیل لهم آمنوا کما آمن الناس قالوآ انؤمن کمآ آمن السفهآء ۰ الآ انهم هم المسفهآء ولکن لایعلمون ۰ واذا لقوا الذین آمنوا قالوآ آمنا ۰ واذا خلوا الیٰ شیاطینهم قالوآ انامعکم انما نحن مستهزؤن ۰ الله یستهزئ بهم ویمدهم فی طغیانهم یعمهون ۰ اولائك الذین اشتروا الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم وماکانوا مهتدین (البقرہ:٦تا١٦)“

میری مخلوق سے کچھ وہ بھی ہیں کہ جنہوں نے تجھ سے روگردانی کی اور کنارہ کش ہوئے۔ یعنی مسیلمہ کذاب واسود عنسی کے پیرو بنے یا کسی اور نبوت کے دل دادہ وشیدائی ہوئے تو اے میرے حبیب گو تیری سوانح حیات ان کے لئے مشعل ہدایت ہی کیوں نہ ہو۔ گو تیرا اسوۂ حسنہ پکار پکار کر درس عبرت ہی کیوں نہ دے۔ گو شاخ شاخ وپات پات زبان حال سے تیری سچائی کی شہادت ہی کیوں نہ دے۔ مگر یہ لوگ کبھی راہ راست پر نہ آئیں گے۔ کیونکہ حق سے منہ موڑ کر باطل کو قبول کیا۔ اس لئے ان کے دل کے شیشے اندھے ہوگئے۔ ان کے دل کی آنکھیں بینائی سے

محروم ہو چکیں اوران کے دل کے کان بہرے ہو گئے۔اس لئے کہ انہوں نے سیدھی لائن سے منہ موڑا اور برانچ لائن سے دل جوڑا۔اس لئے وہ طرح طرح کے مصائب وآلام میں پھنس کر نور ایمان سے خالی ہو گئے۔

ان میں کے بعض وہ لوگ ہیں جو توحید ورسالت وقیامت پر ایمان لانے کا ڈھنڈورہ بھی پیٹتے ہیں اوراعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اور رسول اکرم کی رسالت کا اور روز حساب کا اقرار کرتے ہیں اور ہمارا اس پر کامل ایمان ہے کہ یہ تمام چیزیں برحق ہیں۔مگر حالت یہ ہے کہ یہ لوگ کہنے کو تو کہہ جاتے ہیں مگر اس پر ان کا یقین ہرگز نہیں اور یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔یہ صرف اس لئے کہ مجھ کو اور میرے ایماندار بندوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔مگر حالت یہ ہے کہ یہ دغابازی نہ خدا سے کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایمانداروں سے۔بلکہ یہ دھوکہ اپنی ہی جانوں کو دے رہے ہیں ولیکن نہیں سمجھتے کہ یہ دھوکہ ہمیں ہی الٹا لگ رہا ہے اور یہ کیوں نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کے دل کی بینائی غصب ہو چکی ہے اور وہ زنگ آلود ہو گیا۔اس دھوکہ دہی سے اور بھی قدرتا وہ نکما اور زنگاری ہوا۔مگر ان کو دھوکہ وفریب کاری کا پتہ تب لگے گا جب ان کو ایک زبردست دکھ ومصیبت میں ڈال دیا جائے گا۔یہ اس لئے کہ وہ جھوٹ بول کر دھوکہ دہی سے کام لیا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندو ملک میں فساد نہ کرو کسی مذہب کو برا نہ کہو اور بانئی مذہب کی توہین نہ کرو۔مسلمانوں کو گالیاں مت دو۔مکان نہ جلاؤ۔قتل نہ کرو اور شریفوں پر عرصہ حیات تنگ نہ کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ واہ صاحب واہ ہم تو دنیا کو سنوار رہے ہیں۔بھلا ہم فسادی تھوڑے ہیں۔ہم تو اسلام کے تعمیر کنندگان ہیں۔مگر حالت یہ ہے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تحقیق یہی لوگ تخریب کنندگان ہیں۔مگر اپنے اس فعل قبیح کو نہیں سمجھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اس خدا پر جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کر کے بھیجا اور اس رسول پر جس نے خاتم کی تفسیر لا نبی بعدی سے اور جیسا کہ امت خیر الانام اس پہ ایمان لائی تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں بغیر سوچے سمجھے۔جیسا کہ نادان وبیوقوف ایمان لائے۔حالانکہ جس دین میں نبوت بند ہو چکی وہ مردہ ہے۔ارشاد ہوا۔یاد رہے وہی کم بخت بیوقوف ہیں۔مگر اپنی بدبختی کو نہیں سمجھتے اور حالت یہ ہے کہ جب ملاقات کرتے ہیں ایمان والوں سے یا ڈھونگ رچاتے ہیں سیرت النبی کے اجلاس کا تو ایمانداروں سے برملا وعلی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم کلی ایمان لائے خاتم النبیین کی رسالت پر اور حالت یہ ہے کہ ان کے مدنظر مرزا قادیانی کی تعلیم ہوتی ہے۔کہنے کو تو کہہ جاتے ہیں مگر دل میں مرزا قادیانی کے دعاوی

بسے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر سے پتہ چلتا ہے:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبٰی باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

مگر جب فراغت پاتے ہیں اور اوقات فرصت میں اپنے ہم جھولیوں سے تبادلہ خیال ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ کیوں صاحب کس صفائی سے جھانسہ دیا اور ایسا الو بنایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر آپس میں اس دجل آمیزی اور مغالطہ دہی پر مذاق وہنسی بھی اڑاتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کم بختوں کی ہنسی پر ہمیں ہنسی آتی ہے اور ان کے انکار اور فریب دہی کے باعث ان کی سرکشی وگناہ میں قانون قدرت سے اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ ایسے بودے اور نکمے لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی کو مول لیا اور یہ تجارت جو سراسر زیان کاری ونقصان کی دوکان ہے انہیں کبھی معراج ترقی پر نہ لائے گی اور اس سے وہ کبھی نجات نہ پاسکیں گے۔

دوسری مثال اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق یہ بیان فرمائی: ''قالت الاعراب آمنا، قل لم تؤمنوا ولکن قولوآ اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم(حجرات:۱٤) '' گنوار لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اے میرے حبیب ان کو کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن تم یہ کہو کہ تم نے تسلیم کیا اور ابھی تمہارے دلوں میں اس کا کامل یقین پیدا نہیں ہوا۔

ایسا ہی اور ہزاروں پیشگوئیاں شیدایان باطل کے لئے قرآن عزیز میں وضاحت سے موجود ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا اختصار ہمیں اس بات میں اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ہم اسے کسی آئندہ فرصت پر ہدیہ ناظرین کریں گے۔

غرضیکہ کامل مسلمان ہونا بھی کوئی معمولی چیز نہیں۔ قرآن عزیز کے اٹھارویں پارے میں سورہ مومنون کا مطالع کرو اور مرزا قادیانی کے حالات زندگی سے اس کا موازنہ کر کے دیکھ لو۔ یقیناً آپ کو بعد المشر قین نظر آئے گا۔ بھائی کجا مومن، کجا مرزا:

بے دلی ہائے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دین

مجھے اس موقعہ پر بطل حریت مجاہد ملت حضرت مولانا ظفر علی خان قبلہ کی ایک نظم یاد آئی

جس میں قادیانی مذہب کا ایک زندہ فوٹو الفاظ میں کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ نظم بھی ضیافت طبع میں از بس مفید سمجھی جائے گی۔ فرماتے ہیں:

بروزی ہے نبوت قادیاں کی
برازی ہے خلافت قادیاں کی
عداوت حق سے، باطل سے محبت
ہے اتنی ہی حقیقت قادیاں کی
ہیں احمق جس قدر ہندوستاں میں
ہے آباد ان سے جنت قادیاں کی
نصاریٰ کی پرستش کے سب اسرار
سکھاتی ہے شریعت قادیاں کی
دمشق اور اندلس کے بھاگ جاگے
ہٹی جس وقت لعنت قادیاں کی
مسلمانوں کی آزادی ہو نابود
الم نشرح ہے نیت قادیاں کی
لگے رونے بشیر الدین محمود
بنائی میں نے وہ گت قادیاں کی

(ارمغان قادیاں ص۹۸ طبع اوّل)

سوز دل

روؤں گا درد دل سے کبھی میں جو باغ میں
پھولوں کو پھر صبا سے ہنسایا نہ جائے گا

خدا کا وہ برگزیدہ رسول جس کی بشارتیں ابوالبشر آدم سے شروع ہوئیں اور سلسلہ وار تمام انبیاء علیہم السلام مصدق و مؤید رہے۔ یہاں تک کہ مسیح ابن مریم نے یاتی من بعد اسمہ احمد پر ختم کی کہ میرے بعد وہ نبی کریم جس کا اسم گرامی احمد ہے آنے والا ہے جو تمام انبیاء کا خاتم ہے اور جس کے بعد تا قیام زمانہ اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

چنانچہ وہ نیر اعظم اپنی پوری تابانی اور شباب نورانی کے ساتھ طلوع ہو کر کائنات عالم پر جلوہ فگن ہوا۔ اس کے انوار سے قوموں کی جبیں قسمت چمک اٹھی اور وہ جو کوڑیوں پر بک جایا

کرتے تھے اور جن سے حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا اقوام عالم کی قسمت کے مالک بنے۔

قرآن عزیز پر غور کرو اور دیکھو ایک ایک آیت اور لفظ لفظ کا بغور مطالعہ کرو۔ تمہیں کوئی ایک آیت اجرائے نبوت میں نہ ملے گی۔ جہاں بھی آپ دیکھیں گے ماضی کے صیغے ملیں گے۔ کوئی ایک آیت ایسی آپ نہ پاسکیں گے جو مستقبل کے لئے ہو۔ پھر معلوم نہیں ہوتا کہ نبوت کا امکان کیسے کرلیا گیا اور اس کے جواز کی کیا دلیل ہے۔ حضور ختمت مآب نے نبوت کی نفی لا نبی بعدی سے کی اور عمر فاروقؓ کے علم وکمال کی بلندی کو دیکھتے ہوئے فرمایا"لو کان بعدی نبی لکان عمر (جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۹ باب مناقب عمر بن خطاب)"اور ایک ارشاد میں یہ بھی فرمایا۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ:"کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ میرے لئے نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں۔ مٹادے گا اللہ میرے ساتھ کفر کو اور میں حاشر ہوں کہ اٹھائیں جائیں گے میرے قدم پر اور میں عاقب ہوں (اور عاقب وہ ہے کہ اس کے پیچھے کوئی شخص نبوت کی خلعت سے سرفراز نہ کیا جائے) یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوگا۔"(مشکوٰۃ ص۵۱۵ باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ)

آپ ﷺ کی اولاد نرینہ کا زندہ نہ رہنا اور سن بلوغ سے بہت پہلے داغ مفارقت دینا بھی صرف اسی مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ پہلے مرسلین من اللہ کے لڑکے پوتے پڑپوتے پیغامبر ورسول ہوتے رہے اور اب چونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اگر کوئی آنحضور ﷺ کا صاحبزادہ زندہ رہتا تو وہ نبی نہ ہوسکتا تھا اور اس طریق سے حضور ﷺ پر الزام آتا کہ آپ ﷺ کا فرزند دلبند نبی نہ ہوا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی غیرت عظمیٰ کو یہ منظور نہ ہوا کہ وہ اپنے حبیب پر زبان طعن دراز ہونے دے۔ اس قوی قرینے سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ امکان نبوت محال ہی نہیں غیر ممکن ہے۔ ایک اور طرح سے بھی اجرائے نبوت کی نفی قرآن عزیز نے بیان فرمائی وہ یہ کہ آنحضور کو سراجا منیرا کہا۔ یعنی چمکتا ہوا سورج قرار دیا۔

یہ آئے دن مشاہدہ کی بات ہے اور کسی کور چشم کو اس سے انکار نہیں کہ سورج کے سامنے تمام روشنایاں وہ گیس کے ہنڈے ہوں یا بجلی کے قمقمے خجل وشرمندہ کیا، بے نور ہیں اور نیز تاباں کی تابانی مساوات عالم کے لئے ہے۔ یعنی یہاں کالے اور گورے اپنے اور پرائے کی تمیز ہی نہیں۔ حضور ﷺ کا فیض قصر وایوان سے لے کر خانقاہوں اور جھونپڑوں تک مساوی ہے۔

قرآن عزیز نے سرکار مدینہ کی ازواج مطہرات کو ام المومنین قرار دے کر یتیم مکہ کو روحانی باپ کا مرتبہ بخشا۔ جس طرح ہر ذی ہوش آدمی یا ہر وہ شخص جسے فطرت سلیمہ سے تھوڑا سا

حصہ بھی ملا ہو مر جائے گا۔ مگر یہ کبھی گوارہ نہ کرے گا کہ اس کے ایک سے زیادہ باپ تھے۔ ٹھیک اسی طرح سے جس طرح ایک ہی جسمانی باپ کی ضرورت ہے ایسا ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ایک ہی روحانی باپ چاہئے اور جو شخص اس نظرئے سے اپنے تئیں باہر شمار کرے اصلاح عام میں اس کو حرامی قرار دیا جاتا ہے۔

جسم انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ روح وجسم یہ دونوں فرد لازم وملزم ہیں۔ رشتہ حیات میں یہ دونوں جزوا کثر بیمار ہوتے ہیں۔ جسمانی بیماریاں تپ، نزلہ، دردسر وغیرہ ہیں۔ ان کے معالج حکیم وید اور ڈاکٹر ہیں۔ بعینہ ہی روحانی بیماریاں مثلاً حرص، تکبر، بغض، ریا وغیرہ ہیں۔ ان کے معالج انبیاء علیہ السلام ہیں۔

سب سے بڑے معالج سید الاولین والآخرین آقائے نامدار مصطفیٰ ﷺ ہوئے جنہیں کافۃ للناس، رحمت اللعالمین، رسول اللہ الیکم جمیعا، خاتم النبیین کے خطابات تفویض ہوئے اور وہ بیماریوں کی شفایابی کے لئے کونسا نسخہ منجانب خدا لائے قرآن، اور اس کی کیا دلیل ہے کہ قرآن روحانی بیماریوں کو کلی شفا بخشے گا تو اس کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ: ’’فیہ شفاء للناس (النحل:۶۹) ‘‘ روحانی بیماریوں کی پرہیز کیا ہے: ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص٤٦٥ کتاب الفتن) ‘‘ یعنی میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ طرز علاج کیا ہے: ’’قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران:۳۱) ‘‘ یعنی اے بیمارو اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جائیں تو میرے محبوب کی تابعداری کو جس پر میں نے: ’’اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳) ‘‘ یعنی (محمد عربی فداہ امی وابی) پر دین کامل واکمل ہوا اور تمام احسان ونعمتیں اس پر ختم کردی گئیں اور اللہ تعالیٰ اس کے دین اسلام کے ساتھ راضی ہوگیا اور خدا کو کونسا مذہب سب سے زیادہ مقبول ہے: ’’ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران:۱۹) ‘‘ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ادیان میں سے اسلام ہی پسندیدہ مذہب ہے اور اس کے سچا ہونے کے کیا دلائل ہیں: ’’اھدنا الصراط المستقیم ۰ ذالك الكتاب لاريب فيه ‘‘ یعنی یہ ہی ایک سیدھا راستہ ہے جو بلا روک ٹوک جنت کو لے جاتا ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو منجانب اللہ ہے اور اس میں ایک ذرہ بھی شک نہیں۔ بلکہ لاریب یہ کتاب: ’’تنزیل من رب العالمین (واقعہ:۸۰) ‘‘ ہے۔ یعنی اس پاک پروردگار کی طرف سے جو تمام جہانوں کی پرورش کرتا ہے اور اگر تمہیں اس کتاب کے منجانب خدا ہونے میں کوئی شبہ ہے تو: ’’فأتوا بسورۃ من

مثلہ ان کنتم صادقین (البقرہ:۲۳)''اس کے ساتھ کی ایک سورۃ تو پیش کرو۔اگر تم سچے ہو۔یہ اسلامی چیلنج ساڑھے تیراں سو برس سے فضائے عالم میں گونج رہا ہے۔مگر آج تک کسی کو اس کے جواب کا یارا نہیں ہوا۔یہ اس لئے کہ کائنات عالم کے پیدا کنندہ نے پہلے ہی روز یہ کہہ دیا تھا: ''قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله...... ظهيرا (الاسراء:۸۸)''اگر تم تمام انسان اور جن اس بات پر جمع ہو جاویں کہ اس قرآن کے ساتھ کی ایک سورۃ ہی لے آئیں یاد رہے کہ تم ہرگز ہرگز اس میں کامیاب نہ ہوسکو گے۔اگرچہ ایک تمہارے کا دوسرا پشتیبان ہی کیوں نہ ہو۔

غرضیکہ خدا کا وہ برگزیدہ رسول جس کے شہر کی حرمت میں مولا نے حلف اٹھائے اور جس کے دین کو پسندیدہ کہا اور جس کی امت کو خیر الامت کا خطاب دیا اور جس کی ہدایت کے لئے بیش بہا علمی خزانہ آسمان سے اتارا اور ابدالآباد تک محافظت کی ذمہ داری لی اور اقوام عالم پر امت محمدیہ کو شاہد ٹھہرایا اور ان کے نصب العین کے لئے مبارک اصول رقم فرمائے: ''لقدکان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (احزاب:۲۱)''اور اطاعت وفرمانبرداری کے لئے واطیعو الله واطیعو الرسول کہا۔اس امت کے حق میں ایسے ناپاک وفاسد خیال کے اعادہ کرنے والے زاہد نما گرگ انسانی لباس میں خونخوار بھیڑیئے۔ سیرت النبی کے جلسوں کے گندم نما جو فروش رحمانی لباس میں حیوان مطلق یا جاہل ناکندہ تراش کس طرح لمبی لمبی تانوں اور سروں سے اخوت ومحبت کے لیکچر دیتے ہوئے بھائیوں اور محترم بہنوں کی سر میں الاپا کرتے ہیں اور اس جبہ سائی وپارسائی کے ثمرہ میں چندہ کی بیل داغ ڈالتے ہوئے ہزاروں روپیہ بندگان خدا سے بٹور کر یہ جادہ جا ہو جایا کرتے ہیں۔

مگر آہ! مسلم خوابیدہ اٹھ۔خواب گراں سے اس قدر محبت نہ کر۔تیرے گھر کی چار دیواری دشمن کے نرغے میں ہے۔تیرے خون کے پیاسے تیرے ایمان کے دشمن کیل کانٹے سے لیس ہو چکے۔تیرے نیست ونابود کرنے کی سازشیں پایۂ تکمیل کو پہنچ چکیں۔مکر سے ناآشنا۔فریب سے غیر مانوس۔بھولے بھالے معصوم مسلم اٹھ اور اللہ کے نام پر بیدار ہو۔اس معظم وجبروت آور پیغام سے رسول اکرم کی شان کو دنیائے جہاں کے سامنے اس آن سے دوبالا کر اور روایات پارینہ کو ایسی مجلا دے اور اس شان سے دے کہ تیرے رواں رواں سے نعرہ تکبیر نکلے۔تیرے بودے دشمن اور ان کے ناپاک ارادے مقابل میں نکلتے ہوئے شرمائیں اور تیرے نام کی ہیبت سے سہمیں، کانپیں، لرزیں اور تھرائیں۔

شان سے جی اور آن سے رہ۔ دنیا تیرے خوان کرم کی ریزہ چین ہو۔ عدل تیرے نام کی تسبیح پڑھے۔ انصاف تیری شان کو مجرا دے۔ مساوات کا علم تیرے سر پر لہرائے اور کالے اور گورے، چھوٹے اور بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ تیرے سایۂ عاطفت میں برابر کے بھائی ہوں۔ اجنبیت واجنبیت کی تمیز اٹھ جائے اور کل مومن اخوۃ کی صدا چپہ چپہ پہ گونج اٹھے۔ رحم کے سمندر جوش میں آ۔ کرم کے داتا موج دکھلا۔ اے غیرت ابر نو بہار پیام اجل بن اور مدعی نبوت کے بودے جال کو جو تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے پاش پاش کردے۔

میرے عزیزو! کیا تم سے غیرت اٹھ گئی۔ ہمت جاتی رہی۔ اسلاف کے کارنامے یاد عزیز محو کر چکی۔ تمہارے فہم وفراست کو کیا ہوا۔ آہ! تم اس قوم کو مدد دیتے ہو جو ہندوؤں سے زیادہ تمہاری جان کی دشمن اور خون کی پیاسی اور ایمان کی رہزن ہے اور طرفہ یہ کہ اس پر تم کو بودہ وذلیل بھی سمجھتی ہے۔

آہ! یہ گندم نما جو فروش، یہ فرنچ داڑھیوں کے کارٹون اور مولویت کے شتر مرغ جن کی مغالطہ آمیز ظاہریت تمہیں ورطۂ حیرت میں ڈال کر طرح طرح کے خراج حاصل کرلیا کرتی ہے اور جن کے باطن کی تصویر تمہارے وہم وخیال سے کوسوں دور ہے کوبھی تصویر مرزا میں ملاحظہ کریں تو حسن عقیدت کا موہوم خیال منٹوں سیکنڈوں میں اتر جائے۔ ذیل میں وہ نقشہ پیش کیا جاتا ہے جس کے تصور سے روح لرزہ بہ اندام ہو اور نشہ کافور ہو جائے۔ پھر یقیناً مرزائیت ایسی بھیانک نظر آئے کہ پاس بھٹکنے سے سخت برا لگے۔

قارئین کرام! ذیل میں ہم حکومت کے خود کاشتہ پودے کی کیفیت پیش کرتے ہیں جس سے مرزائیت کے عقائد خصوصی اور عزائم مخصوصی کا پتہ چل جائے گا کہ یہ فرقہ اسلام کے لئے کس قدر دشمن واقع ہوا ہے۔ بخدا منافق سے مخالف کروڑ درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ مخالف کے داؤں میں بھولے پن سے آیا نہیں جاتا۔ مگر منافق وہ میٹھی چھری ہے جو پیٹ میں بھونک جانے کے بعد پتہ دیتی ہے۔ بیگانت سے ہر کوئی آشنا اور محتاط رہتا ہے۔ مگر یگانگت وہ نامراد چیز ہے جس سے ہر چیز اعتبار کے مراتب تک نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھر کا بھیدی آسانی سے ہر مشکل امر میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ شک کی نظروں سے دیکھا نہیں جاتا۔

اس موقعہ پر مجھے ایک نہایت دلچسپ واقعہ یاد آیا جو ضیافت طبع میں سرور پیدا کرے گا۔

عالمگیر اورنگ زیبؒ کے دربار میں ایک بھروپیا ایک مدت تک بھروپ بھرتا رہا۔ مگر ہر موقعہ پر جہاں پناہ کی نباض نگاہیں اسے بھانپ جاتیں اور بھروپ کافور ہو جاتا۔ بے چارے نے

بڑی کوشش کی اور طرح طرح سے کولہے مٹکائے۔ مگر ہر مرتبہ ناکامی و نامرادی نے پاؤں چومے۔ آخر اورنگزیب نے ایک بڑے انعام کا وعدہ دے کر کہا کہ اگر تیرے بھروپ میں آ جاؤں یعنی میری نگاہیں دھوکہ کھا کر تجھے نہ پہچان سکیں تو یہ بیش بہا انعام تیرا ہے۔ گرانقدر انعام کے وعدے پر بھروپئے کی باچھیں کھل گئیں اور اسے حاصل کرنے کے لئے منہ میں پانی بھر آیا۔ فکر و تدبر کے دریائے ذخار میں غواصگی کی عقل و ہنر کے صحراؤں میں بادہ پیما ہوا۔ فہم و ادراک کے گھوڑے دوڑائے اور آخر ایک سنہری نتیجہ پر پہنچ کر بڑی مستعدی سے اس پر گامزن ہوا۔

شہنشاہ عالمگیر کی بے پناہ فوجیں دشت و جبل کو روندتی ہوئی فتح کے پھریرے اڑاتی ہوئیں مرہٹوں کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے جا رہی تھیں۔ شاہ عالم بنفس نفیس بھی ساتھ نکلے۔

خاور افق اپنی پوری منزلیں طے کرنے کے بعد مغرب میں پناہ گزیں ہو رہا تھا۔ اس کی سنہری روپہلی کرنیں درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر بساط عالم کو رنگین کر رہی تھیں۔ طائران خوش الحان نوا سنجی کو فراموش کیئے ہوئے اپنے بسیروں کو بڑی عجلت سے جا رہے تھے۔ عروس شام تاریکی کا لباس پہن چکی اور ہر طرف ظلمت کے حصار نور کی فوجوں کو محصور کر کے کھڑے ہو گئے۔

دن بھر کے تھکے ماندے سپاہیوں نے آرام کے لئے اپنی کمریں کھولیں۔ خیمے نصب کر کے الاؤ جلائے۔ شکم سیری کی اور نماز سے فراغت ہوتے ہی وجعلنا لیل لباساً کی گود میں آرام کیا۔

شاہ عادل دیر تک وظائف میں مشغول رہنے کے بعد اٹھے اور نگران فوج کا جائزہ لیا۔ اطمینان ہونے کے بعد خیمے کو لوٹے تو سامنے دور جنگل میں روشنی نظر آئی۔ ہرکارے دوڑائے تو معلوم ہوا کہ ایک فقیر کی جھونپڑی ہے جس میں دیا ٹمٹما رہا ہے اور فقیر مراقبہ کھینچے یاد الٰہی میں بیٹھا ہے۔ مگر کسی کے استفسار کا جواب نہیں دیتا۔

بادشاہ کو اشتیاق ملاقات اور دعائے فتح کا خیال رات بھر ستاتا رہا۔ صبح ہوئی نماز سے فارغ ہوئے اور فقیر کی کٹیا کو چند مصاحبوں کی ہمراہی میں چل دیئے۔

وہاں پہنچ کر دیکھا فقیر نورانی صورت میں سفید لباس زیب تن کیئے بڑے فقر و استغناء سے بیٹھا ہے۔ شاہ عادل نے مجرا اسلام دیا اور دعا کی آرزو پیش کی۔ فقیر نے ایک ہلکا سا تبسم کرتے ہوئے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ بادشاہ نے اشرفیوں کی تھیلی نذر میں پیش کرتے ہوئے اجازت طلب کی۔ فقیر کامل نے جواب دیا بابا یہ سنہری ٹکیاں میرے کس مصرف کی۔ ہم اللہ والوں کو ان سے کیا کام۔ اس کو اٹھاؤ اور چلتے بنو۔ شاہ عالم نے ہزار کوشش کی۔ مگر فقیر رضامند نہ ہوا۔

شاہ عادل ابھی تھوڑی ہی مسافت طے کرنے پائے تھے کہ وہی فقیر راستہ روکے سامنے کھڑا یہ صدا دے رہا تھا:

''حضور کا اقبال قائم۔ میرا انعام دلوایئے۔''

شاہ عالم حیران و ششدرر رہ گیا اور اس کے فن کمال کا معترف ہو کر بولا کہ تم نے اس وقت جبکہ میں نے انعام سے دہ چند زیادہ دینے کا اصرار کیا کیوں نہ قبول کیا۔ تو بھروپئے نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا کہ بادشاہ سلامت اس وقت میں نے فقر کی گدی پر اپنے آپ کو ایک اولیاء کے بھروپ میں ظاہر کیا تھا۔ میری غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ فقر کی مسند بدنام ہو۔ اس لئے کبھی تم ہزار چند زیادہ دیتے تو کبھی نہ لیتا اور اس وقت جو مانگ رہا ہوں یہ میرے فن کی قیمت ہے۔ غرضیکہ بادشاہ نے انعام موعودہ دیکر اس کو رخصت کیا۔

افسوس تو یہ ہے کہ ایک ادنیٰ بھروپئے نے فقر کی مسند کو داغ دار کرنا گوارہ نہ کیا۔ مگر مرزا قادیانی نے تو حد ہی کر دی۔ بیٹھے تو نبوت کی مسند پر بیٹھے۔ مگر احترام ایک بھروپئے جیسا بھی نہ کیا۔

ذیل میں ہم آئینہ مرزائیت پیش کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے گوش ہوش سے نہیں اور چھاتی پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ مار آستین کو دودھ پلانا کہاں کی رواداری اور عقلمندی کی دلیل ہے۔ جس قوم کے یہ عقائد ہوں وہ شجر اسلام کے لئے کس قدر مفید ہے۔ افسوس مسلمانوں نے مرزائیت کا صحیح مطالعہ ہی نہیں کیا۔ ورنہ وہ رواداری کے لئے یوں مضطرب نہ ہوتے۔ اجی حضرت سچ پوچھئے تو یہ حکومت کا خود کاشتہ پودا یہ سرکاری گملا سرکاری بنگلے ہی میں ہی زیب دیتا ہے۔

موسیو مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کے اٹل فتوے

۱...... تمام مسلمان کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہیں۔

۲...... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۳...... ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا قادیانی) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا کچھ اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔'' (انوار خلافت ص ۹۰)

۴...... ''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔''
(انوار خلافت ص ۸۹)

مسلمان کافر ہیں اس لئے ان کا جنازہ جائز نہیں

۵...... ''غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق ہم نے محکمات کو دیکھنا ہے۔ محکم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ محکم کیا ہے نبی کا منکر اولائك هم الكافرون حقا کے فتوے کے نیچے ہے۔ محکم کیا ہے کافر کا جنازہ جائز نہیں۔''
(الفضل ص ۱۲۲، ۱۲۳، ۴، ۶ / اپریل ۱۹۱۵ء)

تمام دنیا جہنمی ہے

۶...... ''ہر ایک جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا کافر ہے جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا۔ وہ بھی کافر ہے۔''
(رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰، اپریل ۱۹۱۱ء)

غیر احمدی کا بچہ بھی کافر ہے

۷...... ''پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔''
(انوار خلافت ص ۹۳)

خلیفہ محمود کے بابا کی بھی سن لیں سرکلر نمبر ۱

''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں ملے جارہے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے۔''
(اخبار الحکم قادیان ۱۰ / اگست ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۲ ص ۳۲۱)

مسیلمہ ثانی کا سرکلر نمبر ۲

''پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔" (اربعین نمبر۳ص ۲۸، حاشیہ خزائن ج ۱۷ص ۴۱۷)

مرزائی گزٹ کا بے لذت راگ

"اگر یہ کہا جائے کہ ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۶ ص ۸، مورخہ ۶ رمئی ۱۹۱۵ء)

غیر مسلم تم سے اچھا کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتا

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہوئے۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔" (ملائکۃ اللہ ص ۴۶)

سوائے مرزائی کے کسی کو لڑکی نہ دو

"غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات واعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔" (برکات خلافت ص ۷۳)

الہامی طوطا

"فرزند دلبند گرامی وار جمند" مظهر الاول والاخر مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء "جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی

طرف اٹھایا جائے گا۔وکان امراً مقضیا!'' (مجموعہ اشتہارات ج اص ۱۰۱، ۱۰۲)

قارئین کرام! مندرجہ بالا الہامی طوطا جناب مرزا آنجہانی نے اپنے اس مولود مسعود کے لئے بیان فرمایا تھا۔ جوابھی منصۂ شہود پر تو کیا باپ کی صلب سے ماں کی گود میں بھی نہ آیا تھا اور جس کے لئے امت مرزائیہ قبل ہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک مدت تک دیکھتی رہی۔ بلآخر ام مرزائیہ حاملہ ہوئیں اور پسر موعود کی بجائے نیرنگی قدرت نے لڑکی تفویض فرمائی تو جناب مرزا قادیانی نے دوسرے حمل پر یگانوں اور بےگانوں کو بڑی مشکل سے ٹالا۔ غرضیکہ دوسرے حمل میں لڑکا ہوا۔ جس کا الہامی نام بشیر رکھا۔ امت میں شادیانے بجے اور گھی کے چراغ جلے۔ مبارک مبارک کے غلغلے بلند ہوئے اور مسرت وانبساط کی دیپ مالا ہوئی۔ بڑے بڑے پوسٹر مرزا قادیانی کی صداقت میں شائع ہوئے اور حاسدین کو عنایتی صلواتیں سنائی گئیں۔ کچھ نہ پوچھئے کہ یہ خوشی تمام امت کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ مگر افسوس کہ قدرت جاالحق وزھق الباطل چاہتی تھی۔ اس لئے بےفورٹائم ہی لائن کلیر ہوا۔ یعنی صرف سولہ ماہ کی مدت عمر میں بشیر صاحب لڑھک گئے۔ امت کے گھر گھر صف ماتم بچھی اور مدتوں مرثیے اور نوحہ خوانی ہوتی رہی۔ مرزا قادیانی کا کافیہ طعن وتشنیع سے تنگ رہا۔ جس کے باعث مزاج میں گرمی اور دماغ میں فتور آگیا اور آپ کو ہسٹریا کے متواتر دورے شروع ہوئے۔ یہاں تک ہی بس نہیں امت کے وہ افراد جو مرزا قادیانی کی صداقت میں قسمیں کھاتے اور پانی کی طرح روپے خیرات میں دیتے تھے۔ پنجابی نبوت پر تین لفظ کہہ کر نفرد ہوئے۔

متبنی قادیان کے یہ صاحبزادے بعد میں بشیر کی خانہ پری کے لئے آموجود ہوئے۔ چونکہ آپ کی ولادت سے پیشتر یا اصطلاح قادیانی میں نزول اجلال سے پہلے دنیا آپ کے باوا کو کافر کہہ چکی تھی۔ اس لئے اگر وہ بھی دنیا کو کافر کہہ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ آخر آپ کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا تو تھوڑے ہیں۔ آپ کے ابا نے تو نبیوں کا بروز اختیار کیا تھا۔ مگر آپ خدا کے بروز میں نازل ہوئے۔ گو نبی نہیں ظاہر میں نبی کے بیٹے ہیں۔ مگر باطن میں نبوت بھی آپ کے پلہ کی چیز نہیں۔ یعنی آپ نبی گر یعنی خود خدا ہیں۔ جو مرزائی آسمان سے نازل ہوکر سیدھے تل منارہ کے مقام پر مسجد اقصےٰ کے مقام استصال پر اترتے۔ پھر اتنے گرامی قدر وبلند پایہ خلیفہ جی اگر رعب میں نہ آئیں تو آخر امت مرزائیہ سے اور کون آئے گا۔ اچھا ہوا کہ کافر وگمراہ کہنے پر ہی اکتفا کرلیا گیا۔ یہ بھی کوئی خفگی کی چیز ہے اگر اور کچھ کہہ دیتے اور بابا کی سنت مستمرہ پر آجاتے تو روکنے والا کون تھا۔ مگر افسوس ہے امت نے ان کا مرتبہ نہیں سمجھا۔ ان کو خواہ مخواہ خلیفہ دوئم عمر

ثانی کا خطاب دے کران کی سخت بے عزتی کی گئی۔ اتنے مرتبے کے دعوے دار کے لئے تو وہی چاہئے جس کے وہ اہل ہیں۔ قادیان کی زمین نبی پیدا کرسکتی ہے تو کیا خدا پیدا کرنا کچھ مشکل ہے۔ جب کہ حضرت ٹیچی نے ان کو خدا کے خاص عطر سے ممسوح کیا۔ کان اللّٰہ نزل من السماء۔ بھی کہا آخر یہ وحی الٰہی کی توہین ہے۔ بھائی خلیفہ جی کو یوں ہی سمجھو کہ خود خدا ز مین قادیان پر اتر آیا۔ ’’وکان امراً مقضیا ‘‘ ترجمہ: اور یہ کام پہلے ہی دن سے یونہی فیصل شدہ تھا۔ مرزائیو! زور سے آمین کہو اور بلا سوچے اس وحی الٰہی پر ایمان لاؤ۔ جس کے گھر کے نبی اور خدا ہوں۔ اسے نجات اخروی کا کیا ڈر ہے۔ جب کہ زمین قادیان کی خاک پاک میں یہ تاثیر ودیعت کردی گئی ہے کہ اس کے مردے فوراً بہشتی ہو جائیں۔ بس مرنے کی دیر ہے اور بہشت انتظار میں موجود کھڑی ہے۔ بس مرتے جایئے اور بہشتی ہوتے جایئے۔ سبحان اللہ جنت کا بھی ٹھیکہ ہمارا ہی ہوا۔ لہٰذا چونکہ دوسرے لوگ اس میں دفن نہ کئے جائیں گے۔ اس لئے وہ اولٰئک الکافرون حقاً ہوئے۔ جناب حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب قبلہ نے کیا خوب کہا ہے۔ گویا چند لفظوں میں تصویر مرزا الفاظ میں کھینچ کر رکھ دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

پیسہ تیرا ایمان ہے گالی تیری پہچان ہے
جنس نفاق وکفر سے چمکتی تیری دوکان ہے
بہتان خدا پر باندھنا تیرے نبی کی شان ہے
الہام جو بھی ہے تیرا آوردہ شیطان ہے
یہ بھی خدا کا آخری اسلام پر احسان ہے
نقاش کی مٹھی میں گو پوشیدہ تیری جان ہے
اے قادیاں اے قادیاں
اے دشمن اسلامیاں
اے فتنۂ آخر زماں!

(ارمغان قادیان ص۹۱،۹۲، طبع اوّل)

ہز ہولنیس بشیر الدین محمود کی خوش بیانی

قادیان کے تخت خلافت پر بیٹھنے والے پیغمبر زادے کی آئے دن اخباری دنیا میں ضیافت ہوتی رہتی ہے۔ کبھی دریائے بیاس کی موجوں کی غمازی اور مشی فی النوم کے واقعات پر تبصرہ ہوتا ہے تو کبھی مس روفو اٹالین حسینہ کے فرار پر آرٹیکل شائع ہوتے ہیں۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ملکہ حسن مس روفو خوبصورتی میں یکتائے زماں تھی۔اس کے
گھنگریالے بال کشمیری سیب سے زیادہ دہکتے ہوئے رخسار، گلاب کی پتیوں کے سے نازک لب،
انڈا نما نیلگوں آنکھیں، سروقد کشادہ پیشانی۔غرضیکہ حورش روفو کوہ کاف سے بھاگی ہوئی پری
معلوم ہوتی تھی۔اس کا زہدشکن دلفریب طرز تکلم بڑے بڑے عقلا کے وضو توڑے اور ہوٹل کی
رونق کے اضافہ کا باعث بنوائے۔ایسی حالت میں پاپائے قادیاں موسیو بشیر الدین محمود ایں
جہانی جنہیں طبقہ نسواں کے ساتھ خاص انس ہے اور جنہوں نے حال ہی میں چھٹی شادی خیر سے
اب کی ہے اور جس پر یہ کمبخت احرار والے حسد و بغض کی آگ میں کوئلہ ہو رہے ہیں اور آئے دن
حجلۂ عروسی میں چین کی نیند اور مزے کی زندگی کے راز و نیاز میں مباہلہ کی آوازیں سنائی دیتی
ہی۔اگر مس روفو کی صورت کے ساتھ ساتھ سیرت بھی باطن کی آنکھ اور خداداد ذہانت سے بچوں
کی انگریزی تعلیم و تربیت کے لئے پسند کرلیں تو اس میں کون سی قباحت ہے اور کسی کو کیا حق ہے
کہ احمدیوں کے بے تاج بادشاہ (بغیر ملک) پر زبان طعن دراز کرے۔سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کور
چشم عقل کے پیچھے کیوں لٹھ لئے پھرتے ہیں۔انگریزی راج ہے اپنے گھر میں کوئی چھاج بجائے
یا چھلنی پھر وہ چھوٹے موٹے خلیفے بھی نہیں بلکہ ان کے عزائم کی انتہائی بلندی ان کے ایک کشف
سے معلوم ہوتی ہے جو غالباً سرزمین انگلستان میں ہوا۔یعنی فاتح ولیم دی گریٹ کنکر آف
فرانس۔بہرحال وہ ایک نہایت بلند پایہ آدمی ہیں۔ولایت کا طواف اور یاجوج ماجوج کے فوٹو
جوان کے باوانے بڑی جانفشانی سے معلوم کرائے تھے۔اپنی آنکھوں سے دیکھئے ہیں ولایت کی
عریاں سوسائٹی بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی اور تبلیغ احمدیت کا انحصار بھی ماشاء اللہ آپ کے دوش
مبارک پر ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان خواہ مخواہ ہم سے کھنچے ہوئے ہیں اور ہمیں تخریب
رسالت مدنی کا ملزم گردانتے ہیں۔حالانکہ ہمارے قلب میں جس قدر سرکار مدینہ کی محبت ہے
اس کا عشر عشیر بھی ان لوگوں میں نہیں وہ سرکار مدینہ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے ذیل میں اپنی
صداقت پیش کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں علمائے کرام کو ان کے خیالات ملاحظہ کر لینے کے بعد بھی برے
القاب سے یاد نہیں کرنا چاہئے بلکہ نہایت فراخ دلی سے ان کی خرافات کو مراق کے نتیجہ پر اخذ
کرتے ہوئے معاف کر دینا چاہئے۔کیونکہ مراق کے لئے وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ جدی
بیماری ورثہ میں مجھ کو بھی حضرت مسیح موعود سے ملی تھی۔اس لئے کبھی کبھی اس کے دورے ہو جاتے

ہیں۔ ان واقعات کی روشنی میں ان کا قصور تھوڑا ہی ہے۔ وہ بچارے معذور ہیں مجبور ہیں۔ یہ نامراد مرض ہی ایسا ہے جو کبھی نبی کی خواہش پیدا کرے اور کبھی معراج ترقی پر پہنچاتی ہوئی خوش قسمتی سے خدائی کے مراتب تک لے جائے۔

موسیو بشیر الدین محمود کا سر کلر مرزا آنجہانی کی سرکار مدینہ سے ہمسری

''ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کر کھڑا کیا۔'' (کلمہ الفصل ص ۱۱۳)

یہ ہے وہ دعویٰ جو رسول اکرم کی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

امت مرزائیہ کے لئے خلیفہ وقت کا خطاب

''دنیا میں نماز تھی مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا مگر روزہ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی۔ دنیا میں اسلام تھا مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو محمد بھی موجود تھے مگر محمد کی روح موجود نہ تھی۔'' (الفضل ج ۱۷ نمبر ۷۰ ص ۹، مورخہ ۱۱ر مارچ ۱۹۳۰ء)

معاذ اللہ...... معاذ اللہ...... استغفراللہ...... استغفراللہ!

مرزا آنجہانی سرور کون ومکاں سے افضل ہے

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔'' (قادیانی ریویو بابت ماہ جون ۱۹۲۹ء)

نبی کریم کی ذات بابرکات پر ایک رکیک حملہ

''آپ کی طاقت کا یہ حال تھا کہ آپ نے باوجود عمر کے انحطاط کے سن کہولت میں متعدد شادیاں کیں۔ حتیٰ کہ آخری عمر میں آپ کی ازواج مطہرات کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر حیران کن یہ بات ہے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض مرتبہ آپ ایک ہی رات میں اپنی ساری بیویوں کے پاس سے ہو آتے تھے۔ پھر یہ بھی بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ مشک وعنبر یا مقویات ومحرکات کا استعمال نہیں کرتے تھے۔''

(الفضل خاتم النبیین ج ۱۸ نمبر ۵۰ ص ۴۲، مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۰ء)

ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور محمد عربی سے بڑھ سکتا ہے

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(ڈائری خلیفۂ قادیان مطبوعہ اخبار الفضل ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

مسیح قادیانی اور فخر دو عالم میں کوئی فرق نہ تھا

''ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

درزہاں تسبیح حسین نیک زاد

درردیش سفا کئی ابن زیاد

مسیلمہ ثانی مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑو! پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈوب مرو۔ کیا اسی برتے پر سیرت النبی کی تقریب میں لمبی لمبی تانیں لگایا کرتے ہو۔ بخدا عیسائی تم سے اچھے یہود تم سے بہتر۔ مگر تم تو وہ سانپ ہو جسے مار آستین سے تشبیہ دینا حق بجانب ہے۔ مگر آہ سانپ تو صرف ڈس کر زندگی ہی تلف کرتا ہے۔ مگر تم وہ ہو کہ ایمان کو سلب کرتے ہو اور ہمیشہ کے لئے دار جہنم میں دھکیل دیتے ہو۔ کیا یہی ظلی اور بروز کی کلابازیاں ہیں۔ کیا یہی مجددیت کا سوانگ ہے۔ افسوس تم نے وہ وہ باتیں کیں کہ بخدا ارواں رواں تھرا اٹھا۔ اس سے زیادہ دکھ و مصائب مسلمان کے قلب کو نہیں پہنچ سکتے۔ جس قدر تم نے پہنچائے۔ کاش تمہارے دل پتھر سے زیادہ سخت واقع نہ ہوتے کاش تمہاری بینائی تمہیں جواب نہ دے چکی ہوتی۔ کاش تمہارے اوسان ٹھکانے ہوتے۔

افسوس تمہاری عقل پر حیرت تمہاری فطرت پر تمہیں کیا ہو گیا۔ تمہارے جذبات فنا ہوئے۔ تمہاری محبت غارت ہوئی۔ قلبی کیفیت اس قدر مردہ ہوئی کہ تمہیں کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ فہم و ادراک تم سے یوں کنارہ کش ہوئے کہ تمہیں کچھ بھی ناموس محمد ﷺ کی پاسداری کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ ڈرو اس قادر مطلق سے جو جبار ہے قہار ہے اور یاد کرو وہ دن جو روز فیصل ہے اور جہاں بیٹا باپ کو ماں بیٹی کو بھائی بھائی کو کام نہ آئے گا اور ایمان لاؤ اس آقائے نامدار پر جو شفیع محشر ہے اور جس کے سوائے اور کوئی سفارش نہ کر سکے گا۔ ڈرو اس برے وقت سے جب بجز ساقی کوثر کے کوئی تسکین نہ دے گا اور یاد کرو اس میدان کو جہاں سوائے لوائے حمد اور عرش معلیٰ کے اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ کس کو لیتے ہو اور کس کو چھوڑتے ہو۔ آہ تمہیں کس سحر نے مسحور کر دیا۔ لعل کو چھوڑ کر کانچ

کو قبول کرتے ہو۔ نقل کو اصل پر ترجیح دیتے ہو۔ بھائی سوچو اسلام کبھی مردہ نہیں ہوا۔ فرقان حمید کبھی بلا منفعت نہیں رہا۔ نماز کبھی معراج المومنین سے منزہ نہیں ہوئی۔ حج کی برکات اب بھی محیط ہیں اور ویسی ہی ہیں۔ مگر آہ آج مسلمان ایسے ایسے فاسد خیالات لئے بیٹھے ہیں جلوہ طور اب بھی موجود ہے۔ فاران کی چوٹیوں سے وہی صدا اب تک کانوں میں آ رہی ہے۔ عاشقان ناموس الٰہی کے جذبات آج بھی اسلام کی وہی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر خواب غفلت سے بیدار تو ہو میٹھی نیند کو چھوڑ کر دیکھو تو شراب حقیقی کے جام لبوں تک آنے تو دو۔ پھر دیکھو کہ سب چیزیں جنہیں بلا روح سمجھ رہے تھے کیف آور ہیں یا نہیں۔ ایک ہی گھونٹ حلق سے اترنے پر پتہ چل جائے گا کہ جنہیں ہم مردہ سمجھتے تھے وہ زندہ نکلا۔ ہم ہی مردہ ہو چکے تھے۔ اللہ اللہ وہ رسول عربی جس کا احترام رب قدوس سکھلائے اور وہ نبی جس کی امت خیر الانام کا فخر حاصل کرے اور جس امت میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ آنے کی خواہش کریں اور جس کی سوانح حیات کا چپہ چپہ امت کی غمخواری و بخشش میں ڈوبا ہوا ہو اور اصلاح امت کے لئے زرین اقوال اور بہترین مثالیں موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑ کروڑ رحمتیں اس نبی آمنہ کے لال پر ہوں۔ جس کی راتیں یاد الٰہی میں کٹیں اور دن امت کی خدمت میں بسر کرتا۔ لاکھ لاکھ سلام اس کملی پوش آقا پر جس نے بادشاہی پر فقیری کو ترجیح دی اور جس کے پاؤں امت کی بخشش کے لئے رب کعبہ سے التجا کرتے کرتے متورم ہو جاتے اور آسودگی و خوش حالی رضائے مولا میں شامل حال رہتی۔ مگر سخاوت و کرم کا وہ عالم کہ منوں غلہ آئے اور سیروں پاس نہ رہے۔ جس کے نام پر آئے اسی کی آن پر قربان کر دیا جائے اور اپنا یہ حال کہ فاقوں کے مارے تین تین پتھر شکم مبارک کو زینت دیں اور لب حمد و ثناء میں شکر کا اظہار کریں۔

دنیا کی اچھی سے اچھی نعمتیں اس محبوب یزدانی کی روزہ داری پر قربان کر دی جائیں۔ میرے مولا و آقا مسلسل روزہ داری اختیار فرماتے اور اگر کوئی رجحان تقلید کرنا چاہتا تو حضور منع فرماتے اور از راہ شفقت اس کو اس ارادہ سے باز رکھتے ہوئے فرماتے کہ یہ ریاضت تو نہ کر سکے گا۔ اس لئے کہ تو خلعت محبوبی سے سرفراز نہیں۔ میرا مولا مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

یثربی آقا کے لمحات اس شان سے کٹے کہ اپنے تو کیا بیگانوں نے سر دھنے۔ دنیا کا کوئی ایک لیڈر ایسا نہیں جو خوان کرم کا ریزہ چین نہ ہو۔ آج بڑے سے بڑے بادشاہوں کے قانون بنتے اور بگڑتے ہیں۔ مگر سرکار مدینہ کے قوانین وہ ہیں جن کا ایک شوشہ یا نقطہ نہ تبدیل ہوا اور نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن سے دشمن قومیں حالات زمانہ سے مجبور ہو کر اسلام کے نام سے دشمنی اور

اس کے قوانین سے پیار کرتی نظر آتی ہیں اور مدبران یورپ اب اس نقطہ پر آتے جاتے ہیں کہ سوائے پیروی واتباع محمد ﷺ دنیا کی نامرادی نہیں بدل سکتی۔ چنانچہ حال ہی میں ولایت کے بہت بڑے ادیب برناڈ شاہ ہندوستان میں آئے تھے تو انہوں نے ایک بیان اخباری دنیا کو دیا کہ اگر تمام سلاطین وہ چھوٹے ہوں یا بڑے حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں یعنی ان قوانین کو نصب العین بنالیں تو تمام جھگڑے اور لڑائیاں آن واحد میں مٹ سکتی ہیں۔

اور ایسا ہی سینکڑوں یورپین لوگوں کی رائے ہے۔ مگر موسیو قادیانی جس کا باوا انگریزی اطاعت میں متنبی ہوا پھولا اور پھلا کا پیارا بیٹا آقائے نامدار کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوا کیا کیا ہزلیات بک گیا۔ سچ ہے بے حیا باش ہر چہ خواہی کن پر جب کوئی عمل پیرا ہو جائے تو اس کے لئے ہرنا ممکن اور ہرنا جائز جائز ہے۔ حالانکہ نبی مکرم کی شان ورفعت بلند خیالی وعلوحوصلگی کے لئے محمدی سرمہ ہی درکار ہے۔ کور چشم وبد باطن روز روشن میں ماہ تاباں کی تابانی سے محروم رہ جائیں تو یہ ان کی شپرہ چشمی کا قصور ہے۔ نادان ہے وہ جس نے سرکار مدنی سے رشتۂ غلامی کو منقطع کر کے کسی طفیلیۓ سے الحاق کیا۔ بیوقوف ہے وہ جس نے رحمت العالمین کے دور رسالت میں کسی متنبی کو امتی اور نبی قرار دیا۔ نالائق ہے وہ جس نے فرقان حمید کے کھلے کھلے معانی کو استعاروں کے رنگ میں سمجھا۔ حیران ہوں کہ کیا لکھوں پریشان ہوں کہ کیا کہوں ان کے عقل کے اندھوں کو کیا ہوا۔ فہم وادراک پہ ایسے پتھر پڑے کہ روز روشن کو شب دیجور کا دھوکہ ہو رہا ہے۔ سرکاری نبی کا یہ سرکار پرست بیٹا اپنے باوا کی نبوت کی نوبت پیٹ رہا ہے اور وہ وہ باتیں جو متنبی کے وہم وخیال میں بھی شاید نہ آسکیں وہ ڈنکے کی چوٹ تکمیل نبوت میں اب شامل کی جارہی ہیں۔ گویا قصر نبوت متنبی کے لڑھک جانے کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچایا جارہا ہے۔ شاباش حواریو شاباش کوئی کسر ایسی باقی نہ رہے جو بعد میں شرمندگی کا موجب بنے۔

یہ بھی اچھی طرح سے یاد رکھیں کہ نام لیوان سرکار مدینہ تمہاری ان چالبازیوں اور مکاریوں کو خوب جانچ گئے۔ انشاء اللہ اب جھانسے میں آنے کے نہیں۔ گو حکومت تمہاری پشت وپناہی میں ایڑی چوٹی کا زور کیوں نہ لگادے۔ جیسا کہ وہ اپنے خود کاشتہ پودے کی رکھوالی میں قادیان میں احرار کانفرنس کی اجازت نہ دیتے ہوئے یگانت کا ثبوت دے رہی ہے۔ مگر وہ بھی سن لے اور تم بھی یاد رکھو کہ مسلمان ٹیکس برداشت کر سکتا ہے مالیہ دے سکتا ہے جزیہ قبول کر سکتا ہے مگر وہ نہیں قبول کر سکتا تو سرکاری نبی۔ اجی حضرت یہ انگریزی گملا ولایت میں ہی لے

جائیے۔ مسلمان تحفظ ناموس ملت کے لئے جان مال عزیز و اقارب سب کچھ بخوشی دے دے گا۔ وہ سب کچھ قربان کر دے گا۔ انتہائی صدمے اور مشکل سے مشکل مصائب برداشت کرنے کے تیار ہوگا۔ وہ مٹ جائے گا مگر یہ کبھی گوارہ نہ کرے گا کہ سرکاری نبی کی رسالت کو قبول کرے۔ افسوس تم نے مسلمانوں کو دھوکے دے دے کر دام تزویر میں مقید کیا۔ مرزا کی غلامی کا ثبوت اور امتی ہونے کا سرٹیفکیٹ یہی ہے نا کہ وہ نعوذ باللہ من ذالك! ہزار بار خاک بدہن سرکار مدینہ سے ہر لحاظ سے افضل ہے۔

مدینے کے مقابل میں مدینہ تو بنایا تھا
خدا بھی پھر بنالیتے محمد جو بنایا تھا

افسوس! ان واقعات کے ہوتے ہوئے بھی مرزائی نواز حضرات تعاون پر زور دیتے ہیں بخدا مسلمان جنگل کے خوفناک درندوں سے تعاون کر سکتا ہے سانپ اور بچھوؤں سے دوستی کا دم بھر سکتا ہے۔ مگر مرزائی آہ وہ جن کے ناپاک کلمات سے سرکار یثرب کی روح واللہ بے چین ہے ہاں ہاں سبز روضے میں آرام کی میٹھی نیند سونے والا محبوب خدا۔ مضطرب و بے قرار ہے۔ اس لئے یہ وہ خوفناک دشمن ہے جو جان کا مطالبہ نہیں ایمان کا کرتا ہوا نار جہنم کا ٹھیکیدار بنا دیتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ حضور پرنور کے احترام میں ’’وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم‘‘ کا انعام نہ بھیج چکا ہوتا تو آج اقوام سلف کی طرح ہم پر آسمان سے پتھر برستے اور طرح طرح کے عذاب نازل کئے جاتے۔ مگر چونکہ نبوت تا قیام زمانہ منقطع ہے اور یہ آخری نبی اور آخری امت قرار دیتے ہوئے اکثریت کا وعدہ انا اعطیناك الكوثر کے اکرام سے نوازی جا چکی ہے۔ اس لئے قہر الٰہی خدا کے وعید کے موجب موقوف ہوا۔ میرے وہ عزیز جن کی تسلی پاپائے قادیان موسیو بشیر کے فرمان نہ کر سکیں ہوں۔ ذیل میں ان کے باوا کی تصویر ملاحظہ کریں۔ چھوٹی سرکار کی کارکردگی تو ملاحظہ ہو چکی اب بڑے مہاراج کی بھی سنئے۔

کذاب قادیان کے عقائد خصوصی

۱...... ’’مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔‘‘ (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

۲...... ’’کسی بشر کا آسمان پر چڑھنا اور اترنا سنت اللہ اور فطرت کے خلاف ہے

اور خدا تعالیٰ کا دنیا میں ایسی خوارق دکھانا اپنی حکمت اور ایمان بالغیب کا تلف کرنا ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۹، خزائن ج۳ ص۵۵)

۳...... ’’حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ (مرزا قادیانی) کے دل میں جو قوی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ ان دونوں محبتوں کے ملنے سے تیسری چیز پیدا ہوئی جس کا نام روح القدس ہے اور اس کو بطور استعارہ کے ان دونوں محبتوں کا بیٹا کہنا چاہئے۔ یہ پاک تثلیث ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲)

۴...... ’’مسیح اور اس عاجز کا قیام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۲۷، خزائن ج۳ ص۶۴)

۵...... ’’ملائکہ وہ روحانیت ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کے اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا سیدھے طریق سے ملائکۃ اللہ کا ان کو لقب دیں...... دراصل ملائکہ ارواح کواکب اور ستارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۳۲ تا ۳۷، خزائن ج۳ ص۶۷ تا ۷۰)

۶...... ’’جبرائیل علیہ السلام جو انبیاء کو دکھلائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر یعنی صدر مقام نہایت روشن تیز سے جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کے عکس سے ان کی تصویر ان کے دل میں منقوش ہو جاتی ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۶۸ تا ۸۵، خزائن ج۳ ص۸۶ تا ۹۵)

۷...... ’’آیت متضمن ذکر سجدہ آدم میں باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہیں ہے۔ بلکہ ملائک کا انسان کامل کی خدمت بجالانا اور اس کی اطاعت کرنا مراد ہے۔‘‘

(توضیح المرام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۷۶)

یعنی سجدہ حضرت آدم کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی بھی مسجود مخدوم ملائک ہیں۔ یہی تو بات ہے کہ کم بخت ٹیچی ٹیچی سونے نہیں دیتا۔ بلکہ تابڑ توڑ الہامات کی بارش کر رہا ہے۔

۸...... ’’لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت

رات کے ہمرنگ اور وہ بھی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گزر جانے سے ہزار مہینے کے بعد آتا ہے۔" (فتح اسلام ص۵۴، خزائن ج۳ ص۳۲)

۹...... "پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں انبیاء سے بھی امکام غلطی ہے تو پھر امت کو کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔" (ازالہ اوہام ص۱۴۱، خزائن ج۳ ص۱۷۲)

۱۰...... "چنانچہ فرماتے ہیں کہ خدا کا وعدہ ہے "نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" قرآن کریم کی گم شدہ عظمت اور عزت کو پھر بحال کرنے کے لئے غلام احمد قادیانی کی صورت میں یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ آیا اور خدا نے آسمان سے قرآن کریم کی حفاظت اور اس کی عظمت وجلال کے اظہار کا ذریعہ پیدا کیا اور ارادہ کیا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہوا اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دی جائے اور اس غرض کے لئے اس نے پھر محمد ﷺ کو بروزی رنگ میں غلام احمد قادیانی کی صورت میں نازل کیا۔"

(الحکم ج۶ نمبر۱۷، مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۲ء، کالم اوّل ص۹)

فی قبر واحد کی تفسیر

۱۱...... "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر میں ہوگی۔ اس میں میں نے سوچا کہ یہ کیا اسرار ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہر قسم کی دوری اور دوئی کو دور کرتا ہے۔ اس سے آپ نے مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کرتا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں۔ بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت ﷺ کا آنا ہے جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر اور کوئی شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی اور عزت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔ خداوند کریم نے جو قرآن کریم میں اس قدر تعریف رسول ﷺ کی ہے اور آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا ہے۔ اگر کسی اور کو آپ کے بعد تخت نبوت پر بٹھا دیتا تو آپ کی کس قدر کسر شان ہوتی۔ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی بہت ہی کمزور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اطاعت کرتے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ کتنی بڑی بات ہے کہ اگر سوائے میری مسیح موعود وہ عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا آخری نبی ہے آوے اور آنحضرت کی ختم نبوت کی مہر توڑے تو آپ کو غیرت نہ آئے گی اور کیا خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی اس قدر ہتک کرنا چاہتا ہے۔ افسوس کہ لوگ باوجود مسلمان ہونے کے اور آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ماننے کے نبوت کی مہر توڑتے ہیں۔"

(الحکم ج۷ نمبر۱۷، مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۰۳ء ص۱۳ کالم ۱،۲)

۱۲...... اور پھر ایسے سامان کی موجودگی میں یہ بھی لازم ہوا کہ بقول جناب مرزا قادیانی مماثلت سلسلہ موسوی کی غرض سے خدا نے تیرہ سو برس تک تو نبوت اور وحی پر مہر لگائی رکھی اور بہ پاس ادب آنحضرت کسی نئے نبی اور رسول کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اب تیرہ سو سال بعد مہر توڑی اور ''اس عاجز کو یا نبی اللہ صریح طور پر پکار کر ممتاز فرمایا اور سلسلہ موسوی کی طرح جیسا کہ حضرت موسیٰ کے حواری تھے کہلائے اور اس طرح حضرت محمد رسول اللہ کا بھی نبی کہلایا۔''

(الحکم ۲۳؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۳...... ''آیت ''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد'' مگر ہمارے رسول اللہ ﷺ فقط احمد نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں ببر طبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

رسول اللہ ﷺ تو احمد اور محمد دونوں تھے۔ لیکن بر طبق پیش گوئی صرف احمد مبشر خود ہے نہ رسول اللہ۔

معراج معہ الجسم کا انکار

۱۴...... ''معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

جبرئیل علیہ السلام کبھی زمین پر نہیں آیا

۱۵...... ''جبرئیل جس کا سورج سے تعلق ہے وہ بذات خود اور حقیقتاً زمین پر نہیں اترتا ہے۔ اس کا نزول جو شرح میں وارد ہے اس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے اور جو صورت جبرائیل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء دیکھتے تھے وہ جبرائیل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی۔ جو انسان کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھی۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔''

(توضیح المرام ص ۶۸ تا ۷۰، خزائن ج ۳ ص ۸۶،۸۷)

پاک تثلیث

۱۶...... ''روح القدس روح الامین شدید القویٰ، ذوالافق الاعلیٰ جن کا ذکر شرح میں ہے انسان کی ایک صفت ہے جو خدا کی محبت یا اس کے محبوب انسان کی محبت باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے۔ ان دونوں محبتوں اور ان سے متولد نتیجہ روح القدس کا مجموعہ پاک تثلیث ہے۔''

(توضیح المرام ص ۲۱،۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۱،۶۲)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

۱۷...... ’’مسیح اور اس عاجز (مرزا قادیانی) کا مقام ایسا ہے جس کو استعارہ کے رنگ میں ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص ۶۷، خزائن ج ۳ ص ۶۴)

خلاصہ یعنی مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ جو کہا جاتا ہے صحیح ہے اور چونکہ یہ عاجز (مرزا قادیانی) مرزا بھی مسیح ہے۔ اس لئے استعارہ کے رنگ میں یہ بھی خدا کا پہلونٹھی کا بیٹا نہ سہی ثانی تو ضرور ہے۔ مرزائیو زور سے کہو۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین!

گنگا جمنی نبی کا کنگروتی الہام

’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ، جری اللہ فی حلل الانبیاء اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں (یعنی نبی اور رسول) اس کو عوام میں سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔‘‘

(ایام صلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

میرے محترم دوست شیخ نیاز احمد و شیخ محمد جان صاحبان کو لازم ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے الہام پر ایمان لاتے ہوئے ان کی نبوت کا نعرہ حق لگائیں اور چلمن سے نکل کر میدان میں آئیں ورنہ اصطلاح قادیان میں شوخ قرار دیئے جائیں گے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو خرسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ رسم شاہبازی

سرکار مدینہ ﷺ کی ایک پیش گوئی

نبی کریم ﷺ نے آج سے ساڑھے تیراں سو برس پیشتر ایک نہایت واضح پیش گوئی بیان فرمائی تھی جو لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ’’سیکون فی امتی ثلاثون دجالون کذابون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب لا تقوم الساعة) ‘‘سرکار مدینہ کی نگاہ دوربین کے سامنے کہ کاشف اسرار ہو چکا تھا کہ میری امت سے تیس دھوکے باز فریبی جھوٹے مکار ایسے پیدا ہوں گے جن پر نبی ہونے کا گمان کیا جائے گا۔ حالانکہ حالت یہ ہے کہ باب نبوت مجھ پر مسدود ہوا۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور حقیقتاً میں ہی نبیوں کا خاتم ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

چنانچہ اقوال مرزا میں جگہ بہ جگہ موقعہ بہ موقعہ جہاں بھی آپ دیکھیں گے بوضاحت وباصراحت یہ نظر آئے گا کہ مرزا قادیانی اپنے لئے لفظ امتی اور نبی برابر استعمال کرتے رہے۔

حالانکہ کلیہ کے مطابق نبی امتی نہیں ہوسکتا اور امتی نبی کیونکر؟ فرقان حمید میں ستار جہاں ارشاد فرماتا ہے۔ ''وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله (النساء:٦٤)'' یعنی ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو سوائے پروردگار عالم کے کسی دوسرے کی تابعداری کرے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ نبی ہو کر غیر کا مطیع ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی بذات خود تقریباً اپنی ساری زندگی اسی پر گامزن رہے سوائے ان چند برسوں کے جب کہ آپ کا دماغ مراق کی وجہ سے ماؤف ہو چکا۔ یعنی اپنی ساٹھ سالہ مدت عمر تک باوجود یہ کہ بارش کی طرح الہام برستے رہے۔ مگر انہیں دعویٰ نبوت پر یقین ہی نہ آیا۔ گو ان کے خدا نے ان کو روزانہ کہا کہ تو نبی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی ہمت ہی نہ پڑتی تھی کہ وہ اپنے نام کے ساتھ صریح طور سے نبوت کا اعلان کریں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری محمد علی کی جماعت انہیں نبی کہنے سے ہچکچاتی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نبوت کو جزوی فضیلت قرار دیتے رہے۔ مگر جب آپ کا پیمانہ دجل پورے شباب پر آ گیا اور آپ کی دوکان وسیع پیمانے پر چل نکلی اور نقصان کا خدشہ جاتا رہا تو آپ نے دبے لفظوں میں ایک غلطی کا ازالہ کے عنوان سے ایک ٹریکٹ جاری کیا۔ جس میں اپنی ساٹھ سالہ الہامات کی بوسیدہ گٹھری جس میں عفونت کی بو آرہی تھی کو دھوبی کے حوالے یوں کہہ کر کر دیا کہ جہاں جہاں اور جس جس کتاب میں میں نے نبوت کی نفی کی ہے وہ ان معنوں سے کی کہ شریعت جدیدہ لانے والا نبی نہیں ہوں۔ تشریعی نبوت ختم ہو چکی۔ مگر غیر تشریعی نبوت کا دروازہ قیامت تک جاری ہے اور جس حالت میں اللہ تعالیٰ مجھ کو نبی کا خطاب دیتا ہے تو میں کیوں نہ صاف کہہ دوں کہ نبی ہوں۔ چنانچہ اس کی وضاحت ہز ہولینس محمود نے کر دی وہ لکھتے ہیں کہ:

''مرزا قادیانی ۱۸۹۹ء تک تو غیر نبی ہی تھے اور ۱۹۰۰ء کا زمانہ مقام برزخ ہے اور اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں آپ نبوت کے تخت پر براجمان ہوئے۔ اس لئے ۱۹۰۲ء کے پہلے تمام حوالے جن میں نبوت کی نفی کی گئی ہے منسوخ اور قابل حجت نہیں۔''

چنانچہ مرزا قادیانی آنجہانی نے ۱۹۰۱ء سے نبی بننا شروع کیا اور بتدریج منازل طے کرتے ہوئے ۱۹۰۸ء میں اس عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ یعنی وہ دعویٰ جو بلا ایچ پیچ کے صاف اور نہایت واضح یا کھلے طور پر اعلان نبوت تھا۔ وہ ۱۹۰۸ء کو آپ نے کیا۔ اکثر مرزائی اصحاب صداقت مرزا میں کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی دجال وکذاب تھے تو ان کو اتنی لمبی مہلت کیوں ملی۔ وہ دعویٰ نبوت کے وقت ہی کیوں نہ ختم کر دیئے گئے۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ کاذب مدعی کو کیفر کردار تک راستہ دکھا دیتا۔ اس کا جواب نہایت واضح ہے کہ جب تک

مرزا قادیانی کو اپنی نبوت کا یقین نہیں ہوا اور دل نے گواہی نہیں دی تب تک وہ مواخذہ ہی کی زد میں نہیں آئے۔ مگر جب دل مطمئن ہو چکا اور اعلان کر دیا گیا تو فوراً جواب دہی کے لئے طلب کر لئے گئے۔ انہیں اتنی بھی مہلت نہ دی گئی کہ پورے طور پر اعلان نبوت کی تشہیر ہی کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ امت دو گروہوں پر مشتمل ہوگئی اور ایک نے سرے سے ہی نبوت کا انکار کر دیا اور دوسری مذبذب حالت میں ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب نہ ڈھولک بجے گا نہ بانسری۔ بس قصہ ہی ختم ہوا چاہتا ہے۔ انصاف اور دیانت کی ضرورت ہے۔

ختم نبوت پر روشنی ڈالنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ ایک ایسا مسئلہ جس پر اجماع امت ہے اور جو قرآن وحدیث کی روشنی میں مہرتاباں کی طرح دمک رہا ہے۔ مگر کور باطن کی تسلی وتشفی کے لئے ایک اور دلیل دی جاتی ہے۔

جس طرح ایک چھوٹے لڑکے کی پرورش اس کا مربی کرتا ہے اس کے خورد ونوش میں یہ احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کوئی ثقیل غذا جو اس کے معدے کی طاقت سے زیادہ ہو نہ دی جائے اور آہستہ آہستہ جوں جوں اس کی عمر بڑھتی جائے۔ غذا کی ثقالت بھی بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ کر انتہائی ثقیل چیزوں کو بڑے مزے سے نوش کر لیتا ہے۔ اسی طرح جب وہ چھوٹا بچہ تھا اس کا لباس بھی چھوٹا تھا۔ جوں جوں وہ بڑھتا گیا لباس بھی بتدریج بڑا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہوا اور لباس یہاں پر آ کر بڑھنے سے رک گیا۔

بعینہ اسی طرح نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور یہ نبوت کے بچپن کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد متواتر پیامبر آتے رہے اور جلد جلد آتے رہے اور اس طرح شجر نبوت بڑھتا رہا اور بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ پر جوانی ختم ہوئی اور لباس بڑھنے سے رک گیا۔ نہ اب کسی پرہیز کی ضرورت ہے اور نہ لباس کے چھوٹا ہونے کا امکان

یہی وجہ ہے تمام مرسلین قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، قوم قوم کے لئے انفرادی حیثیت سے مبعوث ہوئے اور کوئی جامع قانون تفویض نہ ہوا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ مگر جب شجر نبوت جوان ہوا تو پھل پھول شاخیں پتے کونپل غرضیکہ ہر ایک چیز انتہائی مراتب کو پہنچی۔ شجر نبوت کے لئے خاتم النبیین کا خطاب ملا۔ برگ وبار کے لئے ''اکملت لکم دینکم (المائدہ:۳)'' پھل پھول کے لئے ''اتممت علیکم نعمتی (المائدہ:۳)'' صیاد وگلچیں کے لئے ''لا تحزن ان اللہ معنا (توبہ:۴۰)'' اور باغبان ایسا مہربان اور خوش ہوا کہ حفاظت وآب پاشی کے لئے

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر:۹)'' کا ذمہ خود لیا۔ اب انصاف اور دیانت سے کہئے کہ ایسی حالت میں کسی ضمیمہ نبوت کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ چونکہ دین اسلام پرانا ہو چکا اور ساڑھے تیراں سو برس میں سوائے چند جھوٹوں کے کوئی نہ آیا اس لئے اسلام میں تازہ روح پھونکنے کے لئے نبی کا آنا لازم ہے اور ویسے بھی اجرائے نبوت باعث رحمت ہے اس لئے بھی کہ پہلی امتوں میں تو یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہے۔ مگر ہم ایسے ہی بدنصیب ہیں کہ ہمیں کسی نبی کی زیارت ہی نصیب نہ ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک نبیوں کی آمد باعث رحمت ہے مگر عالم گیر بارش کے بعد جب کہ زمین پانی سے کافی سیراب ہو چکی ہو اور دنیا پانی سے لبریز ہو کر جل تھل ہی نظر آئے تو ایسی حالت میں جو رحمت آئے گی وہ زحمت ہوگی۔ مکان گر جائیں گے فصل تباہ و برباد ہو جائے گی۔ بے شک تھی تو رحمت ولیکن بے وقت وموقعہ زحمت بن گئی۔ مہربانی کر کے ایسی نیت کی خواہش نہ کیجئے گا۔ ورنہ انفلوئنزا اور ملیریا ناک میں دم کر دے گا اور نبوت کے خواب بستر علالت پر اجرائے نبوت کے بھاؤ بتلائیں گے۔

اور اگر نبوت دیرینہ و پارینہ ہونے کے باعث دماغ میں بدلنے کا خبط آ گیا ہو تو سب سے پہلے خدا کو بدلو۔ زمین و آسمان کو بدلو، سورج و چاند پیدا کرو اور ان سب کی تکمیل کے بعد نبوت کے بدلنے کا وہم وخیال کرو۔ خدا کے بندو خوف خدا کرو اور توہمات باطلہ سے باز آؤ دنیا ناپائیدار ہے اور ایک دن اس احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جہاں کوئی چیز کفایت نہ کرے گی نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد اور مرزاقادیانی کی سی نبوت تو ہر متنبی کر سکتا ہے۔ وہ نبوت کیا خاک ہوئی جس میں حال نہیں قال ہی قال ہے۔ باتوں سے قصر نبوت کی تعمیر ریت کو آب زندگی خیال کرنا تدبر ودانائی کی دلیل نہیں۔ افسوس جس دماغ میں بیابان کا مفہوم چمنستان عشرت اور بربادی کا ترجمہ نشاط زندگی ہو اس پیکر جنون وجہالت کا دنیا میں سوائے تباہی وبربادی کے کوئی علاج نہیں۔

مرزاقادیانی کا یہ کہنا کہ جو کچھ نظام عالم میں ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ بھی کس قدر بودا اور مضحکہ خیز ہے یہ نیچریت ہو رہی ہے یا پیغمبری۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا تبار کو آپ کیا سمجھے اور نظام فلکی میں خواہ مخواہ کیوں دخیل ہو رہے ہیں اور ملائکۃ اللہ کے تعلق اور وہ بھی بمنزلہ روح، سورج اور ستاروں سے کیوں منسوب کر رہے ہیں کیا ان کے زعم میں مرزائی خدا کا تصور جیسا کہ ان کے ایک الہام سے متشرح ہوتا ہے۔ یعنی ربنا عاج ہمارا خدا ہاتھی

دانت کا ہے۔ تو صحیح نہیں خدا کی خدائی اور محمد کی مصطفائی نہ بچی تو دوسرے معصومین بھلا کس گنتی شمار میں آئیں۔ مرسلین کی پگڑیاں ایک ایک کر کے اچھالنے کے بعد اب نظام فلکی کی تخریب کے درپے ہوئے۔ کبھی آسمانوں کی سیر کے الہام سنائے جارہے ہیں تو کبھی معنی آرڈروں کی تعداد کے میزان پر تگ ودو ہو رہی ہے۔ کبھی ہمارے سجادہ نشین وعلمائے کرام مطعون ہو رہے ہیں تو کبھی آریوں اور عیسائیوں کی خاطر داری میں پاک مغلظات ارشاد ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ کوئی طبقہ ایسا نہیں جس پر آپ کی نظر عنایت نہ مبذول ہوئی۔ لے دے کر دور کے بسنے والے ملائکۃ اللہ باقی تھے یہ کیونکر ممکن تھا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے دم خم سے بچ جاتے۔ آخر وہ بھی تو نبیوں کے پہلوان تھے اور طرفہ یہ کہ برانچ لائن کے نبی اور وہ بھی پنجابی چچا امیر مینائی کیا خوب کہہ گئے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

نجوم کی تاثیرات کے متعلق میں کیا عرض کروں زبان فیض ترجمان جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہی سن لیں اس سے شافی جواب نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دے سکتا ہے۔

مرزائیو! چشم بصیرت سے پڑھو اور گوش ہوش سے سوچو۔

مرزا قادیانی فرمان رسالت کے مطابق کافر تھے

(صحیح بخاری ج۱ ص۵۹، باب بیان کفر نیمن قال مطرنا بنوء) اور (صحیح مسلم ج۱ ص۱۴۱، باب قول عزوجل وتجعلون رزقکم انکم تکذبون)

آنحضرت ﷺ نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے جو یہ کہے کہ ہم پر خدا کے فضل وکرم سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں سے منکر اور جو کہے کہ فلاں ستارہ کے فلاں مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

دجل اوّل: معجزات پر ایمان مشرکانہ عقائد ہیں

''یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد ہے اور مشرکانہ اعتقاد ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ سچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ یہ عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے

ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں تھا اور وہ مٹی درحقیقت صرف ایک مٹی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔“

(ازالہ اوہام ص۳۲۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

دجل دوم: مسیح علیہ السلام آیات اللہ نہ تھے

”کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک کھلونا کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور سے پرواز کرتا ہو۔ یا اگر پرواز نہیں تو پیر سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں یہ ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنا لینے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص۳۰۳، حاشیہ خزائن ج۳ ص۲۵۴)

دجل سوئم: ایک چلتا ہوا چکمہ

”حال کے زمانے میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں پرواز بھی کرتی ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص۳۰۴، حاشیہ خزائن ج۳ ص۲۵۵)

دجل چہارم: ایک ناپاک حملہ

”یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسمریزی طور سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں۔“ (ازالہ اوہام ص۳۰۵، حاشیہ خزائن ج۳ ص۲۵۵)

دجل پنجم: ایک رکیک حملہ

”بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز (مرزا) اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرین نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ اوہام ص۳۰۹، حاشیہ خزائن ج۳ ص۲۵۷)

آنحضور فخر دو عالم ﷺ کے ایک ایک لفظ میں سینکڑوں نکات پنہاں ہیں اور چشم

بصیرت سے دیکھا جائے تو کوئی مشکل ایسی نہیں جو آن واحد میں حل نہ ہو جائے۔ مثال کے طور پر فتنہ مسیح الدجال ہی کو لیجئے۔ کوئی پیامبر ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس فتنے سے خبردار نہ کیا ہو اور اس کے رد کے لئے دعا نہ سکھلائی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ تمام امتحانوں سے زیادہ اہمیت رکھنے والا امتحان ہے۔ کیونکہ اس میں اجتماعی حیثیت مذکور ہے۔ چنانچہ فخر دو عالم ﷺ نے حفظ ماتقدم کے لئے اپنی امت کو ایک عجیب دعا بتلائی۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللهم انی اعوذبك من فتنة المحيا والممات واعوذبك من فتنة المسيح الدجال (بخاری ج۲ص۹٤۲ باب فتنة المحيا والممات)''

معلوم ہوا کہ یہ کوئی اہم چیز ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت مسیلمہ کذاب کے بھائی نے جو قادیان میں اس کے بروز میں آیا صدہا دجل، ہزاروں فریب، لاکھوں مکر، کروڑوں چالبازیوں کے ساتھ بیان کی۔ مثال کے طور پر میں نے پانچ دجل آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ ان کی تفصیل سے پیشتر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں ایمان مسلم کی تعریف کیا ہے۔

۱...... ''والذين هم بآيات ربهم يؤمنون (مؤمنون:۵۸)''

۲...... ''لانفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا (البقرہ:۲۸۵)''

۳...... ''قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله (آل عمران:۳۱)''

اب میں آپ کے سامنے مسیح علیہ السلام کے وہ معجزات جن سے انکار کیا گیا ہے اور بازاری کلمات و روایات کے ساتھ پھبتی اڑائی گئی ہے اور بڑھ کر کرنے کی ڈھینگ ماری گئی ہے از روئے قرآن پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

''ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل ۰ ورسولا الیٰ بنی اسرائيل انی قد جئتكم باية من ربكم انی اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن الله وابرئ الاكمه والابرص واحی الموتیٰ باذن الله وانبئكم بما تأكلون وماتدخرون فی بيوتكم ان فی ذالك لآية لكم ان كنتم مؤمنون (آل عمران:٤۸،٤۹)''

اور سکھا دے گا اس کو لکھنا اور حکمت اور توریت اور انجیل اور کرے گا اس کو پیغمبر

طرف بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے سے، یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں بیچ اس کے۔ پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑہی کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو بیچ گھروں اپنے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر تم ایمان والے ہو۔

اس طریق استدلال پر یا اسی بودے معیار پر اگر تمام مرسلین کے معجزات کو پرکھا جائے تو موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا واقعہ بدرجہ اتم عمل الترب ٹھہرے گا۔ کیونکہ یہ کس طرح باور کرلیا جائے کہ لکڑی کا سونٹا سانپ بن گیا اور وہ بھی اژدھا اور پھر معاً موسیٰ علیہ السلام کی گرفت پر اصلی ہیئت پر آگیا اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہاتھ کو بغل میں رکھنے سے ید بیضاء ہو جائے اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کردے اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ آگ جو نمرودیوں نے بچنہ بنائی اور جس سے دور دور تک زمین جھلس گئی اور پرندے ہوا میں پرواز کرتے ہوئے جل گئے ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار ہوگئی اور یہ کس طرح یقین آئے کہ بنی اسرائیل کے لئے آسمان سے پکا پکایا کھانا آیا، یا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ دریائے نیل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے لئے امن وسلامتی کے راستے دے دے اور وہ اس سے بہ عافیت گزر جائیں اور وہی نیل قبطیوں کے لئے غرقابی کا باعث بنے، اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اصحاب کہف تین سو برس تک غار میں بلا آب ودانہ سوئے رہیں اور پھر بیدار ہوں اور وہ استفسار کرنے پر سونے کی مدت ایک دن یا اس سے کم ہی خیال کریں اور یہ کس طریق سے مانا جائے کہ عزیز علیہ السلام سو برس تک مار دیئے جائیں اور ان کا کھانا بوسیدہ نہ ہو۔ حالانکہ ان کا گدھا ہڈیوں کا مرقع بن جائے اور یہ عقل کس طرح تسلیم کرے کہ عزیز علیہ السلام کے سامنے وہ سو سالہ بوسیدہ ہڈیاں گوشت سے ملفوف ہوں اور گدھا زندہ ہو جائے اور یہ کس طرح یقین آئے کہ ابراہیم علیہ السلام کے چار ذبح شدہ جانور ان کی۔ آواز پر ایک ایک کرکے پرواز کرتے آجائیں اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ پتھر پر عصا مارنے سے چشمے پھوٹ نکلیں اور یہ قیاس و وہم سے بعید ہے کہ بلقیس کا وہ بھاری تخت جو سبا میں تھا آن واحد میں شام میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے آجائے اور یہ کس طرح مان لیا جائے کہ کیڑے مکوڑے اور جانوروں کے تکلم سے سلیمان علیہ السلام آشنا ہوں اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ مردہ گائے بول

اٹھے اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک تھوڑے سے حصہ رات میں فخر دو عالم ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر آسمانوں پر جنت و دوزخ کی سیر کر آئیں۔ غرضیکہ ایک کے انکار سے تمام کا انکار لازم آئے گا اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ایمان ہی اٹھ جائے گا۔

مندرجہ بالا کے علاوہ اور ہزاروں مثالیں موجود ہیں مگر طوالت مضمون کے خوف سے انہیں پر اکتفا کرتا ہوا بانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ تمام معجزات کا مرزا قادیانی نے انکار کیا اور وہ صلوٰاتیں سنائیں کہ دہلی کی ڈومنیاں پنبہ درگوش ہوئیں۔

سرور دو جہاں ﷺ سے لے کر اس زمانہ تک کے سعید الفطرت لوگ مسیح علیہ السلام کے اعجاز کے معترف ہیں اور کیوں نہ ہوں جب خلاق جہاں خود اقرار کرتا ہے کہ ہم نے مسیح کو یہ معجزات عطا فرمائے۔ مگر مراقی و بداخلاق متنبی کے زاویہ نگاہ میں ہزار بار خاکم بدہن نقل کفر کفر نباشد۔ یہ اعتقاد غلط و فاسد اور طرہ یہ کہ وہ بھی مشرکانہ اور نام دیکھئے اور دجال کی چالبازیاں ملاحظہ کیجئے۔ اگر شعبدہ کہہ جاتا تو دنیا لٹھ لے کر پیچھے ہو جاتی۔ اس لئے ایک خاص اصطلاح قائم کر کے عمل الترب کہہ دیا جس کے معنے سوائے ۴۲۰ یا شعبدہ کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ گویا جناب مسیح علیہ السلام نعوذ باللہ شعبدہ باز تھے اور مثال بھی ظالم نے وہ دی جس سے شرافت پناہ مانگے۔ بھائی کہاں خدا کا برگزیدہ صاحب کتاب دنیا اور آخرت میں مرتبے والا پیغمبر اور کہاں راندۂ درگاہ سامری گوسالہ پرست، ببیں تفاوت از کجا تا کجاست۔

یہ ہیں سلطان القلم کی ملاحیاں اور ایمانداریاں اور ذات شریف میں چونکہ کوئی جوہر نہیں کوئی کرشمہ و اعجاز نہیں محض کورے اور نقد ہیں۔ اس لئے جاتے جاتے تیس مار خانی کرتے ہوئے نبوت کے پھٹے میں ٹانگ بھی الجھادی کہ اگر یہ خاکسار مرزا پنجابی نبی قادیان کا جھوٹا رسول معجزات کو حقارت اور نفریں نگاہ سے نہ دیکھتا تو اس سے بڑھ کر اعجوبہ نمائی کی طاقت اپنے اندر رکھتا تھا۔ دریں چہ شک تم روتے کیوں ہو۔ شکل ہی ایسی ہے۔ آپ کے اعجاز توبہ توبہ۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ جھوٹے پہ لعنت بھیجو۔ وہ تو پیامبران ایزدی پر ختم ہوئے۔ ہاں! ہاں! آپ کی کرشمہ سازیاں بھی زمانے نے دیکھیں۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کی ضلالت آپ کو نصیب ہوئی۔ لیکھرام کا خوارق عادت عذاب میں مبتلا ہونا آپ کے آڑے آیا۔ محمدی بیگم کی شادی آپ کو لے ڈوبی۔ ثناء اللہ کے لئے دعا کا فیصلہ آپ کی زندگی کو غارت کر گیا اور ایسے ہی لاکھوں واقعات ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

مرزا قادیانی بقول خود کاذب تھے

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے کے مصداق مرزا قادیانی آنجہانی ایسے اترے ہیں کہ کمال ہی کر دیا۔ آپ کی بطالت پر کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کسی اور کو تکلیف دیں اور میرے خیال میں یہ ان کا بڑا احسان ہے جس کے لئے ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے۔ یوں تو ہزاروں بازاری سرمے ایجاد ہوئے اور ان کی بڑی بڑی تعریفیں لکھی گئیں اور بڑے بڑے مداحیہ پوسٹر و اشتہار چھاپے گئے۔ کسی نے سرمہ نور العین نام رکھا تو تو کوئی سرمہ سلیمانی کہلوایا۔ کسی نے مقوی بصر کے نام کو پسند کیا تو کوئی سرمہ مسیحائی پہ فدا ہوا۔ غرضیکہ ہزاروں نے اس فن لطیف میں کمال کر دیا۔ مگر سب سے بہتر وہ سرمہ ہے جو مرزا قادیانی نے ایجاد کیا۔ یہ ایک ایسا سرمہ ہے جس کا ثانی دنیا پیدا کرنے سے عاجز ہے اور اس کی خصوصیت بھی ایسی دل فریب ہے کہ باید و شاید اس کے پانچ اجزاء ہیں اور یہ نہایت آسانی سے تیار ہو سکتا ہے۔ اس کے فوائد بھی بے نظیر ہیں۔ مثلاً امت کی چندھائی ہوئی آنکھیں منور کر دیتا ہے۔ دلوں کے زنگ دور کرتا ہے۔ توہمات باطلہ کو رد کرتا ہے۔ کجروی سے آگاہ کرتے ہوئے صراط مستقیم پہ لاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے بچاتا اور جنت کی خوشگوار فضا میں پہنچاتا ہے۔ اس کا نام اکسیری سرمہ ہے۔ اس کے اجزا یہ ہیں۔ مگر نسخہ تیار کرنے سے پہلے ترکیب استعمال اور پرہیز بھی سن لیجئے۔ عقل کی کونڈی میں تدبر کے ڈنڈے کے ساتھ ایمان بالغیب کی شہادت اور خاتم النبیین کا عرق گلاب جھڑکئے اور لا نبی بعدی کی رٹ لگائیے اور پرہیز بالکل معمولی ہے۔ جب کبھی دل میں وسوسہ پیدا ہو فوراً لاحول پڑھئے۔ اللہ چاہے تو وہ شافی سرمہ تیار ہو جائے گا جس سے روحانیت اور نور دل و دماغ کو منور کرے اور کوئی وجہ نہیں کہ خیالات کی پراگندگی اور توہمات کا قلع قمع نہ ہو جائے۔ انشاء اللہ دل میں انبساط و تسکین پیدا ہو گی اور قلب مطمئن ہو جائے گا۔

اکسیری سرمہ کے پانچ اجزا

ا...... ”جب مسیح موعود دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، حاشیہ در حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مندرجہ بالا حوالے سے یہ ثابت ہوا کہ مسیح ناصری جو اس وقت اس دنیا میں نہیں بلکہ آسمان پر ہیں اور جو ایک دفعہ آچکے ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے اور ان کی تشریف آوری کا یہ

نشان ہے کہ روئے زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن حمید شاہد ہے:
''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (المائده:۱۰۹)''یعنی جو مذہب صاحب کتاب ہونے کے مدعی ہو رہے ہیں ان میں سے کوئی ایسا نہ مرے گا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے مرے۔

۲...... ''مسیح موعود کے زمانے میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔'' (شہادت القرآن ص۱۶،خزائن ج۶ص۳۱۲)

یعنی آپ کی صداقت کا ڈنکا چہار دانگ عالم میں بج جائے گا اور تمام مذاہب اور اقوام عالم دین اسلام کو اپنا مرکز بناتے ہوئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی آغوش رحمت میں پناہ گزین ہو جائیں گی۔

۳...... ''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔''

(ایام صلح ص۱۳۶،خزائن ج۱۴ص۳۸۱)

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہوتے ہی تمام مذاہب، اسلام میں تبدیل ہو جائیں گے اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا۔ بلکہ مٹا دیا جائے گا اور دنیا سے جھوٹ وفریب اٹھ جائے گا اور راستبازی عروج جوانی کو پہنچے گی۔ یعنی نیز اسلام عالم شباب کو پہنچے گا۔

۴...... ''ہاں! مسیح آ گیا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رامچندر پوجا جائے گا نہ کرشن اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔'' (شہادت القرآن ص۸۵،خزائن ج۶ص۳۸۱)

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح آ گیا۔ یعنی خود مابدولت ہی مسیح ہیں اور اب وہ زمانہ نہایت ہی قریب ہے کہ کرۂ زمین پر سوائے باری تعالیٰ کے اور کوئی نہ پوجا جائے گا۔ نہ رامچندر کی پرستش کی جائے گی اور نہ کرشن اور نہ ہی مسیح علیہ السلام کی۔

تصویر مرزا قادیانی کی عریانی

۵...... ''طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں............ پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو

پھر میں جھوٹا ہوں اور اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود، مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار بدر ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴، ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اول ص ۱۶۲)

اللہ اللہ کسی قدر زور دار الفاظ اور شاندار عبارت مرزا قادیانی نے رقم فرمائی۔ پورے پورے سلطان القلم تھے اور لطف تو یہ ہے کہ جس قدر صاف اور واضح یہ بیان آپ کا ہے اس سے زیادہ صفائی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ مرزا قادیانی نے یہ تحدی کا دعوے کیا۔ کیا گویا اندھوں کو آنکھیں اور مردوں میں روح پھونک دی۔ اسے کذب وصدق کا امتحان سمجھئے۔ اسے سچ اور جھوٹ کی کسوٹی کہئے۔ مرزا قادیانی انتہائی الفاظ کی ذمہ داری لیتے ہوئے کہتے ہیں اگر عیسائیت کا ستون جس کے لئے میں مبعوث کیا گیا ہوں بیخ وبن سے اکھیڑ کر نہ رکھ دوں یعنی عیسائیت کو صفحہ دہر سے ناپید نہ کر دوں تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ میرا کام صرف یہی ہے کہ چرخ نیلی فام کے نیچے جس قدر نصاریٰ آباد ہیں ان سب کو جام توحید سے سرشار کر دوں اور کوئی اہل کتاب باقی ایسا نہ رہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں نہ مرے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کروڑوں معجزات مجھ سے ظاہر ہوں اور یہ علت غائی یعنی عیسائیت کو نیست ونابود کرنا ظہور میں نہ آئے اور میں مر جاؤں تو گواہ رہو میں جھوٹا تھا اور مسیح موعود کو جو جو کام کرنے لازم ہیں۔ مثلاً کسر صلیب وقتل خنزیر۔ افراط مال وتونگری۔ ٹیکس معاف وجزیہ منسوخ وغیرہ نہ ہو تو بھی میں جھوٹا ہوں۔ کیونکہ مسیح موعود کے کام یہی ہیں۔ حج کرنا اور عادل حاکم کی حیثیت سے دنیا پر خدا کا نائب یعنی خلیفہ ہو کر آنا اور مقام وصال مدینہ طیبہ اور مدفن روضہ رسول۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس کے بھی مدعی ہیں کہ جو جو کام مسیح موعود مہدی موعود کو کرنے چاہئیں وہ سب کروں گا اور اگر یہ کچھ نہ کر سکا تو گواہ رہو میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ مسیح موعود کے متعلق جو جو کام وہ کریں گے فرمان رسالت ﷺ کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائے۔

ترجمہ حدیث:...... "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ تحقیق ضرور اترے گا اوپر تمہارے بیٹا مریم کا۔ بادشاہ عادل کی حیثیت سے۔ پس وہ غلبہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل یعنی حرام قرار دیتے ہوئے جزیہ کو معاف کرے گا اور اس کے مبارک عہد میں مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ گویا ایک نہر بہہ رہی ہے مگر کوئی ایک اس کو قبول نہ کرے گا۔ لوگ ساری دنیا کے مال سے صرف ایک سجدہ کو قیمتی سمجھیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ یہ

حدیث بیان کر کے فرماتے تھے کہ اس کی مزید تصدیق چاہتے ہو تو فرقان حمید کو دیکھو: ’’وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (المائده:۱۰۹)‘‘

مسیلمہ ثانی یا کذاب العصر کے مخلص حواریو! گئے گزرے ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ مرزا قادیانی ایں جہانی ہیں یا آنجہانی یعنی زندہ ہیں یا مر گئے۔ وہ جھوٹے تھے یا سچے۔ ہے کوئی مسیح کا لال یا تمام سو گئے جو مندرجہ ذیل کے شافی جواب دے:

۱...... کیا مرزا قادیانی کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل گیا۔

۲...... کیا مرزا قادیانی کے دور رسالت میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا گیا۔

۳...... کیا مرزا قادیانی کے عہد نبوت میں روئے زمین پر رام چندر کے نام لیوا اور کرشن کے پوجاری اور عیسائیت کے دلدادہ نہیں رہے۔

۴...... کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں اسلام تمام دنیا پر پھیل گیا اور فرقے ہلاک ہوگئے اور اب کوئی فرقہ ماسوائے اسلام کے باقی نہیں رہا۔

۵...... کیا مرزا قادیانی نے عیسائیت کو نیست ونابود کر دیا اور اب تمہیں کوئی عیسائی نظر نہیں آتا بجائے تثلیث کے علم توحید کلیساؤں پر نصب کر دیا گیا۔

تمہارے مرزا قادیانی کو تثلیث کے ستون کو بیخ وبن سے اکھاڑنے پر ایسا دعویٰ اور ناز تھا کہ وہ انتہائی ذمہ داری کے الفاظ اور تحدی کے وعید کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ سے کروڑوں نشان ظاہر ہوں مگر یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے۔ یعنی تثلیث کا قلع قمع نہ کر سکوں تو عجائبات ومعجزات کی ذرا پرواہ نہ کرو۔ بلکہ پس پشت ڈال دو اور مجھے کذاب عصر کے نام سے یاد کرو اور سچ بات بھی یہی ہے کہ مرزا قادیانی کے معجزات کی عظمت وتوقیر بھی تب ہی ہو سکتی ہے جبکہ یہ تحدی کا دعویٰ ظہور پذیر ہو جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ تمام اہم امور ونشانات جو مسیح موعود ومہدی معہود سے منسوب ہیں اگر مجھ سے ظاہر نہ ہوں اور کما حقہ مجھ سے پایہ تکمیل کو نہ پہنچیں اور اسی کارکردگی میں میری موت آجائے اور میں جواب طلبی کے لئے طلب کر لیا جاؤں تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں اور اگر یہ تمام کام پایہ تکمیل کو بطریق احسن پہنچ جائیں تو میں سچا ہوں۔

ناظرین! معاملہ نہایت صاف ہے اور اس میں کوئی اینچ پیچ اور نہ ہی کسی طعن وتشنیع کی ضرورت ہے اور حق بات یہ ہے کہ مدعی کا بیان اپنے صدق وکذب کا ایک نہایت بلند مرتبہ معیار ہے

اور واقعات اس کے شاہد گردانے گئے ہیں۔ اسی لئے کسی بیرونی شہادت کی مزید ضرورت نہیں۔

مرزائی حضرات سے عموماً اور شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی سے خصوصاً مؤدبانہ گزارش ہے کہ یا تو مرزا قادیانی آنجہانی کو ان کے پانچ معیاروں پر جو ان کے اپنے قلم کے مصدقہ ہیں پر پورا اتار دو اور واقعات سے اس کی تصدیق کرادو اور اس کی اجرت میں ایک خطیر انعام جو اس کتاب کے سرورق پر لکھا گیا ہے یعنی ایک ہزار روپیہ چہرہ شاہی نقد انعام میں حاصل کرو اور ہم سے یہ بھی وعدہ لے لو کہ اسی جوئے غلامی کے ہم بھی غلام ہو کر رہیں گے اور اگر ایسا کرنے سے واقعات قدم قدم پر منہ توڑتے ہوں اور بنائے کچھ نہ بنتی ہو تو حسب فرمان مرزا قادیانی کو ان کاذبوں کا کاذب اور جھوٹوں کا جھوٹا قرار دو اور نبی مکرم ﷺ کی آغوش رحمت میں سوائے جس کے اور کوئی سہارا نہیں بلا توقف آجاؤ اور شافع محشر کے فرمان کے مطابق لا نبی بعدی پر ایمان لاتے ہوئے مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھو۔ امید ہے کہ میری یہ مخلصانہ نصیحت صدا بہ صحرا ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ اس پر پورے طور سے توجہ فرما کر عمل کیا جائے گا۔

قارئین کرام! آپ کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی آنجہانی مسیح موعود نہ تھے۔ بلکہ وہ مسیح الدجال تھے۔ مہربانی کر کے گوش ہوش سے سنیں۔ انشاءاللہ! تصویر مرزا کا یہ رخ بھی صدہا دل فریبیاں اور ملاحیاں پیش کرتا ہوا اخراج حاصل کئے بغیر نہ رہے گا۔

پنجابی نبی مسیح ابن مریم کیونکر ہوا

’’جب جہل اور بے ایمانی اور ضلالت جو دوسری حدیثوں میں دخان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمانداری ایسی گم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خداتعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو ثریا سے لے کر پھر زمین پر نازل ہو۔ سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے۔ جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شخص والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خداتعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا (روحانی والدہ تو دیکھی مگر والد نہ دیکھا۔ مرزائیو اس چھلکتے ہوئے دجل پر نعرہ تحسین و مرحبا بلند کرو اور اس کا نام بتلاؤ) جس کے ذریعے سے اس نے قالب اسلام کا پایا۔ لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے حاصل ہوئی۔ تب وہ وجود روحانی

پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا (پھر نیند کھل گئی) کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا (یعنی مرزا قادیانی کی روح پر موت وارد ہوگئی سبحان اللہ! بھڑکتا ہوا معجزہ ہے) اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لیا (یعنی براہین احمقیہ۔ سبحان اللہ) اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا (بہشتی مقبرہ اور ٹل منارہ کی طرف اشارہ ہے) پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا (جل جلالہ) کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے (اجی کسی کا بے پیر ہونا تو کچھ خوبی نہیں) کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے (افسوس کس کو بتاؤں آپ تو چل بسے۔ ہاں! امت اگر انعامی چیلنج اب بھی دے تو انشاء اللہ چٹکی بجانے میں ثابت کر سکتا ہوں) پھر یہ اگر ابن مریم نہیں تو کون ہے۔'' (اس کا جواب کسی فاطر العقل سے پوچھئے کیونکہ گونگے دی بولی گونگے دی ماں ای جاندی اے۔ خالد)

(ازالہ اوہام ص ۶۵۸، ۶۵۹، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶)

یہ ہیں مرزا قادیانی کی بھول بھلیاں۔ سبحان اللہ! کسی کی سمجھ میں کچھ آئے تو پنجابی نبی کی ہتک ہوتی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ نہ کچھ کیا اور نہ کچھ کرایا۔ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے بیٹھے ابن مریم بھی بن گئے۔ آسمان کے تارے بھی توڑ لائے اور لطف تو یہ ہے کہ نہ ہینگ لگی نہ پھٹکوی اور رنگ چوکھا آیا۔ اب اس دجالی نبوت کا کون انکار کرے۔ ہاں بھئی! واقعی نبی تھے۔ مگر جھوٹے۔ ایک اور بیان ملاحظہ کریں۔ تاکہ پورا پورا نقشہ آنکھوں میں آجائے۔

یاجوج ماجوج کی ماہیت

(ازالہ اوہام ص ۵۰۸، ۵۰۹، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳) پر فرماتے ہیں:

''ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۃ کہف میں فرماتا ہے: ''وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض'' یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لئے ہر

ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔ ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء اور واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔"

سبحان اللہ! یہ ہیں پنجابی نبوت کی صداقت کے انمول دلائل اور معارف۔ قرآن کے وہ بے مثل نمونے جن کی ڈھینگیں ماری جاتی ہیں اور جن پر امت کپڑوں سے باہر ہوئی جاتی ہے۔ ان عقل کے دیوالیوں سے کوئی پوچھے کہ وہ مفسدہ پرداز قومیں جن کے سد باب کے لئے قدرت نے ایک ایسی ہستی کو مبعوث کیا جس کی آج تک قسمیں کھائی جاتی ہیں اور جسے قرآن عزیز نے ذوالقرنین کے نام سے یاد کیا، کی اطاعت اور وہ بھی جزو ایمان اور جوتے کے زور ایں چہ بوالعجبیست۔ آج کل کے معیار نبوت بھی دیکھئے کہ برطانیہ یاجوج اور روسی ماجوج۔ بھلا ان بے چاروں نے کیا قصور کیا جن کے عوض یہ مفسد گردانے گئے اور یہ کس مہذب تعلیم کی رو سے ایک ہی نوع کی دو چیزوں میں سے ایک کے ساتھ انتہائی بیر اور دوسرے کے ساتھ پیار واجب ہے۔ بندۂ خدا جب یاجوج و ماجوج روس و انگریز ہیں تو سلیم الطبعی کا تو یہ تقاضا ہے کہ ایک ہی نگاہ سے دونوں کو دیکھا جائے۔ اگر روس ظالم ہے تو انگریز بھی ویسے ہی ہیں اور اگر انگریز رحم دل ہیں تو روس بھی علیٰ ہذا القیاس سمجھئے۔ ایک کو ظالم اور دوسرے کو شفیق کیوں قرار دیتے ہو۔ جبکہ دونوں ایک ہی قماش پر واقع ہوئے ہیں اور یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک کے لئے تو اطاعت فرض قرار دیتے ہو اور دوسرے کی تخریب پر تلے ہوئے ہو۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ پنجابی نبوت کو کوئی اسلامی ملک مرغوب ہی نہیں آتا اور وہ کونسا خاص آرام ہے جو کسی اسلامی مملکت میں نصیب ہی نہیں ہو سکتا اور ہو سکتا ہے تو برٹش حکومت میں۔ کیا دجل کے کارخانے اور فریب کی مشینریاں ۴۲۰ کے کاروبار دھوکے کی ٹٹیاں اور ہوائی قصروں کی تعمیر سوائے غلام آباد کے نہیں ہو سکتی۔ اچھی مسیحیت ہے جسے کوئی ملک قبول نہیں کرتا۔

حال ہی میں مرزا قادیانی کا ایک بھائی جرمنی میں پیدا ہوا اور نبوت کا مدعی بنا۔ ہٹلر کی عدالت نے ایک سال سزا صرف اس لئے دی کہ رسالت کے ناپاک نام کی کیوں تذلیل کی گئی۔ اس سے پیشتر ایک مخبوط الحواس ٹرکی کے جیل خانہ کی زینت بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کرۂ ارض پر سوائے پنجاب کے کہیں نبی پیدا ہی نہیں ہوتا، ورخداوندان لندن کی مہربانی سے ہمارے پنجاب میں تو نبوت کی بارش ہو رہی ہے۔ کوئی ایک دو درجن پیغمبر دھما چوکڑی مچا رہے ہیں جسے دیکھو نبوت کے زکام میں گرفتار ہے جو دیکھو رسالت کا بیمار بن رہا ہے اور دعاوی دیکھو تو شیطان کی آنت سے لمبے بے معنی زٹلیات اور خباثت کے چیتھڑے چیتھڑے سیاہ ہو رہے ہیں اور نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ۔ لاکھ کوشش کرو دوسری ہے ہی نہیں اور ایک اور چیز اچنبھہ خیز اور ورطہ حیرت بھی ہے۔ وہ یہ کہ پہلے دنیا میں زر کی چوریاں مال کی چوریاں ہوا کرتی تھیں۔ مگر اب زمانہ مہذب ہو گیا اور معراج ترقی پر پہنچ گیا۔ اس لئے اب الہامات کی چوریاں ہوتی ہیں۔

مرزا قادیانی ہی کو دیکھ لیجئے۔ کلام مجید ہی پہ ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ جو بھی الہام ہے وہ خیر سے براہین احمقیہ میں مشق کرتے کرتے تھوڑے بہت تصرف سے یا جوں کا توں درج کر لیا ہے۔ مگر طریق کار ایسا بے ڈول اور بھونڈا ہے کہ جھٹ قابو میں آجاتے ہیں اور سرقہ کھل جاتا ہے۔ یہ تو ہوئے نبیوں کے پہلوان۔ گو بے چارے نحیف البدن اور کمزور ہیں۔ مگر پہلوان ضرور ہیں اور آپ کی کشتیاں بھی آئے دن ہوتی ہی رہی ہیں۔ مگر معرکہ کے وہ جوڑ ہیں جو دردسر، دوران سر، مراق، ذیابیطس کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ جو نبوت کے دعویدار ہیں وہ سب مرزا قادیانی کے چشم و چراغ ہیں۔ یعنی اللہ سلامت رکھے بڑھائے اور پھولائے خیر سے سب مرزا قادیانی کے امتی ہیں۔ اس لئے وہ جب بھی الہامی چوری کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کے اقوال سے کوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود میں ہوں۔ کوئی تین سے چار کرنے والے کی رٹ لگاتا ہے۔ کوئی کچھ اور ہی راگ الاپتا ہے۔ غرضیکہ نبوت کی بیماری مرزائی امت کو ہو گئی ہے اور خیر سے مراق بھی جوبن دکھا رہا ہے۔

اب میں اس کے آخیر میں یعنی کتاب تصویر مرزا کے خاتمہ پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا آنجہانی غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہ تھے۔ بلکہ مسیح الدجال تھے۔ قارئین کرام! غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ تصویر مرزا کا یہ رخ بھی انشاءاللہ ضیافت طبع میں ازبس مفید رہے گا۔

مسیح الدجال

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (مسیح ہندوستان ص ۱۷، خزائن ج ۱۵ ص ایضاً) پر ایک

حوالہ اپنی تائید میں (لسان العرب ص۴۳۱) سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قیل سمّی عیسیٰ بمسیح لانه کان سائحاً فی الارض لایستقر"

یعنی عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ سیر کرتا رہتا تھا اور کہیں اور کسی جگہ اس کو قرار نہ تھا۔

"تاج العروس شرح قاموس" میں لکھا ہے کہ:

"مسیح وہ ہوتا ہے جو خیر اور برکت کے ساتھ مس کیا گیا ہو۔ یعنی اس کی فطرت کو خیر وبرکت دی گئی ہو۔ یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی خیر وبرکت کو پیدا کرتا ہو اور یہ نام حضرت عیسیٰ کو دیا گیا جس کو چاہتا ہے اللہ یہ نام دیتا ہے۔"

اور اس کے مقابل پر ایک وہ مسیح ہے جو شر اور لعنت کے ساتھ مسیح کہا گیا۔ یعنی اس کی فطرت شر اور لعنت پر پیدا کی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی شر اور لعنت اور ضلالت پیدا کرتا ہے۔ یہ نام مسیح الدجال کو دیا گیا اور جو اس کا ہم طبع ہو۔"

مسیح الدجال کے نشانات

۱...... ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔

۲...... اس کی پیشانی پر کفر لکھا ہوگا۔ (ک۔ف۔ر)

۳...... وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

۴...... وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔

۵...... دجال کا گدھا سترہ باع لمبا ہوگا۔

۶...... دجال اپنے گدھے پر سوار ہو کر ساری دنیا کا دورہ چالیس دن میں ختم کرے گا۔

۷...... وہ آسمان سے پانی برسائے گا۔

۸...... جنت دوزخ اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔

۹...... دجال تمام خدائی صفات سے متصف ہوگا۔

۱۰...... دجال مسیح کی آمد کا ذکر سنے گا تو نمک کی طرح پگھل جائے گا۔

(نور ہدایت ص۶۰،۶۱)

مسیح موعود کا اولین فرض

"مسیح موعود کا پہلا فرض استیصال فتن دجالیہ ہوگا۔"

(ایام صلح ص۱۶۸، خزائن ج۱۴ ص۴۱۶)

مندرجہ بالا حوالوں کا مطلب نہایت واضح وصاف ہے کہ دجال میں دس صفات ہوں گی اور استیصال فتن مسیح موعود کی آمد یا نزول پر موقوف ہے اور مسیح موعود فتنہ دجال کو نیست ونابود کریں گے۔ مہربانی کر کے ذیل میں یہ نشانات ملاحظہ فرمائیں کہ کس خوبی وعمدگی سے مرزا قادیانی پر اطلاق پاتے ہیں۔

۱......ایک آنکھ سے کانا ہوگا

اول......مرزا قادیانی کی فوٹو بنظر غائر مطالعہ کرو۔ مرزا قادیانی کی ایک آنکھ چھوٹی اور دوسری بڑی ہے۔

دوم......یہ کہ مرزا قادیانی کی داہنی آنکھ بند ہے اور مسیح موعود بننے کا خبط آپ کے دوش پر سوار ہے۔ قرآن عزیز اور فرمان رسالت میں تحریف اور مفید مطلب معانی بنانے کا دھندہ گلے کا پھندہ ہورہا ہے اور خواہ مخواہ کے استعارے اور من گھڑت تاویلیں تراشی جارہی ہیں۔ کہیں مخفی پیشگوئیاں ظاہر کررہے ہیں تو کہیں کشف کا اظہار ہورہا ہے۔ کہیں خوابات کے چکر چلائے جارہے ہیں تو کہیں ملاوامل کھتری اور جے سنگھ بہادر کی شہادات صداقت میں دلوائی جارہی ہیں۔ غرضیکہ ایک ایک شعائر حقہ کی پوری پوری تذلیل وتحقیر کرتے ہوئے قصر نبوت کی تکمیل ہورہی ہے۔

۲......دجال کی پیشانی پر کفر لکھا ہوگا

یہ حقیقت نفس الامر ہے کہ مرزا قادیانی کی پیشانی پر یہ تین لفظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ تمام مرسلین کی پگڑیاں اچھالیں۔ عیسیٰ علیہ السلام ومریم صدیقہ کی توہین کی۔ مہر رسالت کو توڑا اور تخت نبوت پر محمد واحمد کے لباس کی بڑھا نکتے ہوئے بطور تناسخ اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے توہین کا مرتکب ہوا۔ وحی نبوت کا سلسلہ بند ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اجراء کی حماقت کی۔ خلفائے راشدین اور پنج تن پاک کی توہین کی۔ علمائے اسلام پر سوقیانہ آوازے کسے۔ سجادہ نشینوں کو بے نقط سنائیں اور فرقان حمید کی تفسیر بالرائے کی، معجزات کو شعبدہ ومسمریزم کہا۔ معراج جسمانی کو خواب قرار دیا۔ وغیرہ وغیرہ! اس لئے علمائے کرام نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی کی پیشانی کے الفاظ شناخت کرتے ہوئے بڑے تدبر وہوش کے ساتھ مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا۔

۳......دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا

مرزا قادیانی نے ''رائیتنی فی المنام عین الله فتیقنت اننی هو ''(آئینہ

کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً) کا دعویٰ کیا۔ ''انت من مائنا وهم من فشل''
(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳) کا بے لذت الہام آپ کو ہوا۔ ''انت منی وانا منك''
(تذکرہ ص ۴۲۲ طبع سوم) کی بے سری راگنی آپ نے گائی۔ ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱، حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۶۱) کی یگانگت کی بڑ آپ نے ہانکی۔ زمین وآسمان آپ نے بنائے۔ چاند اور ستارے آپ نے پیدا کئے۔ نظام عالم بنانے کا خواب آپ نے سنایا اور یہ بھی اقرار کیا کہ دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور خود ہی یہ ترجمہ بھی جڑ دیا کہ میکائیل کے معنی خدا کے مانند کے ہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱، حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۶۱) اور ایک الہام سنا کر اپنی مٹی پلید کی۔ الہام آواہن جس کی تفسیر (کتاب البریہ ص ۸۴، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲) پر خود ہی کر دی کہ ''خدا تیرے اندر اتر آیا۔''

۴..... دجال مردوں کو زندہ کرے گا

مرزا قادیانی نے اس کے لئے بھی زبانی جمع خرچ بہت کچھ کیا۔ آپ نے الہامی نور نظر بشیر اول کے متعلق کہا کہ یہ معجزہ زندہ کرنے سے افضل ہے مسیح علیہ السلام کے معجزات سے استہزاء کرتے ہوئے کہا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے۔ مگر جو مجھ سے جام نوش کرے گا ہرگز نہ مرے گا۔ نیز ایک خط حکیم نورالدین کو لکھا کہ اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مر جائے۔ نیز ایک بچہ کی انتہائی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مر چکا تھا۔ مگر میری دعا سے زندہ ہو گیا۔

۵..... دجال اپنے گدھے کو جو ستر باع لمبا ہوگا خود ہی پیدا کرے گا

واقعی مرزا قادیانی نے اپنا گدھا خود پیدا کیا اور پورے ستر باع لمبا۔ بلکہ اس سے دو چار انچ زیادہ۔ آپ نے تقریباً ستر کتابیں لکھیں اور انہیں اس قدر فروغ دیا کہ ہر ایک ملک میں پہنچائیں۔ جہاں جاؤ مرزا قادیانی کا گدھا موجود ہے اور ان کتابوں میں مسیح الدجال کی دجالیت کے سوا اور کیا لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر طویل گدھا تو شاید ہو نہیں سکا۔ پھر اس گدھے سے مراد کتابیں نہیں تو اور کیا ہے۔ کلام مجید بھی ہمارے اس نظریئے کی تائید کرتا ہے:

''مثل الذین حملوا التورة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا۰ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیت الله والله لایهدی القوم الظالمین (جمعه:۵)''

مثال ان لوگوں کی کہ اٹھوائے توریت پھر نہ اٹھایا انہوں نے اس کو مانند گدھے کی کہ اٹھاتا ہے کتابوں کو بری ہے مثال اس قوم کی کہ جنہوں نے جھٹلایا نشانیاں اللہ کی کو اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو۔

فرقان حمید کی یہ آیات روز روشن کی طرح اپنا مطلب واضح طور پر بیان فرما رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ایک مخفی پیشگوئی مرزا قادیانی کی دجالیت پر بیان فرمائی ہے۔ کیسے لطیف اور پیارے الفاظ ہیں۔ فرمایاکمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی مانند گدھے کے اٹھاتا ہے کتابوں کو۔ سبحان اللہ!

کتابیں اور گدھے کی مثال مسیح الدجال کے لئے کیسی موزوں مثال ہے۔ ایسا ہی ہمارے اس مضمون میں یہ تو غیر ممکن ہے کہ بغیر مشیت ایزدی کوئی مکھی کا ایک پر بھی پیدا کر سکے۔ چہ جائیکہ ستر باع لمبا گدھا۔ اس گدھے سے مراد وہ ستر کے لگ بھگ کتابیں ہیں جو مرزا قادیانی نے لکھیں اور چونکہ ہر ایک کتاب کے سرورق پر آپ کا نام ہے تو اس سے آسانی سے ہر انسان جس کو عقل سلیم کا تھوڑا سا بھی مادہ عطا ہوا سمجھ سکے گا کہ وہ اس بات پر بذات خود سوار ہے۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال مسیح الدجال کے لئے فرقان حمید میں بیان فرمائی: ''ھل انبئکم علی من تنزل الشیطن ۰ تنزل علی کل افاك اثیم (شعراء:۲۲۱،۲۲۲)'' کیا بتلائیں ہم تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان۔ اترتے ہیں اوپر ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار پر: ''یلقون السمع واکثرھم کاذبون ۰ والشعراء یتبعھم الغاون (شعراء:۲۲۳،۲۲٤)'' رکھتے ہیں شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہوتے ہیں۔

یہ مخفی پیشگوئی بھی اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے لئے آج سے ساڑھے تیراں سو سال پیشتر بیان فرمائی کہ اے میرے حبیب اپنی امت کو آگاہ کر دیجئے کہ خبردار اس شخص کے پاس بھی نہ بھٹکنا اور بات بھی نہ سننا جو بے پر کی اڑاتا اور جھوٹی باتیں بناتا ہو۔ آگاہ رہو کہ وہ شیاطین کا ملجاء وماوا ہے اور ضرور شیاطین اس پر اترتے ہیں۔ وہ گمراہ ہے اور دوسری نشانی یہ بتلائی کہ وہ کثرت سے پیشگوئیاں کہے گا اور چونکہ یہ شیاطین سے سنی ہوں گی اس لئے اکثر جھوٹی ہوں گی اور تیسری نشانی یہ فرمائی کہ وہ اپنے اشعار کو اعجازی بیان کرے گا اور ان پر ناز کرے گا۔ حالانکہ شاعر گمراہ ہے اور جب رسول اکرم ﷺ کو کفار مکہ نے یہ الزام لگایا کہ یہ نعوذ باللہ شاعر ہے تو اللہ تعالیٰ نے معاً اس

کی نفی کردی: ’’وما علمناه الشعر وماینبغی له (یاسین:۶۹) ‘‘ہم نے اس کو شعر کہنا نہیں سکھایا۔ یعنی وہ شاعر اور بہکا ہوا نہیں۔ راز کی بات اور پتے کی چیز اور احکم الحاکمین کی صداقت کی دلیل اور رسول اکرم کے خاتم النبیین ہونے پر ایک ایسی شہادت فرقان حمید کی ان آیات میں مستور ہے کہ ذرا سے تجسس سے یقین کے مراتب تک پہنچا دے گی۔ انشاءاللہ! پس ستر باع لمبا گدھا یہی ہے۔ فتدبر یا یہا المشتاقین!

۶...... جس پر وہ سوار ہو کر ساری دنیا کا چکر چالیس دن میں لگائے گا

مرزا قادیانی کی کتابوں پر آپ کا نام سوار ہے تو یہ بھی بات چھپی ہوئی نہیں کہ چالیس دن میں یہ کتابیں ساری دنیا میں پہنچ سکتی ہیں۔ بلکہ اس سے چوتھے ہی حصہ میں کیونکہ گدھے کی رفتار تیز ہے اور مسیح الدجال اس پر سوار ہے اور اگر گدھا ریل ہے تو مسیح موعود پر خود کیوں سوار ہوتا رہا اور خر دجال کے طویلہ پر مبارک بادی کے نعرے کیوں بلند ہوئے۔

۷...... دجال آسمان سے پانی برسائے گا

مرزا قادیانی کا کلام آسمانی بارش ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی برسی جو میرے عقیدہ کو یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کو بہالے گئی۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس میں کوئی اینچ پینچ نہیں الہاموں کی نالیاں اب تک دیکھ لو بہ رہی ہیں اور سینکڑوں دم بریدہ الہام ان میں بہ رہے ہیں۔

۸...... جنت دوزخ دجال کے ساتھ ہوں گے

اس میں بھی کوئی شک نہیں جو مرزا قادیانی کا مخالف ہوا اس پر مرزا قادیانی نے دوزخ کا سماں پیدا کر دیا۔ پنڈت لیکھرام کو ہاویہ میں قتل کے ذریعہ سے گرایا۔ حال میں مولوی حاجی محمد حسین کو کرائے کے پٹھان سے شہید کرایا۔ مولوی عبدالکریم کا مکان جلا دیا گیا اور شہر بدر کر دیا گیا اور ایسے ہی سینکڑوں واقعات ہیں۔ یہ تو دوزخ ہوئی اور جنت یہ ہے کہ وہ مولوی جن کو دوسری انجمنیں سوا آنہ ماہوار پر رکھنا پسند نہ کریں سو سوا اور پچاس روپیہ ماہوار آرام سے وصول کر رہے ہیں اور خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مجھ کو دس روپیہ ماہوار کی امید نہ تھی۔ جو تین لاکھ روپیہ تین سال میں آ گیا۔ روپیہ کی آمدنی اس قدر ہوئی کہ ٹھکانہ نہیں۔ کیا یہ بہشت نہیں اور تنگی دوزخ نہیں تو اور کیا ہے۔ معاملہ نہایت صاف ہے۔

۹......دجال میں تمام خدائی صفات موجود ہوں گی

زمین آپ نے بنائی۔ آسمان آپ نے تیار کئے۔ ستارے بنائے چاند وسورج کو پیدا کیا۔ آدم کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا۔ ’’انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون ‘‘(تذکرہ ص ۵۱۷، طبع سوم) کی بڑ آپ نے ہانکی۔ ’’سرك سری ‘‘(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۹) آپ نے کہا ’’ظهورك ظهوری ‘‘ آپ نے بیان کیا اور یہ بھی کہا مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت عطاء کی گئی۔ ’’یلقی الروح علی من یشاء‘‘ (تذکرہ ص ۶۲۱، طبع سوم) کی بھی راگنی آپ نے گائی ’’الارض والسماء معك کما هو معی ‘‘(تذکرہ ص ۶۵، طبع سوم) آپ ہی نے فرمایا باقی خدائی صفات اور کیا ہیں جو آپ نے بیان نہ کیں۔ مطلب واضح ہے۔

۱۰......دجال باوجودیکہ خدائی طاقتوں کے حاصل ہونے کے جب مسیح موعود کو دیکھے گا نمک کی طرح پگھل جائے گا

یہ بھی ظاہر ہے کہ علمائے کرام کے سامنے اور سجادہ نشین حضرات کے مقابل مرزا قادیانی نے کبھی کوئی مقابلہ ومناظرہ نہ جیتا۔ بلکہ ہمیشہ منہ کی کھائی اور صدہا دفعہ شرائط کے طے ہونے پر بھی سامنے آنے کا یارا نہ ہوا۔ خود دجل آمیز چیلنج کئے اور جب کوئی سامنے آیا اور تو گھر کی چاردیواری سے باہر آنے کا نام بھی نہ لیا۔ مولوی ثناء اللہ قادیان آئے اور پیش گوئیوں کی پڑتال کرانے پر ہزاروں کا انعام تو کتابوں میں لکھ دیا اور پیش گوئی بھی جڑ دی کہ وہ قادیان میں پیش گوئیوں کی تصدیق کے لئے کبھی نہ آئے گا۔ مگر جب وہ ضیغم اسلام قادیان میں آ چنگھاڑا تو مسیح کو ذیابیطس کے دوروں نے بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی۔ مگر آپ نے آزار بند سنبھالتے سنبھالتے لکھنؤ کی بھٹیاریوں کا ریکارڈ مات کر دیا اور انعام کے عوض وہ وہ سنائیں کہ توبہ ہی بھلی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا دس صفات مرزا قادیانی پر پورے طور پر اطلاق پاتے ہیں اس لئے مرزا قادیانی ہی مسیح الدجال ہیں اور اگر اب بھی کسی مرزائی کو کوئی چون وچرا کی گنجائش باقی ہو اور صبر کا دامن چھوٹا جاتا ہو وہ مہربانی کر کے آپے سے باہر نہ ہوں۔ بلکہ اطمینان قلب کے لئے مراقی نبی نے ایک ایسی مرکب ایجاد کی ہے جو قابل قدر اور لائق حمد ہے اس کو عقل کی کونڈی مین

ڈال کر انصاف کے دستے کے ساتھ حلم و بردباری کا پانی ڈالتے ہوئے حل کریں۔ انشاء اللہ مرزائیت کا بھوت یا دجالیت کا آسیب منٹوں سیکنڈوں میں اتر جائے۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے یہاں انگریز اترے ہیں

ناظرین کرام! کو خوب یاد ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین من اللہ کے بروز کا دعویٰ کیا ہے اور ان کے مبارک واطہر اسمائے گرامی کو فرداً فرداً اپنے نام پر منسوب کر کے ایک الہامی عبارت اپنے لئے بطور سند قائم کی ہے کہ مرزا خدا کا پہلوان ہے۔ نبیوں کے لباس میں اور اس کے بعد تمام امام وابدال واقطاب وغوث واولیاء اللہ پر برتری کی بڑ ہانکی ہے یا کذب کا دھوکہ کھایا ہے۔ شیر کا نام رکھ لینے سے شیر کے اوصاف نہیں آ جایا کرتے۔ بلکہ بہادری سینہ سپری سے یہ خود بخود خطاب مل جایا کرتے ہیں۔

اب اس عقدہ کشائی کے لئے یہ کیوں انبیائے عظام کے مبارک نام مرزا قادیانی نے اپنے غلامی نام کے ساتھ منسوب کئے ہمیں چند باتیں مشاہدہ کرنی ہیں۔ اگر مرزا قادیانی میں یہ اوصاف پائے جائیں تو وہ حق بجانب ہیں کہ خوشی سے یہ نام اپنے نام کے ساتھ ساتھ منسوب کریں اور بے شک وہ خدا کے پہلوان ہیں۔ نبیوں کے لباس میں گو یہ تناسخ کا اصول ہے۔ مگر پنجابی ہونے کی حیثیت سے پنجابی نبی کے لئے ہم یہ رعایت دیتے ہیں کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے اوصاف مثلاً مٹی کے پتلے سے کن کے جبروت ومعظم حکم سے پیدائش کا ہونا اور جنت میں رہنا اور میوے کھانا اور اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلیم حاصل کرنا مرزا قادیانی کو بھی نصیب ہوا۔ کیا نوح علیہ السلام کی عمر اور انتھک تبلیغ آپ نے بھی کی۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کا ایمان اور راہ مولا میں ریوڑ کے ریوڑ صرف ایک نام کے سننے پر آپ نے بھی قربان کئے۔ کیا اپنے لخت جگر اسماعیل کی طرح کسی قربانی پر آپ بھی تیار ہوئے۔ کیا حکومت کے ڈر کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کے قابل قدر معبودوں کو وقود النار اور ہیزم جہنم کہتے ہوئے بتوں کو توڑا۔ کیا آپ نے سنت انبیاء پر ہجرت کی۔ کیا اسماعیل کی سی اطاعت میں آپ نے راہ مولا میں سر پیش کیا۔ کیا زکریا علیہ السلام کی طرح آپ کی گردن پہ بھی کبھی آرا چلا اور اف تک نہ کی۔ کیا یونس علیہ السلام کی طرح آپ کبھی مچھلی کے پیٹ میں اندھیرے میں مقید رہے۔ کیا یعقوب علیہ السلام کی طرح یاد الٰہی میں آپ بھی مشغول ہوئے اور امتحان میں پورے اترے۔ کیا موسیٰ کی طرح آپ سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کی

اورطور پر جلوہ خداوندی دیکھا۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کی بن باپ (آیات اللہ) پیدائش ہوئی اور ماں کی گود میں تکلم کیا اور خوارق و معجزات دکھلائے۔ کیا رسول اکرم ﷺ کی طرح آپ نے بھی کبھی جہاد کیا۔ پیشانی زخمی کرائی اور دانت تڑوائے اور تبلیغ حقہ کے لئے دشمنوں کے گھروں میں گھس کر اعلائے کلمۃ الحق کرنے میں اینٹ و پتھر کھائے اور بیہوش ہوکر گر پڑے۔

آہ اس کا جواب نفی میں ملے گا۔ مرزا قادیانی کی زندگی بالکل کوری تھی اور اس میں سوائے اینچ پینچ کی باتوں ہی باتوں کے کچھ بھی نہ تھا۔ چند دم بریدہ پیش گوئیاں تھیں اور ان میں جو بھی تحدی سے بیان کیں غلط نکلیں غصہ معاف اگر کوئی اب بھی تحدی کی کسی پیش گوئی کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دے تو مبلغ ایک صدر روپیہ نقد چہرے شاہی اس تکلیف کے عوض انعام میں پاوے پھر کیا تھا۔ آپ کے پاس سوائے اپنی مدح و ستائش کے باب میں اور گورنمنٹ برطانیہ کی تھوری بہت چاپلوسی و خوشامد کے ساتھ ساتھ مسیحی مذہب کو گالیاں اور عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور دیگر ملل پر بودے اعتراض اور چند رمال و کاہن لوگوں کی طرح مرگ و زیست عزت و ذلت کی الکل پچو پیش گوئیاں اور متضاد خیالات کے انبار اور تناقض کے ڈھیر کے سوائے اور کچھ بھی تھا۔ تو پھر یہ سوال ہوگا کہ آپ کیا تھے۔ اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ آپ نہ تو خدا تھے نہ نبی نہ مجدد نہ محدث نہ امام نہ مسلمان۔ بلکہ ایک مرد بیمار ایسے تھے جنہیں مجموعہ امراض جدی وراثت کی طرح گھیرے ہوئے تھیں اور ان سب میں مراق شہنشاہی کر رہا تھا۔ ایک مراقی بیمار جس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا اور جسے اپنی عقل اور اوسان پر پورا پورا کنٹرول نہ تھا۔ ذیل میں ہم ان کے مراقی ہونے کے چند ایک ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہو جائے گا کہ فی الحقیقت ایک قابل رحم بیمار تھے اور جو کچھ بھی آپ نے کیا مجبوراً کیا کیونکہ آپ پورے پورے فاطر العقل تھے۔

مراقی قادیانی پنجابی نبی

الزام نہیں حقیقت ہے۔ بہتان نہیں اصلیت ہے اور یہ وہ مسلمہ اصول ہیں جو مرزا قادیانی کے بذات خود تسلیم کردہ ہیں اور امت کا اس پر دل و جان سے ایمان ہے۔

۱...... ’’نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں ص۲۱، خزائن ج۱۵ ص ایضاً)

۲...... ’’ملہم کے دماغی قویٰ کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء)

۳...... ’’انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔‘‘ (ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۰ء ص۲۶)

قارئین کرام! یہ تینوں حوالے یہ دلالت کرتے ہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جس کا حافظہ بہت اعلیٰ وارفع ہو اور دماغی قوا نہایت مضبوط ہوں اور اس کی باتوں میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو۔ مگر یہاں تناقص کے دریا دوران سر کے سمندر دماغی کمزوریوں کے نوحے اور جھوٹ تو شیر مادر ہے۔ ایک دو نہیں ہزاروں ہیں۔ اگر دل میں شک کا شائبہ بھی آئے تو کتاب نوبت مرزا کو ملاحظہ فرمائیے۔ بہرحال مرزا قادیانی ان ہر سہ اصولوں پر بھی معیار سے گرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ پیغمبر نہیں۔

مرزا قادیانی کے اور جھوٹوں کا اعادہ کرنے کی میرے خیال میں اب کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب اسی ہی ایک اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی گئی ہے۔ ہاں ویسے تو میرے ایک دوست ماسٹر نظام الدین صاحب کوہاٹی نے دوصد جھوٹ ایک چھوٹے سے رسالہ میں قلمبند کئے ہیں۔ جس کا نام کذبات مرزا ہی شاید ہے۔ اب صرف ایک بات کی ضرورت باقی ہے کہ مراق کا ثبوت مرزا قادیانی کی زبانی ادا کرنا ہے اور اس پر ان کے خاندان کی چند ایک شہادتیں قلمبند کرنی ہیں اور بس سب سے پہلے اطباء کے مستند قول شرح واسباب سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرماویں۔

علامات مالیخولیاء مراق ازروئے طب

’’مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے...... جس عضو میں یہ مادہ ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔‘‘ (شرح اسباب ج اوّل ص ۷۷)

’’مالیخولیا مراق کی یہ بھی علامت ہے کہ اس کو دھوئیں جیسے سیاہ بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔‘‘ (شرح اسباب ج اوّل ص ۷۷)

قادیانی نبوت کے دو نایاب تحفے

’’مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید دردسر جس سے میں نہایت بے تاب ہو جایا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرح میں مبتلا ہو گئے اور اس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعاء کرتا رہا کہ خداوند تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ

رنگ چار پائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے۔ میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرح ہے تو میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیش گوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے۔ سو اس وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ ''نزلت الرحمۃ علیٰ ثلث العین وعلیٰ الاخرین'' یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی۔ آنکھ اور دو اور عضو پر پھر کاربنکل کا خیال آیا تو الہام ہوا۔ السلام علیکم۔ سو ایک عمر گزری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمدللہ!'' (حقیقت الوحی ص۳۶۳، خزائن ج۲۲ ص۳۷۶،۳۷۷)

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

مدعی نبوت مرزا غلام احمد صاحب کا اپنا بیان

''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ درد سر دوران سر، کمی خواب تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴، مورخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۰ء، ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

مرزا قادیانی کا دوسرا بیان

میرے محبوب کے دو ہی نشاں ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

''مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف وتصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی

کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا۔ ''ترد الیك انوار الشباب'' یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی میں ہر روز دو دو جز و نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھتا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جوئی تالیف کے لئے ضروری ہے۔ پورے طور پر میسر آ گیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے نچلے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ یہ دونوں مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ میں میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں۔ مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں۔ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ سو یہ وہی دونوں زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت میں شامل کی گئیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۶، ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰)

عجب مضحکہ خیزی ہے کہ گمشدہ قوتیں واپس بھی آئیں اور وہ بھی جوانی کی مگر افسوس بیماریاں موجود اور عوارض ندارد حالانکہ یہ قطعاً محال ہے کہ جڑیں تو سرسبز ہوں اور درخت کملا جائے۔ حضرت بیماری تو مراق اور ذیابیطس موجود ہو اور اس کے پھل پات غائب ہوں۔ قاعدہ کے مطابق اور الہامی رو سے اگر شفا ہوتی تو انہیں دو اصل چیزوں کو ہونی چاہئے تھی اور جب یہ کالعدم ہوتیں عوارض خود بخود کافور ہو جاتے۔ مگر افسوس وہ تو وہیں کی وہیں رہیں مگر عارضے مٹ گئے۔ عقلاء کے نزدیک یہ بات محال ہے۔ ہاں پنجابی نبوت کی کرشمہ سازیوں کی تصدق میں لٹو مریدوں سے خراج تحسین لینے کے لئے ایسی باتیں قابل قبول ہیں۔ یہ بھی بتلایا ہو کہ وہ دو فرشتے کون سے تھے۔ جن کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے آپ نے نزول فرمایا۔ کہیں حکیم نور الدین اور عبداللہ سنوری کا نام خدا کے واسطے نہ لے لینا۔ واہ صاحب واہ اچھی جوانی عود کر آئی اور خوب سوجھی۔ بخدا دورنگی چالیں آپ پر ختم ہیں اور ہم اس بات پر آپ کی تصدیق کرتے۔

بات کرو وہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

مرزا قادیانی کے مراق پر ایک اور شہادت

مرزا قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل اور بدہضمی

اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی۔

(رسالہ ریویو قادیان ج ۲۶ نمبر ۵ ص ۲۶، مئی ۱۹۲۷ء)

صداقت سے لبریز بیان

فرماتے ہیں ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا ہے اور آرزو کے وقت القائے شیطانی ہوتا ہے اور یا خشکی یا دماغی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہو جاتا ہے اور چونکہ اس کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے الہامی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام حیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ حیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ غلام احمد قادیانی!

مراقی نبی کے نایاب تحفے

''مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رنگین ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شائد قل ہو اللہ بمشکل پڑھ سکوں۔ کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔''

خاکسار غلام احمد قادیان ۵ر فروری ۱۸۹۱ء (از مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۸۸،۸۹)

دوران سر کی شدت

''اخویم حکیم محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

پان عمدہ بیگی ایک روپیہ اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے۔ اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ کرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ خاکسار غلام احمد قادیانی!'' (از خطوط امام بنام غلام ص ۶)

دوران سر لے ڈوبا

''عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر وعصر

کے نماز کے لئے بھی نہیں جاسکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قوا ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القوا ہوں اور آخری وقت ہے ایسا ہی میری بیوی دائم المرض ہے۔ امراض رحم وجگر دامن گیر ہیں۔''

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲، مئی ۱۹۰۶ء، آئینہ احمدیت حصہ اول ص ۱۸۶)

مزہ تو جب ہے کہ وہ خود گریباں چاک کرے

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔'' (اخبار بدر قادیان ص ۲۰، مورخہ ۷ رجون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مرزا قادیانی اپنے منہ سے مراقی ہیں

''میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔''

(کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۸)

مرزا قادیانی کے مراقی ہونے پر اہلیہ محترمہ اور مرزا بشیر احمد پسر دوئم کی شہادت

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی

وگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو با قاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحب نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد تو کچھ دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی...... والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۶، ۱۷، روایت نمبر ۱۹)

مرزا قادیانی کا ایک اور مراقی ہونے پر اقبال

مرزا قادیانی فرماتے تھے کہ ”مجھے مراق کی بیماری ہے۔“

(ریویوج ۲۴ نمبر ۴ ص ۴۵، اپریل ۱۹۲۵ء)

ایک اور شہادت کہ مرزا قادیانی مراقی تھے

مرزا قادیانی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ”مجھ کو مراق ہے۔“

(ریویوج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶، اگست ۱۹۲۶ء)

مرزا قادیانی کے مراقی ہونے پر ایک اور شہادت

”مراق کا مرض مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کے علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔“

(ریویوج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۰، اگست ۱۹۲۶ء)

مرزا قادیانی کے مراق پر ایک اور شہادت

مرض مراق مرزا قادیانی کو ورثہ میں نہیں ملا تھا۔ پس مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مراقی علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اوّل کثرت

دماغی محنت، تفکرات، قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر، دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔" (ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۹، اگست ۱۹۲۶ء)

اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو عقل سلیم کا تھوڑا سا مادہ بھی عطاء کیا ہے وہ ان واقعات وعلامات کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مرزا قادیانی کو مراق تھا اور اگر وہ مزید احتیاط چاہتا ہو تو طبی کتابیں اسے مشغل طریقت کا کام دیں گی اور اطباء مزید تسلی کرنے میں کبھی بخل نہ کریں گے اور فطرت سلیمہ بذات خود راہ نمائی کرے گی۔ صرف جویائے حق ہو کر تھوڑے سے وقت کی قربانی کی ضرورت ہے اور بس معاملہ نصف النہار پر مہر تاباں کی طرح حاضر ہے اور یہ بھی حقیقت نفس الامری ہے کہ یہ خاندان بھر کی محبوب چیز سارے کنبہ کو از بس مفید ہے اور مرزا قادیانی کو موروثی طور پر عنایت ہوئی اور اس کی ہر دلعزیزی بھی ملاحظہ ہو کہ چونکہ یہ مرزا قادیانی کو نظر محبت سے دیکھتی تھی اور بے بسی اور بے کسی میں بھی رفاقت سے منہ موڑنے والی نہ تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کی رفیقہ حیات سے بھی اسے انس تھا اور جمال ہمنشیں در من اثر کرد کے مصداق امہات مرزائیہ بھی مراقن تھیں۔ ذیل میں اس کی تصدیق مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں کہ:

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

مرزائی گزٹ کی شہادت میاں تو مراقی تھے بیوی بھی مراقن نکلی

مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"میری بیوی کو بھی مراق کی بیماری ہے۔"

(اخبار الحکم ج ۵ نمبر ۲۹ ص ۱۴، مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

باپ تو مراقی تھا بیٹا بھی مراقی نکلا!

ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب احمدی جو مرزا قادیانی کے مخلص مریدوں میں سے ہیں تحریر کرتے ہیں۔ "جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ء)

محبت ہو تو ایسی ہو جو الفت ہو تو ایسی ہو
الٰہی پناہ!
وزیر چنیں شہریار چناں

مراقی باپ کا مراقی بیٹا

مراقی باپ	مراقی بیٹا
جناب مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی پیدا ہوئے۔'' (الحکم نمبر ۴۲ ج ۶، مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء)	موسیو بشیر الدین خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ: ''اور سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گزرا کہ اس کے اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔'' (القول الفصل ص ۱۴)
''صاحب نبوت تام ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ''وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ'' یعنی ہر رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔'' (ازالہ ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)	''بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے کا تبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللہ'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۵۵) میں پوچھتا ہوں کہ اس تیر کا نشانہ کون بنا وہی پنجابی مسیح موعود۔ (دریں چہ شک)
''ایلی ایلی لما سبقتنی کرمہائے تو ما را کرد گستاخ۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کردیا۔'' (براہین احمدیہ ص ۵۵۴، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲)	''نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرمہائے تو ما را کرد گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔'' (ملفوظات خلیفہ، از الفضل ج ۴ نمبر ۵۶ ص ۱۳ کالم ۳) صیاد نے کس کو صید بنایا پنجابی نبی کو۔ ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی۔

''اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد کسی طرح کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جب کہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج ۷ ص۲۰۰)	''ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (انوار خلافت ص۶۲)
''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل کے حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج ۳ ص۴۳۲)	''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔'' (انوار خلافت ص۶۵)
ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام (سراج منیر ص۹۳، خزائن ج ۱۲ ص۹۵)	اس جھوٹ نے تو کمر ہی توڑ ڈالی میں پوچھتا ہوں کہ اب جھوٹا کون ہوا اور کذاب کون بنا؟۔ وہی مرزا قادیانی پنجابی نبی۔ افسوس صد افسوس!

درددل

میرے محترم بزرگو! قابل قدر عزیز بھائیو اور مخلص بہنو! دین متین جن مصائب سے آج کل دوچار ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ میرے خیال میں اس مسئلہ پر کچھ بھی روشنی ڈالنا عبث اور سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ اس لئے کسی مزید تعارف کی چنداں ضرورت نہیں۔ تنظیمی مرکز کے فقدان کے باعث جماعت کا شیرازہ متفرق ہے اور یہی باعث ہے کہ امت خیر الانام فروعات کے چنگل اور جاہلیت کے جنگل میں سر پھٹول ہو رہی ہے۔ دوست سے دوست، رفیق سے ساتھی اور بھائی سے بھائی دست وگریبان نظر آتا ہے۔ ماں بیٹی میں تکرار، بہن بہن سے بیزار، سہیلی ہمجولی میں بیزار۔ غرضیکہ نہ بڑوں میں شفقت، نہ چھوٹوں میں اطاعت، عجیب کشمکش کا دور ہے کہ جس میں ناکام رسہ کشی ہو رہی ہے اور اس بے لذت گناہ میں ایک ایسا طوفان بے تمیزی بپا ہے کہ جس میں کالے اور گورے، چھوٹے اور بڑے بری طرح سے بہے جاتے ہیں۔ اس بحر ذخار میں جس کا کنارہ ہی نہیں۔ کشتی قوم ڈگمگاتی اور حوادث کے تھپیڑے کھاتی چلی جارہی ہے۔ مگر قوم کے ناخدا فرض منصبی سے محض ناآشنا، اخلاق سے کورے، ہمدردی سے کوسوں دور، چوغہ وعمامہ میں مگن، ریش وتسبیح میں دفن، بناوٹ کے وظائف، دکھاوے کے چلے، ریا کی بزرگی، نمود کی خیرات اور مکر کی نمازیں، طرفہ یہ کہ وہ بھی ڈیڑھ اینٹ کی جداگانہ

مسجدیں اور کم بختی نامرادی ملاحظہ ہو کہ ان مظاہروں کو باعث صد ناز و افتخار سمجھا جا رہا ہے۔ آہ! جس قوم کے علمبرداروں کے دماغ میں تخریب کا مفہوم عین تعمیر ہو اس قوم کی ذلت و نامرادی اور پھوٹی قسمت میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔

مگر آہ! کبھی وہ زمانہ تھا کہ اسلام کی رواداری کی لوگ قسمیں کھاتے تھے اور مساوات و یگانت اغیار کے سینوں پر سانپ لٹاتی تھی۔ چمنستان محمدیﷺ اپنی پوری آب و تاب سے لہلہا رہا تھا اور اس کی چاردیواری اغیار کی دست و برد سے محفوظ و مامون تھی۔ نہ وہاں رہزن کا خدشہ تھا، نہ چور کا ڈر، اس کے برگ و بار سے لدے ہوئے سرسبز و شاداب شجر، عالم شباب کا پتہ دیتے اور ان کی آغوش رحمت میں ہزاروں کارواں اور سینکڑوں ممتاز قومیں خوشی و انبساط کی زندگی فروانی و شادمانی میں بسر کرتی تھیں اور زمین کے کونے کونے اور چپے چپے پہ فرزندان توحید کے سلجھے ہوئے ٹڈی دل جرار لشکر شیر غراں کی طرح اعلائے کلمتہ الحق اور پیام امن سناتے رہے تھے۔ سچ پوچھیے تو ان دنوں اسلام کا طوطی بول رہا تھا۔ مگر آہ! آج قوم کا شیرازہ تتر بتر ہی نہیں ابتر ہو رہا ہے اور سب سے بڑی خرابی تنظیمی مرکز کا فقدان جہالت کا دور، تشتت و افتراق کا زمانہ۔ طرفہ یہ کہ نبوت کا زکام اور رسالت کا ہیضہ زوروں پر ہے۔ جدھر دیکھو متنبی، جہاں جاؤ جھوٹے رسول، ارتداد کی آندھیاں اور الحاد کی فضائیں۔ کفر کے بادل۔ نیچریت کی ہوائیں۔ بدبختی کے جھیلے اور دہریت کے حیلے منافقت کے حربے اور تصنع کے چربے، اسلام کے بیٹے اور نصیبوں کے ہیٹے۔ اس نیلی چھت کے نیچے ہزاروں برس کی بوڑھی دنیا پر سینکڑوں دور گزرے اور بڑے بڑے انقلاب آئے۔ زمانے نے اکثر یونہی کروٹیں لیں اور دنیا تہ و بالا ہوئی۔ مگر یہ چودھویں صدی تو بہ ہی بھلی ہے۔ الٰہی پناہ جس میں سرکاری نبی اور طفیلی رسول وظیفہ خوار امام اور سود خور محدث، دیوالئے ولی اور اصنام پرست پیر، نہ دین کی خبر نہ عقبےٰ کا ڈر۔ غرضیکہ حرص کے بندے اور ہوا کے پھندے ایسی حالت میں ناموس رسالت اور رخت ایمان، مسلم کا اللہ ہی حافظ ہے۔

مگر آہ! کبھی سوچا بھی کہ اس کی علت غائی کیا ہے۔ آخر یہ عذاب ہم پر کیوں مسلط ہوا۔ آہ! یہ سب کچھ مصیبت کا سامان ہماری انتہائی غفلت کا نتیجہ ہے۔ ہم کبھی قلت میں کثرت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آج نو کروڑ ہو کر ایک مٹھی بھر جماعت سے خائف سے ہو رہے ہیں۔ ہماری کثیر جماعت بھیڑوں کے گلے کے مشابہ ہے جس سے مرزائی بھیڑیے من مانی مرادیں شکار کر رہے ہیں۔ بخدا سچ کہتا ہوں اور مبالغہ آرائی سے ہمیشہ متنفر رہا ہوں۔ اگر قوم نے اس کا سدباب نہ سوچا تو مرزائیت کے جراثیم جو سرعت سے پھیل رہے ہیں ملت کی جڑیں کھوکھلی کر کے رہیں گے۔

دین قیم پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ اس کے نزدیک نہایت پسندیدہ مذہب ہے اور اس لئے اس کی حفاظت کا بھی وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔ مگر سنت اللہ ہمیشہ سے یونہی چلی آئی ہے کہ جب کوئی قوم کسی زمانے میں غفلت شعار ہوئی اور امتحان میں پوری نہ اتری تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ دوسری قوم کو مسلط کر دیا۔ سو بھائیو اور بزرگو! ابتلا و آزمائش کا وقت ہے۔ خواب غفلت میں لمبی تان کر سونے والو اٹھو۔ منزل مقصود کو حسرت کی نگاہ سے تھک کر دیکھنے والو بڑھو۔ نئی روشنی اور تہذیب جدید کے متوالو یہ جھوٹی سرشاری کب تک، سنبھلو۔ فردعات کے چنگل کے باسیو اور توہمات باطلہ پر مرمٹنے والو ناؤ کی خبر لو۔ ارے کب جاگو گے۔ کشتی میں سوراخ تو ہو چکے۔ باد مخالف فناء کے تھپیڑوں میں مقید کر چکی۔ منجدھار منہ کھولے استقبال کے لئے کھڑی ہے۔ مگر تم خواب راحت میں مگن ہو۔ زمانے کی پن چکی نے کسی کو چھوڑا۔ فلک بے پیر کس کے کام آیا۔ ادبار و نحوست نے کس کا ساتھ دیا۔ ارے تم کیا سوچ رہے ہو۔ قوم کے ناخداؤ اہل کشتی پر رحم نہیں کھاتے تو اپنی ہی فکر کرو۔ اگر ناؤ پہ مصیبت آئی تو کیا وہ تمہاری رفاقت کرے گی:

جو ڈوبے گی ناؤ تو ڈوبے گے سارے

اپنے سود و زیان کا توازن کرو اور قوم کی بے بسی پر للہ رحم کھاؤ۔ اٹھو کمر ہمت باندھو اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مستعد و تیار ہو جاؤ۔ مبارک ہیں وہ جو اس کے کام آئیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جو دنیا کے ساتھ ساتھ دین بھی خریدیں۔ آخر میں صاحب ثروت اور اہل خیر حضرات سے بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جہاں نرم نرم صوفوں اور اچھے اچھے قالینوں پہ تمہاری دولت بیکراں میں سیلاب آتا ہے اور سامان آرائش پر ہزاروں اٹھتے ہیں اور مرغن غذاؤں کی فروانی کے ساتھ ساتھ رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوتی ہیں اور ساغر و مینا گردش میں آتے ہیں۔ وہاں اپنے پڑوسیوں اور بے کس یتیم بچوں کی بھی خبر لو کہ جن کی تیمارداری تو کیا، نان جویں کے محتاج بھوکے سوتے اور بلکتے اٹھتے ہیں۔ خدارا سوچو اور اسراف سے کنارہ کشی کرو۔ ناموس ملت خطرے میں ہے اور سبز روضے میں آرام کی نیند سونے والے محبوب حق کی مبارک روح بے چین ہے۔ بزم خالد خدا کے فضل و کرم سے خدمت دین میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور اس کا چندہ 5% روپے صرف ایک ہی دفعہ کے لئے ہے۔ جس کے عوض تازہ بتازہ تصانیف ہدیہ پیش ہوتی رہے گی۔ دیکھیں کون کون اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور محمدی لسٹ میں نام درج کراتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس میں جلدی کریں۔ خاکسار ایس خالد!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نوشتہ غیب

ایس۔ایم خالد وزیر آبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

حمد وستائش احکم الحاکمین کو سزاوار ہے۔ جو خالق کائنات ہے اور جہان کا پالنے والا مالک ہے۔ جس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند اور وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ میرا مالک جس کی بیوی ہے اور نہ بچے، اپنی مخلوقات کو بے مانگے دیتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔ اس کے وعدے اٹل ہیں اور اسی کے قبضۂ قدرت میں موت وحیات وعزت وذلت ہے۔ وہ حاکم کل جو اپنے ہر افعال میں مختار مطلق ہے اور ہر طرح کے مشیروں سے بے نیاز ہے۔ اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور جو نیست کو ہست اور ہست کو نیست اور عزت کو ذلت اور ذلت کو عزت سے بدل دینے پر قادر ہے۔ تمام عظمت وبزرگی اسی کو سزاوار ہے۔

ذات تیری بے عدیل وبے مثال
پاک بے ہمتا قدیر و ذوالجلال
بے ترے حکم اے اللہ العالمین
ایک پتہ ہل نہیں سکتا کہیں
کس زباں سے ہو ادا تیری ثناء
پہنچے کیا بندے کی عقل نارسا
تو نہیں محتاج توصیف جہاں
ہم سے کیا ہو تیری قدرت کا بیاں

میری کیا بساط وحقیقت ہے جو اے میرے پیارے آقا ومولا تیری تعریف وتوصیف بیان کروں اور میری کیا طاقت وجرأت ہے جو تیرے انعام واکرام شمار کرسکوں۔

اے منعم حقیقی طاقت دے کہ تیرے احکام بجالاؤں اور تیرے قرآن کو سینہ سے لگاؤں اور اس تختی پر جگہ دوں جو قلب سلیم کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اے میرے نہایت ہی رحم وکرم والے آقا مولا میں تیری جناب میں نہایت عجز ونیاز سے گڑگڑا کر اپیل کرتا ہوں کہ میرے ایمان میں استقامت اور یقین میں ہمت، ارادوں میں برکت اور رزق میں وسعت دے۔ اے میرے

رب العالمین تو نے اپنی عاجز مخلوق پر وہ احسان عظیم فرمایا جس کا شکریہ ادا کرنے سے زبان قاصر ہے۔ تو نے ہماری رشد و ہدایت کے لئے ہم پر وہ کرم کیا جو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔

غنچے کو چٹک، پھول کو مہک، سرو کو قد، حسن کو رعنائی دینے والے آقا۔

صدف کو گوہر، آہو کو مشک، ستارے کو ضیاء، قمر کو منور کرنے والے داتا۔

دل کو سوز، عشق کو ساز، بلبل کو پھول، مومن کو ایمان دینے والے مولا۔

طاقت و توانائی دے کہ تیرے پیارے محبوب، رحمۃ اللعالمین کی مدح و توصیف کر سکوں۔

اور آپ کی ایک پیش گوئی جس کے لئے قلم اٹھایا گیا ہے دنیا پر بے نقاب کروں۔

قبل از بعثت سرور عالمؐ

خطہ عرب کا وہ صحیح فوٹو جس کے بیان کرنے سے روح لرزہ بر اندام ہوتی ہے اور تہذیب جس کے قیل وقال سے منع کرتی ہے۔ ایک ایسا بھیانک منظر پیش کرتا ہے جس میں توحید، ظلمت کے ان سیاہ منحوس پردوں میں یوں پنہاں تھی۔ جیسے صدف میں موتی، گرہن میں سورج یا گھرے تاریک بادل میں چاند اور شاید ہی کوئی متنفس خدائے وحدہ لاشریک کا نام لیوا ہو جس کی جبیں خم نیاز سے آشنا ہو۔ وہ خطہ جس کی کل آبادی بت پرستی، شراب خوری و قمار بازی و زنا کاری و قتل و غارت میں محو تھی اور جو پرلے درجے کے ظالم و بے رحم واقع ہوئے تھے۔ وہ جو اپنی بدنامی کے لئے پیدا ہوتے ہی معصوم و بے کس لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا فرض اوّلین شمار کرتے اور خدا کی اشرف مخلوق چند کوڑیوں کے لئے بک جاتی اور اس سے حیوانوں جیسا سلوک روا رکھا جاتا۔ وہ تعلیم سے بے بہرہ تمدن سے نا آشنا معاشرت سے کوسوں دور اخلاق سے کورے تھے۔ گویا طاغوتی طاقتیں رحمانی طاقتوں سے نبرد آزما اور برسر پیکار تھیں اور جو نہایت ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے آپس میں یوں الجھ جایا کرتے تھے۔ جیسے معشوق سے عاشق، مگر کیا مجال جو جدا ہوں اور یہ حسد و جہالت کی آگ جب بھی سلگھتی قبائل کا صفایا کر دیتی۔

غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

آخر خدائے واحد و قدوس کی غیرت نے تقاضا کیا اور وحدت و غیرت کے قلزم نے جوش مارا تو تمام جہالت و تعصب کے بے پناہ پودوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا اور خورشید ہدایت ظلمات کے پردوں کو چاک کرتا ہوا تمام تاریکیوں کو منور و مسحور کرتا ہوا سارے جہاں کو منور کر گیا۔ مولانا حالی نے کیا خوب کہا ہے۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دینے شہادت
ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

"ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیتك ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة (بقرہ:۱۲۹)" فخر دو عالم کے اجداد سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ جن کے اوصاف حمیدہ میں مالک الملک نے فرقان حمید میں بہت سی خوبیاں فرمانے کے بعد ایک دعاء جو ان کی دلی آرزو ہے اپنی مخلوق کی بہتری کے لئے اور جس کے لئے وقت ابھی مقتضی تھا بیان فرمائی ہے اور چونکہ حضور کا وہ پیارا دین جو اللہ کو پسندیدہ ہے "ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران:۱۹)" "ملت ابراہیم حنیف پر ہی ہے۔ اسی لئے ہم آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے وقت آپ کی جد مبارک کے لئے بھی وہی عقیدت ظاہر کرتے ہیں۔

بعثت سرور عالم ﷺ

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا — خلیلؑ ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا — کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

خاک پاک بطحا سے وہ رشد و ہدایت کا نیر اعظم وہ آب و تاب سے دمکتا ہوا خورشید۔ جس کی بے پناہ روشنی سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ منور ہو گیا اور ہر قسم کی روشنی وہ گیس ہوں یا بجلی کے ہنڈے، ستارے ہوں یا چاند۔ ابدالآباد تک چکاچوند ماند پڑ گئے اور اب سوائے اس سراج منیر کے جس کی بیمثل روشنی شرق و غرب اسود و احمر پر یکساں احسان کر رہی ہے اور روز قیامت تک کرتی رہے گی۔ وہ رحمت عالم ﷺ وہ ابر ہدایت، جس کی بے مثل پاک گھٹائیں اخوت، مساوات، محبت و آشتی، توحید و تمجید سے لبریز تھیں۔ کچھ ایسی بے نظیر شان سے افق عالم پر نمودار ہوئیں اور اس آن سے دمکیں اور چمکیں اور اس شان سے برسیں کہ چپہ چپہ و قریہ قریہ کو سیراب کرتی ہوئی شرک و کفر بغض و عناد، جہالت و ضلالت کی بیخ کنی کرتی گئیں۔

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

اوراب سوائے اس رحمۃ العالمین کے تاروز قیامت کوئی دوسری نبوت کی بارش محال ہی نہیں، غیر ممکن ہے۔ کیونکہ آپ کو نبوت کے قصر کی آخری اینٹ اور شان میں لا نبی بعدی کہا گیا ہے اور اس عالم گیر بارش کو کافة للناس اور نبوت کو خاتم النبیین کے پیارے القاب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نوازا گیا ہے۔

وہ حریت کا شہنشاہ جب مساوات کا علم لے کر اٹھتا ہے تو شاہی ایوان وتخت سلاطین لرزہ براندام اور بادشاہ بہ انگشت حیرت ہو کر اس کا سبب دریافت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جبر و استبداد کی فرعون حکومتیں رخصت کا بگل بجایا ہی چاہتی ہیں۔

وہ آمنہ کا لال اور عبداللہ کا نونہال، عبدالمطلب کا بعد از خدا بزرگ، پوتا جس کی تعریف لاریب فیہ واحسن الحدیث کتاب متشبہات کرتی ہے اور جس کے رخ انور کو والضحیٰ اور زلف معنبر کو والیل اور چشم مبارک کو مازاغ البصر سے تشبیہ دی جایا کرتی ہے اور جس کے پیارے پیارے القاب طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر اور ایسے ہی ہیں اور جس کے اخلاق حمیدہ وصفات ستودہ شمار کرنا مشکل ہے اور جس کے احسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے اور جس کی لطف بین نگاہیں گدا کو شاہ و غلام کو آقا اور جاہل کو عالم بنا دیتی ہیں اور جس کا فیض عام تا قیام زمانہ جاری وساری ہے اور جس نے فک رقبہ کا حکم دے کر غلامی کی منحوس تصویر کو سنوارا اور جس نے عالم نسواں کو قعر مذلت سے نکال کر مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا اور حکومت جس گھر کی لونڈی اور سطوت چیری ہونے کا فخر سمجھی اور جس کی زبان فیض ترجمان نے وہ وہ نایاب موتی اور انمول گہر برسائے جو زمانہ محو کرنے پر قادر ہی نہیں اور جو بغیر مشیت ایزدی نطق کرنا جانتی ہی نہ ہو۔ "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم:۳،۴)"

وہ خلیل اللہ کے دریا کا گوہر جس کو شکم مادر ہی میں در یتیم بنایا گیا ہو اور جس کی والدہ ماجدہ سن بلوغ سے بہت پیشتر داغ مفارقت دے چکی ہو اور جس کا دادا ابا صرف سات برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہو گیا ہو اور جس کے صرف خدائے واحد کے اقرار کرنے سے باطل معبودوں کے نام لیوا جان کے دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے ہوں اور عدم تعاون اور ایذا رسانی میں محو ہوں اور یہاں تک مجبور کر دیویں کہ وطن عزیز کو صرف اس قصور کے بدلے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کیوں کرتا ہے خیرباد کہہ جاوے۔

وہ خواجہ دوسرے ہر ایک دکھ و تکلیف کو جو "انذر عشیرتك الاقربین (الشعراء:٢١٤)" کے بدلے میں دی جاتی تھی۔ بڑی خندہ پیشانی سے لبیک کہتا ہوا دکھ کے بدلے میں سکھ، تکلیف کے بدلے میں راحت، ظلم کے بدلے میں رحم کی دعائیں دیتا ہے اور جس سے باوجودیکہ انتہائی ایزارسانی سے کام لیا گیا ہو۔ مگر سوائے "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" کی معمہ خیز دعاء کے حرف شکایت زبان پر نہ لایا ہو۔

تیرے احکام نے ختم رسل ساکت زباں کردی
نہ ہوتا قفل گر منہ پر تو ہتلاتے کہ کیا تو تھا

وہ امن وسلامتی کے بحر ناپیدا کنار کا شناور باوجودیکہ حوادث زمانہ سے یوں ستایا گیا تھا اور طرح طرح کے ابتلاء مصیبت میں قدم قدم پر امتحاناً آزمایا گیا اور جب اس کے قدموں میں زروجواہر کے ڈھیر اور حسینانان عرب کے نکاح کا مسئلہ پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ بتوں کی مذمت چھوڑ دے اور خدائے واحد کی تعلیم کو بند کر دے تو وہ امن وآشتی کا شہزادہ یوں گویا ہوا کہ عم محترم اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیا جاوے تب بھی خدا کی قسم یہ کام جاری رہے گا اور اس کو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

وہ خواجہ بدر وحنین وہ دنیا کا قائد اعظم جو وطن عزیز کو مولا کریم کے نام کو بلند کرنے کے عوض چھوڑ آیا تھا اور یثرب میں توحید کے پودے لگانے میں مشغول وعبادت الٰہی میں محلول تھا۔ یہاں بھی امن سے رہنے نہیں دیا گیا اور اب تو معاملہ کفار مکہ کی متفقہ کوشش سے سر کی بازی پر تل گیا تو حضور ﷺ نے مدافعت جنگ بموجب فرمان خداوند کریم "اذن للذین یقاتلون (الحج:٣٩)" آپؐ نے اپنے جان ومال کو مولا کریم کی راہ میں لا کھڑا کیا۔ گو جنگ حنین میں فدائیوں کی تعداد بارہ ہزار تھی اور جس طرح کمانڈر اپنی فوج کے بھروسہ پر نازاں ہوتا ہے آپؐ بھی نہ ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ آپ بھروسہ مالک الملک پر کرتے اور اس کی جناب میں سربسجود دعاؤں میں مشغول رہتے اور عرض کرتے یا اللہ یہ قلیل تعداد تیرے نام لیواؤں کی جو تیرے راہ میں سر ہتھیلی پر لیے صف بستہ کھڑی ہے۔ اگر مٹ گئی تو تیری توحید کا نام لیوا باقی کوئی نہ رہے گا۔

میں زیادہ تفصیل میں اس موقعہ پر جانا نہیں چاہتا۔ میرا مطلب رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی پر ایک ہلکی سی جھلک جو میرے اصل مواقعہ کی نوعیت پر روشنی ڈالنے کے لئے ضروری ہے بڑے اختصار سے ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

بہرحال فخر رسل ﷺ فداہ امی وابی نے ان جاہل، ان پڑھ، وحشی، بدوؤں کو تمدن

ومعاشرت کے سب باب سکھائے اور ان کی طبیعت جو فطرتاً جنگجو واقع ہوئی تھی تبلیغ کی طرف راغب کی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے انہیں تجارت و جہاد کا شوق دلایا۔ وہ بدو جن کو پیٹ بھر روٹی، پہننے کو کپڑا، رہنے کو جھونپڑا بھی میسر نہ ہوتا تھا۔ آقائے نامدار کی تعلیم سے اس قدر بہرہ ور ہوئے کہ ربع مسکوں میں ثلث کے مالک بنے اور اس فوجی کالج کے ہال میں جس کی چھت صرف کھجور کے پتوں سے بنی تھی (یعنی مسجد نبوی) میں بیٹھ کر دنیا کے بادشاہوں کے فیصل ہوئے۔ مگر واہ رے تعلیم اور اس کا پاک اثر کہ نخوت و رعونت و امارت، تعصب نام کو بھی نہ آئے وہ خلیفہ جو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جانشین ہوتا اور جس کی ہیبت سے بادشاہ لرزتے اور جس کے اشارے سے حکومتوں کے تختے الٹتے اور بنتے۔ اس کا تخت کھجور کی چٹائی اور وہ بھی خدا کی زمین پر اور نشان بدن پر اور کرتہ وہ بھی موٹا اور پیوند شدہ۔ الھم صل علیٰ محمد و ال محمد!

وہ شہ لولاک جس کے لئے ہفت افلاک بنے اور جس کی ذات باعث تکوین روزگار ہوئی۔ گھر کا کام کاج خود فرمالیا کرتے۔ آٹا گوندھ لیتے اور کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ بیواؤں کو سودا سلف لا دیتے۔ یتیموں سے شفقت بیکسوں پر رحم، حاجتمند کے سوال کو عموماً کبھی رد نہ فرماتے، خود پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور سوالی کی شکم پری کر دیتے۔ وہ رؤف الرحیم جو خطاء پوش تھا اور جس کی نگاہ لطف میں ایک اعلیٰ وصف یہ تھا کہ وہ خطا بین نہ تھی جو غریبوں کا ملجا اور ضعیفوں کا ماوا تھا اور جو لباس فاخرہ کو ناپسند فرمایا کرتے اور باعث رعونت سمجھتے، اور وہ جو ایک ہبہ چاہے ہزاروں دینار روز آتے گھر میں ایک رات رکھنا پسند نہ فرماتے اور جب تک راہ خدا میں صرف نہ کر لیتے گھر تشریف فرما ہونا پسند نہ فرماتے اور وہ جو راگ اور فوٹو سے بڑی سختی سے منع فرماتے اور وہ جو عبادت الٰہی میں اس قدر منہمک و واصل الحق ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے اور قدم مبارک متورم ہو جاتے اور جن کو قم الیل کا حکم از راہ شفقت ملتا اور جو سیاہ بادل اور اندھیری کے آنے سے خائف سے ہو کر مولا کریم سے دست بہ دعاء ہوتے اور عرض کرتے کہ بارالٰہا کہیں قوم ثمود کی طرح نہ ہو جن کا خیال تھا کہ یہ بادل ہمارے کھیتوں کو سیراب کرے گا۔ اے مولا کریم تیرا تو وعدہ ہے کہ جب تک تو ان میں ہے عذاب محال ہے۔ "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (انفال:۳۳)"

وہ امت کا غمخوار آقا وہ رہتی دنیا تک کا پیامبر ہر آنے والے زمانہ کے لئے ایسی ایسی بیش بہا نصیحتیں چھوڑ گیا جس کے بعد کسی اور نصیحت کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳)" اس کا دین مکمل اور خدا اس سے راضی اور ہمارے لئے اس کے اسوہ حسنہ کی اطاعت ہی فرض کرنے کا حکم

مولا کی جناب سے ملا۔"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۲۱)"
اور اس حکم کے بعد کی تمام باتیں بدعت فرمائیں اور بدعت کو گمراہی بتایا اور گمراہی کو نارِ جہنم قرار
دیا۔"ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیطن ۰ تنزل علیٰ کل افاك اثیم [۱] یلقون
السمع واکثرھم کذابون ۰ والشعراء یتبعھم الغاون ۰ الم ترانھم فی کل
وادیھیمون ۰ وانھم یقولون مالا یفعلون ۰ الا الذین آمنوا وعملو الصلحت
(الشعراء:۲۲۱تا۲۲۷)" ﴿کیا بتلائیں تم کو اوپر کس کے اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں اوپر
ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے، رکھتے ہیں شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں اور
شاعروں کی پیروی کرتے ہیں گمراہ، سب کیا دیکھا تو نے یہ کہ وہ بیچ ہر جنگل کے سرگرداں ہوتے
ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کچھ نہیں کرتے۔ مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے۔﴾

ان آیات سے روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہوا کہ شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے حبیب کیا میں تم کو بتلاؤں کہ شیطان کس انسان پر اترتے ہیں وہ ہر
جھوٹ بات بنانے والے جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والے گنہگار پر اترتے ہیں اور شیطان آسمانی
باتیں اچک کر لے جاتے اور اکثر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور شاعر لوگوں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے
ہیں اور کیا میرے حبیب تو نے نہیں دیکھا کہ جنگل کے درمیان وہ حیران سرگردان ہوتے ہیں اور
جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

سبحان اللہ! کیا لطیف الفاظ ہیں کہ شیطان ہر جھوٹ بات بنانے والے پر اترتے
ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ جھوٹ بولنے والے پر یا کہنے والے پر اترتے ہیں۔ نہیں بلکہ فرمایا کہ اس

---

[۱] چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نبوت کے دعویٰ میں کہتے ہیں کہ میرے نام غلام احمد
قادیانی کے پورے حروف تیراں سو ابجد کے حساب سے ہیں اور یہی میری تیرہویں صدی میں
آنے کی دلیل ہے اور تم چاہے لندن میں جاؤ، دنیا کا گوشہ چھان مارو دوسرا غلام احمد قادیانی آپ کو
کہیں نہ ملے گا۔ قرآن کریم جو علوم کا خزانہ ہے جب یہ مشکل پڑی تو اس بیش بہا علمی سمندر نے
ہمیں ایک منٹ میں اس کا ایسا شافی جواب دیا جو اہل ایمان کے لئے زادۃ ایمانا ہے۔ سبحان اللہ
تنزل علیٰ کل افاك اثیم اس کا جواب ہے یعنی اس کے پورے تیراں سو اعداد ہیں۔ اس سے
صاف اور نہایت واضح معلوم ہوا کہ پہلے دن ہی سے یہ آیت شریف اسی لئے لکھی تھی کہ ایک زمانہ
میں کوئی سر پھرا مدعی نبوت ہوگا۔ جو حروف ابجد سے تیراں سو کا دعویٰ کرے گا اور شیطان اسی پر
اترتے ہوں گے۔

گنہگار پر اترتے ہیں جو جھوٹی باتیں بناتا ہو۔ مثلاً کاہن لوگ جو شیطان کے تابع ہو جاتے اور اکثر شیطان ان کی مدد کرتا تو وہ کوئی بات کہہ دیتے کہ فلاں کام یوں ہوگا اور اگر وہ ویسا ہی ہو جاتا تو ان کی شہرت ہو جاتی اور اس طریقہ سے اپنے آپ کو بہت بڑھا لیتے۔ یہاں تک وہ اپنے زعم باطل میں خدائی کا ایک شریک مشہور کرتے اور اس کی آج کل بھی ہزاروں مثالیں ہیں جو بوقت مناسب پیش کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

شیطان

ناظرین! اب ہم آپ کی خدمت میں شیطان کی تھوڑی حقیقت پیش کرتے ہیں کہ یہ کیا بلا تھی جس کا ذکر فرقان حمید میں بار بار ہوا اور جس کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا اور جس کو انسان کا صریح دشمن بار بار کہا گیا۔

”قل انما انا منذر ۰ وما من اله الا اللّٰه الواحد القهار ۰ رب السمٰوٰت والارض ومابینهما العزیز الغفار ۰ قل هو نبؤا عظیم ۰ انتم عنه معرضون ۰ ماکان لی من علم بالملأ الا علیٰ اذیختصمون ۰ ان یوحیٰ الیٰ الا انما انا نذیر مبین ۰ اذ قال ربك للملئكة انی خالق بشراً من طین ۰ فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له سجدین ۰ فسجد الملئكة كلهم اجمعون ۰ الا ابلیس استكبر وكان من الكفرین ۰ قال یاابلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدی استكبرت ام كنت من العالین ۰ قال اناخیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین ۰ قال فاخرج منها فانك رجیم ۰ وان علیك لعنتی الیٰ یوم الدین ۰ قال رب فانظرنی الیٰ یوم یبعثون ۰ قال فانك من المنظرین ۰ الیٰ یوم الوقت المعلوم ۰ قال فبعزتك لا غوینهم اجمعین ۰ الا عبادك منهم الخلصین ۰ قال فالحق والحق اقول ۰ لا ملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعین ۰ قل ما اسئلكم علیه من اجر وما انا من المتكلفین ان هوالا ذكر للعلمین ۰ ولتعلمن نباه بعدحین (ص:۶۵تا۸۸)“ ﴿ کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا غالب پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان کے ہے غالب بخشنے والا کہ وہ قیامت کی خبر بڑی ہے تم اس سے منہ پھیرنے والے ہو، نہیں ہے مجھ کو کچھ علم ساتھ فرشتوں سرداروں بلند کے جس وقت جھگڑتے تھے۔ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں ڈرانے والا ہوں۔ ظاہر جس وقت کہا پروردگار میرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا

کرنے والا ہوں۔ انسان کو مٹی سے پس جس وقت کہ درست کروں اس کو اور پھونکوں بیچ اس کے روح اپنی میں سے پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سجدہ کیا سارے فرشتوں نے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا وہ کافروں سے کہا اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھ کو یہ کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے ساتھ دونوں ہاتھوں کے اپنے کے کیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبے والوں سے، کہا میں بہتر ہوں اس سے۔ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو مٹی سے۔ کہا پس نکل ان آسمانوں میں سے پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری دن جزا تک، کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ اٹھاوے جائیں مردے، کہا پس تحقیق ڈھیل دیئے گئے ہوئے سے ہو اس وقت معلوم تک۔ کہا پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ گمراہ کروں گا میں ان کو اکٹھے مگر بندے تیرے ان میں سے خالص کئے ہوئے۔ کہا کہ پس سچ بات یہ ہے اور سچ کہتا ہوں میں البتہ بھروں گا میں دوزخ کو تجھ سے اور ان سے جو پیروی کرتے ہیں تیری ان میں سے اکٹھے کہہ نہیں سوال کرتا میں اوپر اس قرآن کے کچھ بدلا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے نہیں یہ قرآن مگر نصیحت واسطے عالموں کے اور البتہ جان لوگے خبر اس کی پہنچنے ایک مدت کے۔﴾

اس مبارک رکوع کی آیات ہم کو دو باتیں بیان فرماتی ہیں۔

اوّل...... یہ کہ سرور عالم فرماتے ہیں کہ لوگو! سن لو کہ میں تو صرف اس حیّ و قیوم کی طرف سے صرف ڈرانے والا ہوں۔

کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اور عبادت کے لائق سوائے اس زبردست خدا کے کوئی دوسرا معبود نہیں۔ مگر وہ اکیلا غالب حکمت و جبروت والا وہ پروردگار پالنے والا ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان مخلوق ہے اس کا بھی وہی پالنے والا ہے اور قیامت ایک بڑی چیز ہے وہ روز جزا ضرور آنے والا ہے۔ خبردار تم اس سے منہ نہ پھیرنا۔ یعنی یاد رکھنا، ملک اعلیٰ یعنی سرداروں بلند مرتبہ والے فرشتوں کا جب وہ آپس میں کسی بات پر شدت سے تبادلہ خیالات کر رہے تھے ان کی بابت مجھ کو کچھ بھی علم نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مجھے تو تمہارے لئے ڈرانے والا ہی کر کے بھیجا ہے۔

اس ساری عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ مولا کریم اکیلا معبود ہے۔ عبادت صرف اسی کو سزاوار ہے اور روزی صرف وہی دیتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور روز جزا و سزا ضرور آئے گی۔ خبردار اس میں شک نہ کرنا اور میں تو اس کا پیامبر ہوں کہ اس کے احکام تم تک پہنچاؤں۔ خوشخبری

دوں اور ڈراؤں تاکہ تمہیں کوئی نہ بہکا دے اور فرمایا مجھ کو کیا خبر تھی فرشتوں کے جھگڑا کرنے کی اور جب تک بذریعہ وحی الٰہی مجھ کو نہ جتلائی گئی یہی میرے سچا ہونے کی دلیل ہے جو بذریعہ وحی جتلائی گئی ہے۔ اس کے بعد اس مردود ازلی کا واقعہ بیان فرما کر ڈرایا گیا ہے کہ خبردار مالک حقیقی کے فرمان سے سرتابی نہ کرنا اور اپنے آپ کو ناجز سمجھنا اور عبادت پر ناز نہ کرنا ورنہ تم بھی اس کے ساتھی ہو جاؤ گے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کا اٹل فیصلہ ہے۔

دوئم...... اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میرے حبیب میں نے حکم دیا تھا واسطے تمام فرشتوں کے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں۔ انسان کو مٹی سے اور جس وقت میں اس کو درست کروں اور روح اس میں پھونک دوں تو تم گرو اس کے آگے سجدہ میں۔ بس کیا تمام فرشتوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تم کو واسطے اس چیز کے کہ بنایا ہم نے اس کو اپنی قدرت کاملہ سے کیا تکبر کیا تو نے یا اپنے آپ کو بلند مرتبے والوں سے سمجھا تو ابلیس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو کیچڑ سے اس لئے ہم نے اس کو اپنے آسمانوں سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس کو کہا کہ تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تمہارے لعنت ہے ہماری قیامت کے روز تک، پھر اس کے جواب میں کہنے لگا کہ اے رب میرے مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ اٹھائے جاویں مردے، ہم نے اس کو جب ایک وقت تک مہلت دے دی تو کہنے لگا قسم ہے تیری عزت کی کہ گمراہ کروں گا میں تمام انسانوں کو مگر سوائے ان خاص تیرے بندوں کے یعنی جن پر میرا اثر تیری رحمت کی وجہ سے نہ چل سکے گا۔ ہم نے کہا یہ سچی بات ہے تو ہم نے حکم دیا تم کو اور تیرے تمام پیراؤں کو ہم جہنم میں بھر دیویں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہہ دے میرے حبیب نہیں میں سوال کرتا اوپر اس قرآن کے کچھ بدلہ تم سے اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے یہ قرآن ہے نصیحت واسطے تمام عالموں کے (جہانوں کے) اور تم کو یہ باتیں سمجھ تو آئیں گی۔ مگر موت کے بعد یعنی جب مر جاؤ گے پتہ چل جائے گا۔ جہاں پچھتانا بے سود ہوگا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ اس سے بچنا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حدود اللہ کے اندر رہنا چاہئے اور اس کے پیدا کردہ وسوسوں کی تو اضع اعوذ باللہ سے کرنی چاہئے اور سوائے اسوہ حسنہ کے کوئی اور طریقہ خواہ وہ کیسا ہی اچھا نظر آتا ہو نہیں کرنا چاہئے اور مولا کے ہر ایک حکم پر آمنا و صدقنا کہہ کر سر تسلیم خم بغیر حجت کے کرنا چاہئے ورنہ وہی حکم ہوگا اور نتیجہ جہنم ہوگا اور کبھی بھولے سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ تکبر اور شرک نیک اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتا ہے۔ جیسے روئی کے ڈھیر کو ایک حقیری چنگاری۔

تکبر عزازیل رو خوار کرد　　　بہ زندان لعنت گرفتار کرد

نتیجہ ان آیات کا یہ نکلا۔

۱...... کہ شیطان ہر جھوٹ بات بنانے والے پر اترتے ہیں۔

۲...... شاعر گمراہ لوگ۔ ہوتے ہیں۔

۳...... شیطان تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس سے بہتر ہوں۔

ایمان کی صفتوں میں ایک صفت یہ بھی ہے ”لا نفرق بین احد من رسلہ (البقرۃ:۲۸۵)“ یعنی مومن تو وہ لوگ ہیں جو پیغمبروں کے درمیان فرق نہیں سمجھتے۔ یعنی سب کو یکساں سمجھتے اور ان کی عزت میں فرق نہیں لاتے۔

چنانچہ اس کی تصدیق خود سرور عالم ﷺ نے کر دی۔

”فرمایا مجھ کو یونس بن متی سے مقابلاً فضیلت نہ دو ایسی فضیلت جس میں میری برتری اور ان کی ہتک ہوتی ہو۔ کیونکہ تمام پیامبر ایک ہی چشمہ احدیت سے سیراب ہو کر ایک ہی پاک مقصد لے کر آئے تھے۔ جو میں لے کر آیا ہوں۔ ہاں فرق یہ ہے کہ مجھ پر نبوت ختم ہے اور میرے بعد تا قیام زمانہ کوئی دوسرا ایلچی نہ آئے گا“ اور اسی لئے ہم کو ان پاک کلمات کی تعلیم دی گئی۔ ”امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا اولیك المصیر (بقرہ:۲۸۵)“

کہ ایمان لائے ہم اوپر اللہ تعالیٰ کے اور فرشتوں اس کے کے اور کتابوں اس کی کے اور رسولوں اس کے کے، نہیں فرق کرتے ہم درمیان پیغمبروں اس کے سے اور کہتے ہیں ہم کہ سنا ہم نے حکم اور اطاعت کری ہم نے بخش دے اے رب ہمارے اور تیری طرف ہی ہم نے پھر جانا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔

۴...... کہ جو شخص ان چار باتوں سے جو اوپر بیان ہو چکی ہیں کسی ایک سے بھی منحرف ہو گا وہ مومن نہ ہو گا اور شیطان کا ساتھی ہو گا۔

”ولقد فضلنا بعض النبیین علیٰ بعض وآتینا داؤدا زبورا (بنی اسرائیل:۵۵)“ بیان فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی۔ یعنی کسی نبی کو ایک قوم کی طرف اور کسی نبی کو ایک ملک کی طرف کسی کو دس ہزار انسانوں کی ہدایت کے لئے کسی کو ایک لاکھ انسانوں کی ہدایت کے لئے اور کسی کو صاحب کتاب بنایا۔ مگر مولا کریم خود فرماتے ہیں کہ ہم نے فضیلت دی اور میرے حبیب تم کو تمام جہان کے لئے مبعوث فرمایا۔

اب یہ ہمارا کام نہیں کہ ہم کسی کی ہجو اور کسی کی تعریف کریں۔ ہم کو تو یہ حکم دیا کہ تم ان میں تفریق نہ کرو۔ بلکہ سب کو یکساں عزت کرو اور اس کو جزو ایمان سمجھو۔

اب اس سارے بیان کا نتیجہ جس کے لئے ہم نے قارئین کو اس قدر تکلیف دی کیا ہوا۔ مہربانی کر کے اس کو اپنے ذہن نشین کرنے کے بعد حسب وعدہ اصل غرض جس کے لئے یہ قلم اٹھایا گیا ہے توجہ فرمائیں۔

نتیجہ! دار جہنم کس کو ملے گا؟۔

اس کو جو ہر جھوٹ بات بنا دے گا اور اس کو فروغ دے گا۔

اس کو جو (شاعر گمراہ لوگوں کی پیروی کرے گا) کیونکہ (شاعر گمراہ ہوتے ہیں) اور وہ عموماً جھوٹے قصے بنا کر دنیا کو غلط راستہ پر گامزن کرتے ہیں۔

اس کو جو تکبر کرے گا اور کہے گا کہ میں خدا کے فرستادہ سے بہتر ہوں۔ اس کو جو رسولوں کی تحقیر و تذلیل کرے گا اور ان میں تفریق ڈالے گا۔

اس کو جو آیات کی غلط تفسیر کر کے لوگوں کو بہکائے گا اور اپنے مفید مطلب بنانے کی کوشش کرے گا۔

ہزار ہزار احسان اس قادر قیوم کا ہے۔ جس نے ہماری رشد و ہدایت کے لئے ایک ایسی مبارک ہستی جس کی نظیر ہی نہیں ایک ایسا رسول جس میں امت کی غمخواری اور فلاح کے لئے دلی درد تھا اور جو خود تکلیف میں پڑ کر دوسروں کو راحت پہنچا کر خوش ہوتا وہ ہادیٔ برحق جو ہر زمانہ کے لئے وہ بیش قیمت موتی اور وہ انمول جواہر اور ایسے زریں اصول اور ایسے قوی ضوابط اور مدلل اور مؤثر قانون اور بیش بہا نصیحتیں جو نہایت واضح طور پر بیان فرمائیں اور جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور جن پر عمل کرنے سے انسان کبھی گھاٹا نہیں کھاتا اور صراط مستقیم سے نہیں بھٹکتا وہ اس قابل ہیں کہ سنہری حروف میں لکھ کر اپنے پاس رکھی جائیں اور انہیں نصب العین بنایا جائے تاکہ شیطانی وسوسے اور دھوکہ دہی سے نجات ہو اور کسی حیلہ جو کو موقعہ بنانے کا امکان ہی نہ رہے اور فتنہ و شر پیدا ہی نہ ہو اور خلق خدا کا تعلق اپنے منعم حقیقی سے وابستہ رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

پہلی حدیث ج ۲ ص ۳۹۷ کتاب الفتن واشراط الساعہ، ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب لاتقوم الساعۃ حتیٰ یخرج "سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷ کتاب الفتن) "فرمایا میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں

نبیوں کا ختم کردینے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

خلاق کائنات نے اپنے حبیب کو یہ جتلا دیا تھا کہ آپ کی امت میں تیس جھوٹے فریبی ایسی بھی پیدا ہوں گے جن کے بودے دماغوں میں شیطان یہ وسوسہ بڑی شدومد سے بھر دے گا کہ وہ زعم باطل میں نبی اللہ ہیں۔ حالانکہ اے محمد ﷺ ہم نے تم کو خاتم النبیین بنایا اور باب نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا۔ کیونکہ دین کی حفاظت کا ذمہ ہم نے خود لے لیا۔ لہٰذا جب دین مکمل ہی رہا اور اس میں کوئی کوئی متنفس زیروزبر کا اضافہ نہ کرسکے گا تو کیا ضرورت ہے کہ کوئی ضمیمہ نبوت نباوٹ کے کاغذی پھول بنانے کی زحمت گوارہ کرے اور مان نہ مان میں تیرا مہمان کا مصداق ہو۔

دوسری حدیث (طبرانی المعجم الکبیر ص۱۸۹ج حدیث نمبر ۶۷۹۷) ''لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلثون کذاباً آخرهم الاعور الدجال '' فرمایا قیامت تب تک قائم ہی نہ ہوگی جب تک یہ تیس بڑے جھوٹے فریبی ظاہر نہ ہولیں۔ جو کہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

سبحان اللہ کس زور سے اس بات کی تسلی کردی کہ خبردار اے میری امت بھول نہ جانا اور یاد رکھنا کہ قیامت قائم ہی نہ ہوگی۔ جب تک یہ تیس شیطان کے چیلے نہ آجائیں اور ایک دنیا کو گمراہ کرکے اپنے کو جہنم کا ایندھن نہ بنالیں۔ اور ایک اور حدیث میں یوں فرمایا۔

''سیکون فی امتی کذابون دجالون وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص٤٦٥ کتاب الفتن) '' میری امت میں کذاب ودجال ہوں گے اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ اللہ کیا ہی واضح الفاظ ہیں۔

فرمایا میرے بعد جھوٹے اور فریبی ہوں گے فرمایا وہ باوجودیکہ کہیں گے ہم امتی ہیں۔ پھر ایسا دجل کریں گے اور کہیں گے کہ امتی نبی بھی ہیں۔ خبردار یاد رکھنا وہ شیطان کے چیلے ہوں گے۔ جھوٹے اور فریبی ہوں گے۔ کیونکہ میں نبوت کے قصر کی آخری اینٹ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

پھر ایک اور حدیث میں نبوت کو یوں مسدود فرمایا[1] ''لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ ص٥٥٨) '' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔ مگر نبی میرے بعد کوئی نہ ہوگا۔

---

[1] ''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ وسلم ولقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی امتی احد فانه عمر متفق علیه (مشکوٰۃ ص٥٥٦، باب مناقب عمر)''

اس میں حضورؐ نے ازراہ شفقت ایک مثال دے کر اور نام لے کر بتایا گیا اگر کوئی نبی میرے بعد آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر ہوتے جو خلیفہ ثانی تھے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس جلیل القدر ہستی نے اسلام کی جو خدمت کی اور فروغ دیا وہ کسی دوسری کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ نے نو سو مسجدیں بنوائیں اور کفار کے نو سو قلعے اپنے قدموں کے نیچے روند دیئے اور انگریز مؤرخ ان کو دی گریٹ ہیرو آف اسلام" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اگر ایک اور عمر ہوتا تو تمام دنیا پر اسلام ہی اسلام ہوتا۔ مگر آپ کی تاریخ کو مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی کو فخر سمجھتے اور اسی پر ناز کیا کرتے۔

"عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الا نبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فماتاء مرنا يا رسول الله قال فوابيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم (بخاری شريف ج ۱ ص ۴۹۱، باب ماذكر بنی اسرائيل، مسلم ج ۲ ص ۱۲۶ باب وجوب الوفا ببعة الخليفة)"

روایت ہے ابی ہریرۃؓ سے نقل کی پیغمبر خدا سے کہ کہا کرتے تھے بنی اسرائیل کہ ادب سکھاتے تھے ان کو انبیاء جب کہ مرتے ایک نبی جانشین ہوتے ان کے اور نبی اور تحقیق حال یہ ہے کہ نہیں آنے والا نبی بعد میرے اور ہوں گے بعد میرے امیر اور بہت ہوں گے عرض کیا صحابہ نے پس کیا حکم فرماتے ہو۔ ہم کو یعنی جبکہ بہت ہوں گے امیر بعد آپ کے اور واقع ہوگا۔ ان میں تنازع آپس میں پس کیا فرماتے ہو ہمیں کرنے کو اس وقت فرمایا پوری کرو۔ بیعت پہلے کی۔ پھر پہلے کی اتباع پہلے خلیفہ کا کیجئے۔ اگر ہو مدعی دوسرا اتباع نہ کیجئے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

یعنی رسول کریم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پے در پے پیغمبر آیا کرتے۔ مگر میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے بجائے پیغمبروں کے خلیفے یا امیر ہی آئیں گے تو عرض کیا صحابیوں نے جب بہت سے امیر ہوں گے تو ہم کس کی پیروی کریں فرمایا پہلے امیر کی پیروی کرنا۔

"وعن عرباض ابن سارية‌ؓ عن رسول الله ﷺ انه قال انی عند الله مكتوب خاتم النبيين وان آدم لمنجدل فی طينته وساخبركم باؤل امری دعوت ابراهيم وبشارة عيسیٰ ورؤيا امی التی رأت حين وضعتنی وقد خرج لها نور اضاءت لها منه قصور الشام رواه البغوی فی شرح السنة ص ۱۳ ج ۷ حديث نمبر ۳۵۲۰" روایت ہے عرباض بن ساریہؓ سے اس نے

نقل کی رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ فرمایا تحقیق میں لکھا ہوا ہوں۔ اللہ کے نزدیک ختم کرنے والا نبیوں کا کہ بعد میرے کوئی نبی نہ ہو۔ اس حال میں کہ تحقیق البتہ ہوئے تھے۔ آدم علیہ السلام زمین پر اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور اب خبردوں میں تم کو ساتھ اوّل امر اپنے کے کہ وہ دعاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور نیز بدستور اوّل امر خوشخبری دینے عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ یعنی کہ جیسے کہ اس آیت میں ہے۔

"ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (صف:٦)"

اور نیز بدستور اوّل امر میرا خواب دیکھنا میری ماں کا کہ دیکھا انہوں نے جب جنا مجھ کو اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کے لئے ایک نور کہ روشن ہوئے ان کے لئے اس نور سے محل شام کے۔

سبحان اللہ! کیا ہی خوب فرمایا کہ لکھا ہوا تھا۔ میں نزدیک اللہ تعالیٰ کے ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یعنی مولا کریم کی جناب میں پہلے دن ہی میں ختم کرنے والا نبیوں کا لکھا جا چکا تھا۔ یعنی نبوت خدا کی مشیت میں مجھ پر ختم تھی اور ابھی حضرت آدم کا پتلا ہی بنا تھا اور ابھی اس میں روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی اور میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں۔ ربنا وابعث فیھم اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ "ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (صف:٦)" کا مصداق ہوں اور جب میں تولد ہوا تھا تو میری والدہ ماجدہ نے جو خواب دیکھا کہ نور ہے اور اس قدر روشن ہے کہ اس کی روشنی سے شام کے بادشاہوں کے محل دیکھے جاتے ہیں۔

"وعن سعد ابن وقاصؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (مسلم ج۲ ص۲۷۸ باب من فضائل علی ابن ابی طالب)"

روایت ہے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہ تو مجھے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے۔ موسیٰ سے مگر فرق یہ ہے کہ نہیں ہے نبی بعد میرے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق فرمایا کہ "انا مدینة العلم وعلی بابها (کنز العمال ج۱۱ ص۶۱۴، حدیث نمبر۳۲۹۷۸)" یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اور پھر فرمایا کہ حضرت علیؓ میں اور مجھ میں وہی نسبت ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام سے مگر فرق صرف یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے اور میرے بعد نبوت ختم ہے۔ اس لئے حضرت علیؓ پیغمبر نہیں۔

قارئین کرام! میں نے سینکڑوں حدیثوں میں صرف چند ایک ہی لی ہیں۔ کیونکہ میرا اصل مضمون کچھ اور ہے اور چونکہ چند ایک حدیثوں کی آپ حضرات کے سمجھانے کے لئے جس میں مضمون آسانی سے سمجھ میں آجاوے ضرورت تھی۔ اس لئے میں صرف دو اور حدیثیں آپ کی خدمت میں معاملہ کو آسانی سے واضح کرنے کے لئے پیش کر کے آئمہ سلف کے قول پیش کروں گا اور نتیجہ ناظرین کرام پر چھوڑ دوں گا۔ "وعن ابی هريرة قال قال رسول اللهﷺ مثلی ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه...... لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنه فكنت انا سدوت موضع اللبنة ختم بی الرسل وفی رواية انا اللبنة وانا خاتم النبيين (مشكوٰة ص ۵۱۱، باب فضائل سيد المرسلين صلوٰت الله وسلامه عليه)"

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہﷺ نے مثل میری اور مثل انبیاء کی جیسے کہ ایک محل ہے اچھی بنائی گئی دیوار اس کے گرد چھوڑ دی گئی اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ پھر گرد پھرنے لگے۔ اس محل کے دیکھنے والے درحالیکہ تعجب کرتے تھے۔ اس دیوار کی خوبی سے مگر اس اینٹ کی جگہ خالی رہی تھی۔ یعنی وہ خارج تھی خوبی سے سو میں ہوا کہ بند کی میں نے اینٹ کی جگہ جو خالی تھی۔ ختم کی گئی ساتھ میرے دیوار اور ختم کئے گئے ساتھ میرے رسول اور ایک روایت میں ہے پس میں ہوں مثال اس اینٹ کی اور میں ہوں ختم کرنے والا نبیوں کا۔

رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ میری اور پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک نہایت ہی خوبصورت محل بنوایا ہو۔ مگر ایک کونہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی ہو اور میرے آنے سے وہ اینٹ کی جگہ پر ہو گئی ہو اور اب اس میں گنجائش ہی باقی نہ رہی ہو۔ کسی دوسری اینٹ کی یعنی فرمایا میں آخری اینٹ ہوں اور میرے بعد نبوت ختم ہے۔

"عليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين (مشكوٰة ص ۳۰، باب اعتصام باالكتاب والسنة)" "تم لوگ میرے اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ محمدؐ، احمدؐ، ماحیؐ، حاشرؐ، عاقبؐ اور عاقبؐ کے معنی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۵، باب اسماء النبیﷺ وصفاتہ)

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے کئی ایک نام اپنے ذکر فرمائے۔ محمدؐ، احمدؐ (مقفی) کے معنی آخر الدنیا (ص ۵۱۵ ایضاً باب ایضاً)

کتاب (شفاص ۲۴۷ ج ۲) میں قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کا حاصل کرنا جائز شمار کرے اور صفائی قلب سے نبوت کے مراتب کو پہنچنے کو ممکن جانے۔ جیسا کہ فلاسفہ اور تمام صوفیوں کا خیال ہے۔ نیز اسی طرح یہ دعویٰ کرے کہ اس کو من جانب اللہ وحی ہوتی ہے گو وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا یہ کہے کہ وہ آسمان کی طرف صعود کرتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور اس کے میوہ جات کھاتا ہے اور حوروں سے معانقہ کرتا ہے تو ان تمام صورتوں میں ایسا شخص کافر اور نبی ﷺ کا مکذب ہوگا۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نیز آپؐ نے منجانب اللہ یہ خبر دی کہ آپ خاتم النبیین اور مرسل کافۃ للناس ہیں اور تمام امت محمدیہ نے اس پر اجماع کیا کہ ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک نہیں ہے۔

کیمیائے سعادت (ترجمہ اکسیر ہدایت ص ۶۲) میں امام غزالیؒ ختم نبوت پر فرماتے ہیں:

"پس بآخر ہمہ رسول ما ﷺ بخلق فرستاد و نبوت وے بدرجہ کمال رسانیدہ ہیچ زیادت رلا آں را نبود و بایں بسبب اورا خاتم الانبیا کرد کہ بعد ازوے ہیچ پیغمبر نباشد"

(کتاب حجۃ اللہ البالغہ عربی ج ۲ ص ۲۱۲) میں حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے نبوت کا اختتام ہوگیا اور وہ خلافت جس میں مسلمانوں میں تلوار نہ تھی حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ختم ہوگئی اور اصل خلافت حضرت علیؓ کی شہادت اور حضرت امام حسنؓ کی معزولی سے ختم ہوگئی۔"

تمام دنیا کا اجماع از ابتدائے آفرینش تا قیام زمانہ یہی رہا اور ہے اور رہتی دنیا تک رہے گا کہ نبوت اس نبیوں میں خاصوں کے خاص محمد ﷺ عاقب پر ختم ہوگئی اور اس کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا بروزی ہو یا ظلی تشریعی ہو یا غیر تشریعی نہ آئے گا۔ بلکہ امیر آئیں گے اور جو نبوت کے امکان پر بھی ایمان رکھے وہ کافر اور رسول پاک ﷺ کا مکذب وشیطان کا ساتھی ہوگا۔

بستان عرب کا وہ مالی جس نے گلشن وحدت کو نہایت جانفشانی سے جگر کا خون سینچ سینچ کر لگایا تھا اور جس نے ایک ایک پودے کو اپنے مبارک ہاتھوں سے بٹھایا تھا اور اپنے مبارک پسینہ سے طراوت بخشی تھی وہ اپنے برگ وگل سے زیادہ آشنا ہوسکتا ہے یا کوئی اور سر پھرا جو محض کوتہ بینی و بے بضاعتی کی وجہ سے کور باطن ہو اور پودے لگانا اور سینچنا ہی نہ جانے وہ دعویٰ

کرے کہ میں اس سے اچھے لگا سکتا ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک! موجد اپنی ایجاد سے ملہم اپنے الہام سے کما حقہٗ آشنا ہوتا ہے اور جو ایسے ملہم کو جس کی تصدیق رب العالمین بڑی شدت سے خود کرتا ہو یہ کہے کہ فلاں الہام کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ یا اس الہام کی اصلیت واضح طور سے صرف مجھ پر ہی کھولی گئی ہے کیا ہوگا۔

وہ ضرور جھوٹی بات بناتا ہوگا اور گنہگار ہوگا اور ضرور شیطان اس پر اترتے ہوں گے۔

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)" "نہیں ہیں محمد باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے ولیکن رسول ہیں اللہ کے اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔

ان آیات کی تفسیر خود حضور ﷺ نے بڑی وضاحت سے مثالیں بیان فرما فرما کر دی کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد امکان نبوت کرنا شرک فی نبوت ہے اور وہی کرتا ہے جس کا ساتھی شیطان رجیم ہے۔

وہ صداقت کا شہنشاہ وسچائی کا سرتاج جو رہتی دنیا تک کو سچائی کا درس دینے آیا تھا اور جس نے جھوٹ سے نفرت اور سچائی سے محبت کا گرویدہ بنایا اور کوئی بات ایسی بیان نہیں فرمائی جس میں ایک رتی بھر جھوٹ ہو یا اس میں جھوٹ کا شائبہ تک ہی ہو یا یوں ہی کہہ دی گئی ہو اور وہ منصۂ شہود پر نہ آئی ہو۔ مثلاً اسی ایک حکم کو جس کی تائید متعدد دفعہ فرمائی گئی ہے کو لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد نبوت کا دروازہ تاقیام زمانہ بند ہے۔ اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ صرف امیر ہی آئیں گے۔ جو پیغمبروں کے جانشین ہوں گے اور وہاں سر پھرے شیطان کے چیلے ضرور آئیں گے۔ خبردار ان سے آگاہ رہنا اور ان کے دام تزویر میں نہ آنا ورنہ اس کے ساتھی ہو جاؤ گے اور ٹھکانہ جہنم ہوگا اور فرمایا ایسے آنے والے بڑے بڑے فریب دیں گے کہیں گے کہ ہم امتی بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔ مگر خبردار رہنا وہ جھوٹے ہوں گے۔

محترم قارئین! اب ہم آپ کی خدمت میں ان سر پھرے چند ایک شیطانی چیلوں کا ذکر کرتے ہیں گو اس مختصر کتاب میں ان کی پوری ہسٹری تو نہ آ سکے گی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ روشنی ڈالی جاوے گی۔ امید ہے ناظرین کرام آقائے نامدار کی پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر محظوظ ہوں گے۔

۱...... اسود عنسی پہلے مسلمان تھا۔ حج کے بعد مدعی نبوت ہوا۔ چونکہ شعبدہ باز تھا۔ اس لئے لوگ اس کے شعبدوں پر بھول کر اس پر ایمان لے آئے اور دین اسلام سے نجران کا تمام

علاقے کا علاقہ ہی مرتد ہو گیا اور اس کا پیرو ہو گیا۔ آخر حضور سرور کائنات کی حیات طیبہ میں ہی وہ شیطانی پٹھو قتل ہوا اور دنیا اس کے ارتداد سے محفوظ ہوئی۔

۲...... مسیلمہ کذاب پہلے مسلمان تھا اور یہ بدبخت بھی حضورﷺ کے زمانہ میں ہی ہوا ہے۔ یہ قرآن پاک کے مقابلہ میں عربی عبارتیں بناتا اور ان کو قرآن کی طرح بے مثل کہتا۔ بہت سے لوگ دین حنیف سے منہ موڑ کر مرتد اور اس کے پیرو ہو گئے۔ بلکہ اس شیطانی چیلے نے خود آنحضورﷺ کو دعوت دی اور لکھا کہ میں بھی خدا کا فرستادہ ہوں۔ اس لئے نصف بیت المال میرا اور نصف آپ کا اور بادشاہی میں بھی میں نصف ملک کا وارث ہوں۔ حضورﷺ نے اس کا جواب دیا کہ تم جھوٹے ہو۔ زمین کا مالک تو وہی ذات پروردگار ہے وہ جس کو چاہتا ہے عزت اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اور یہ تو ایک لحاظ سے امتی بھی تھا۔ اذان میں محمد رسول اللہ بھی کہتا تھا۔ آخر بدبخت زمانہ خلافت حضرت ابوبکرؓ میں مارا گیا اور اس کے قتل ہونے کا عجب واقعہ ہے۔ جب محمدی غلام بحکم خلافت اس کی سرکوبی کو گئے ہیں تو نبی صاحب اس وقت اپنے خیمہ میں سو رہے تھے۔ ان کی زبردستی سے لی ہوئی بیوی جس کا نام آزاد تھا کا بھائی جی کڑا کر کے اندر بڑھا لپک کر ایک ہاتھ سے اسود کا لٹ پکڑ لیا اور دوسری ہاتھ سے اس کے حلقوم میں چھری گھونپ دی ساتھ ہی اس کی پیٹھ پر گھٹنا رکھ کر بیٹھ گیا اور وہ تڑپ نہ سکے۔ اس وقت اسود کے نرخرے سے بیل کی سی آواز نکل رہی تھی۔ پہرے والوں نے پوچھا یہ آواز کیسی آتی ہے۔ اس کی بیوی آزاد نے برجستہ جواب دیا۔ مطمئن رہو۔ پیغمبر صاحب پر وحی نازل ہو رہی ہے۔

۳...... طلیحہ بن خویلد، یہ شخص خیبر کے مضافات میں سے تھا۔ نبوت کا دعویدار ہوا۔ مسودہ فقرات بنا کر کہتا کہ یہ وحی الٰہی ہے اور نماز میں صرف قیام ہی پر اکتفا کرتا سجدہ و رکوع سے منع کرتا۔ اس کی جماعت اس قدر بڑھ گئی کہ تین قبائل اسد، عطفال اور طے پورے کے پورے اس کے ساتھ مل گئے اور دین فطرت سے منہ موڑ کر شیطان کے ساتھی ہو گئے۔

۴...... ایک شیطانی پٹھو نے اپنا نام لا رکھ لیا اور کہتا تھا کہ حدیث میں جو آیا ہے لا نبی بعدی وہ میں ہی ہو۔ اس کا وہ مطلب نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ میری بشارت ہے اور تاویل اس کی یہ کرتا کہ میرے بعد لا نبی ہوگا۔ لا مبتدا اور نبی اس کی خبر ہے۔ بہت خوب۔ یہ بھی جہنم رسید ہوا۔

۵...... خالد بن عبداللہ قسیری کے زمانہ میں ایک بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا اس بدنہاد نے ”انا اعطینك الکوثر (کوثر:۱)“ کے جواب میں ایک عبارت بنائی۔ ”انا

اعطینك الجاهر فصل لربك وجاهر ولا تطع کل ساحر ''خالد نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ فی النار والسقر کر دیا گیا۔

۶...... متنبی ایک مشہور شاعر ہوا ہے۔اس نے بھی شیطانی لائن اختیار کی اور نبوت کا دعویٰ کیا۔وہ کہتا تھا کہ میرے شعر بے مثل ہیں اور اپنے اشعار کو معجزہ قرار دیتا ایک انبوہ کثیر نے اس کی تابعداری کی اس نے بہت سے قصائد لکھے اور ان کو اعجاز یہ بتایا۔آخر وہ فی نار جہنم ہوا۔

۷...... مختار ثقفی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ میں ہوا ہے۔اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے خطوط میں وہ المختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔یہ شخص پہلے خارجی تھا پھر زبیری پھر شیعہ اور آخر کیالی ہو گیا اور یہی شخص ہے جس نے شہدائے کربلا حضرت امام حسینؓ کا انتقام لیا اور حاکم کوفہ ہوا۔اس کا دعویٰ تھا کہ مجھے علم غیب ہے اور جبریل میرے پاس آتے ہیں اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حلول کیا۔آخر وہ بھی تین پانچ ہوا۔

۸...... متوکل کے زمانہ میں ایک اور بد بخت عورت نے دعویٰ نبوت کیا تو متوکل نے بلا کر اس سے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ رسول اللہ پر ایمان رکھتی ہے تو بولی ہاں رکھتی ہوں۔کیا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔بولی مرد نبی کی ممانعت ہے۔یہ کب کہا تھا کہ عورت نبیہ نہیں آئے گی۔لا نبیة بعدی میرے بعد کوئی عورت نبی نہ ہوگی۔

۹...... مقنع یہ شخص تناسخ کا قائل تھا۔مقتدی اس کو سجدہ کرتے۔خراسان میں اس کا ظہور ہوا۔جنگ وجدل میں اس کے مرید پکارتے اے ہاشم ہماری مدد کر آخر مہدی جو وقت کا خلیفہ تھا اس نے سید حرشی کو بہت سا لشکر دے کر قلعہ سیام میں محصور کرایا۔جہاں وہ خود تیزاب کے برتن میں بیٹھ کر فی النار ہوا۔ایک اور روایت میں یوں لکھا ہے کہ اس نے آگ جلا کر اپنے مریدوں سے کہا کہ جس نے آسمان پر میرے ساتھ جانا ہو آ جاوے۔چنانچہ کئی ایک خوش عقیدت لوگ اس کے ساتھ جل کر مر گئے۔اس کے مریدوں کا اعتقاد ملاحظہ ہو۔

۱۰...... یحییٰ بن زکیرو قرمطی ہوا۔جس نے حلقۂ شیطانی اختیار کیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔یہ شخص بغداد کے گردونواح کو تباہ و برباد کرنے میں مشہور ہے۔اس کے بعد اس کے بہت سے مرید ہوئے ہیں۔آخر وہ بھی اپنے کردار کی سزا کے لئے روانہ ہوا اور سیدھا ہاویہ میں پہنچ گیا۔

۱۱...... بہبود یہ بھی مدعی نبوت ہوا اور بہت سی جمعیت پیدا کر لی۔آخر فی النار ہوا اور نبوت دھری کی دھری رہ گئی۔

۱۲...... عیسیٰ بن مہرویہ قرمطی یہ اپنے آپ کو مہدی کہتا تھا اور بہت سی جماعت پیدا کر کے حملہ آور ہوا اور ایک دنیا کو زیروزبر کرتا ہوا اسید ہا جہنم کو معہ اپنے رفقاء کے سدھارا۔

۱۳...... ابوجعفر محمد بن علی سلمانی جس کے بڑے بڑے امیر ہم عقیدہ ہوگئے وہ انبیاء علیہم السلام کو خائن قرار دیتا اور شریعت محمدیہ کے بہت سے مسائل کو الٹ پلٹ کرتا ہوا دنیا کو فریب دیتا ہوا بصد حسرت دیاس بڑے گھر کو نبوت سے منہ موڑ کر چل بسا۔

۱۴...... ۲۹۹ھ میں قبیلہ سوادیہ میں سے ایک شخص نے نہاوند میں دعویٰ نبوت کیا۔ اپنے چیلوں کے نام صحابہ کرام کے نام پر رکھنے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی سواد کے بڑے بڑے قبائل اس کے معتقد ہوگئے اور اپنی تمام جائیداد اور اموال واملاک اس کے سپرد کر دیئے اور اشاعت عقائد کے واسطے وقف کر دیئے۔ مگر آخر نامرادو نا شاد اللہ میاں کے ہاں چل بسا۔

۱۵...... استادسیس ملک خراسان میں مدعی نبوت ہوا اور اس کے ساتھ تین لاکھ سپاہی بہادر تھے۔ ملک میں بہت قتل وخونریزی کرائی۔ آخر اس فتنہ عظیم کا خلیفہ منصور نے ایک کافری لشکر کے ساتھ قلع وقمع کیا۔

۱۶...... عبیداللہ مہدی اس شخص نے ۲۹۶ھ میں دعویٰ مہدی موعود کیا اس نے افریقہ میں خروج کیا اور ایک مذہب جدید جاری کیا اور ایک کثیر جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔ اس نے بہت سے مقامات برابلس وغیرہ فتح کر کے آخر مصر کو بھی فتح کرلیا۔ عمر نے وفانہ کی تو ۳۳۲ھ میں مرگیا۔ تاریخ کامل ج۷ص۹۹ میں درج ہے کہ اس کا زمانہ مہدیت ۲۴ سال ایک ماہ ۲۰ یوم رہا۔

۱۷...... حسن بن صباح اس شخص نے بھی ایک جدید مذہب ملک عراق آزربائیجان وافریقہ وغیرہ میں جاری کیا اور مدعی الہام بھی ہوا۔ ایک جہاز جس میں سوار تھا طوفان میں آ گیا۔ اس نے نہایت عیاری سے جانچ لیا کہ اگر جہاز ڈوب گیا تو سوال کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ لیکن اگر بچ گیا تو میری سرخروئی ہوگی۔ لہٰذا اس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیش گوئی کی کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتا تھا کہ میں اس دنیا پر متصرف ہوں اور اس کے حکم کی تعمیل مثل تعمیل حکم خدا کے ہے۔ جو اس سے روگرداں ہوا وہ خدا سے روگرداں ہوا اور اس نے اپنے مریدوں کو بہلاوے کے واسطے ایک بہشت بھی بنایا۔ چنانچہ ہزارہا لوگ اس کے مرید بنے اور اپنے گروہ کا نام فدائی رکھا اور اس مذہب کے بل بوتے پر وہ حکمران بھی ہوگیا۔ آخر ۳۵ برس نبوت اور حکومت کرنے اور ہزارہا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے

بعد ۵۱۸ھ میں واصل بہ جہنم ہوا۔ اس کے حالات مولانا عبدالحلیم شرر نے بہشت بریں یا فردوس بریں ناول میں بہت اچھے انداز میں قلمبند کئے ہیں۔ مگر طوالت مضمون کی وجہ سے مجبور ہوں معاف کیا جائے۔

۱۸...... سجاح نام ایک عورت مسیلمہ کذاب کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ اس مردودہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک گروہ کثیر قبیلہ تمیم میں سے اس کا مرید ہو گیا تھا۔ آخر مسیلمہ کذاب سے اس عورت کا نکاح ہو گیا اور مہر میں مسلمان کی ۲ نمازیں معاف کر دی گئیں۔ یہ عورت تیس سال تک مدعی نبوت رہی اور آخر سیدنا امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بغداد میں مسلمان ہوئی اور نبوت سے توبہ کی۔

۱۹...... عبدالمومن مہدی، یہ شخص بھی افریقہ میں مہدی بنا اور بہت سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حاکم مراکو وغیرہ سے وہ اکثر جنگ بھی کرتا رہا ہے۔ آخر ۳۵۸ھ میں مارا گیا اس کا زمانہ مہدویت ۱۳ سال سے کچھ زیادہ ہے۔

۲۰...... حاکم بآمر اللہ اس بدبخت نے ملک مصر میں نبوت کا دعویٰ کیا اور آخر خدائی کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے پیروؤں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے اور ایک نیا فرقہ قائم کیا۔ جس کا نام وروز رکھا یہ شخص اپنے آپ کو سجدہ کراتا تھا اور اس نے شراب وزنا کو حلال قرار دیا۔ تاریخ کامل بن اثیر ج ۸ ص ۱۲۹ پر لکھا ہے کہ یہ شخص ۲۵ برس تک اسی شان سے حکومت کرتا رہا۔ آخر جہنم رسید ہوا۔

۲۱...... صالح بن طریف دوسری صدی کے شروع میں یہ شخص ہوا ہے۔ بڑا عالم اور دیندار تھا۔ ۱۲۷ھ میں بادشاہ ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی قرآن ثانی کے نزول کا دعویٰ کیا اس کی امت اس قرآن کی سورتیں نماز میں پڑھتی تھی۔ ۲۷ برس تک بادشاہت کرنے کے بعد جہنم کی راہ لی اور حکومت اولاد کے لئے چھوڑ گیا۔

۲۲...... ایک حبشی نے جزیرہ جمیکا میں یحییٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام جزیرے کے لوگ اس کے تابع ہو گئے اور وہ مدت تک یہی دم بھرتا ہوا چل بسا۔

۲۳...... ابراہیم مذلیہ، اس بدبخت کو بھی عیسیٰ بن مریم ہی بننے کی سوجھی اور اسی کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ یہ بھی اسی لطف کا مزہ اٹھاتا ہوا سزا کے لئے بلا لیا گیا۔

۲۴...... محمد احمد سوڈانی، یہ کہتا تھا کہ جس مہدی کا صدیوں سے انتظار تھا وہ میں ہی ہوں۔ چنانچہ یہ بہروپیا بھی بہروپ بھر کر تین پانچ ہوا۔

۲۵...... عبداللہ بن تومرت، یہ شخص بھی مہدی موعود بنا اور ہزاروں لوگ اس نے مرید بنائے اور اسی امامت کے ذریعہ سے اس نے حکومت بھی قائم کر لی اور جنگ کے موقعہ پر پیش گوئیاں بھی کرتا تھا۔ اس نے ایک موقعہ پر پیش گوئی کی تھی کہ خدا کی طرف سے ہم کو اس جماعت قلیلہ پر نصرت اور مدد پہنچے گی اور ہم فتح سے خوشحال ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ بات سچی ہوگئی اور لوگوں کو اس کے مہدی ہونے کا کامل یقین ہو گیا۔ ہزاہا لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آخر بڑے عروج میں اپنی موت سے مر گیا۔ تاریخ کامل (ابن اثیر) میں لکھا ہے کہ اس کی حکومت کا زمانہ ۲۰ سال تھا اور حکومت حاصل کرنے کے لئے اسے مہدویت کا ڈھونگ رچانے میں کئی سال صرف ہوئے ہوں گے۔

۲۶...... اکبر اعظم (شہنشاہ ہند) اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا۔ جس کا نام دین الٰہی رکھا گیا اور کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ایجاد کیا اور کہتا تھا کہ مذہب اسلام پرانا ہو گیا ہے اور لوگوں سے اقرار نامے لیتا کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر دین الٰہی میں داخل ہوں۔ نماز، روزہ، حج ساقط سمجھا گیا۔ شیخ عبدالقادر بدایونی کی تاریخ میں اس کے مفصل حالات درج ہیں۔

۲۷...... علی محمد باب، اس نابکار نے ملک فارس میں بعہد محمد شاہ قاچار جو ۱۲۵۰ھ میں تخت نشین ہوا تھا اور ایک نیا مذہب بابی جاری کیا اور کہتا تھا کہ مہدی موعود ہوں۔ کلام میرا معجزہ ہے اور اپنا ایک نیا قرآن تصنیف کیا۔ جس کو اس نے قرآن شریف کا ناسخ گردانا اور اس کی تعلیم دی وہ الہام و وحی کا مدعی بھی تھا۔ شراب رکھنے کو حلال کر دیا اور رمضان کے روزوں کی تعداد ۱۹ تک گھٹا دی اور عورتوں کو ایک وقت میں ۹ شوہر تک رکھنے کی اجازت دے دی۔ حسن خاں حاکم فارس اس کے شعبدوں کو دیکھ کر اس کا معتقد ہو گیا۔ یہ شخص چالیس سال تک زندہ رہ کر مر گیا اور اس کا گروہ بابی اب تک ملک فارس میں موجود ہے۔

۲۸...... سید محمد جونپوری نے ہندوستان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تذکرۃ الصالحین و کتب تاریخ میں لکھا ہے سید محمد مہدی کو میراں سید محمد مہدی پکارتے تھے۔ اس کے باپ کا نام سید خاں تھا۔ جب علماء نے اس سے سوال کیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مہدی میرے نام اور میرے باپ کے نام سے موسوم ہوگا تو اس نے یہ جواب دیا کہ خدا سے پوچھو کہ اس نے سید خاں کے بیٹے کو کیوں مہدی کیا دوئم کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی بنائے۔

اس کی کتب مہدیہ میں لکھا ہے کہ سات برس تک اس نے طعام نہیں کھایا اور پانی نہیں پیا۔ایک دن اس کی بیوی نے کہاتم بیہوش کیوں رہتے اور تحمل کیوں نہیں کر سکتے۔ جواب دیا کہ اس قدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر اس کا قطرہ ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر ہوش ہی میں نہ آوے۔لکھا ہے سات سال کے بعد جو کچھ ہوش میں آئے تو ساڑھے سترہ سیر غلہ ایک ہی دم چٹ کر گئے۔اس میں گھی اور گوشت وغیرہ بھی تھا اور اس کی راوی اس کی بیوی اللہ دتی ہے۔اس کے بعد جونپور براستہ داناپور گجرات کی اور تشہیر اور الہام میں اور اضافہ مریدین میں وقت صرف کرتے کرتے یہاں تک کہ سلطان غیاث الدین تک اس کے معتقد ہوگئے۔یہاں سے چلے تو دارالسلطنت گجرات کے بادشاہ سلطان محمود بیکرہ کو بھی حلقۂ ارادت میں کھینچ لیا۔مگر عالموں کی کوشش سے وہ آخر کو بچ ہی نکلا۔سیر و تفریح اور الہام بازی کرتے کرتے احمد نگر پہنچے۔وہاں احمد نظام الملک جس کو بچہ کی خواہش تھی۔اس کے اتفاقاً بچہ پیدا ہوا اور وہ معتقد ہوگیا۔احمد نگر سے کوچ کیا تو بیدر میں پہنچے۔یہاں شیخ سمن کو بھی گمراہ کر لیا اور ملاں ضیا اور قاضی علاوالدین کو ترک دنیا کے مسلک پر لاکر ان کی لٹیا بھی ڈبو گئے۔پھر جہاز پر سوار ہو کر حج کعبۃ اللہ کو گئے۔جب حرم محترم میں پہنچے تو چونکہ سنا ہوا تھا کہ لوگ مہدی کے ہاتھ پر رکن و قیام میں بیعت کریں گے۔اس لئے سید محمد نے بھی اسی مکان پر دعویٰ کیا من اتبعتنی فھو مومن کہا۔چنانچہ ملاں ضیاء و قاضی علاوالدین نے آمنا کہہ کر بیعت کر لی یہ واقعہ ۹۰۱ھ میں ہوا۔یہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت گاہ پر گئے اور کہا کہ میں نے بابا آدم علیہ السلام کے معانقہ کیا۔مکہ سے مراجعت کی تو احمد آباد میں آ ڈیرے ڈالے۔یہاں ملک برہان الدین بھی تارک الدنیا ہو کر حلقہ اردت میں داخل ہوئے۔ان کو مہدویہ خلیفہ ثالث جانتے ہیں۔غرضیکہ یہاں سے علاقہ گجرات ندولا وغیرہ میں بہت سے مرید پیدا کئے۔یہاں آ کر پھر دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ کو بار بار خدا کا حکم ہوتا ہے کہ دعویٰ کر اور میں ٹالتا چلا آتا ہوں۔اب مجھ کو یہ حکم ہوا کہ اے سید محمد مہدیت کا دعویٰ کرو۔ورنہ تم کو آخرت کے روز ظالموں میں سے اٹھاؤں گا۔اس لئے میں نے دعویٰ کیا اور اب جو کوئی میرا انکار کرے کافر ہے اور مجھ کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور خدا نے فرمایا ہے کہ علم اولین وآخرین کا تم کو مالک بنایا گیا ہے بیان اور تفسیر قرآن کی کنجی تجھے دی گئی ہے۔

اس کے مہاجرین کی تعداد جب ۳۶۰ تک پہنچ گئی تو قندھار میں بھی جا دام پھیلایا۔غرضیکہ اس کی ہسٹری ایسے ہی اور بڑے بڑے واقعات سے لبریز ہے۔آخر کو ترسٹھ

برس کی عمر میں اس نے انتقال کیا۔

خس کم جہاں پاک

پیش گوئی خواجہ نعمت اللہ ہالویؒ

ولی نعمت اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل پیش گوئی کرشن قادیانی مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ۷۰۰ھ میں بیان فرمائی تھی۔ جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی ہے۔

طاعون وقحط یکجا درہند گشت پیدا
پس مومناں بمیرند ہرجا ازیں بہانہ
مردے زنسل ترکاں رہزن شود چوسلطاں
گوید دروغ دستاں درملک ہندیانہ
دوکس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند ازدل خود تفسیر درقرآنہ

ضلع گورداسپور میں موضع قادیاں کسی زمانے میں ایک غیر معروف گاؤں تھا۔ لیکن ہمارے سلسلہ کی ۲۹ ویں کڑی اسی جگہ سے مہیا ہونے کے باعث اب ایک نہایت مشہور اور تاریخی اہمیت کا شہر بن گیا ہے۔ ہمارے سلسلہ کا آخری کذاب اسی جگہ پر پھلا پھولا ہے۔ یہ حضرت ایک طویل مدت کی جگر کاوی اور مغز سوزی سے طرح طرح کے روپ بدلنے اور خدا جانے کیا کیا طریقے وحیلے سے بتدریج مختلف مراتب طے کرنے اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہوئے بڑی مشکل کے بعد مخلوق خدا کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے آخر خدائی کے دعوے تک پہنچ ہی گئے۔

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

لیکن یاران طریقت کی مہربانیوں سے بہت دیر تک فائز المرام نہیں رہ سکیں گے اور عنقریب واپسی ٹکٹ لینے پر مجبور ہوں گے۔

آپ کا نام مرزا غلام احمد والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ، قوم کے مغل تھے۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ پرانے زمانے کے سیدھے سادھے اللہ والے سفید پوش آدمی تھے۔ بسر اوقات خدا کی مہربانی سے جوں توں کر کے ہو ہی جاتی تھی۔ کچھ عالم آدمی بھی تھے۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ اپنی عمر اچھی گزار گئے۔ لیکن جاتے جاتے ہم کو ایک ایسی یادگار دیتے گئے جس کے دم سے قادیان کی زمین بقول مرزا ارض محترم ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم عربی وفارسی گھر میں سے ہی حسب دستور زمانہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک شیعہ عالم گل شاہ مرحوم ساکن بٹالہ سے شرح ملاں وقافیہ تک عربی تعلیم پائی اور چونکہ کوئی اور شغل نہ تھا۔ کچھ زمانہ کتب بینی میں مصروف رہے۔ آخر قدرے قابلیت پیدا ہوگئی تو بیچارے فکر معاش میں مبتلا ہوئے۔ چنانچہ اسی غرض سے وطن عزیز کو خیر باد کہہ کر سیالکوٹ میں رونق افروز ہوئے اور بڑی محنت سے خدا خدا کر کے بمشاہرہ پندرہ روپے ماہوار کچہری میں ملازم ہو گئے۔ ان جتنی قابلیت کے آدمی کے لئے واقعی ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ لیکن اس ملازمت پر آپ کبھی خوش نہیں ہوئے۔ گو اوپر سے بھی کچھ نہ کچھ جس کو یہ لوگ خدا کا فضل کہا کرتے ہیں ہو جاتا۔ مگر پھر بھی خرچ زیادہ اٹھتا اور آمدنی کم طبیعت ہمیشہ مغموم واداس رہتی اور ہر مہینے کسی نہ کسی سے قرض اٹھانے کی نوبت آ ہی جاتی۔ آپ فراخی رزق کے لئے ہمیشہ وظیفہ کیا کرتے۔ مگر کامیابی نہ ہوتی تو کبھی کبھی آپ علم جعفر جس میں آپ پورے ماہر تھے سے آئندہ اوقات کی حل تفسیر دیکھتے۔ مگر معلوم ہوتا وہاں بھی کامیابی نہ ہوتی۔ بہرحال آپ کوشش کرتے رہتے اور صدہا خیالات کے گھوڑے اپنے دماغ میں دوڑاتے رہتے اور دعاء بھی کرتے رہتے۔

غرضیکہ انہیں خیالی پلاؤں میں کبھی تو ان کے چہرہ سے بشاشت ٹپکتی۔ لیکن پھر دوسرے لحہ میں وہی مغموم سا چہرہ لے کر بیٹھ رہتے۔ عجب پراگندگی کا زمانہ تھا۔ طبیعت کو کبھی سکون نہیں تھا۔ ہوائی قصروں کی ادھیڑ بن اور شکست وریخت میں اپنا کام بھی اچھی طرح نہ کر سکتے تھے۔ سچ ہے بابا! غربت بری بلا ہے۔

آپ کو بچپن ہی سے ورد ووظائف کا جیسا کہ آپ کہتے ہیں بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دن آپ اس میں مشغول بیٹھے تھے تو ایک نہایت ہی بزرگ صورت سفید ریش آدمی عربی لباس زیب تن کئے تسبیح اور عصا ہاتھ میں لئے بلا اجازت اندر آ گیا اور السلام علیکم کہہ کر خود بخود بیٹھ گیا اور فرمایا کہ آج آپ کچہری سے دیر کر کے آئے ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا کہ اسی لئے تو چاکری کو برا کہا گیا ہے۔ حاکم کی مرضی جب چاہے اجازت دیوے۔ ہم تو حکم کے بندے ٹھہرے۔ کام زیادہ کرنا پڑتا ہے اور آمدنی نہایت محدود ہے۔ میری طبیعت اکتا گئی ہے۔ مگر کیا کروں اور بھی تو کم بخت کوئی کام نظر نہیں آتا۔ ورنہ آج ہی چھوڑ دوں۔ آپ ہی کوئی ایسا وظیفہ یا عمل بتلائیں جس سے دست غیب سے امداد ہو۔ یعنی کسی طریقہ سے دولت ہاتھ آئے۔ عرب نے جواب دیا میں ایسے عملوں کا قائل نہیں تو مرزا قادیانی نے کہا کہ علم جعفر میں تو اس کے حاصل کرنے کے بہت سے قاعدے اور عمل لکھے ہوئے ہیں تو عرب صاحب نے جواب دیا۔

ہاں ہیں۔ مگر یہی دست غیب ہے کسی کام میں انسان کی رجوعات اور فتوحات ہو جاویں۔ پس عرب صاحب نے وظیفہ بیان کر کے فرمایا کہ فقط پیر کے کندھے ہی سے کار برداری نہیں ہوگی۔ کچھ ہمت تو آپ کو خود بھی کرنی پڑے گی۔ چونکہ آپ کی طبیعت میں ماتحتی کا مادہ کم ہے۔ اس لئے آپ کوئی اور پیشہ اختیار کریں تو مرزا قادیانی نے جواب دیا۔

میں پہلے ہی اس خیال میں ہوں اور میرا ارادہ قانون کا امتحان دینے کا ہے کیونکہ اس میں آمدنی زیادہ ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے امتحان کے پاس کرنے میں بہت کوشش کی۔ لیکن خدا کی شان کہ کوشش رائیگاں گئی اور فیل ہو گئے۔ مگر ہمت نہ ہارے بقول ''بیکار مباش کچھ کیا کر'' پر عمل پیرا ہوتے ہی رہے۔ چنانچہ سید ملک شاہ ساکن سیالکوٹ جو علم نجوم ورمل میں ایک خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ان سے بھی کچھ استفادہ کیا۔ (دیکھو اشاعۃ السنہ ج ۱۵ نمبر ۱ ص ۲۹)

بعد ازاں وکالت کا امتحان دینے کی خواہش پیدا ہوگئی وہ بھی کم بخت پوری نہ ہوئی۔ اس کے بعد بھی آپ کو اطمینان قلب نصیب نہیں ہوا تو آپ کی طبیعت جو بیکاری کو پسند نہ کرتی تھی کیمیا گری کی طالب ہوئی۔ چنانچہ بہتیرے دن اسی طرح کامیابی پر ضائع ہوئے۔ کبھی نسخہ کی غلطی پر شک ہوا اور کبھی آگ کے نرم ہونے پر احتمال گزرتا۔ غرضیکہ وہ محدود آمدنی بھی بہت سی اس میں ضائع کرنے کے بعد عاجز آگئے اور حیران ہو کر سوچنے لگے کہ کیا کریں۔ جو کام بھی کرتے ہیں کامیابی نہیں ہوتی اور غربت ہے کہ پنجے جھاڑ کر پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ انہیں خیالات میں ایک دوست جورائے صاحب تھے اور ہم مکتب بھی رہ چکے تھے اور دوستی کا دم بھرتے تھے کا خیال آیا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رائے صاحب! بھائی مرزا آپ تو ایسے نکلے ہو کہ دوستی کے نام کو بھی بٹہ لگا دیا۔ کبھی ملاقات ہی نہیں ہوتی۔ یہ آج کس طرح سے کیمیا گری سے فرصت ملی جو آنے کی زحمت گوارہ ہوئی۔

مرزا قادیانی! واہ صاحب واہ آپ نے پہلے سے ہی پیش بندی کر دی کہ میں نہیں ملتا۔ میں تو ملازم آدمی ہوں اور غیر کے بس میں ہوں۔ مگر آپ تو فکر معاش سے آزاد ہیں۔ آپ کو اس کا خیال رکھنا چاہئے ہم کو تو پیٹ کا دھندہ ہی ہر وقت بے چین کئے دیتا ہے۔ ورنہ ہر روز سلام کے لئے حاضر ہوتا کام بہت زیادہ ہے اور آمدنی نہایت کم اور اس پر غلامی کرتے کرتے پانچ سال ہو گئے۔ مگر ابھی تک کچھ بھی ترقی نہیں ہوئی اور نہ ہی کچھ ہونے کی امید ہے۔ ایسی حالت میں میں تو چاہتا ہوں کہ اس نوکری کو چھوڑ دوں اور پھر خیال آتا ہے کہ چھوڑ کر کیا کروں گا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں

آتی کہ کروں تو کیا کروں۔ کولہو کے بیل کی طرح اسی چکر میں زندگی ختم کر دوں۔

رائے صاحب! یار مرزا میں ایک کام تم کو بتاؤں کام بہت اچھا ہے اور اگر یہ چل نکلا تو پوں بارہ ہیں تم جانتے ہو آج کل ہندو مسلم و شیعہ، سنی کے بحث مباحثے عالم شباب پر ہیں اور آپ تو آبائی ملاں آدمی ہو۔ اس لئے بھی کہ تمہارا رحجان طبیعت میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے۔ اسی طرف زیادہ مائل ہے۔ اس لئے تم اس بحث پر کتابیں تیار کرو میرا خیال ہے کہ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے کر سکو گے اور بکری بھی کافی ہوگی اور نیک نامی سے تمہیں چار چاند لگ جائیں گے اور روپے کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہ ہوگا۔

ہمارے مرزا جو نوکری سے بیزار تھے رائے صاحب کے مشورہ سے محظوظ ہوئے اور شکریہ ادا کیا اور کتب بحث کی تیاریوں میں مشغول ہونے کی دل میں ٹھان کر صاحب سلامت کر کے رخصت ہوئے۔ راستہ بھر میں وہ انہیں خیالات میں محو رہے اور دل ہی دل میں خدا جانے کیا کیا بنائے اور کیا کیا بگاڑے۔ مگر نسبتاً بہت مسرور نظر آتے تھے کیونکہ مستقبل کی تاریکی میں جگنو چمکتا نظر آتا تھا۔ خدا خدا کر کے گھر پہنچے اور اسی سوچ میں رات گزری۔ سب سے پہلا کام جو صبح اٹھ کر کیا گیا وہ یہ تھا کہ نوکری چھوڑ دی گئی اور آپ سیالکوٹ سے سیدھے لاہور پہنچے۔ اس زمانہ میں شمس العلماء مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور میں مسجد چینیاں والی میں مقیم تھے۔ مرزا قادیانی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیکاری کا افسانہ کچھ ایسے انداز سے پیش کیا۔ جس میں رقت بھری تھی اور بعد ازاں تیاری کتب مبحث کا تذکرہ بھی کیا اور عرض کیا کہ میں ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ جس میں تین سو دلائل اسلام کی صداقت پر بیان کئے جاویں گے ور جو غیر مذاہب اس کا جواب دے گا اور میرے دلائل کو توڑے گا اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا اور اس کتاب میں بڑے زبردست دلچسپ مضامین ہوں گے کہ دنیا دنگ رہ جاوے گی ور مخالف کے دانت کھٹے ہو جاویں گے اور پھر حوصلہ بھی نہ ہوگا کہ کبھی معترض ہو اور میدان میں نکلے۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے فرمایا آپ کا مبلغ علم تو مولوی فاضل تک بھی نہیں پھر کس طرح سے اس قدر عظیم الشان کام انجام دے سکو گے تو سب سے زیادہ دقت یہ ہے کہ تم نادار آدمی ہو۔ اس کی اشاعت کو کس طرح سرانجام دو گے اور اس کے خرچ کا کون کفیل ہوگا۔

مرزا قادیانی نے جواب دیا آپ کی خدمت میں صرف اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اس وقت زمانہ بھر میں ماشاء اللہ مقبول و مشہور ادیب و عالم ہیں۔ ایک زمانہ آپ کا مداح ہے۔ آپ مہربانی کر کے میرے اشتہار اپنے اخبار اشاعۃ السنہ میں وقتاً فوقتاً اپنی تائید سے دے دیا

کریں۔ روپیہ دینے والے بہت لوگ ہیں۔ کسی کو مانگنا ہی نہیں آتا اور اگر میری تجویز جیسا کہ میرا خیال ہے چل نکلی تو میں اس کا منافع بھی اشاعت اسلام ہی پر خرچ کروں گا اور ایک کمیٹی کی شکل میں اس کی تحویل رہے گی۔

چنانچہ ابو سعید صاحب پر مرزا قادیانی کا وار چل گیا اور ان کی باتوں میں آ گئے اور آپ نے اس کی تائید حسب گذارش بڑے زور وشور سے کردی اور آپ کی دیکھا دیکھی دوسرے اخبارات ورسائل نے پیروی کی ہم ناظرین کرام کی توجہ مضمون اشتہار کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جس کے پروپیگنڈے کو ایک دنیا نے لبیک کہا۔

''میں براہین احمدیہ ایک ایسی کتاب بنانے کا تہیہ کر چکا ہوں۔ جو اسلام کی ایک چمکتی ہوئی تیغ بڑاں ہوگی اور جس میں تین صد ایسے دلائل ہوں گے جو اسلام کی صداقت پر دیئے جاویں گے اور یہ عقلیہ ونقلیہ دلائل کسی غیر مذاہب میں سے کسی کی مجال نہ ہوگی کہ وہ توڑ سکے اور جو مخالف اس کا جواب دے گا یا میرے دلائل بیان کردہ کو توڑے گا مبلغ دس ہزار روپیہ انعام کا مستحق ہوگا۔ براہین احمدیہ کی قیمت دس روپیہ ہے اور اس کی پچاس جلدیں ہوں گی۔ پانچ پانچ روپیہ پیشگی جمع کرادیویں تا کہ اس کی اشاعت جلد مکمل ہو سکے اور امراء خصوصاً اس میں بیش بیش حصہ لیں۔ اگر اغنیاء صرف ایک دن کا خرچ جو اس کے باورچی خانہ میں ہوتا ہے روانہ کر دیویں تو یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے حل ہو سکتا ہے۔''

غلام احمد رئیس قادیاں

چونکہ ان دنوں میں پنجاب میں آریہ مذہب والے پنڈت شروہانند کی وجہ سے اور ستھیارتھ پرکاش، تحفۃ الہند کی وجہ سے نئے نئے بودے اعتراضات اسلام پر کرتے رہتے تھے اور ان پر نازاں تھے اور ہمارے علماء چالیس نے پکی روٹی و کچی روٹی کے ہیر پھیر اور شیعہ وسنی جھگڑوں میں مشغول تھے اور اسی بات پر لے دے ہو رہی تھی کہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈہ بچہ نکلتا ہے وہ حرام ہے یا حلال ہے۔ فلاں کام یوں درست ہے یا نہیں اور دشمن تعاقب میں کمین گاہوں سے برابر بڑھتے چلے آرہے تھے اور جب بھی کبھی ایسا موقعہ ہوتا ہے تو دشمن گھی کے چراغ جلاتا ہے اور یہ گرفتار ابوبکر وعلی انہیں نکمے نکمے فروعات پر غافل ہوتے ہیں اور دستار وتسبیح تک باقی نہیں رہتی۔ بقول اقبال:

نشان برگ گل تک بھی نہ چھوڑا اس باغ میں گلچیں
تیری قسمت سے بزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

کچھ ایسے ہی واقعات تھے۔ لہٰذا دل جن کے قلب میں اسلام کی گرمی انہی واقعات کی

وجہ سے موجزن تھی اس اشتہار سے گرما گئے اور دھڑا دھڑ روپیہ ملک کے کونہ کونہ سے آنا شروع ہوا تو ابوسعید مولوی محمد حسینؒ صاحب نے اس وعدہ کی طرف توجہ دلائی اور حساب کتاب علیحدہ رکھنے کے لئے کہا۔ مگر افسوس اس کا جواب نہایت تلخ دیا گیا کہ کیسا حساب اور کون سی کمیٹی اور پوچھنے والا میاں کون۔

مولانا کو اب غلطی کا احساس ہوا۔ بھلا تائید کرنے کے بعد کبھی تردید کر سکتے تھے۔ اب چشمہ پھوٹ نکلا تھا اور اس کا بند کرنا محال امر تھا۔

خود کردن را علاج نیست

ہزار کوشش کی کہ یہ ایک دھوکہ ہے۔ اس سے بچو۔ مگر سنتا کون تھا۔ مرزا قادیانی کا رنگ ایسا چڑھا کہ پھر اتارے سے نہ اترا اور اتر بھی کیسے سکتا تھا۔ بیج بونے کے بعد اور کافی دیر پانی دینے کے بعد اس کا ثمر دیکھنا یقینی ہوتا ہے اور ہوا بھی یہی۔

اس بے پناہ آمدنی سے جو بارش کی طرح برابر آرہی تھی۔ مرزا قادیانی کے تمام قرضے اتر گئے۔ لنگر جاری کر دیا گیا اور ایک بھاری رقم جمع ہوگئی اور ملک کے کونے کونے میں آپ مشہور ہوگئے اور اب وہ وقت جو ایفائے وعدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپہنچا لوگ کتاب کے لئے دھڑا دھڑ تقاضے کرنے لگے۔

عرب صاحب سفید ریش وہی تسبیح وعصا والے بزرگ کے وظیفہ نے خوب تسلی کی تو کہیں خویش بشناس ہوئے۔ اپنی گزشتہ عمر کا افسوس ہوا کہ یونہی گنوادی ایسا آسان وظیفہ اگر پہلے سے ہی کیا ہوتا تو آج ضلع گورداسپور کے مالک ہوتے۔

کتاب کا وعدہ بڑی لن ترانی سے کیا گیا۔ اس میں یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تین صد سے زائد دلائل ہوں گے کوئی توڑ ہی نہ سکے گا۔ وغیرہ وغیرہ! اور جب پہلی، دوسری، تیسری، چوتھی جلدیں تیار ہوئیں تو ان میں کیا تھا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

اوّل! یہ کہ براہین احمدیہ حسب وعدہ نہ نکلی اور پھر جو اصرار پر نکلی بھی تو سوائے تمہیدی مضامین کے ندارد یہ ہوگا، وہ ہوگا، ایسا ہوگا، ویسا ہوگا، یہ کریں گے، وہ کریں گے۔ دوسری اور تیسری جلد مقدمہ میں ہی ختم کر دی۔ گویا کہ وعدہ یاد ہی نہ رہا اور اگر یاد بھی ہوتا تو کیا لکھا جاتا۔ دین اسلام تو تیرہ سو برس پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا اور لکھا بھی کیا جاتا۔ ضرورت بھی پیسوں کی وہ مل

گئے اور بس چوتھی جلد میں آٹھ تمہیدات تھیں جو ۵۱۲ صفحات پر مشتمل تھیں۔

تمہیدات کے بعد باب اوّل شروع ہوا ہی تھا کہ جلد چہارم کی پشت پر اشتہار دے دیا گیا کہ اب براہین احمدیہ کا کام خدا کی سپرد کردیا گیا اور اس نے اس کی تکمیل اپنے ذمے لے لی قصہ ختم اور پیشگی ہضم۔

اکثر لوگوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور بعض لوگوں نے روپیہ کی واپسی کے لئے تقاضے شروع کئے۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ معاملہ کچھ مدت بعد رفع دفع ہوگیا۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

پھر خدا کی شان حضرت صاحب کی آمد سے مسلمانوں پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ برہمو سماج و آریہ سماج والوں نے براہین احمدیہ کا جواب لکھا۔ اس میں اس قدر اعتراضات اسلام پر کئے کہ الامان۔ مگر یہ بجائے جواب دینے کے اس بات پر اتر آئے کہ میرے الہاموں کے مقابلہ میں الہام کرو۔ اچھی تیغ براں تھی جو اسلام کے گلے پر چلائی گئی مگر خدا کا شکر ہے کہ بس کند ہو کر رہ گئی۔

اصل میں یہ لوگوں کی اپنی غلطی تھی جو تقاضے پر اتر آئے کیا مرزا قادیانی نے کتاب سراج منیر کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ ضرور کیا تھا اور چندہ بھی جھٹ پٹ جمع ہوگیا تھا۔ مگر سب کچھ چٹ کر گئے اور کتاب کا نام بھی نہ لیا تھا۔

اب مرزا قادیانی کو عرب صاحب کے وظائف میں کمال درجہ کا لطف اور سرور آنے لگا اور آپ دن رات انہیں مشاغل میں منہمک رہنے لگے۔ سب سے پہلے آپ نے مناظر و مجدد اسلام کی حیثیت سے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ دوسری پر مثیل مسیح، تیسری پر مسیح موعود، چوتھی پر احمد رسول اور پانچویں پر عین اللہ بن گئے۔

''بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا'' کے مصداق آپ شیطان کی آنت کی مانند ملک کے دور دراز میں تو پہلے ہی پھیل چکے تھے۔ لنگر جاری کرنے سے آپ کی مشہوری دوسرا پہلو اختیار کرنے لگ گئی اور تھوڑے عرصہ میں ہی آپ کے ارادتمندوں کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا۔ الہام کی مشین کے پرزے کچھ دیسی اور کچھ ولایتی بھی مل گئے۔ کام بڑی خوش اسلوبی سے چلنا شروع ہوا اور یہ کارخانہ اینڈ کو کی حیثیت سے چل نکلا۔ اخبار جاری کردیئے، الہام تو گھر کے ہی تھے کہیں سے لینے تھوڑے ہی ہوتے تھے۔ بڑی سرعت اور کثرت سے ہونے لگے۔ سلسلہ بیعت جاری کردیا گیا اور مریدوں کے نام بالترتیب رجسٹر میں درج ہو کر چندہ کے سرمایہ سے غلام احمد اینڈ کو، کا

بازار گرم ہونے لگا۔ ہر طرح سے انتظام مکمل کر لیا گیا اور اب اس قلعہ سے چاروں طرف گولہ باری بڑی تنظیم سے شروع کر دی گئی۔

ادھر ہمارے علمائے کرام جو خواب غفلت میں خاموش سوئے ہوئے تھے کچھ بیدار ہوئے۔ لیکن کسی علوم جدیدہ اور تنظیمی مرکز۔ کے فقدان کے باعث پوری پوری مدافعت نہ کر سکے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر مولا کریم ہمارے مولانا مولوی ثناء اللہ صاحبؒ امرتسری فاتح قادیان کا اس طرف رجحان نہ ہوتا تو یقینی امر تھا کہ دنیا کبھی کی گمراہ و مرتد ہو گئی ہوتی۔ گو ہر فرعونے راموسیٰ ضرور ہے۔ مگر انہی کی وجہ سے تو مرزا نے تنگ آ کر آخری دعا کی اور حق کو پھول چڑھاتا ہوا ملک عدم کو چل دیا۔

یہ ہی مرزا قادیانی کے چند الہامات صریح طور پر قرآن مجید اور توحید کے خلاف ہیں۔

۱...... ’’انت منی وانا منك‘‘ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(دافع البلاء ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

’’قل هو الله احد۰ الله الصمد۰ لم يلد ولم يولد۰ ولم يكن له كفواً احد‘‘ ﴿کہہ اے محمد! اللہ ایک ہے۔ نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنے والا کوئی۔﴾

۲...... ’’انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی‘‘ تو بمنزلہ میری توحید اور تفرید کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

’’انت اسمی الاعلی‘‘ تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

’’ان منی بمنزلة ولدی‘‘ تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

’’انت من ماء ناوهم من فشل‘‘ تو ہمارے پانی سے اور لوگ خشکی سے۔

(اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

’’انت منی بمنزلة اولادی‘‘ تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔

(الحکم ج۴، ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء، اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲ حاشیہ)

’’تكاد السموٰت يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هداً ان دعوا للرحمن ولدا (مریم:۹۰،۹۱)‘‘ ﴿نزدیک ہیں کہ پھٹ جائیں آسمان اور پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا انہوں نے اولاد کا واسطے اللہ کے۔﴾

''وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولداً (مریم:۹۲)'' ﴿اور نہیں لائق واسطے رحمان کے کہ پکڑے اولاد۔﴾

''ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحنہ (مریم:۳۵)'' ﴿نہیں لائق واسطے اللہ کے یہ کہ پکڑے اولاد، پاک ہے۔﴾

''الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک (فرقان:۲)'' ﴿وہ جو واسطے اس کے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور نہ پکڑی اولاد اور نہیں ہے واسطے اس کے بیچ بادشاہی کے۔﴾

۳...... ''انما امرک اذا ارادت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون (تذکرہ ص۵۱۷، ۶۶۱، حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) ''تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے وہ صرف اسی قدر کہہ دے کہ ہو جا پس ہو جائے گی۔

''اذا قضی امراً فانما یقول لہ کن فیکون (آل عمران:۴۷)'' ﴿جب مقرر کرتا ہے کچھ کام (اللہ) پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہو۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔ (یہ اللہ کی مختص صفت ہے)﴾

۴...... ''کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت میں (گویا فرشتے ہوں گے) دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک چھت کے قریب ایک زمین پر تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا مخاطب کر کے کہا۔ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔''

(تذکرہ ص۱۷۸،۱۷۷، طبع ۳)

کیا مرزا سلطان محمد سے لڑائی کا میدان کارزار گرم کرنا تھا ورنہ جہاد کو تو آپ نے حرام قرار دیا یہ فوج کی کیا ضرورت تھی۔ کیا امیر حبیب اللہ سے مرتد کے قتل کا بدلہ لینا تھا اور پھر بتاؤ وہ فوج آئی بھی اور فرشتے نے کیا جواب دیا؟۔

۵...... ''(حضرت مسیح) کے ہاتھ سے سوائے مکر و فریب کے کچھ بھی نہ تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

اس نے مادرزاد اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کیا مردے زندہ کئے مگر مثیل مسیح صاحب تو زندے کی جان بھی نہ نکال سکے۔

۶...... ہم پر گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہٰذا اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا شکر یہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے...... اللہ تعالیٰ نے دور اس مبارک گورنمنٹ

ہماری نجات کے لئے ابر رحمت کی طرح بھیج دیا۔" (مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۱۸)

منہ پر تعریفیں کرتے ہو شاید گورنمنٹ ڈاک خانہ میں ملازم نہ رکھ لے۔ ورنہ دجال آپ کس کو کہتے ہو اور انگریزی ٹوپی بڑھاؤ کی تشبیہ کیا دیا کرتے ہو اور کسر صلیب اپنا مشن قرار دیتے ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کو کھاؤ پیؤ شرابی کہتے ہو۔ نعوذ باللہ!

۷...... "امام زمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر کردی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل کھڑا ہوگا وہ ذلیل وشرمندہ کیا جائے گا۔" (ضرورۃ امام ص۲۶، خزائن ج۱۳ص ۴۹۷)

ہاں تمہارا کوئی ایسا ناکارہ خدا ہوگا جو ایک سپاہی کی حیثیت سے تمہارے حکم پر تلوار لئے کھڑا ہوگا یہ بتاؤ کہ یہ تلوار اس نے کبھی چلائی بھی یا تم ہی الٹے اس کے ہاتھ سے کام آئے۔

۸...... آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص ۹۲)

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

۹...... "اذا غضبت "غضبت مرزا جس پر تو ناراض اس پر میں ناراض۔

(حقیقت الوحی ص۸۷، خزائن ج۲۲ص ۹۰)

تب ہی تو پیر مہر علی شاہ سجادہ نشین و پیر جماعت علی شاہ سجادہ نشین آج تک سلامت رہے۔ آپ کو غصہ آ گیا تھا نہ۔

۱۰...... "انت اشد مناسبة بعيسىٰ ابن مريم اشبه الناس خلقاً وخلقاً وزماناً "فرشتوں کی کھلی ہوئی تلوار میرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ (ازالۃ الاوہام ص۱۲۳، خزائن ج۳ص ۱۶۵)

حاشیہ پر مرزا قادیانی اس الہام کی تشریح یوں کرتے ہیں: "یہ پیش گوئی ایسے شخص کے بارے میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہوا اور شوخیاں دکھلائیں اس سے ڈاکٹر عبدالحکیم مراد ہے۔

اس الہام کے مقابلہ میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے بھی ایک پیش گوئی فرمائی تھی۔ جو اعلان الحق ص۴ پر مندرج ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا۔

"مرزا مسرف ہے کذاب ہے عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی۔" اس کے مقابل میں مرزا قادیانی نے اپنا ایک اور الہام شائع کیا۔ صبر کر خدا

تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا۔ خدا کی قدرت مرزا قادیانی فوت ہو گئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم عرصہ تک زندہ رہا۔

۱۱...... ''لولاك لما خلقت الا فلاك'' اے مرزا گر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ (تذکرہ ص۶۱۲)

''کل لك ولا مرك'' سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے۔ (تذکرہ ص۷۰۶)

ایک محمدی بیگم کے لئے دن رات ایک کر دیئے مگر ملی نہیں۔ آسمان پیدا ہوئے کیا یہ وہی آسمان ہیں جو آپ نے خود خدا بن کر پیدا کئے تھے وہ کیا ہوئے اور حکم بھی اسی الہام میں ہی آپ نے کئے تھے جو محمدی بیگم کے رنگ میں پورے ہوئے۔

۱۲...... ''فجعلنی اللہ ادم واعطانی کلما اعطالابی البشر وجعلنی بروز الخاتم النبیین وسید المرسلین'' خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابوالبشر آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔

(خطبہ الہامیہ ص۲۵۴، خزائن ج۱۶ ص۲۵۴)

شرک فی النبوت ہے۔ کرشن صاحب ہم تو تناسخ کے قائل نہیں ہاں البتہ آپ کا گروہ ہوگا یہ شوخیاں انہیں مبارک ہوں۔

۱۳...... ''ما انا الا کالقران وسیظهر علیٰ یدی ماظهر من الفرقان'' میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن سے ظاہر ہوا۔ (تذکرہ ص۶۷۴)

امت مرزائی کلام مجید کو اب چھوڑ دو۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے وہ پچاس الماریاں جو گورنمنٹ برطانیہ کی مدح وستائش میں لکھی ہوئی ہیں۔ تمہارے لئے بمنزلہ قران بقول مرزا کافی ہیں۔ بس انہیں کا ورد زبان کرو اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اور اس کا ثمر مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

۱۴...... ''یہ مکالمۃ اللہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۲۰، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲)

تب ہی تو کوئی بات پوری نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میاں منظور محمد صاحب کے

متعلق ایک الہام ہوا اور خوشخبری سنائی تھی۔ بشیر الدولہ، عالم کباب، شادی خاں، کلمۃ اللہ خاں بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے یہ نام ہوں گے اور یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔

(البشریٰ ج۲ ص۱۱۶، تذکرہ ص۶۲۲)

حضرت مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے شائع ہوجانے کے بعد کیا ہوا۔ افسوس کہ محمدی بیگم ہی چل بسی لہٰذا آپ کی وحی جھوٹی ہوئی۔

۱۵...... ''یٰسین انك لمن المرسلین علیٰ صراط المستقیم تنزیل العزیز الرحیم'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

حضور فخر رسل کے خطابات رحمانیہ کی چوری ہے۔ کلام مجید میں مولا کریم اپنے حبیبؐ کی تعریف فرمارہے ہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میری تعریف ہورہی ہے۔

۱۶...... ''انا اعطینٰك الکوثر'' (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

فرقان حمید کی ایک آیت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی مگر آپ نے اپنے پر لگادی۔ سینہ زوری ہے چوری۔

۱۷...... ''سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً''

(حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

کلام مجید کی ایک آیت شریفہ ہے جو رسول پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ کون پوچھنے والا، چوری کرلی گئی۔

۱۸...... ''اردت ان استخلف فخلقت ادم'' میں نے ارادہ کیا کہ اسی زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں۔ جو میں اسی آدم یعنی مرزا کو پیدا کیا۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

خود ہی خدا بنتے ہیں اور لطف یہ کہ خود ہی پیدا ہوتے ہیں۔ عجیب منطق ہے۔

اس سادگی پہ کیوں نہ کوئی مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

ایک سوال ہے جو امت مرزائیہ ہمیشہ پوچھا کرتی ہے کہ اگر مرزا قادیانی اس صدی کے مجدد نہیں تو اور کون ہے بتاؤ۔ اس لئے ہم یہاں ناظرین کرام کو مجددین کے نام بھی بتائے دیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں۔

۱...... عمر بن عبدالعزیزؒ، سالمؒ قاسم اور مکحول۔

۲...... امام محمد بن ادریس شافعیؒ، احمد بن محمدؒ، یحییٰ بن عونؒ، اشہب بن عبداللہؒ اور خلیفہ مامون۔

۳...... قاضی احمد بن شریح بغدادیؒ، ابو الحسن اشعریؒ، ابو جعفر طحاوی حنفیؒ اور ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ۔

۴...... امام ابوبکر باقلانی، خلیفہ قادر باللہ عباسی۔

۵...... محمد بن محمد ابوحامد غزالیؒ، ابوطاہر سلفیؒ۔

۶...... محمد بن عمر فخر الدین رازیؒ، شہاب الدین سہروردیؒ۔

۷...... احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ۔

۸...... حافظ زین الدین عراقی شافعیؒ، علامہ ناصر الدین شاذلیؒ۔

۹...... عبدالرحمٰن بن کمال الدین المعروف جلال الدین سیوطیؒ، محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعیؒ۔

۱۰...... ملا علی قاریؒ، علی بن حسام ہندی مکیؒ۔

۱۱...... شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ۔

۱۲...... سید احمد بریلویؒ، شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ۔

۱۳...... شاہ اسماعیل شہید شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادرؒ۔

۱۴...... نواب صدیق الحسن خانؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، احمد رضا خاں بریلوی، میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکیؒ۔

۱۹...... ''اصلی واصوم واسہر وانام'' میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (تذکرہ ۳۶۰)

''لاتاخذہ سنۃ ولا نوم'' مرزاجی یہ تمہارے خدا کے صفات ہیں جو کبھی جاگتا ہے کبھی سوتا ہے کبھی وضو کرتا ہے اور کبھی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارا خدا پاک ہے۔

۲۰...... ''واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء'' مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔ (خطبہ الہامیہ ص ۵۵،۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ۵۵،۵۶)

''اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم هل من شرکائکم من یفعل من ذلکم من شئی (روم:۴۰)''

۲۱...... ''اعملو ما شئتم انی غفرت لکم ''اے مرزا تو جو بھی چاہے کر ہم نے تم کو بخش دیا۔ (تذکرہ ص ۵۱۱)

مرزا قادیانی شاید اس الہام کی وجہ سے ہی قوت باہ کے لئے کشتے اور کستوری اور پچلے وغیرہ کھایا کرتے تھے اور شاید اسی لئے بے گناہ بہو کو طلاق دلوادی تھی اور لڑکوں کو عاق کر دیا تھا۔

۲۲...... ''والله انی غالب وسیظهر شوکتی وکل هالك الامن قعد فی سفینتی ''خدا کی قسم غالب ہوں اور عنقریب میری شان ظاہر ہو جائے گی۔ ہر ایک ہلاک ہوگا وہی بچے گا جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔ (تذکرہ ص ۷۱۳)

محمدی بیگم کی شادی سے، عبداللہ آتھم کے زندہ رہنے سے، ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کے مطابق مرنے سے، اور ابوالوفا مولانا ثناء اللہؒ کی دعا کرنے کے لئے تشریف لے جانے سے، قبلہ مہر علی شاہؒ صاحب سجادہ نشین سے فرار ہونے اور مولانا محمد بشیر سے شکست کھانے سے بڑی شان ظاہر ہوئی۔

۲۳...... ''قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون ''اس قوم کی جڑ کاٹی گئی جو مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ (حقیقت الوحی ص ۹۲، خزائن ج ۲۲ ص ۹۵)

مرزا قادیانی کے اس الہام سے عیسائی، یہودی، ہندو اور دیگر اقوام ایک بھی باقی نہ رہے اور اب تو صرف مرزائی ہی مرزائی دنیا پر ہیں۔ باقی سب کی جڑیں کاٹی گئی ہیں۔ افسوس ہم اس کا جواب کس کو دیں۔

۲۴...... ''وما ارسلنٰك الا رحمة اللعلمین''

(حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

آپ کا ہی لین کلیر ہو چکا ورنہ آپ میں اگر چشم بصیرت ہوتی ہو تو دنیا کو دیکھتے کہ آگے سے زیادہ سرسبز ہے۔ آئے تو رحمت کے لئے تھے بن گئے زحمت۔

۲۵...... ''قل یا یها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰)

رسول پاک کے خطاب رحمانیہ کی چوری ہے۔ سینہ زوری ہے۔

۲۶...... ''وما ارسلنٰك الا رحمة العالمین ''اے مرزا ہم نے تجھے تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ۷۸)

یہ بھی فرقان حمید کی ایک آیت شریفہ ہے اور رسول پاک کا ایک خطاب رحمانیہ ہے جو آپ سینہ زوری سے لے رہے ہیں۔

۲۷...... ''داعیاً الیٰ اللہ اور سراج المنیر''

(اربعین نمبر۲ص۵،خزائن ج۱۷ص۳۵۰)

یہ بھی ایک مفرد خطاب رسول پاک کا ہے جو آپ خواہ مخواہ چوری کر کے اپنے اوپر چسپاں کرر ہے ہیں۔

۲۸...... ''ان قدمی ھذہ علیٰ منارۃ ختم علیہا کل رفعۃٍ''میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص۷۰،خزائن ج۱۶ص۷۰)

رسول پاک پر فضیلت فرمارہے ہیں چاہے ایک شمہ بھر رفعت بھی ذات والا کو دیکھنے میں نہ آئی ہو۔تب ہی تو کوئی الہام سچا نہ ہوا۔

۲۹...... ''اتانی مالم یوت احداً من العلمین ''مجھے وہ چیز دی جو دنیا میں کسی دوسری انسان کو نہ دی گئی۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۷،خزائن ج۲۲ص۱۱۰)

میرے خیال میں تو وہ ناکامی ہی ہے کیونکہ آپ کی کوئی پیش گوئی صحیح نہیں نکلی۔

۳۰...... ''یحمدك اللہ من عرشه یحمدك اللہ ویمشی الیك ''خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آتھم ص۵۵،خزائن ج۱۱ص۵۵)

خدا اور مرزے کی حمد کرے استغفراللہ ربی کیا جواب دوں؟ گستاخی و بے ادبی ہے۔ ہاں یہ بتاؤ کہ وہ پہنچا بھی یا ابھی آرہا ہے۔پہنچا تو محمدی سے شادی ہو ہی جاتی۔

۳۱...... ''انت مدینۃ العلم ''اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔ (تذکرہ ص۳۹۲)

فخر دو عالم نے فرمایا تھا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ۔

''انا مدینۃ العلم وعلی بابها''اور یہ تو علم کی ایک گلی بھی نہیں۔

۳۲...... ''انی ھمی الرحمن ''میں خدا کی باڑ ہوں۔ (البشریٰ ج۲ص۸۹)

تب ہی تو دعائیں کرتے ہو میں مغلوب ہو گیا ہوں ہار گیا ہوں۔''رب انی مغلوب ''اور تب ہی بنائے کچھ نہیں بنتی۔

۳۳...... ''انی مع الاسباب ایتك بغتۃً انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب ''میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ (البشریٰ ج۲ص۷۹)

مرزا کا خدا کوئی قلی ہے جو اسباب کے ساتھ اچانک آئے گا اور خطا کرے گا تو بہ نعوذ باللہ خدا کی اچھی صفتیں ہیں جو بیان ہو رہی ہیں اور جو خطاء کر کے بھلائی کرے وہ شریفوں کے نزدیک بھلائی نہیں ہوتی۔

......۳۴

رسید مژده زغیبم که من هماں مردم
که اومجدداین دین وراہنما باشد

(تریاق القلوب ص۲، خزائن ج۱۵ ص۱۳۲)

یہاں تک ہی رہتے تو اچھا تھا۔ مگر اس کے بعد مسیح موعود، مثیل مسیح، کرشن، جے سنگھ بہادر، آریوں کے بادشاہ، رودر گوپال، احمد رسول، مالک الملک ایک آدمی بیس روپ بدلتا ہے اور احکم الحاکمین کے بہترین رسولوں کی اوران کے پیارے ناموں کی تحقیر کرتا ہے۔

......۳۵

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد که مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

کہتا ہے کہ میں (مرزا قادیانی) مسیح زمان ہوں۔ خدا سے باتیں کرتا ہوں اور میں محمد واحمد خدا کے ہاں تعریف کیا گیا ہوں۔

......۳۶

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

لو اب آدم، موسیٰ، یعقوب اور ابراہیم بھی بن گیا۔ دوسرے مصرعہ کا جواب دیتا مگر تہذیب مانع ہے۔

......۳۷

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ همه ابرار

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

مرزا قادیانی کہتے ہیں میں احمد مختار بھی ہوں اور آدم علیہ السلام بھی ہوں اور میرے کرتے میں تمام رسول چھپے ہیں۔

۳۸......

آنچہ دادست ہر نبی راجام
داد آں جام رامر ابتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

جو جو پیالہ علم کا تمام نبیوں کو مولا سے ملا وہ تمام پیالے بیک وقت ایک بڑے جام میں اکٹھے کر کے مجھے دیئے گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی تمام انبیاء پر اپنی فضیلت ظاہر کرتے ہیں۔

۳۹......

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

اگرچہ بہت سے نبی دنیا پر تشریف لائے مگر ان کی کلام سے میری کلام بہتر ہے۔ کسی سے کم نہیں، بالا ہے۔

۴۰......

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسول نہاں بپیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۸)

میرے آنے سے تمام نبی جو درحقیقت مردے تھے زندہ ہو گئے۔ میرے پیرہن (کرتہ) میں سب رسول چھپے ہیں۔

۴۱......

روضۂ آدم کہ تھا جو نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین حصہ پنجم ص۱۱۳، خزائن ج۲۱ص۱۴۴)

نبوت کا قصر نامکمل تھا ادھورا تھا۔ میرے آنے سے مکمل ہوا۔ وہ درخت جو پھول وپتوں سے خالی تھا میرے آنے سے سرسبز وشاداب ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی کے آنے سے۔

۴۲......

مقام او مبین ازراہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

(تجلیات الٰہیہ ص۵، خزائن ج۲۰ ص۳۹۷)

مرزا کے مقام نبوت کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ۔اس کے مقام کو تو رسول اور نبی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ناز کرتے تھے۔یعنی مرزا کی فضیلت تمام انبیاء کے مقام نبوت سے بالاتر ہے۔

۴۳......

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۹)

یہ شعر اپنے لڑکے عمو ائیل بشیر کے متعلق ہے۔جس کا ذکر مفصل طور پر اسی کتاب میں آئے گا۔ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے نبیوں کے فخر تو دیر سے آیا اور بہت دور سے آیا۔نعوذ باللہ! دیر سے تو ضرور آیا مگر تھا بڑا اجلد باز چلنے میں بھی دیر نہ کی۔

۴۴......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

کلام مجید میں اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں ''وجیها فی الدنیا والاخرة '' دنیا اور آخرت میں مرتبے والا عزت والا بیٹا مریم کا ولیکن مرزا کہتا ہے کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے تو مرزا غلام احمد قادیانی بہت بہتر ہے۔لا حول ولا قوۃ!

۴۵......

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

میں (مرزا) پیش گوئی قرآن کے مطابق آیا ہوں۔عیسیٰ کہاں ہے اور اس کا حوصلہ ہے

کہ میرے منبر پر قدم رکھے۔ یعنی اس کی جرأت ہی نہیں کہ میرے مقابلہ پر آسکے۔ نعوذ باللہ!

۴۶......

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

میں تو ہر وقت کربلا میں ہی رہتا ہوں اور کوئی وقت ایسا نہیں جو مجھ پر کرب و بلا نہ ہو اور ایسے ایسے تو سینکڑوں حسین میرے کرتے کے بازو میں رہتے ہیں۔

۴۷......

شتان ما بینی وبین حسینکم
فانی اؤید کل اٰن وانصر
واما حسین فاذکر وله دشت کربلا
الیٰ هذه الایام تبکون فانظر

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے ہر ایک وقت اس کی طرف سے یعنی خدا سے مدد ملتی ہے۔ مگر تمہارا حسین خدا کے انعام سے محروم ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تم کربلا کے میدان کو اور ان کی شہادت جو یاد کرتے ہو اور اب تک روتے ہو۔ یہ تشریح مرزا قادیانی نے کی ہے۔

گویا انبیاء کی فضیلت کے بعد شہید پر فضیلت بیان فرمار ہے ہیں اور حضرت امام حسینؓ پر مرزا قادیانی اپنی فضیلت ظاہر فرمار ہے ہیں۔

چہ نسبت خاک رابعالم پاک
لعنة الله علی الکاذبین!

۴۸......

انیٰ قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدیٰ فالفرق اجلیٰ واظهر

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

میں محبت کا کشتہ ہوں۔ مگر تمارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق بین وظاہر ہے۔

ہاں صاحب ہم تو مانتے ہیں کہ آپ محمدی بیگم کی محبت کے دل دادے تھے اور اس میں ہی کشتہ ہو کر سرمہ بن گئے تھے اور آپ کی مدح میں اور صرف محبت ظاہر کرنے کے لئے تو یہ نوشتہ غیب لکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی ذرا مہربانی کر کے اپنے حسب نسب کو اور امام حسینؓ کے شجرہ مبارکہ کو تو جانچ لیا ہوتا اور گریباں میں منہ ڈالا ہوتا تو یوں لاف زنی نہ کرتے۔

۴۹......

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں است ایمانم
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بہ کلامے کہ شد برا والقا
وآں یقین کلیم بر تورات
وآن یقیں ہائے سید السادات

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرا ہے۔ وہ یقین جو حضرت عیسیٰ کو اس کلام پر تھا جو اس پر نازل ہوا وہ یقین جو موسیٰ کو تورات پر تھا۔ وہ یقین جو سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو قرآن پاک پر تھا۔ وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے۔ کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔

جناب من اسی لئے تو ایک بات بھی سچی ثابت نہ ہوئی اور اسی وحی کے بھروسہ پر دنیا بھر میں رسوا عام ہوئے۔ اگر آپ کو اپنی وحی پر یوں اعتبار نہ ہوتا تو اپنے لئے ایسے سنہری ٹائیٹل تجویز نہ فرماتے اور پھر یوں سر بازار۔

۵۰......

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص ۵۰، اردو)

قادیان کی زمین میرے آنے سے محترم (احترام شدہ) ہوئی اور ارض مقدس بنی اور

لوگوں کے آنے سے خانہ کعبہ کے مثل بن گئی۔ ہندوستان میں نعوذ باللہ مکہ شریف بن گیا اور اب حج کرنے کے لئے مکہ شریف جانے کی ضرورت نہ رہی۔ نعوذ باللہ من ھذا الخرافات!

۵۱...... یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔

(کشتی نوح ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

وہ دنیا اور آخرت میں مرتبے والا نبی اور اس کی شان میں یوں گستاخی۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین!

۵۲...... مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، ۲۴)

کیا جواب دوں دل جلتا ہے اور قلم رکتا ہے اور تہذیب مانع ہے۔ ورنہ جواب دیتا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین!

یہ دونوں عبارتیں مرزا غلام احمد قادیانی کی ہی ہیں۔ مرزائیو! خدا لگتی کہنا کون سی سچی ہے؟۔

۱...... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

(اخبار بدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۴ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸)

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت سے امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

''اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

''ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی

نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں۔ جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔"

(بدر ۹/اپریل ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ص ۲۱۷)

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا معہ اپنی ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق اعتراض کر دیتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ص ۳۳۲)

"جس شخص کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ص ۴۰۶)

"جبکہ وہ مکالمہ ومخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

(الوصیت ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ص ۳۱۱)

"میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔"

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ص ۴۱۲)

"ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور اس شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی الٰہی دی جائیں اس کا نام نبی رکھتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت ص ۱۸۰، خزائن ج ۲۳ص ۱۸۹)

"خدا کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیش گوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو نبی کہلاتا ہے۔"

(ملفوظات ج ۱۰ص ۲۶۷)

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ص ۲۰۹)

"یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے

معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف کاملہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۶)

"بعد توراۃ کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجود زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصل منشا کی طرف کھینچیں۔"
(شہادت القرآن ص ۴۴، خزائن ج ۶ ص ۳۴۰)

"نبی کا شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

"تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے...... اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔"
(چشمہ معرفت ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۲۳ ص ۸۴، ۸۵)

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔"
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷، مندرجہ اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء)

"میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔"
(نزول المسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷)

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔"
(حقیقت الوحی ص ۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

"پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جائے۔"
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۶)

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔

کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

''سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ''وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا'' پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔''

(تجلیات الٰہیہ ص۸،۹، خزائن ج۲۰ ص۴۰۰،۴۰۱)

''قل یآیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمعا'' اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں میں پتہ لگتا ہے۔ اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔'' (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

''انک لمن المرسلین'' اے مرزا بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

''ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴، خزائن ج۲۱ ص۳۵۵)

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم'' یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیش گوئی ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲)

تصویر کا دوسرا رخ

''مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام رسل رکھا ہے۔ ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا ہے۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن

شریف میں ''وقفینا من بعدہ بالرسل '' آیا ہے اور نہیں آیا کہ ''قفینا من بعدہ بالانبیاء '' پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔''

(شہادت القرآن ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۳، ۳۲۴)

''ماکان محمد اباحد '' کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبیناﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبیناﷺ فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح الطالبین ولو جوزنا ظھور نبی بعد نبیناﷺ لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا وھذا خلف کمالا یخفیٰ علیٰ المسلمین وکیف یجیئ بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاۃ وختم اللہ بہ النبیین '' کیا نہیں جانتے ہو تو کہ خدا کریم و رحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین قرار دیا اور ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہو چکا اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے۔ جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

''ولا یجیئی نبی بعد رسول اللہ ﷺ وھو خاتم النبیین '' رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۱۹۹)

''ماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین '' یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

''ماکان اللہ ان یرسل نبیاً بعد نبینا خاتم النبیین وما کان اللہ ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیا بعد انقطاعھا '' اللہ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اس کو قطع کر

چکا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷)

''وآمنت بان رسولنا سید ولد ادم وسید المرسلین بان الله ختم به النبیین'' مرزا قادیانی خدا کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کی اولاد کے سردار ہیں۔ رسولوں کے بھی سردار ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱)

''وکیف یجئی نبی بعد رسولناﷺ وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین'' اور ہمارے رسولﷺ کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے۔ جب کہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل کے حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(سراج منیر ص ۹۳، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

''فلا حاجة لنا الیٰ نبی بعد محمدﷺ وقد احاطت برکاته کل ازمنة'' اور ہم کو محمدﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط ہیں۔
(حمامۃ البشریٰ ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۴)

''مدعی نبوت امت سے خارج ہے نہ مجھے دعویٰ نبوت نہ خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات وملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرتﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبیﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

(نشان آسمانی ص ۳۰، خزائن ج ۴ ص ۳۹۰)

مدعی نبوت لعنتی ہے

''مولوی غلام دستگیر پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰه الا الله محمد رسول الله کے قائل ہیں اور آنحضرتﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے

ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوئم ص ۲۹۷)

مدعی نبوت کافر اور اسلام سے خارج ہے

"وماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم الکافرین "میرا کیا حق ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مدعی نبوت مسلمان نہیں

"فیکف ادعیٰ لنبوة وانا من المسلمین "یہ کب ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر میں نبوت کا دعویٰ کروں۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسلمان نہیں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مدعی نبوت اسلام سے خارج

"اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(راز حقیقت ص ۱۶، خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۸)

مدعی نبوت کاذب اور کافر ہے

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائکہ کا منکر، بہشت دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں نہ معجزات وملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

حنفی المذہب ہونے کا اقرار

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے

’’خدا جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘

(آسمانی فیصلہ ص۳، خزائن ج۴ ص۳۱۳)

مجھ کو نبی کہنے والے سراسر جھوٹے اور دجال ہیں

’’اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملائکہ اور ان کے نزول وصعود کو نہیں مانتا اور شمس اور قمر اور تاروں کو فرشتوں کے اجسام مانتا ہے اور محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتا۔ حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور وہی خاتم الانبیاء پس یہ سب مفتریات اور تحریفات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے والے دجال ہیں۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۹، خزائن ج۷ ص۱۸۵)

مجھ کو نبی کہنے والے مفتری کذاب اور لعنتی ہیں

’’اور اللہ تعالیٰ کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں مؤمن اور مسلمان ہوں اور اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور رسول اور ملائکہ پر اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے محمد مصطفی ﷺ سب نبیوں سے افضل اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ ص۸، خزائن ج۷ ص۱۸۴)

’’اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنة الله علیٰ الکاذبین المفترین یعنی جو شخص مجھے نبی مانتا ہے وہ لعنتی و مفتری ہے۔‘‘

(انوار الاسلام ص۳۴، خزائن ج۹ ص۳۵)

’’افتراء کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افتراء ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔‘‘ (حاشیہ کتاب البریہ ص۱۹۸، ۱۹۷، خزائن ج۱۳ ص۱۶، ۱۵)

ہم نے مرزا قادیانی کے چند ایک دعاوی پیش کئے ہیں۔ جن میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اور رسول ہیں اور تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ہماری صداقت میں پلیگ نمودار ہوئی۔ زلزلے آئے، قحط پڑا، سورج اور چاند گرہن لگا اور طرح طرح کے عذابوں میں دنیا مبتلاء ہوئی۔ مگر

غافلو! سوچو تو اس کی کیا وجہ ہے۔ شاید تم میں خدا کا فرستادہ نبی ہو اور اس کے انکار کی وجہ سے یہ عذاب تم پر ''وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا '' کے تحت میں نازل کیا گیا ہو۔ مجھ پر خدا کی وحی بارش کی طرح آتی ہے اور مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ اگر میرے انعام وکرام اور الہام وآیات وغیرہ دس ہزار پیغمبروں پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو سکتی ہے اور میرے مبعوث ہونے سے پیشتر جس قدر اولیاء، امام، غوث، ابدال، اقطاب گزرے ہیں۔ ان کو میرا اعشر عشیر بھی نہیں دیا گیا۔ امام حسینؓ وغیرہ کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ ایسے تو سینکڑوں میری آستین میں چھپے بیٹھے ہیں اور چونکہ میرا یہ آخری زمانہ نبوت تھا۔ جیسا کہ حدیث میں رحمت عالم ﷺ نے میری بشارت دی اور مجھ کو آخری نبی مخصوص کیا۔ اس لئے شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے مجھ پر یہ آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے ہزارہا نشان میری صداقت میں ایک جگہ جمع کر دیئے۔ مگر باوجودیکہ میں نے سینکڑوں اشتہار کتابیں مباہلے، دعائیں اور طرح طرح سے اپنی نبوت کے منوانے کے لئے کئی ایک طریقے اور حیلے بنائے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ میری نبوت سے انکار ہی کرتے رہے اور مجھ پر ایمان نہ لا کر جہنمی ہوئے۔ ان کو جو بے دین بنے یہ دھوکا ہوا کہ میں صاحب شریعت نبی ہوں۔ مگر افسوس نادانوں نے یہ نہ سوچا کہ مجھ پر کثرت سے وحی الٰہی آتی ہے اور جس پر وحی الٰہی نازل ہو وہ نبی اور رسول ہے اور کلام مجید اس کا شاہد ہے۔ ''قل انما انا بشراً مثلکم یوحیٰ الیٰ '' میں مسیح موعود ہوں اور شارع ہونا نبوت کی شرط نہیں اور سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ گو اوائل میں میرا عقیدہ بھی ایسا ہی تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ خدا کا پیارا نبی ہے اور جب میری کوئی فضیلت ظاہر ہوتی تو میں اس کو جزوی قرار دیتا۔ مگر آخر وحی الٰہی بارش کی طرح میرے اس ایمان کو بہالے گئی اور مجھ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا اور میری صداقت میں ایک یہ بات قابل غور ہے کہ پلیگ چاہے ستر برس تک ہندوستان میں رہے ولیکن اس کے رسول کی تخت گاہ یعنی قادیان اس سے محفوظ ہی رہے گا اور غافلو سوچو مجھ کو خدا نے رسول اور نبی کہا اور آج سے تیراں سو سال قرآن مجید میں میرے پیارے القاب درج کر دیئے جو تم روز پڑھتے ہو۔ غور کرو اور دیکھو کہ اس میں ''انك لمن المرسلین '' اور ''قل یایها الناس انی رسول اللّٰه علیکم جمیعاً '' اور ''لا تخف انك انت اعلیٰ وما ارسلنك الا رحمة اللعالمین '' ہیں یا نہیں اور میری خدمت میں خدا ایک تیز تلوار لئے کھڑا ہے اور مجھ کو الہام ہوا ہے کہ اس قوم کی جڑوں کو کاٹ دیا جائے گا۔ جو مجھ پر ایمان نہ لائے گی اور جو بھی میں عمل کروں وہ

گناہ نہیں ہے۔ بلکہ معاف کردیا گیا ہے اور میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جو قرآن سے ظاہر ہوا اور مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے اگر ایک منٹ کے لئے بھی میں اس میں شک وشبہ کروں تو کافر ہو جاؤں۔ مجھ کو اپنی وحی پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کلمہ شریف پر۔ بلکہ اس سے زیادہ اور مجھ کو وہ تمام سعید روحیں مانتی ہیں اور مجھ پر ایمان لاتی ہیں۔ مگر حرامزادے ہیں جو نہیں مانتے اور میں تو حسب بشارت آیا ہوں عیسیٰ کو جرأت وحوصلہ ہی نہیں کہ وہ میرے منبر پر قدم رکھے۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں یعقوب ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد غرضیکہ تمام نبی میرے جامہ میں ہیں اور جو کچھ بھی انعام واکرام ان کو فرداً فرداً مالک الملک سے عنایت ہوئے اور علم کی پیالیاں جو بھی ان کو دی گئیں وہ سب علم ایک جام میں جمع کر کے یکدم مجھ کو دیئے گئے اور میرے ہی لئے ہفت افلاک بنے اور اگر مجھ کو مبعوث کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ نظام عالم ہی پیدا نہ کیا جاتا۔ یہ چاند وسورج وستارے، یہ رنگ برنگ کے پھول اور پھل اور یہ سنگین عمارتیں وبلی، یہ شاداب وادیاں اور ہموار سڑکیں میرے لئے ہی بنیں۔

شخصے پائے من بوسید
من گفتم کہ سنگ اسود منم

(حمامۃ البشریٰ ج۱ ص۴۸)

مرزا قادیانی اس سے بھی آگے گئے اور زینہ طے کر کے امت مرزائیہ پر احسان فرما گئے۔ فرماتے ہیں:

’’رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ ویتقنت اننی ھو...... فخلقت السمٰوٰت والارض...... وقلت انازینا السماء الدنیا بمصابیح‘‘ میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔ پھر میں نے آسمان وزمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

امیر جماعت احمدیہ لاہور سے خطاب اور ایک سو روپیہ انعام کا اعلان

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔اے امیر جماعت احمدیہ لاہور ہمیشہ اس بات پر

زور دیا کرتے ہیں اور صدہا ٹریکٹوں میں اعلان فرمایا کرتے ہیں کہ ہم نبوت کے قائل نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا اور جہاں کہیں بھی آپ نے دعویٰ کیا ہے وہ صرف ظل بروز کے رنگ میں کیا ہے اور آخر نتیجۃً یہ کہہ دیا کرتے ہو کہ ظل اللہ کے کہنے سے خدا کا سایہ مراد ہوتا ہے۔ خدا نہیں ہوتا ایسا ہی ظلی نبی نبی کا سایہ ہے۔ حقیقی نبی مراد نہیں ہوتا ہے۔ میں نے حضرت مرزا قادیانی کے چند ایسے دعوے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ جن کی مثال تاریخ انبیاء میں کسی برگزیدہ نبی سے بھی نہیں ملتی۔ مرزا قادیانی نے جو دعویٰ کیا ہے کہ میری فضیلت میں جو نشان خدا نے عطاء کئے وہ ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان سے ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ کیا یہی ظل و بروز ہے اور وہ کون سے ہزار نبی ہیں۔ جن سے آپ افضل ہیں۔ اگر آپ اس کا شافی جواب جو میاں بشیر الدین محمود خلیفہ دوئم کا مصدقہ ہو دیویں اور اس کے جواب الجواب میں ہمارا اعلان ہے کہ بعد فیصلہ منصف ایک سو روپیہ انعام کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے مرد میدان بنیں اور اس کو حاصل کریں۔

ایم۔ ایس خالد وزیر آبادی!

اعلان عام، مبلغ پچاس روپیہ کا انعام

میرا یہ خطاب ہر دو جماعت سے ہے۔ وہ اندلسی ہو یا دمشقی اس کا جواب دے کر انعام حاصل کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی ایک پیش گوئی جو آپ نے بڑی تحدی سے کی ہو اور وہ حرف بحرف پوری ہوگئی ہو۔ مرزائیوں میں سے کوئی صاحب اس کو تکلیف کر کے ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرے۔ لیکن امیر جماعت کی تصدیق شدہ ہو اس کے جواب الجواب میں ہمارا بیان جو ٹریکٹ کی صورت میں ہم شائع کریں گے۔ اس سے مقابلہ کیا جاوے گا اور بعد از فیصلہ منصف مبلغ پچاس روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ایس۔ ایم شفیع خالد وزیر آبادی

اب ہم مرزا قادیانی کے وہ دعوے پیش کرتے ہیں جن میں آپ نے نبوت کے باب کو ہی مسدود کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں ۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(سراج منیر ص۹۳، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

نبوت تمام نبیوں کے سردار فخر رسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ آپ کے

بعد کوئی نبی ظلی ہو یا بروزی نہیں آ سکتا۔ پھر فرماتے ہیں چونکہ نبوت کا باب ہی تا قیام قیامت خاتم النبیین پر ختم ہو چکا۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ وحی الٰہی کا سلسلہ آدم صفی اللہ سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا اور اب وحی الٰہی کا زمین پر آنا قطعاً بند ہو گیا۔ اس کی تصدیق اور جگہ یوں فرماتے ہیں کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام بھی مرسل رکھا ہے اور اسی اشارہ کی غرض سے قرآن مجید میں ''وقفینا من بعده بالرسل '' آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ ''من بعد بالانبیاء '' پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔ پھر فرماتے ہیں کیا نہیں جانتے ہو تم کہ خدا رحیم و کریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین قرار دیا اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہو چکا ہے اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی طرح کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا اور پھر ایک طریقہ سے یوں ارشاد فرمایا یہ میرے لئے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں اور اس کے بعد ایک اور مدلل جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اس کو قطع کر چکا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی قسم اس بات پر اٹھا کر تصدیق کرتے ہیں کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ اس بات پر ہمارے رسول آدم کی اولاد کے سردار ہیں اور خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی کسی طرح کا وہ ظلی ہو یا بروزی نہیں آ سکتا اور پھر آپ اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو وہ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام کے حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیام زمانہ منقطع ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ نبوت ہی بند ہو چکا ہے اور ہم کو اب نبوت کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانے پر محیط ہیں اور اس کی پھر اور ایک جگہ نفی فرماتے ہیں۔ نہ مجھے دعویٰ نبوت، نہ خروج از امت اور نہ میں

معجزات وملائکہ ولیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور میرا اس پر ایمان ہے اور ایسا محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپ کا فیض تا قیامت کافی وشافی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ کب ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں۔ کیونکہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔ پھر اس کی تائید یوں کرتے ہیں کہ اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر یوں فرماتے ہیں نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی امت اور کتاب ہو۔ میں مدعی نبوت کو مفتری کذاب اور لعنتی سمجھتا ہوں اور مجھ کو نبی کہنے والے دجال ہیں۔ مجھ کو نبی کہنے والے لعنتی ہیں۔ مجھ کو نبی کہنے والے مفتری ہیں۔ مجھ کو نبی کہنے والے کذاب ہیں۔ پھر فرماتے ہیں مدعی نبوت کاذب ہے کافر ہے۔ لعنتی ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بدبخت ہے مفتری ہے اور قرآن کریم کا منکر ہے۔

مرزا قادیانی کا آخری پیغام اپنی امت کے نام

فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت کو جاری کرنے والے کافر کی اولاد قرآن کے دشمن اور بے شرم وبے حیا ہیں۔ اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ (خاکسار! غلام احمد قادیانی فیصلہ آسمانی ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

اعلان عام ایک صد روپیہ انعام

خلیفۃ المسیح ثانی میاں بشیر الدین محمود امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام

میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ مرزا قادیانی کو از روئے قرآن شریف وحدیث واقوال مرزا سے نبی ہونا ثابت کر دیویں اور وہ ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع شدہ ہو اور مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا مصدقہ ہو اور اس کے جواب الجواب میں ہمارا بیان جو ٹریکٹ کی شکل میں ہوگا۔ بعد از فیصلہ منصف مبلغ ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔

ایم۔ ایس خالد وزیر آبادی

مرزائیو! ہمت کرو اور کوشش کرو کہ دو سو پچاس روپیہ کے انعام ہیں۔ ان کو حاصل کرو ورنہ خدا کے لئے سوچو کہ کدھر جا رہے ہو۔ یہ سڑک تمہیں کہاں لے جا رہی ہے۔ صراط مستقیم کدھر ہے ایک دن احکم الحاکمین کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ شفیع محشر کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ خدارا انصاف کرو اگر نبوت کو قبول کرتے ہیں تو بقول مرزا کافر ہوتے ہیں اور اگر نہیں کرتے تو بقول مرزا کافر

ہوتے ہیں۔ کدھر جائیں دونوں ہی طریقے صحیح نہیں۔ اس سیدھی سڑک پر آ جاؤ جو سیدھی وصاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملا دیتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

ناظرین کرام آپ نے مرزا قادیانی کے الہامات وارشادات ملاحظہ فرمالئے۔ جن کا مطلب سوائے اس کے جو ہماری سمجھ میں آیا اور جو نہایت واضح ہے اور کچھ نہیں جس کا مختصر ساخلاصہ یالب لباب ناظرین کرام کی یاداشت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

۱...... گورنمنٹ برطانیہ کی مدح وستائش حد سے زیادہ کرنا۔

۲...... شرك فی التوحید! اور اس کے علاوہ مالک الملک کی ذات بابرکات پر رکیک حملے جو آج تک کسی قوم اور کسی فرد نے نہیں کئے اور اس کے کرنے کی کسی بدبخت کو جرأت ہی نہیں ہوئی گویا کہ یہ سعادت آپ ہی کے لئے مختص تھی۔

۳...... شرك فی النبوت! اور اس کے علاوہ حضور فخر دوعالم کی ذات پر رکیک حملے اور آپ کے خطابات رحمانیہ کی چوری کر کے اپنے اوپر چسپاں کرنا۔

۴...... تمام انبیاء کرام کی توہین کرنا اور خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور آپ کی والدہ ماجدہ مریم علیہا السلام کی انتہائی تذلیل وتحقیر کرنا۔

۵...... هل انبئكم کے مصداق جھوٹے الہام بنانا اور ان کا شائع کرنا

۶...... شعر گوئی کرنا اور پھر اس پر فخر کرنا اور نبوت کا معیار بنا کر پیش کرنا۔

۷...... علماء کرام کو سوقیانہ گالیاں دینا۔ سردار کون ومکاں کی امت کو کنجریوں کی اولاد کہنا۔

۸...... اپنی کلام کو قرآن شریف کے ہم پلہ اور اپنی وحی کو تمام انبیاء کی وحی کے برابر سمجھنا اور ان دونوں امور پر ایمان رکھنا اور اس پر قسم کھانا۔

۹...... قرآن کریم کی تفسیر کو غلط اور اپنے مفید مطلب بیان کرنا اور تمام معجزوں سے انکار کرنا۔

ہمارا ناول

بسم الله الرحمن الرحیم!

ہمارا ناول اپریل ۱۸۸۰ء سے شروع ہوتا ہے وہ سڑک جو بٹالہ سے شمال مشرق کو گئی ہے اس پر ایک نہایت مختصر سا قافلہ جو ایک ادھیڑ عمر آدمی۔ اس کی بیوی اور تین بچوں پر مشتمل ہے جا رہا ہے۔ ان کے پاس صرف دو گھوڑے ہیں اور چونکہ سر پر چاندنی چٹک رہی ہے اور وہ تاروں کی

چھاؤں میں آہستہ آہستہ منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان کے بشرے سے رعب وسادگی ٹپکتی ہے اور ان کا پھٹا پرانا لباس ان کی غربت اور تنگ حالی کی چغلی کھا رہا ہے۔ قافلہ سالار ادھیڑ عمر کا آدمی چلتے چلتے رک گیا اور چند لمحے ٹھہر کر یوں گویا ہوا کہ اب قادیان آیا ہی چاہتا ہے۔ خدا نے چاہا تو ہم صبح ہونے سے پیشتر ہی پہنچ جائیں گے۔ مگر دیکھو جلدی نہ کرنا۔ حلم ونرمی کو ہاتھ سے نہ دینا۔ خدا چاہے تو معاملہ صحیح ہو جائے گا۔ جلد بازی و درشت کلامی میں کام بنتے بنتے بگڑ جاتے ہیں اور پھر ہمارا تو بہت ہی نازک معاملہ ہے۔ کوئی دس بیس کی بات نہیں پانچ چھ ہزار کی زمین ہے۔ اگر مل گئی تو اس کی آمدنی خاندان بھر کے لئے کافی ہے۔

بیوی! کیا میں بے وقوف ہوں جو خواہ مخواہ بنتی کو بگاڑوں گی۔ منت سماجت جس طرح سے بھی ہوگا اپنی نند بھاوج سے کام نکال ہی لوں گی۔ میری محمدی اللہ رکھے اب تو جوان ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے پروان چڑھانے کا فکر ہلکان کیے رہتا ہے۔ کوئی وقت نہیں جوان خیالات سے ایک گونہ سبکدوش بیٹھ سکوں۔

میاں! خیر جو اللہ کو منظور ہوگا ہو جائے گا۔ سر دست جس کام کو آئے ہو اس کو سرانجام دو۔ مجھے تو محمد بیگ کی صحت کا ہی اندیشہ رہتا ہے۔ آٹھ سالہ بچہ اور یوں توانائی۔

غرضیکہ یہ یونہی خانگی معاملات میں مستغرق جا رہے تھے کہ یکا یک مؤذن کی آواز سے چونک پڑے اور اب یہ بستی کے نہایت ہی قریب تھے۔

علی الصبح یہ مختصر سا قافلہ قادیان پہنچا۔ شوہر میاں کی ہمشیرہ نے پر تپاک خیر مقدم کیا۔ سر آنکھوں پر جگہ دی۔ عزیزی محمدی و محمد بیگ کی بلائیں لیتے لیتے پھوپھی اماں کا منہ خشک ہوا جاتا تھا۔ مگر سیر نہ ہوتی تھی اور محمود تو گویا حقیقی والدہ کو بھول ہی گیا وہ پھوپھی کی گود میں بیٹھا رہتا اور میٹھی میٹھی باتوں سے دل لبھاتا رہتا۔ وہ بیچاری بھی اس شیریں میوے کی مٹھاس کی چاہت میں مدتوں پیاسی رہی تھی اور آخر بڑھاپے نے اس امید کو منقطع کر دیا۔ بھائی کی اولاد کو اپنا سمجھی۔ دیکھ کر باغ باغ ہوتی اور پھولے نہ سماتی۔ خدا کا شکر بجا لاتی اور ان کی خاطر تواضع میں حتی المقدور کوئی دریغ نہ رکھتی۔ اس کی زندگی کا سہارا اب یہ ننھے بچے ہی تھے اور ان پر وہ ہزار جان قربان تھی۔

سچ ہے جس چیز سے زیادہ محبت ہو اسی میں زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ محمود جو خاندان کا سب سے پیارا بچہ تھا بارش میں دن بھر کھیلتا کودتا رہا۔ رات آرام سے سویا مگر صبح جو اٹھا تو بدن کچھ گرم تھا۔ اماں پھوپھی نے بلائیں لیں۔ سر منہ چوما اور کہنے لگی نصیب دشمناں تمہیں تو بخار ہے۔ شاید گلے ہوں کچھ ناشتہ کرایا۔ مگر کچھ کھایا نہیں۔ پڑ کر سو رہا وہ بیچاری بھی گھر کے دھندوں

میں ایسی مشغول ہوئی کہ بارہ بج گئے۔

محمود کی ماں جو کسی رشتہ دار کے ہاں ملاقات کو گئی تھی آئی تو بچہ کی حالت اور بھی زیادہ بگڑ چکی تھی۔ مگر ابھی تک ہوش وحواس درست تھے۔ ہمک کر ماں کی گود میں آ گیا مامتا کی ماری بچہ کو دیکھ کر مبہوت ہوگئی اور کہا آپا محمود کے دشمن کب سے ناساز ہوگئے۔ اس کا تو بدن تانبا ہو رہا ہے۔ پھوپھ لپک کر پہنچی تو دیکھا بڑی شدت کا بخار ہے۔

''میں سمجھی محمود انگن میں سو رہا ہے تم آج گھر میں نہ تھیں۔ مگر پہاڑ میں پڑیں وہ کام جن میں میں اس قدر منہمک رہی۔ اماں پھوپھ نے کہا۔''

قریب ہی محلہ میں وید صاحب رہتے تھے انہیں لایا گیا۔ حسب ہدایت دوائی دی جانے لگی مگر بخاری میعادی نکلا۔

آج محمود کا بخار صبح بہت ہلکا تھا اور ہوش بجا تھے اور چہرہ بھی کچھ نکھرا ہوا تھا۔ گو نقاہت وکمزوری تھی۔ مگر بخار کو تو بھی آج بیس روز ہو چکے تھے۔ وید صاحب کہنے لگے آج بچہ کی حالت اچھی ہے۔ رات بحران پڑے گا۔ ہوشیار رہنا۔ بچہ کمزور ہے دوالمسک چار دفعہ دے دینا امید ہے نرونکار اضی کر دے گا۔

یہ رات بھی بڑی بے چینی سے جاگتے ہی گزری مگر شکر ہے صبح بخار اتر گیا اور جان میں جان آئی تو منتیں جو اللہ کی راہ میں مانی گئی تھیں پوری کیں اور شکرانے کے نوافل ادا کئے۔

نند بھاوج میں ایک دن بر سبیل تذکرہ محمدی کی شادی کے متعلق ہوا۔ اس کی ماں نے اپنی غربت اور اس کے جوان ہونے کی نسبت دل بھرے دل سے کچھ ایسے درد انگیز موثر لہجہ میں بات کرنی شروع کی کہ بھاوج کا دل بھر آیا اور اس نے تسلی آمیز لہجہ میں کہا بھائی کے سوا میرا اس دنیا میں کون ہے۔ اللہ رکھے وہی ایک ماں باپ کی نشانی باقی ہے۔ تمہارے بہنوئی کو آج پچیس برس ہوئے مفقود الخبر ہیں اور اب تو امید ہی باقی نہیں رہی کہ وہ واپس آئیں۔ خدا معلوم کہ وہ کیا ہوئے۔ انتظار کرتے کرتے میں بوڑھی ہوگئی اور اب تو قبر کے کنارے کھڑی ہوں۔ یہ کھیت کنویں میرے کس کام کے۔ انہیں ساتھ تھوڑا ہی لے جاؤں گی۔ بھائی کی اولاد میری اولاد ہے اور پھر تم کہتی ہو کہ ضرورت بھی شدید ہے تو پھر تم ایسا کرو محمد بیگ کے نام مجھ سے ہبہ کرالو۔ اس میں ایک چھوٹی سی دقت تو پیش آئے گی۔ لیکن اللہ مشکل آسان کرے گا۔ یہ زمین میرے مہر کی ذاتی جائیداد ہے۔ تمہارے بہنوئی کے چچازاد بھائی غلام احمد (مرزا) کی رضامندی لینی پڑے گی۔ بھلا مانس آدمی ہے ایک دو کے کہنے سے مان جائے گا۔

محمود کے ابا جب گھر تشریف لائے تو ان سے تذکرہ ہوا وہ ہمشیرہ کی اس فیاضی پر عش عش کر اٹھے۔ دعائیں دیں اور شفقت کا ہاتھ سر پر رکھا۔ والدین کی یاد میں آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ بہن کو سینے سے لگایا۔ جی کو ذرا چین آیا بعد میں بہت دیر تک ان کا ذکر خیر کرتے رہے۔ آخر ان کے حق میں دعائے مغفرت کی کھانا کھایا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد میٹھی نیند سو گئے۔

محمود کے ابا شب زندہ دار آدمی تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ وہ نماز تہجد گزارنے کے لئے رات تین بجے ہی سے اٹھ بیٹھتے اور پھر نماز اشراق ادا کرنے کے بعد کچھ ناشتہ کیا کرتے تھے۔ آج بھی حسب معمول اٹھے ناشتہ کیا تو ہمشیرہ نے مرزا قادیانی کے پاس ان کی رضامندی لینے کے لئے جانے کو کہا۔ فرمانے لگے بہن وہ آدمی کسی اور ڈھب کا ہے میں اس کی طبیعت کو اچھی طرح جانتا ہوں کچھ نہ کچھ دیکھنا ضرور روڑا اٹکائے گا۔ اچھا تمہارے کہے چلا جاتا ہوں۔ مگر دل اجازت نہیں دیتا اور طبیعت نہیں مانتی۔

مرزا قادیانی اپنے آبائی کچے مکان میں بیٹھے کچھ مطالعہ فرمارہے تھے۔ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی آپ نے خادم کو فرمایا میاں علیم دیکھنا باہر کون آیا ہے۔

علیم! اجو رایک لانبا سا آدمی ہوت مگر بہت غریب معلم ہوت۔

مرزا قادیانی! ارے کم بخت پاجی یہ تمہیں کس نے پوچھا کہ وہ غریب ہے یا امیر لمبا ہے یا چھوٹا۔ نالائق کہیں کا جا اس کا نام پوچھ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

علیم! بہت اچھا اجو رابی لو۔ تم کون ہوت ہو بھائی۔ جلتی بتاؤ اور تمہارے گھرت کدھر ہوت۔

احمد بیگ! میرا نام احمد بیگ ہے اور گھر کیا تو نے مول لینے ہیں۔ جا اتنا کہہ دے وہ سمجھ جائیں گے۔ (علیم کے چلے جانے کے بعد) یہ عدالت ہے یا مرزا قادیانی کا گھر پندرہ منٹ کھڑے کھڑے ہو گئے ابھی تک باریابی ہی نہیں ہوئی۔ دل تو چاہتا ہے بغیر ملاقات کے ہی واپس چلا جاؤں۔ مگر بہن کو کیا جواب دوں گا اور پھر غرض اللہ اس سے محفوظ رکھے بڑی بری چیز ہے۔

مرزا قادیانی! اچھا جا ان کو اندر لے آ۔

خدا خدا کر کے اندر آنے کی اجازت ہوئی۔ علیک سلیک کے بعد ہبہ نامہ کا ماجرا بیان کیا۔ مرزا قادیانی چپکے سے سنتے رہے۔ جب احمد بیگ کو خاموش ہوئے۔ پانچ منٹ سے کچھ زیادہ وقفہ گزر گیا اور جواب نہ پایا تو مکرر عرض کیا گیا جواب ملا بھائی احمد بیگ میں نے تمہاری رام کہانی سن لی۔ مگر اس کا جواب ابھی نہیں دے سکتا۔ پھر کبھی دوں گا۔ ابھی تو مجھے اس کی تحقیق کرنا

ہے کہ کہاں تک درست ہے اور ہمارا قاعدہ ہے کہ ہم ہر بات میں استخارہ کیا کرتے ہیں۔ سو کیا جائے گا اور اس کے بعد تمہیں صحیح رائے دی جاوے گی۔

احمد بیگ کے چلے جانے کے بعد مرزا قادیانی ایک گہری سوچ میں پڑ گئے اور دل ہی دل میں اس کے متعلق اپنے تخیل میں پرواز کرنے لگے۔ آخر چھ سات ہزار کی اراضی ہے گو اس کے اپنے ہی مہر کی ہے۔ مگر یونہی دے دی جائے آخر اس میں ہمیں بھی حق پہنچتا ہے۔ ہماری مرضی بغیر وہ کسی صورت بھی نہیں لے سکتا اور پھر اس کی وفات کے بعد ہم ہی وارث ہیں۔ ہاں ایک خیال ہے جو مدت سے بے چین رکھتا ہے۔ مگر کیا کروں جس پر دل ہزار جان قربان ہے اور جو آنکھوں میں ہر وقت سمایا رہتا ہے زبان پر اسے لاتے کچھ شرم سی آتی ہے۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ ہاں بات بھی کچھ معیوب ہی ہے میری عمر پچاس برس سے زائد ہے۔ لوگ کیا کہیں گے ایسا نہ ہو ہنسی اور مضحکہ اڑائیں۔ مگر دل کے ہاتھوں مجبور بھی ہوں۔ یہ کم بخت ضرور بدنام کر کے ہی رہے گا۔ غرضیکہ یہی خیالی پلاؤ ہر روز پکائے جاتے مگر کم بخت پکنے کو نہ آتے اور معاملہ اگلے روز پر ملتوی رہ جاتا۔

مرزا قادیانی سے رخصت ہو کر میاں احمد بیگ سیدھے گھر پہنچے جہاں بڑی شدت سے آپ کا انتظار ہو رہا تھا اور خاص کر بہن تو ہر وقت چشم براہ تھی۔ بھائی سے دیر کر کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ چہرا کچھ اترا ہوا سا تھا اور ملول سے تھے کہنے لگے میں نہ کہتا تھا کہ وہ میرا دیکھا بھالا ہے۔ کوئی بات ضرور بنائے گا۔ بہن بولی آخر انہوں نے کچھ کہا بھی کیا جواب دیا تو کہنے لگے بس یہی کہ استخارہ کرنے کے بعد تم کو جواب دیا جائے گا۔ مگر ان کا طرز کلام کچھ ایسا تھا کہ اسے خطرہ سے خالی نہیں سمجھنا چاہیے۔

احمد بیگ حسب وعدہ مرزا قادیانی کے در دولت پر حاضر ہوا۔ اطلاع کرائی گئی اور نام بھی پہلے ہی بتا دیا گیا۔ تا کہ کھڑا رہنے کی زحمت سے نجات رہے۔ اجازت ہوئی تو خلاف معمول آج خندہ پیشانی سے خوش آمدید ہوئی۔ دل میں حیران ہوئے کہ بارالہا آج کیا معاملہ ہے جو یوں کرم ہو رہا ہے۔

سلسلہ گفتگو شروع ہوا جو پر تپاک تھا۔ بچپن کے زمانہ کی باتیں گذشتہ عمر کے واقعات کچھ ایسی وضاحت سے بیان کیے جن سے وہ محظوظ ہونے لگے۔ مگر ان میں چاپلوسی کی چاشنی بھی معلوم ہوتی تھی۔ بہر حال احمد بیگ ان باتوں سے متاثر ہونے سے نہ رہ سکا اور اس نے بھی چند ایک واقعات دوہرائے۔ انہیں خوش گپیوں میں چائے بھی آ گئی۔ چائے کے دوران میں ملاقات

کی غرض اولاد کا ذکر جو لائے تو مرزا قادیانی نے عمداً ٹالنے کی کوشش کی اور نہایت بے نیاز لہجہ میں کہنے لگے کہ فرصت ہی نہیں ملی گھر کی بات ہے۔ مجھے تم سے کوئی گریز تھوڑا ہے رہا استخارہ تو وہ کل اللہ چاہے وقت نکال کر ضرور کر ہی لیا جائے گا۔ اپنے بس کی چیز ہے۔ ہو ہی جائے گی۔

اب چونکہ وقت بہت گزر چکا تھا۔ اس لئے اجازت لے کر مرزا قادیانی سے رخصت ہو کر مکان پر پہنچے تو گھر کے لوگ اور ہمشیرہ وظیفے میں مشغول تھے۔ گو اس وقت رات کے بارہ بج چکے تھے۔ مگر ابھی تک یہ اللہ کی بندیاں بیٹھی انتظار کر رہی تھیں۔

میاں احمد بیگ اس ہیر پھیر میں کوئی بیسیوں دفعہ مرزا کے مکان پر گئے مگر وعدہ فردا ہی لے کر واپس لوٹے۔ لیکن محبت کی پھینگ ہر موقعہ پر پہلے سے زیادہ ہی بڑھائی جاتی۔ تواضع وانکساری تو پہلے ہی بام رفعت تک پہنچ چکی تھی۔ آخر مرزا قادیانی نے ایک دن حتمی وعدہ کیا کہ صبح استخارہ ضرور کیا جائے گا اور یہاں تک مہربان ہو گئے کہ گھر تک چھوڑ آنے کو تیار ہو گئے بہت اصرار کیا کہ حضرت میں خود چلا جاؤں گا۔ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ لیکن وہ کچھ ایسے مصر ہوئے کہ باتیں کرتے کرتے میاں احمد بیگ کے مکان پر جس میں وہ ان دنوں مقیم تھے تشریف لے آئے۔ انہوں نے مناسب جانا کہ یہ چند منٹ آرام کرنے کے بعد واپس جائیں۔ اس لئے دروازہ پر ان کو رخصت نہ کیا۔ بلکہ اندر لے آئے۔ چونکہ ان کے سب اپنے ہی عزیز واقارب تھے۔ اس لئے پردہ کسی سے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ سب ان کی ملاقات کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مرزا قادیانی نے یہاں سلسلہ کلام محمدی بیگم کی تعلیم سے شروع کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ وہ باترجمہ قرآن مجید ختم کر چکی ہے تو بہت خوش ہوئے اور تھوڑی دیر ایک آدھ بات کرنے کے بعد اپنے مکان پر واپس آ کر بستر پر لیٹ گئے۔

آدھی رات کا وقت ہے ہر طرف ہو کا عالم چھایا ہوا ہے۔ خاموشی اس کی حمد کا ترانہ گانے میں محو ہے۔ گاہ گاہ ہوا کا خفیف سا جھونکا پتوں میں کچھ حرکت پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے اس پراسرار سنسنی کی فضا ذرا مانوس معلوم ہوتی ہے۔

خدا کی مخلوق سوئی پڑی ہے لیکن ہمارے مرزا قادیانی بستر غم پر بڑی بے قراری سے بار بار کروٹیں بدل رہے ہیں اور نیند کے لئے ہزار کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہی عاشقوں نے جو غالب کی غزل پر تضمین باندھی ہے۔

سوتے ہیں آرزو میں سونے کی
نیند آتی ہے پر نہیں آتی

مجبوراً بے کل پڑے کچھ گنگنا رہے ہیں۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیران چمن میں نوگرفتاروں میں ہوں

اف کس بلا کا جوبن تھا کیسی پیاری پیاری باتیں اپنے بھائی سے کر رہی تھی وہ جوانی کے جوبن سے مست اور سرگین آنکھیں اور اس میں جوگنوں والی سحر طرازیاں کہ حوریں بھی دیکھ کر لوٹ پوٹ ہو جائیں۔ آہ اس کے زہد شکن غبغبی رخسار جو گلاب کے پول کو شرما رہے تھے اور اسکے گنگر والے گیسو! وہ کالے ناگ جو اپنی جوگن کے گرد جھوم رہے تھے۔ ہاں وہ اس کے متاع حسن کے پاسبان تھے جو خزانے کے اوپر بیٹھے حفاظت کر رہے تھے۔ ہائے غضب ہو گیا میں تو کہیں کا نہ رہا۔ بسمل تو پہلے ہی تھا۔ اب اس کی پلکوں نے تو خدا کی پناہ وہ تیر برسائے کہ کلیجہ چھلنی ہو گیا۔

دل نے زخموں کی ترقی سے عجب پائی بہار
آگے تھا صد برگ یہ اب گل ہزارہ ہو گیا

غرضیکہ بہت دیر اس نہ ختم ہونے والی الجھن میں کروٹیں بدلتے رہے اور تدبیریں سوچا کئے آخر بڑی رد و قد کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ استخارے کا گر اسی پر ختم کرنا چاہئے اور ایک ایسی بات بنانی چاہئے جس میں سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچی رہے پھر امید واثق ہے۔ یہ معاملہ بخیر و خوبی طے ہو جائے گا۔ اس اطمینان دہ بات سے دل کی دھڑکن ذرا کم ہوئی اور اسی امید موہوم کے سہارے اب چند گھنٹوں کے لئے اس رباعی کو پڑھتے پڑھتے سو گئے۔

اے بادبگو زراہ دلداری من
آنرا کہ بنا شد غمی از زاری من
تو خفتہ بمہد عیش شبہائے دراز
آیا داری خبر ز بیداریٔ من

میاں احمد بیگ نماز اشراق سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ہمشیرہ صاحبہ ناشتہ لے آئیں اور مرزا قادیانی کا وعدہ یاد دلا کر تاکید کی کہ آج ضرور فیصلہ کر کے آنا زندگی کا بروسہ نہیں میں چاہتی ہوں کہ اس کام کو جلد سرانجام دوں پرسوں اللہ بخشے نانا ابا کی خواب میں ملاقات ہوئی تھی فرماتے تھے۔ بیٹی جلد تو ہمارے پاس پہنچ جاوے گی۔ یہ آثار کوچ کے ہیں اور میرا دل بھی پرسوں سے ایسا ہی ہے۔ کچھ بیماری ہوں۔ اس لئے آج ضرور جس طرح سے بھی ہو سکے فیصلہ کر کے آنا۔

میاں احمد بیگ قریباً دس بجے دن کے مرزا قادیانی کے پاس ان کے دولت کدہ پر حاضر

ہوئے تو آپ کو مراقبہ میں پایا۔ آپ نصف گھنٹہ بھر بالکل ساکت وصامت بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ جب مراقبہ سے فراغت حاصل ہوئی تو علیک سلیک کے بعد عرض کیا کہ کیا آپ نے استخارہ کر لیا۔ جس کے متعلق آپ نے کل وعدہ کیا تھا تو آپ نے جواب دیا کہ ابھی تک تو نہیں کیا مگر تم تو کسی کی بات پر اعتبار ہی نہیں کرتے ہو اور خواہ مخواہ روز وق کرتے ہو۔ آخر یہ کوئی منہ کا نوالا نہیں چھ ہزار کی اراضی ہے۔ اس کے جواب میں میاں احمد بیگ نے اس اراضی کی ملکیت کے متعلق اپنی ہمشیرہ کا جو نام لیا تو غصہ سے آگ بگولا ہو گئے اور بالکل انکار کر دیا۔ اتنا رعب چھانٹا کہ مرزا احمد بیگ کانپ اٹھا اور بلکہ رو بھی دیا۔ آخر آپ نے منت وسماجت اور انتہائی عاجزی سے کام لیا۔ مگر حضرت صاحب غصہ میں اس قدر آئے کہ نہ مانے اور وہ بیچارا آنسو پونچھ کر چل دیا۔

میاں احمد بیگ نہایت ہی افسردہ خاطر گھر پہنچا۔ گھر والوں کو تمام ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا کہ آج معلوم نہیں کیا بات ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں رشتہ داری کے علاوہ گہرا دوستانہ اور بچپن کے ساتھ کھیلے بھائی مگر ایسی ترشروئی کی امید نہ تھی۔ غرض ایسی ہی باتیں شکوۂ بہت دیر تک بیوی سے کہتے رہے۔ وہ بولی میں خود جاؤں گی تم کو معلوم نہیں مگر میں جانتی ہوں ان کو مراق کا کبھی کبھی دورہ ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ آج مجبور تھے ورنہ تم جانتے ہو وہ کبھی بھی تم سے اس طرح پیش نہ آتے۔ تم ہی روز ان کی تعریفیں کیا کرتے ہو۔ یہ مرض ان کا خاندانی ہے۔

چنانچہ دوسرے روز زوجہ میاں احمد بیگ مرزا قادیانی کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے بڑی خوش خلقی سے کہا آؤ بہن آپ نے نہایت درجہ کی نوازش فرمائی کہ غریب خانہ کو رونق بخشی۔ کہو کیا حکم ہے۔ مجھ کو ہی بلا لیا ہوتا۔ آپ کو تکلیف ہوئی معاف رکھنا۔ تو بہن نے ہبہ نامہ کا تذکرہ کیا جس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ میں ایسے ذمہ داری کے کاموں میں ہمیشہ خدا سے استخارہ کیا کرتا ہوں۔ سو انشاء اللہ استخارہ کرنے کے بعد تمہاری مدد کروں گا۔ مطمئن رہو۔ چنانچہ وہ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس چلی گئی۔

چند روز کے بعد پھر میاں احمد بیگ مرزا قادیانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر آج کی ملاقات پہلے رنگ میں تھی۔ جب باتوں باتوں میں اصل مطلب پر معاملہ پہنچا تو فرمایا ایک چیز کی جو میرے پاس ہے تم کو ضرورت ہو یا تمہارے پاس ہو اور مجھ کو ضرورت ہو تو ایسی حالت میں ہم دونوں کو معاملہ واحد ہی خیال کرنا چاہئے۔ احمد بیگ نے اس پر صاد کیا۔ مرزا قادیانی ایک گھنٹہ کامل مراقبہ میں رہے اور اس کے بعد احمد بیگ کو یاد کیا وہ دیوان خانہ میں بیٹھے کوئی کتاب دیکھ رہے تھے۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے حسب ذیل استخارہ جو منجانب خدا بیان کیا گیا تھا بیان

فرمایا۔ لیکن اس سے پہلے اپنی نبوت اور وحی اور الہامات کے صدور وغیرہ کے متعلق تمہیداً ایک نہایت ہی مبسوط تقریر فرمائی:

’’فاوحی اللّٰہ الیّ ان اخطب ابنته الکبیرة لنفسك وقل له لیصاهرت اولا ثم لیقتبس من قبلك وقل انی امرت لاهبك ماطبت من الارض وارضاً آخریٰ معها واحسن الیك باحسانات اخریٰ علیٰ ان تنکحنی احدی بناتك التی هی کبیرتها وذالك بینی وبینك فان قبلت فستجدنی من المتقبلین وان لم تقبل فاعلم ان اللّٰہ قد اخبرنی ان انکاحها رجلا اخرلا یبارك لها ولا لك فان لم تزوجوا فیصب علیك مصائب وآخر المصائب موتك فتموت بعد النکاح یموت بعلها الذی یصیر زوجها الیٰ حولین وستة اشهر قضاء من اللّٰہ فاصنع ما انت صانعه وانی لك لمن الناصحین فعبس وتولیٰ وکان من المعرضین‘‘

’’یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہشمند ہو۔ بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہ عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ بتلا دیا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے نکاح مبارک ہوگا اور نہ ہی تمہارے لئے۔ اس صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ تمہاری موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ پس جو کرنا ہے کرلو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی۔ پس وہ تیوڑی چڑھا کر چلا گیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ناظرین میں گزشتہ واقعات کی تصدیق بھی لگے ہاتھ کئے جاتا ہوں۔ جو مرزا قادیانی نے اپنی مایہ ناز کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ص۵۶۹ تا ۵۷۴ بیان فرمائی ہے۔ جس کا ایک نقشہ میں سابقہ واقعات میں ناظرین کرام کی واقفیت کے لئے پیش کیا ہے۔

میاں احمد بیگ چپ چاپ سیدھا گھر واپس لوٹا۔ مگر زبان سے ایک لفظ تک بھی نہیں نکالا۔ قدم لڑکھڑاتے تھے۔ رکھتا کہیں تھا اور پڑتے کہیں تھے۔ تن میں رعشہ، دماغ مختل، بدن پسینہ سے شرابور، آنکھوں تلے اندھیرا، زبان میں لکنت، دل پہ وحشت، طبیعت میں نفرت اور غصہ اور آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ مگر واہ رے شرافت وہمت الہام سن کر پی ہی گیا اور اف تک نہ کی۔ گھر میں بچہ بیمار تھا۔ اس کی حالت نہایت نازک ہو چکی تھی۔ کنبہ بھر تیمارداری میں مشغول تھا۔ حالات لحہ بہ لحہ خراب ہو رہے تھے۔ آنکھوں میں حلقے پڑ چکے تھے اور زبان کانٹوں کی طرح خشک ہو رہی تھی۔ نقاہت وکمزوری شباب پر پہنچ چکی تھی۔ غریب اس صدمے کو دیکھ کر مبہوت سا ہو گیا گویا مر ہی گیا اور بت کی طرح ساکت وصامت دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد کچھ ہوش وحواس قدرے بجا ہوئے تو بچہ کی تکلیف کو نہ دیکھ سکا اور سیدھا مسجد چلا گیا وضو کیا اور سجدے میں گر گیا۔ جناب الٰہی میں بڑی التجاء وزاری سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ بارالٰہی میں ناتوان وکمزور بے کس وبے بس تیری ادنیٰ مخلوق، گندے مادے کا ایک ناپاک قطرہ اور وہ بھی ابتلاء ومصیبت میں مقید طاغوتی طاقتوں کا شکار ہو رہا ہے۔ مجھ گنہگار سیہ کار و بد بخت کو امتحان میں نہ ڈال۔ لیکن اگر تیری مشیت اسی کی مقتضی ہے تو صبر واستقلال شجاعت وہمت عطاء کر اور اپنا خاص فضل وکرم میرے شامل حال کر اور رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ خداوندا مسیلمہ ثانی مجھ سے تیری چوکٹ توحید اور تیرے پیارے محبوب کی شریعت سے کنارہ کشی کرانے پر بضد ہو رہا ہے اور اس کے عوض زینت الحیات دنیا دینا چاہتا ہے۔ قلب سلیم ونفس مطمئن دے کے تیرے پیارے محبوب کملی پوش کا غلام پھر ایک دفعہ خیر القرون کا منظر پیش کرے۔ خداوندا!

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
پھر کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

گنہگار ہوں سیہ کار ہوں اپنی رحمت سے اپنے کرم سے بخش دے۔ معاف کر دے۔ خداوندا درویش غمناک کو جو تیرہ بختی کے جامہ میں ملبوس ہے۔ نجات دے اور اس کے ننھے بچہ پر کرم کر احسان کر اور اگر اس کی زندگی پوری ہو چکی ہے اور تیرا یہ ہی حکم ہے تو اپنی امانت واپس لے لے۔ میں راضی ہوں۔ تیری رضا پر اور شاکر ہوں تیرے حکم پر یا اللہ اپنے پیارے دین پر قائم رکھیو اور اسی پر ماریو۔ دعاء سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا بچہ کب کا رخصت ہو چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! کہہ کر خاموش ہو گئے۔

مرزا قادیانی نے کمال عرق ریزی ودماغ سوزی سے یہ تصنع ومقطع عبارت بڑی

جانفشانی سے بہت سا قیمتی وقت ضائع کرنے کے بعد بنائی تھی اور یقین واثق وگمان غالب تھا کہ اتنی سوچ وبچار کے بعد جو الہام بنایا گیا ہے اور جس پر منجانب اللہ ہونے کا رنگ دیا گیا ہے ضرور رنگ لائے گا اور گوہر مقصود سے دامن مراد یقیناً بھر جائے گا۔ مگر یہ تیوڑی کیوں چڑھائی گئی۔

اس کا مطلب میری سمجھ میں خاک نہ آیا۔ کیا اس کو ناگوار ہوا نہیں یقیناً نہیں۔ اگر ناگوار گزرتا تو منہ پر کہنے سے وہ کب چوکنے والا تھا کہتا اور ضرور کہتا۔ مگر نہیں آخر لڑکی والے خوش تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ ایک حجاب سا ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ باہم میل جول سے دور ہو جاتا ہے اور بغیر مشورہ وہ جواب کس طرح دے سکتا تھا۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔ ہمارے واقعات ہی کچھ ایسے ہیں جو چاروناچار اس کو رضامند کرنے پر مجبور کئے بغیر نہ چھوڑیں گے اور پھر اس بیچ در بیچ کی رشتہ داری کے علاوہ ایک کافی مالیت کی اراضی ہے جو بغیر ہماری رضامندی کے وہ لے بھی نہیں سکتا۔ غرض انہیں خیالات میں محو تھے اور خاموشی میں خیالی پلاؤ بڑی بے دردی اور لاپرواہی سے نوش فرمارہے تھے۔

میاں احمد بیگ جب خدا کی امانت کو سپرد خاک کر چکے اور غم غلط ہو چکا تو رفیق حیات نے عرض کیا ہاں تو آپ کو مرزا قادیانی نے کیا جواب دیا تھا۔ مجھے بھی بتایا ہوتا۔ مگر یاد آیا اسی دن تو محمود، اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے رخصت ہو رہا تھا۔ کیسے بتایا جاتا۔ آخر آپ اس قدر پریشان کیوں ہو، میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے بڑھ کر خدا پر بھروسہ رکھنے والے ہیں۔ مگر غم وصدمہ پھر بھی اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ اس کی چیز تھی وہ لے گیا۔ ہماری ہوتی تو ہمارے پاس رہتی۔ یہ دنیا ناپائیدار ہے۔ یہ تو ایک مسافر خانہ ہے ہزاروں مسافر یہاں روز آتے ہیں اور ہزاروں ہی روز اپنا بستر لپیٹ روانہ ہو جاتے ہیں ؎

عجب سرائے ہے یہ دنیا کہ جس میں شام وسحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

خوش نصیب وہ والدین جو جزع فزع نہیں کرتے اور اس کی رضا پر شاکر وصابر رہتے ہیں۔ انہیں کے لئے اس کے نعم البدل ہیں اور وہی جنت کے مالک ہوں گے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین دن سے زیادہ سوگ میں نہ رہا کرو۔ آخر آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ کیا کچھ قصور ہوا۔ معاف کرو اور بتاؤ کہ مرزا قادیانی نے جو استخارہ کا وعدہ

کیا تھا کیا جواب دیا۔ میاں کا دل بیوی کی باتوں سے بھر آیا۔ عزیز کی بے وقت مفارقت اور اس پر مرزا قادیانی کے کچوکے جو لگے، زخم تازہ تھے کھل گئے اور دل پر چوٹ جو لگی تو چند بے بہا موتی جو ایسے وقت میں دامن رخسار پر بکھر جایا کرتے ہیں بکھر گئے۔ بیوی میاں کی اس حالت کو نہ دیکھ سکی اور وہ بھی زار وقطار رونے لگی۔ مگر کاٹے جائیں وہ لب جو اللہ پر حرف شکایت لائیں۔ انـــا للہ وانا الیہ راجعون! کہا اور دو چار ٹھنڈی سانسیں لیں اور دونوں خاموش ہو گئے۔

آخر غریب احمد بیگ نے سکوت خاموشی توڑا اور رفیق حیات سے یوں گویا ہوا۔ میری امیدوں پر پانی پھر گیا اور وابستہ آرزوئیں جو مستقبل کے لئے سہارا سمجھی جاتی تھیں ٹوٹ گئیں وہ استخارہ کیا تھا کیا بتاؤں غیرت اجازت نہیں دیتی اور اس کا منحوس خیال بدن کے رونگٹے کھڑے کئے دیتا ہے۔ یہ خاکی جسد خدا جانے ابھی کیا کیا ذلتیں برداشت کرے گا۔ وہ مسیلمہ ثانی ''فمن اظلم ممن افتراء علیٰ اللہ کذب'' ایسا دجل بکھیرنا چاہتا ہے خسر الدنیا و الآخرۃ کے عین مصداق ہے۔ لعنت اس دنیا پر جو دین کے بدلے خریدی جاوے اور ٹوٹ جاویں وہ ہاتھ جو ایسا سودا کریں اور ختم ہو جائیں وہ بے حیائی کے سانس جو یہ منظر دیکھیں۔ ایک محمدی کے رشتہ کے لئے اتنا دجل ایسا فریب وہ چاہتا ہے کہ میں اس کی خود ساختہ نبوت پر ایمان لاؤں اور اراضی کے بدلے نار جہنم خرید لوں۔

بیوی! یہ رشتہ والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

میاں! خدا کے لئے اس وقت کچھ نہ پوچھو اس وقت میری حالت اچھی نہیں۔ اس معاملہ کو پھر کبھی سناؤں گا۔ میری حالت غیر ہو رہی ہے اور میری ماں جائی بہن کو بھی آجانے دو ایسی جلدی کا ہے کی ہے۔

مرزا قادیانی کو استخارہ بیان کئے آج چھٹا روز ہے اور آپ کو استخارہ کی وجہ سے کامیابی پر پورا پورا ناز اور بھروسہ ہے۔ لیکن ابھی تک مبارک بادی کا پیغام نہ آنے کی وجہ سے کچھ تشویش سی ہے۔ آپ نے انسب خیال کیا کہ اور تائیدی خط روانہ کر دینا چاہئے اور اس کے بعد دنیا کو الو بنانا چاہئے۔ چنانچہ حسب ذیل روانہ کیا۔

مکرمی مخدومی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے۔ یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا اور ہمارے انعام واکرام بارش کی طرح اس پر نازل

ہوں گے اور تنگی و سختی اس سے دور کردی جائے گی اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہوگا اور ہمارے قہر سے نہ بچ سکے گا۔ لو میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تا اس کے رحم و کرم میں حصہ پاؤ اور اس کی بے بہا رحمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار و ایمان دار بزرگ تصور کرتا ہوں ور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہوکر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہی ہے اور میں نے عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کری ہے۔ تا وہ کام میں لگ جاوے اور س کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدت مندوں میں ہے تقریباً کر دیا ہے اور للہ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔ فقط!

خاکسار! غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ اقبال گنج

۲۰ر فروری ۱۸۸۸ء

فکر و آلام کا وہ پیکر جو ہجوم غم سے نیم مردہ ہو رہا تھا اور جس کو تصویر درد کہنا کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اس خط کے پہنچنے سے کیا ہوا۔ گویا جلتی پہ تیل ڈالا گیا یا روئی کے گالے کو آگ دکھائی گئی۔ غریب احمد بیگ جو نہایت آزردہ خاطر ہو رہا تھا آپے سے باہر ہوگیا اور گو اس کے قویٰ ناقص و مضمحل ہو رہے تھے۔ مگر غیرت کا تقاضا ان میں موجزن ہونے سے نہ رہ سکا۔ آخر مٹنے اور مٹانے پر تل گیا۔ اس کے جذبات میں ایسا طلاطم آیا جیسے سمندر میں طغیانی، گو وہ اس میں مثل حباب ہی تھا۔ مگر پھر بھی خود ساختہ نبوت کے ڈھول کے پول بکھیرنے اور مدعی نبوت کو چھٹی کا دودھ یاد دلانے پر ایسا آمادہ ہوا کہ آنے والے نتائج سے بے نیاز ہوگیا۔ وہ جوں کا توں ناتواں و شکستہ دل اپنی بے کسی اور بے بسی پر آٹھ آٹھ آنسوں روتا ہوا گھر آیا اور استخارہ کا مہیب بم کا واقعہ جس نے اس کو بری طرح مجروح کیا تھا اور جس سے وہ نہایت غمزدہ و پریشان ہو رہا، رفیق زندگی سے بیان کرنے کے لئے یوں لب کشا ہوا۔ خیال تھا کہ اکارت زندگی اور منحوس گھڑیوں کی خزاں بہار سے بدل جاوے گی۔ مگر منعم حقیقی کو ابھی کچھ اور امتحان لینا مقصود ہے۔ اس لئے آنے والے مصائب کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ اور گوش ہوش سے وہ پیغام جو خود ساختہ استخارہ کی شکل میں ہے سن لو۔

رفیق حیات بڑھیا، پنجابی گھریلو استخارہ سن کر سن ہوگئی۔ زمین پاؤں تلے سے نکل گئی اور بڑے غم و یاس کے لہجہ میں ایک سرد آہ بھر کر کہنے لگی میاں بھائی سے ایسی امید تو نہ تھی اور ایسی غلط توقع تو وہ کرنے کے مجاز ہی نہ تھے۔ آخر اپنی دائم المریضی و بڑھاپا پر ہی نگاہ کرتے۔ میں تو یہ

باور ہی نہ کروں گی۔ میرے خیال میں پیارے شوہر تیرے کانوں نے دھوکا کھایا وہ تو بڑے اللہ والے بن رہے ہیں۔ بھلا ایسا کلمہ بڑھاپے میں زبان پر لا سکتے ہیں۔ واللہ میں کبھی نہ مانوں گی۔

اف میں کبھی نہ مانوں گی کا کیا مطلب جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے خود سنا ہے میں جھوٹ تھوڑا ہی کہتا ہوں اور آج ہی تو ایک اور خط بذریعہ ڈاک اس کی تائید میں ابھی ابھی آیا ہے لو پڑھ لو اور پھر بھی کہے جانا کہ نہ مانوں گی میاں نے کہا۔

خط پڑھنے کے بعد بولی۔ استغفر اللہ! ؎

بت کریں دعویٰ خدائی کا

شان تیری کبریائی کا

نبوت اور وحی پھر وہ مرزا جیسے پر، وہ تو نبیوں کے سردار خاتم النبیین پر ختم ہو چکی اور جب نبوت کا باب ہی بند ہو گیا تو جبریل کاہے کو تکلیف فرما ہوں گے۔ یہ غلط ہے جھوٹ ہے دجل ہے نعوذ باللہ! بھلا خدا کو کیا ایسی غرض پڑی ہے جو یوں استخارے اور وحی ایک محمدی کے رشتہ کے لئے بار بار کر رہا ہے اور بفرض محال اگر اس کی مشیت اسی پر مقتضی ہوتی تو ہمارے دل میں مرزا کی محبت جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی محبت فرعون کی بیوی آسیہ کے دل میں ڈالی تھی ڈالتا، نہ یہ کہ ایسی لغو تحریریں اور بودے مضمون بنائے جاتے۔

میاں بولے میں چاہتا ہوں کہ اس خط کو اخبار نور افشاں امرتسر کے ایڈیٹر کو بھیج دوں۔ کیونکہ وہ ان دنوں مرزا کی بزرگی کے آٹے دال کا بھاؤ خوب جانتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جو اس نے اپنے اخبار میں چھاپ دیا اور چونکہ ایک دنیا اس استخارے سے نیاز حاصل کر چکی تھی۔ اس لئے اس پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہوئیں جو بڑی دلچسپ تھیں اور جو مناسب موقع پر پیش کی جائیں گی۔

جب مرزا قادیانی کی یہ چٹھی اخبار نور افشاں میں چھپ چکی جو بقول مرزا خدا کے حکم سے تھی تو آپ بہت سٹ پٹائے اس کے جواب میں آپ نے ایک اشتہار عام شائع کیا جو بہت ہی دلچسپ ہے۔ چنانچہ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اس کی نقل پیش کی جاتی ہے۔

اشتہار عام ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اس شرط پر کیا جاوے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں

اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جاوے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس لڑکی کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ وتنگی ومصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس لڑکی کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح وتفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی (بہت زور لگا ہوگا) تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ انجام کار ہر ایک روک دور کرنے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنائے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے۔ ''کذبوا بایتنا وکانوا بها یستهزؤن ۰ فسیکفیکهم الله ۰ ویردها الیك ۰ لا تبدیل لکلمات الله ۰ ان ربك فعال لما یرید ۰ انت معی وانا معك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا '' انہوں نے ہمارے الہاموں کو جھٹلایا اور وہ پہلے ہی ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہ ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں (کیا کشتی کرنی تھی) اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جاوے گی۔ یعنی گو اوّل میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کھلنے سے چاروں طرف تیری تعریف ہوگی۔

خاکسار! غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مجموعہ اشتہارات ج اص ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء)

اس اشتہار کی تشہیر رسائل وجریدوں نے بڑے دلچسپ آرٹیکل اور عنوانوں کے ساتھ کی۔ چنانچہ چند ایک ہدیہ ناظرین کرام ہیں۔ ملاحظہ فرماویں۔

ایک ہندو اخبار لکھا ہے کہ:

'' ناظرین اللہ میاں نے بھی ایک ایجنسی کھولی ہے۔ جس کے سب ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور وہ اس میں بڑی خوش اسلوبی سے خدائی کاروبار سرانجام دیں گے اور وہ اس خدائی ایجنسی کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ان کا نکاح ایک ایسی لڑکی سے ہوگا جس کے والدین اگر

اپنی خوشی سے اس کام کو سرانجام نہ دیں گے تو ان پر تنگی ومصیبت کے دروازے کھول دیئے جاویں گے اور وہ مر جاویں گے اور سوائے اس خدائی فوجدار کے اگر دوسرے جگہ بیاہی گئی تو اس کا خاوند آڑھائی سال کے اندر مر جائے گا اور لڑکی اس درمیانی زمانہ میں خوشی کا سانس نہ لے گی اور ہیڈ آفس خود تمام رکاوٹوں کو دور کرے گا اور اپنے سب ایجنٹ سے یہ نکاح کرے گا اور اس کی اپیل ناممکن ہوگی اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔"

بات تو مزے کی ہے دیکھیں یہ خدائی فوجدار کب کامیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی اخبار لکھتا ہے کہ ایجنسی والوں کا رویہ بازاری لوگوں کا ہے۔ ہماری زندگی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ جوتے کے زور رشتہ کی تواضع کی گئی ہو اور زبردستی سے عشق لگایا گیا ہو۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان کا مقولہ سنا تھا مگر آج آنکھوں سے دیکھ لیا اور پبلک کو خواہ مخواہ کوسا گیا اور تنقید کا حق گالیاں دے کر چھینا گیا۔ اگر اس اشتہار کی ہی نوعیت ہی استہزار کی تھی تو کیوں دیا گیا۔ ہمارے خیال میں تو کسی بےوقوف نے اپریل فول بنایا ہے۔ ایک مسلمان اخبار اپنے دلی خیال کو یوں ظاہر فرماتے ہیں۔

نامراد عاشقوں کے لئے مژدہ جانفزا

واہ بھائی واہ! خوب سوجھی۔ اچھی کہی۔ عیاروں کے بھی کان کاٹ لئے۔ لو بھائی اب تو مشکل ہی آسان ہوگئی۔ اللہ میاں کا دفتر قادیان میں کھل گیا۔ شرفاء کے لئے دنیا تنگ ہوگئی۔ ہاں بھائی جس کا دل چاہے عفیفہ وپاک دامنوں سے دل لگی کرے اور جو کوئی مزاحم ہو وہ گالیاں کھائے اور وہ بھی کس مزے کی۔ احمق، نادان، بدباطن، بدظن، بکواس کرنے والا، منہ پھٹ، واہ جی واہ! یہ خدائی باتیں تم کو ہی مبارک ہوں اور یہ خدا بھی تمہاری دستگیری کرتا رہے اور وہ سب ٹائٹل جو ہم شریفوں کو دیتے ہو تمہارے ہی کام آئیں۔ ہمارے خیال میں تو کسی کے دماغ میں فتور معلوم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کو اس اشتہار کی کامیابی پر پورا پورا یقین تھا اور وہ اس کی ہیئت اور حقیقت کو بغور ملاحظہ کر چکے تھے۔ ان کی سلف میڈ مشینری نے ان کی کامیابی کا حتمی وعدہ دیا تھا اور ان کی دلی منشا اور من مانی مراد صرف اس کی تشہیر کرانی مطلوب تھی اور اس کے بعد دنیا والوں کو دجل میں پھنسانا مقصود تھا۔ ورنہ یہ بھی کوئی کام تھا۔ یہ تو وہ بائیں ہاتھ کے اشارے سے سرانجام دے سکتے تھے۔ کیونکہ ان کو اپنی قوت بازو، رعب وداب، عقلمندی وامارت کے بھروسہ پر حق الیقین کیا عین الیقین تھا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے اس کے پروپیگنڈے پر ایک کافی رقم ومحنت شاقہ صرف کی اور پورے کے پورے "مرزا اینڈ کو" نے اس میں مشاورت ومعاونت کی اور جب یہ تحریک عالم

شباب پر آئی تو وہ سب شادماں وکامراں ہوئے۔ مگر مشیت ایزدی کچھ اور ہی تقاضا کر رہی تھی اور بانگ دہل کہہ رہی تھی کہ زمانہ کج رفتار جن گانٹھوں کو تم اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر رہے ہو تمہارے دانتوں کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی نہ کھلنے دے گا۔ مگر افسوس کہ وہ اس کو نہ جانتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہر معاملہ میں مولوی نوردین سے مشورہ لیا کرتے تھے اور پھر قدم آگے بڑھاتے تھے اور یہ الہام بازی بھی مولوی نوردین کی ہی رہین منت تھی۔ اس کی تصدیق مرزا قادیانی کے مندرجہ ذیل خطوط جو اس ناول کے ضمن میں ہیں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ایک پیشگوئی انہی ایام میں بڑے طمطراق سے بیان فرمائی۔ یہ پیشگوئی اپنے لڑکے بشیر کے متعلق مورخہ ۱۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کو شائع فرمائی۔

اپنے فرزند دلبند لخت جگر کے متعلق فرمایا مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السمآء! یعنی میرا پیدا ہونے والا بیٹا گرامی وار جمند ہوگا۔ اول وآخر کا مظہر ہوگا اور وہ حق اور غلبہ کا گویا آسمان سے خدا اتر آیا۔

خدا نے فرمایا اے مظفر تجھ پر سلام ایک لڑکا دینے کا وعدہ کیا جاتا ہے جو تیرا مہمان ہو کر آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہوگا۔ وجیہہ، پاک، ذکی، صاحب فضل، صاحب شکوہ وصاحب عظمت وفضیلت، روح الحق، کلمتہ اللہ، شافی امراض، فہیم، علیم، علوم ظاہری وباطنی، نور علیٰ نور۔ (البشریٰ جلد دوم ص ۱۲۲،۲۱)

خط نمبر ۳

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم کو کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہے کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی کہ چند امراض کا ہلی وسستی اور رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت جماع کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ (خیزش عضو مخصوصہ) بلکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم! واحکم، اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور بالائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدرے شربت ڈال کر استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں

ان فوائد (خیزش عضو مخصوصہ) کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے زیادہ کھالی ہے۔ اس لئے ارادہ ہے اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے گی۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمدللہ علی احسانہ۔ مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ مذکورہ نمبر۱۲ امرتسر سے واپس منگالیا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی۔ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانے میں دینوی واقف کاروں سے کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر یہ کارروائی کی جائے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۴ اربیع الثانی ۱۳۰۴ھ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ ۲ ص ۳ تا ۱۵)

معزز ناظرین اپنی ہسٹری حکیم نورالدین سے بیان کر رہے ہیں کہ جو دوائی آپ کو دی گئی ہے وہ میری خود آزمودہ ہے۔ مجھے چند امراض تھیں۔ مثلاً کاہلی اور سستی و رطوبات معدہ مگر ایک نہایت خوفناک بیماری اور بھی تھی کہ صحبت جماع کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ یعنی خیزش عضو مخصوصہ بالکل ہی جاتا رہتا تھا۔ یعنی پورا پورا نامرد تھا اور اس کی تصدیق آئندہ خطوط میں بھی وہ کرتے ہیں اور لطف کی بات تو یہ ہے حکیم صاحب کو بھی یہ عارضہ ہے اور اب مرزا قادیانی، حکیم صاحب کی یہ بشارت سننا چاہتے ہیں اور دوائی سے اس کے عضو تناسل میں سختی آجائے اور ان کی منی بھی گاڑھی ہو جائے۔ نعوذ باللہ! یہ ہیں پنجابی نبی کی نبوت کی دلیلیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا موجودہ حمل سے لڑکا ہوگا۔ مگر ہوا کیا۔ لڑکی۔ تو مرزا قادیانی نے کہا ہم نے کب اس حمل سے کہا تھا وہ تو دوسرے حمل سے ہوگا۔ پھر دوسرے حمل میں سے لڑکا ہوا اور افسوس وہ بھی بے نیل و مرام چل بسا اور وہ شیطان کی آنت سے زیادہ لمبے وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے اور نبوت کی بھٹی اور اس کی باسی کڑاہی کا ابال جوں کا توں ہی دھرارہ گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی مندرجہ ذیل خط میں اس کی تصدیق کرتے ہیں:

کان اللہ نزل من السماء کی موت۔

مخدومی و مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میرا لڑکا بشیر احمد ۲۳ روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۴ نومبر ۱۸۸۸ء

(ماخوذ از مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ دوم ص ۱۲۷، ۱۲۸)

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے یا مسیح موعود ہونے کا؟۔

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ والسلام! خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ ۲ ص ۸۵ مکتوب نمبر ۶۱)

خطوط میں مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین تبادلہ خیالات کر رہے ہیں کہ دمشقی حدیث کے مصداق مسیح موعود آسمان سے شہر دمشق کی مسجد کے شرقی منارے پر نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے تو جہاز بھی نہیں دیکھا) اس لئے مثیل مسیح کا دعویٰ کرنا چاہئے۔ گویا حکیم نورالدین خدائی کے فرائض انجام دے رہے ہے اور پنجابی نبی کو وحی آ رہی ہے۔ سبحان اللہ!

ببیں عقل و دانش بباید گریست

زندہ نہیں تو مر ہی جائے۔

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچ کر موجب تسلی ہوا............اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مر جائے۔ والسلام! خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ ۲ ص ۱۰۵، ۱۰۶)

ناظرین! اس خط میں مرزا قادیانی کو کسی ہندو ڈاکٹر جگن ناتھ کی درخواست پر بڑی وقعت ہو رہی ہے اور اس کا علاج اپنے الہام کنندہ سے دریافت کر رہے ہیں۔ دیکھیں کیا گل کھلتا ہے۔

ناظرین کرام! معاف رکھیں۔ میں اپنے مضمون سے باہر نہیں گیا۔ لیکن میرا مطلب "مرزا اینڈ کو" کے ایک زبردست آلے کی طرف توجہ دلانا منظور تھا کہ یہ من مانے الہام اتنی نصرت کے ساتھ کدھر سے آتے ہیں اور ان کے پورے نہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ سو میں نے نمونتاً اور ہدیۃً پیش کر کے چند منٹ کی غیر حاضری کی معافی چاہتا ہوں اور اب پھر اصل مضمون کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایک محمدی کے لئے سارے خاندان کی غلامی کس طرح مول لی جاتی ہے۔ آپ حصول محمدی کے لئے عارضی الہامی خدا کو کیا تحریر فرماتے ہیں۔

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی نامہ آں مکرم پہنچ کر بموجب افاقہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک! خدا تعالیٰ آپ کو پوری صحت بخشے۔ آں مکرم کی نوکری ہمارے ہی کام آتی ہے۔ ظاہر اس کا دنیا اور باطن سراسر دین ہے۔ اگرچہ بظاہر صورت تفرقہ میں ہے۔ مگر انشاء اللہ القدیر اس میں جمعیت کا ثواب ہے۔ بعض مصالح کی رو سے اس مقام میں آپ کو متعین فرمایا ہے .... انشاء اللہ تعالیٰ .... اگر رخصت مل سکے تو تشریف لائیں۔ محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے آں مکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت وکینہ رکھتا ہے اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا جو کہ بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت اطلاع دی گئی ہے۔ کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہیں ہوگی۔ ویفعل اللہ مایشاء کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے .... لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ادفع بالتی ہی احسن کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیویں۔ آپ برائے مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھائیں کہ تیری نسبت انہوں نے بہت کچھ سفارش لکھی ہے اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آنکہ آں مکرم میری طرف سے اس کے ذہن نشین کرا دیویں کہ وہ تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۲۱ / مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ مکتوب نمبر ۲/۷ ص ۱۰۰ تا ۱۰۲)

ان خطوط میں مرزا قادیانی اپنے الہام کنندہ حکیم نورالدین سے دریافت کررہے ہیں کہ مسیح موعود بنوں یا مثیل مسیح۔ کوئی ایسی تجویز بتائیں کہ جو مردہ زندہ ہوجائے یا ایسا نہیں ہوسکتا تو زندہ ہی مرجائے۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ، عبداللہ آتھم وغیرہ اور محمدی بیگم کی پیشگوئی تو آپ نے مجھ سے کروادی۔ مگر اب یہ کس طریقہ سے پوری ہوگی۔ محمدی بیگم کا بھائی محمد بیگ جو آج کل آپ کے پاس بغرض علاج ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھائیں۔ کیسے لطیف الفاظ ہیں اور کیا اشارہ ہے۔ (وہ پیشگوئی) اور میری طرف سے محمد بیگ کے ذہن نشین کرادیں کہ پولیس کی نوکری دلانے میں بڑی کوشش کررہا ہوں اور نرمی سے بلا کر (یعنی ہاتھ جوڑ کر) کہہ دیں کہ کسی مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کے نکاح کے بعد مجھے کچھ تم سے فرق نہیں ہے اور بظاہر سختی سے یہ لوگ رام نہ ہوں گے۔ اس لئے اس حکمت عملی کو نرمی سے سرانجام دینا چاہئے۔ کیونکہ اس میں ثواب ہے۔ اجی علمائے کرام کی شان میں تو کبھی نرمی نہیں کی۔ بلکہ وہ بے نقط سنانے کے آپ عادی ہیں۔ یہ آج نرمی کے ثواب کی بھلی سوجھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جارحانہ حکمت عملی کی مذمت کررہے ہیں اور اب نرمی کی طرف تشریف لانا چاہتے ہیں۔ کاش پہلے ہی نرمی دکھائی جاتی۔

مرزا قادیانی کا اخلاق اور نرمی کا نمونہ

آئینہ حق نما ص ۱۶

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی
خوب ہوگی مہتروں میں قدردانی آپ کی

بہت سارے آپ کے بیت الخلا سے کم نہیں
ہے پسند خاکروباں شعر خوانی آپ کی

میری کتابوں سے ہر ایک محبت رکھتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے۔ ہاں حرام زادے میری تصدیق نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات)

ان العدا اصار واخنازیز الفلا ونساء هم من دونهن الاکلب! ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

اے بدذات فرقہ مولویاں۔ (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

”جس دن نکاح محمدی بیگم ہوگا اس دن ان احمقوں کا جینا محال ہوگا اور بندروں اور

خنزیروں کی طرح ان کے منہ کالے ہو جائیں گے اور ناک بڑی صفائی سے کٹ جائے گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

"لوگوں نے کہا کہ آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی تو جواب ملا کہ کہنے والے حرام زادے ہیں۔"

(انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱، ۳۲)

"اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو پلا دیا۔"

(انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

امیر اہل حدیث میاں محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کو ابولہب نالائق کہا اور ان کے شاگرد ابوسعید مولوی محمد حسین بٹالوی کو کم بخت مفتری کا خطاب دیا۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۲۳، ۱۲۷، خزائن ج ۱۹ ص ۳۴۳، ۳۴۸)

مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کو فاسق، شیطان، خبیث، منحوس، نطفہ سفہا، رنڈی کا بیٹا اور ولد الحرام کہا۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳، ۱۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۴، ۴۴۵)

جاہل سجادہ نشین اور مفتری اور مولویت کے شتر مرغ۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)

اے بدذات خبیث نابکار۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)

رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی اور ہامان سے مراد تو مسلم سعد اللہ ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰)

نہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

"اور جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(براہین پنجم ص ۱۰۸، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۸)

میں نے ناظرین کرام کی خدمت میں مشتے نمونہ از خروارے پیش کر دیا ہے اور آگر آپ کے تمام ارشادات و مغلظات جمع کئے جاویں تو امت مرزائی کے لئے ایک متبرک کتاب بن سکتی ہے اور اس سے بہت سے فوائد نکل سکتے ہیں کہ جب گالی گلوچ کرنا ہو تو سنت مرزا کے مطابق عمل کریں۔ کیونکہ سلطان القلم نے یہ پاک گالیاں اسی غرض سے دے کر تعلیم فرمائی ہے کہ ان کو ثواب ہو اور خاص کر بچوں کو تو یہ نوک زبان کرانی چاہئے تا کہ وہ اور کوئی بازاری بات نہ کریں۔ بلکہ اسی سنت پر عمل کر کے اپنے آپ کو اور والدین کو اور اپنے پیارے آقا مرزا قادیانی کو اس کا ثواب پہنچتے رہیں یا اللہ جتنے ذرے ریت کے ہیں اور جتنے ستارے آسمان کے ہیں ان کے برابر ان کا ثواب ایک مرتبہ پڑھنے والے کی طرف سے موجد مغلظات مرزا قادیانی کو پہنچائیو۔ آمین یارب العالمین!

مرزا قادیانی جب علماء وصلحا، مشائخ وسجادہ نشین اور مدیران وغیرہ کی تواضع اپنی سنت کے مطابق کر چکے تو اپنی ذات والا کو کچھ فارغ سا پایا۔ گو ''مرزا اینڈ کو'' کے انتہائی اعتبار لانے سے اور اپنے خاص الخاص ذرائع سے آپ کچھ مطمئن سے ہوئے۔ مگر قلبی کیفیت نہایت تشویش ناک تھی۔ غرضیکہ مستقبل کے متعلق نہایت گہرے خیالات میں مستغرق ہو گئے اور اپنے قیمتی دماغ کو ہوائی خیالات کی پرواز میں منہمک کر دیا۔ آپ کی وہ حالت قابل دید ہوگی۔ کبھی آپ کا رخ انور جگنو کی طرح چمک اٹھتا اور خندہ پیشانی سے لمحوں تمتماتے رہتے اور کبھی دل میں ایک ٹیس سی پیدا ہوتی اور کلیجہ تھام کر رہ جاتے۔ محمدی کا نقشہ قیامت کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ آپ کی کشتی حیات ان دنوں خیالات کے طلاطم خیز سمندر میں باد مخالف کے تھپیڑوں سے ڈوبتی تیرتی چپہ چپہ پر موت کے منہ میں جاتی تھی اور ساحل مراد پر صحیح وسلامت پہنچنے کی قطعی کوئی امید نہ تھی۔ آپ بار بار اس بیقراری و ناصبوری میں دروازہ پر نگاہ دوڑاتے اور فراتے۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

یہ مولوی نور الدین صاحب کو کیا ہوا وہ بھی سو گئے۔ جواب ہی نہیں دیا۔ نصیب دشمناں بیمار نہ ہوں ورنہ وہ تو ایک منٹ کی بھی دیر کرنا گناہ سمجھا کرتے ہیں اور وہی تو اس کام کے کرتے دھرتے ہیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چٹھی رساں نے آپ کا خط دیا۔ مرزا قادیانی نے کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ چاک کیا۔ پڑھا تو لب پر تبسم اور رخساروں پر ہلکی سی سرخی دوڑنے لگی۔ ناظرین ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس میں کیا تھا۔ آپ نے اسی وقت اپنا کاتب طلب فرمایا اور بڑی احتیاط سے ایک اشتہار کا مضمون تیار کیا۔ ذیل میں اسے ملاحظہ فرمائیے۔

ایک پیش گوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پاجائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب یہ جاننا چاہئے کہ جس خط کو فریق مخالف نے اخبار نور افشاں میں چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرکردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کی حقیقی ہمشیرہ زادی کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں ان کی طرف سے ایک اشتہار چھپا تھا یہ درخواست کی اس اشتہار میں مندرج ہے۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل وجان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر وعاجز بلکہ انہی کا فرمانبردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہی کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر بات میں اس کے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کے لئے ہو رہے ہیں۔ تب ہی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دے دی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفریں بریں عقل و دانش، ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہوں۔ غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغگو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی۔ سو وہ دعاء قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تعریف کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اس کی یہ ہے۔

کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے۔ نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقلی کرادیویں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا تھا چونکہ وہ ہبہ نامہ ہماری رضا

مندی کے بغیر بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیویں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہئے سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا تھا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے استخارہ کے رنگ میں ظاہر کیا گیا تھا۔" خاکسار! غلام احمد قادیانی

محمدی بیگم کی والدہ کی وصیت

اس اشتہار کو دیکھ کر میاں احمد بیگ کو اپنی بدنامی کا پورا پورا یقین ہو گیا اور وہ اس کے سدباب کے لئے ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔ ان کی طبیعت میں غم و غصہ کا ایک ہیجان اٹھا۔ ان کے زخم خوردہ دل پر رہ رہ کر ایک چوٹ سی پڑ رہی تھی اور وہ اس کا خاطر خواہ انتقام لینا چاہتے تھے۔ مگر افلاس اور خاندانی شرافت سدراہ ہو رہے تھے۔ مگر ان کا دل اس بات کا بڑی شدت سے تقاضا کرتا تھا کہ وہ جس نے اس کی بنی بنائی دنیا جس میں کہ وہ عزت و آرام سے زندگی بسر کرنا چاہتا تھا برباد کر دی یا اسے مٹا دے یا اس کے ہاتھوں خود مر مٹے۔ مگر پسماندگاں کی کس مپرسی کا نقشہ اس کے ہاتھ پاؤں کی سکت کو چھین لیتا تھا۔ اسی رنج و غم میں وہ غریب خانہ پر پہنچا اور اپنی رفیقہ سے یوں گویا ہوا کہ ہمیں ہر کس و ناکس کی نظر میں نہایت بری طرح ذلیل کیا جا رہا ہے۔ روز روز کے قاصد اور اخباری اشتہار نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ میں تو مجبور ہوں کہ لڑکی کی شادی کا کہیں جلد ہی بندوبست کر دوں۔ گو غریب ہوں مگر کیا ہمارے ہادیٔ برحق نے ہم کو اس کا سبق نہیں دیا۔ ضرور دیا ہے اور ایسا دیا ہے کہ قربان کر دی جائیں شہزادیاں اس شہنشاہی میں فقیری کرنے والے آقا کی صاحبزادی فاطمہ جنت خاتون بیوی پر جب ان کا نکاح حضرت علی شیر خدا سے ہوا ہے تو جانتی ہو اس شہ دوسرائے نے فاطمہ کے جہیز میں کیا دیا تھا۔ ایک چکی ایک مشکیزہ دو مٹی کے برتن اور لکڑی کا پیالہ، ایک جانماز، دو چادریں، ایک فرش چرمی، دو تکئے اور ایک پلنگ۔

کار ساز ما بفکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

میں تو ان کا کفش برادر ہوں پھر جلد بتاؤ کہ تمہارا اس میں کیا ارادہ ہے۔

صنف نازک کی کمزوری کا تقاضا یہی تھا کہ ماں چند گرم گرم آنسو بہا دیتی یا دو چار جلے

بھنے جملے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے کہہ دیتی اور کر ہی کیا سکتی تھی کہہ کر خاموش ہو گئی۔ مگر ایک نہایت ہی بلند پایہ نصب العین جو مشیت ایزدی کے مطابق تھا کہتی گئی۔

کہنے لگی محمود جنت کا دولہا بنا اور ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔ اس لئے چند دن شادی کا نام نہ لو۔ انگریزی راج ہے ورنہ نبوت کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔ الہاموں کی قدر ایسی معلوم ہوتی کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا۔ پھر کہنے لگی میری ایک آخری خواہش ہے جس کے کہنے کا حق مجھے قدرت نے دے رکھا ہے۔ اس کو سن لو اور معلوم نہیں کہ اس کے بعد قدرت اس کی گویائی کا موقعہ دے یا نہ دے۔ بہر حال یہ میری آخری وصیت ہے جو شوہر ہونے کی حیثیت سے اور بیٹی ہونے کی حیثیت سے تم دونوں باپ بیٹی پر فرض ہے۔ اس پر عمل کر کے میری روح کو خوش کرنا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو میدان حشر میں تمہارے دامن شافع امت کے روبرو پکڑ کر داور محشر سے انصاف طلب کروں گی۔ سنو دنیا تم پر تنگ آ جاوے۔ زمین رہنے کو اور آسمان سایہ کو نہ ملے۔ تن ڈھانکنے کے لئے چیتھڑے تو کیا درختوں کے پتے انکار کر دیں۔ کھانے کے لئے بھوسہ اور پینے کو پانی بھی خواہ میسر نہ ہو۔ کچھ پرواہ نہ کرنا اور تمام مصائب کو مالک الملک پر چھوڑ دینا وہ آسان کرے گا۔ مگر محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے ہرگز ہرگز نہ کرنا اور محمدی کے لئے اتنا اور کہتی ہوں۔ زین الشیطٰن اعمالھم کے مطابق اگر پیش گوئی سچی بھی ہو جائے تو اس کو امر اتفاقی سمجھنا اور اگر تیرا ہونے والا شوہر مر بھی جائے تو مرزا قادیانی کی طرف نگاہ تک بھی نہ کرنا اور ایک فقیر بے نوا سے عقد ثانی کر لینا۔ اسی میں ثواب و برکت ہے اور یہی تیرے حق میں بہتر ہوگا۔

دوسروں کو زور دے زر دے عیش دے آرام دے
اور ہم کو اس دولت دنیا سے فقط اسلام دے

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دس روپے پہنچ گئے...... دوسرے ضروری طور پر یہ تکلیف دیتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کا لڑکا جو میرے عزیزوں میں سے ہے جن کی نسبت وہ الہامی پیش گوئی کا قصہ آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ سے بمرض بحت الصوت مریض ہے۔ حجرہ پر کچھ ایسا مادہ پڑا ہے کہ آواز پورے طور پر نہیں نکلتی۔ یعنی آواز بیٹھ گئی ہے میں نے موافق قائدہ علاج کیا تھا۔ اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا اسکی والدہ کو آپ پر بہت اعتماد ہے اور آپ کے دست شفاء پر اسے یقین ہے۔ اس نے بصد منت والحاح کہلا بھیجا تھا کہ مولوی صاحب کی طرف لکھو وہ کوئی عمدہ دوائی تیار کر کے بھیج دیں۔ بلکہ پہلے

یہ چاہا تھا کہ اس لڑکے کو جس کا نام محمد بیگ ہے آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ بالفعل بذریعہ خط آپ کو تکلیف دی جائے۔ حلق میں سے پانی بہت آتا ہے صبح کے وقت ریزش بہت نکلتی ہے کھانسی بھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دماغ سے نوازل گرتے ہیں۔ آپ ضرور کوئی عمدہ نسخہ ارسال فرمائیں اس بیمار کے اچھے ہو جانے سے ان کو آپ کا بہت احسان مند ہونا پڑے گا اور پہلے بھی آپ کے بہت معتقد ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ کے علاج سے لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ آپ خاص طور پر مہربانی فرمائیں۔ والسلام!

خاکسار! غلام احمد عفی عنہ، ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۰ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۸۳ مکتوب نمبر ۲۰)

مرزا قادیانی خط سے فارغ ہوئے تو محمدی بیگم کے خیال میں محو ہو گئے اور اسی سوچ میں ایک گھنٹہ بھر گزر گیا۔ آپ کا چہرہ اترا ہوا تھا اور آپ آج نسبتاً مغموم و متفکر معلوم ہوتے تھے۔ آج روٹی کھانے سے بھی آپ نے انکار کر دیا اور رنجیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے ملاقات کا شرف بھی آج کسی کو نہیں دیا گیا۔

ایک بوسیدہ چارپائی پر لیٹے لیٹے خیال آیا کہ اگر میں نے ہی یوں کمر ہمت کو توڑ دیا تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ مجھ کو مردانہ وار اس کی آفرینش میں حصہ لینا چاہئے اور پھر وہ مالک الملک جو ادنیٰ مخلوق کی بھی سنتا ہے۔ اس سے ملتجی ہونا چاہئے اس خیال کو لئے ہوئے وہ کمرہ خاص میں تشریف لائے اور اس کی جناب میں یوں التجا کری اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء محمدی کی والدہ کی وصیت پر کی گئی ہے۔

اے مسیح موعود کے بھیجنے والے آقا! ”ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس“ مجھے کیوں اس حالت میں چھوڑ دیا۔ میری مدد کر۔ اے میرے واہگورو ست سری اکال (یعنی تیری توحید میں کوئی ساجھی نہیں) اپنے امین الملک جے سنگھ بہادر کو ہمت و شجاعت دے تاکہ تیرے اس حکم کو جو حضرت ٹیچی فرشتہ بڑی سرعت سے مجھ پر لاتا ہے بجالاؤں۔ اے میرے آسمانوں پر محمدی بیگم کا نکاح کرنے والے قاضی بتا بتا اور اللہ بتا کہ یہ نکاح کس طرح و طریقہ سے پورا کروں۔ اے پرمیشور میرے سرب ان کا تیرا پیارا ہے۔ کرشن جی رودر گوپال تجھ سے تیرے پریم کا بھکھی ہے۔ (متمنی ہے) اس کے وشواش دور کر اور اس کی استری جس کا منڈل تو نے کو باندھا ہے ملا دے۔ ملا دے میرے متر داتا، اے میرے پیارے ایشور، ان دھوت پشتوں کو گیان دے کہ تیرے برہمن اوتار سے مقابلہ نہ کریں اور استری دلانے میں مدد کریں۔ میرے ایشور اے میرے کرپالو!

تیرے آریوں کے بادشاہ سے جس پر تیرا خیراتی پیغام لاتا ہے۔ یہ وحشی مسلئے (مسلمان) انت بیر رکھتے ہیں۔ ان کو مٹادے مٹادے۔ میرے کرپالو۔ میرے اچھے دیالو۔ اے میری آسمانوں پر تعریف کے گن گانے والے غرق کردے، غرق کردے۔ اس کو جو زمین پر میری تعریف نہیں کرتا اور میری مدد کو پہنچ اور دلادے دلادے۔ میری آسمانی منکوحہ، تیری باڑ پر زمین تنگ ہو رہی ہے میرے مولا رب انی مغلوب۔

دعا میں اس قدر محو ہوئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی اور پانی انکھوں میں نہ رہا تو کہیں شیر علی فرشتہ اس کی درگاہ سے یہ پیغام لایا اور جو الفاظ کتابوں میں اور اشتہاروں میں تقسیم کئے وہ یہ تھے۔

''فدعوت ربی بالتضرع والابتھال وعددت الیہ ایدی السوال فالھمنی ربی وقال ساریھم ایۃ من انفسھم واخبرنی وقال اننی ساجعل بنتا من بناتھم ایۃ لھم فسماھا وقال انھا سیجعل ثیبۃ ویموت بعلھا وابوھا الیٰ ثلث سنۃ من یوم النکاح ثم نردھا الیک بعد موتھما ولا یکون احدھما من العاصمین'' (کرامات الصادقین ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۶۲)

میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعاء کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جاوے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لاویں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔

ناظرین! ذیل میں مرزا قادیانی نے جو الفاظ دعاء میں استعمال فرمائے ان کا ثبوت درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس'' میرے خدا میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (البشریٰ ج۱ ص۳۶)

ہے کرشن جی رودر گوپال۔ (البشریٰ ج۱ ص۵۶)

برہمن اوتار یعنی مرزا قادیانی سے مقابلہ اچھا نہیں۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۶)

آریوں کا بادشاہ۔ (البشریٰ ج۱ ص۵۶)

امین الملک جے سنگھ بہادر۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۸)

''یحمدک اللہ من عرشہ یحمدک اللہ ویمشی الیک رب انی مغلوب''

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

ٹیچی، شیر علی، خیراتی یہ آپ کے تینوں پیامبر فرشتے ہیں۔ (مگر ہیں بڑے جلد باز)
جب دعاء سے فارغ ہوئے کچھ نوش فرمایا اور بستر استراحت پر آرام پذیر ہوئے مگر کم بخت نیند ہی نہ آئی۔

نیند کو بھی نیند آجاتی ہے ہجر یار میں
چھوڑ کر بے خواب مجھ کو آپ سو جاتی ہے نیند

لیٹے لیٹے خیال آیا اور ایک ایسی تجویز سوجھی جو یقیناً کامیاب معلوم ہوئی۔ آپ نے اسی وقت ایک کاغذی گھوڑا ایسا تیار کیا جو ہوا سے باتیں کرنے والا تھا اور اس کو اپنے سمدھیانے کو فوراً روانہ کر دیا۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر میں للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں اور ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جاوے، ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا اور اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ

خوار ہو اور اس کا رو سیاہ ہو، خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے رو سیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا جو چاہے سو کرے۔ اس کے لئے ہم اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی ہمیں پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے آپ کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیویں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا وارث اور فرزند بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسے ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم!

خاکسار! غلام احمد لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

اخویم مرزا غلام احمد صاحب زاد عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ تصور کریں آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا

سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ مجھے اس خبر کا خدا کی قسم ہرگز رنج نہیں۔ کیونکہ اس سے بدرجہ اتم جب آپ خدا جانے کیا کیا بہروپ بھرتے رہے ہو۔ پہنچ چکا ہے باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ تو بہترین تعلق خدا کا ہے وہ نہ چھوٹے اور باقی اس عاجز مخلوق کا ہوا تو پھر کیا نہ ہوا تو پھر کیا اور احمد بیگ کے متعلق میں کرہی کیا سکتا ہوں وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوا آپ کی طرف سے ہی ہوا۔ نہ آپ فضول ایمان کو گنواتے اور الہام بازی کرتے اور مرنے کی دھمکیاں دیتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا اور ہم کو آپ کی ذات سے کوئی دشمنی نہیں۔ اگر ہے تو تمہارے افعال سے کہ وہ ہمیں ناپسندیدہ ہیں۔ وہ چھوڑ دو نہ کسی نے آپ کو خوار روسیاہ ذلیل کیا ہے اور نہ ہی کسی کے کہنے سے کوئی ہوتا ہے۔ وہ بیچارا کیا تلوار چلائے گا جو فکر و آلام کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے اور تمہیں کیا ڈر ہے جب تم اس خلاق کائنات کے فریسندہ ہو۔ وہ خود اس کے تدارک کے لئے کافی وشافی ہے اور ہم تو تم کو اپنا ہی عزیز خیال کرتے ہیں۔ تم اپنی خوشی سے چوہڑا چمار بنو۔ ہم تو گالی دینا گناہ تصور کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الرذائل ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا تو آپ رشتہ دیتے فخر دو عالم کا فرمان ہے کہ وہ چیز دوسرے کے لئے پسند کرو جو خود بھی چاہتے ہو۔ نہ ہم لوگ آپ کی بدنامی میں خوش ہیں نہ آپ کو آگ میں ڈالنا چاہئے اور روسیاہ اور ذلیل تو آپ خود مانتے ہیں کہ وہ پروردگار عالم ہی کر سکتا ہے۔ بندہ ناچیز ہے بھلا کیا چنا پہاڑ پھوڑ دے گا۔ بے شک آپ نے ان کو خط لکھے اور پیغام اور پیامبر روانہ کئے۔ مگر وہ نہ جواب دینے میں حق بجانب ہیں۔ آپ نے جوتی کے زور رشتہ مانگا اور ایک محمدی کے لئے وہ وہ طوفان جوڑے کہ الامان اور میری بیوی اب بھی وہ پیغام دینا چاہتی ہے جس کا تذکرہ آپ اپنے خط میں کر چکے ہیں۔ آپ کا دل دکھانا میرا مقصود نہیں۔ آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں اور نظام عالم انہیں باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت دنیا پر قائم کر کے بدنامی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے اور موت وزیست تو اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ آپ اس میں بھی کوشش

فرمارہے ہیں۔شاید کامیابی ابھی نہ ہوئی ہو۔آپ نہ ناچیز ہیں نہ ذلیل ہیں، نہ خوار ہیں نہ روسیاہ ہیں، نہ کئی آگ میں آپ کو ڈالنا چاہتا ہے۔ہم تو آپ کو اپنا عزیز ہی اب تک تصور کرتے چلے آئے ہیں اور اب تک کررہے ہیں۔میں کہہ چکا ہوں کہ چونکہ حالات آپ نے خود ایسے ہی پیدا کرلئے جو اس رشتہ میں ناکامیابی پر مصر ہیں۔آپ ان کو خود سنوار سکتے ہیں۔سنوار لیں میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کردیا گیا ہے۔مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ نہیں کرسکتا اور میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو۔کس طرح لڑلے وہ یہی کہتی ہے کہ جب میں یہ رشتہ اپنی لڑکی کا ایسی حالت میں دینا ناپسند کرتی ہوں تو بھائی کو کن حالات پر مجبور کروں۔ہاں اگر وہ خود مان لیں تو میں اور میری بیوی حارج نہ ہوں گے۔آپ خود ان کو لکھیں مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہوچکا ہے۔اس سے جہاں تک ہوسکے احتراز کریں اور منت وساجت سے کام لیں۔والسلام! خاکسار! علی شیر بیگ از قادیان، ۴ر مئی ۱۸۹۱ء

مرزا قادیانی کو جواب نہ آنے کی تشویش ہوئی اور مراق کا قاعدہ ہے کہ خیال جس طرف چلا گیا۔فوری جواب کا طالب ہوا۔گویا ہاتھوں پر سرسوں جمانے کا مقولہ شاید مراق کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔آپ نے جلد بازی میں ایک اور خط اپنی سمدھن کے نام بھی ڈال دیا۔حالانکہ ان کو اس کا انتظار کرنا چاہئے تھا کہ جو کارڈ ۱۸۹۱/۵/۲ کو ڈالا گیا تھا اس کا جواب کم از کم ۱۸۹۱/۵/۶ کو آنا چاہئے۔کوئی ٹیلیفون تھوڑا ہی تھا جو کانوں کان سنا جاتا۔قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے وہ اصل تحریر ہم پیش کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی (مرزا احمد بیگ کی لڑکی) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح بھی تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے سے گریز کرے یا عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا نکاح کسی غیر کے ساتھ کرنے سے باز

نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاقیں ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے ایک طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جاوے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد۔ نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہو گیا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد قادیانی از لدھیانہ اقبال گنج

۴ رمئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۷، ۱۲۸

اتفاق کی بات ہے کہ دونوں سمدھی مرزا علی شیر بیگ و مرزا غلام احمد ایک ہی وقت اور ایک ہی تاریخ کو دل کے حوصلے نکال رہے تھے۔ کیونکہ دونوں خطوط ۴ رمئی ۱۸۹۱ء کے ہیں۔

احمد بیگ کا گھر آج کل مظہر العجائب بنا ہوا ہے۔ الہامات مرزا کی وجہ سے بیسیوں برقعہ پوش عورتیں محمدی بیگم کو دیکھنے کے لئے آتی ہیں اور عجیب عجیب باتیں اور چہ میگوئیاں کرتی ہیں کہ نبوتوں کے معیار بھی اس زمانہ میں عورتوں پر ہی تل گئے ہیں۔ کیا بھلی اور پیاری باغیرت لڑکی ہے۔ موئے بڈھے کو کس زمانہ میں شادی کی سوجھی اور دنیا بھر میں بدنام کر کے خود نکو نام بنا کبھی اس طرح سے بھی کسی نے رشتے لئے ہیں۔ نذیر کے ابا کل آئے تو ایک اور اشتہار ان کے ہاتھ میں تھا۔ میرے استفسار پر ہنس دیئے اور کہا یہ آج ہی تازہ الہام ہوا ہے۔ جو بڑی لمبی اور رو کر مانگی ہوئی دعا کے بعد کا نتیجہ ہے۔ میں نے جو پڑھا تو بے ساختہ ہنسی کے مارے پیٹ میں بل پڑ گئے۔ نذیر کا ابا ہنسی کو زیر لب بہت دیر ضبط کرتا رہا۔ مگر آخر ہنس ہی دیا اور کہنے لگا یہ تم عورتیں کیا پتھر دل ہوتی ہو۔ اس بیچارے کی جان پہ بنی ہے اور تمہیں ہنسی آ رہی ہے۔ دوسری بولی بہن میرے میاں تو مسجد کبھی گئے ہی نہیں وہ دین کو کیا جانے۔ مگر وہ کہتے ہیں آخر وہ نبی بنتا ہے اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس میں ایک نشان ظاہر ہوگا اور جو اس پر ہنسی کرے گا اس کی ناک صفائی سے کٹ جائے گی اور وہ روسیاہ ہوگا۔ اس لئے میں تو ڈرتی ہوں اور ہنسی کو ضبط ہی کر رہی ہوں۔ مگر کم بخت یہ آئے بغیر ہی نہیں رہتی۔ غرض اس طرح اپنا منہ اور اپنی بات کے مصداق آتی رہیں اور جاتی

رہیں اور یہ سلسلہ لامتناہی ختم ہونے کو نہ آیا۔ نیرنگی قدرت ملاحظہ ہو کہ بیسوں بڑے بڑے رئیس گھرانوں کی مائیں سوال لے کر آئیں گویا پیش گوئی سے مرنے کا ڈر ہی نہ رہا۔ مگر آخر قرعۂ انتخاب مرزا سلطان محمد رئیس ساکن پٹی پر پڑا جو ایک فوجی عہدیدار ہونے کے علاوہ ایک نیک بخت جواں آدمی تھے اور جن کو مالک الملک نے شیر کا دل دیا تھا۔ جو مرزا قادیانی کے بیسیوں الہاموں سے ٹس سے مس تو کیا، شمہ بھر بھی خائف نہ ہوئے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً مردانہ وار شریفانہ مقابلہ کرتے رہے۔ شادی کی تاریخ عید کے دوسرے روز مقرر کر دی گئی گویا جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور چونکہ یہ بات مشہور خلائق زبان زد عام تھی اس لئے آناً فاناً مشہور ہو گئی۔

مرزا قادیانی مرزا علی شیر بیگ کا خط پڑھ ہی چکے تھے کہ اس کی تصدیق ہو گئی کہ محمدی کی شادی مرزا سلطان محمد رئیس ساکن پٹی سے قرار پائی ہے۔ سچ ہے تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور رقابت کی آگ جلا کر سرمہ کر دیتی ہے اور نیک و بد انسان کو سوجھائی نہیں دیتا۔ یہی حال ہمارے محترم مرزا کا تھا اور رسی کا سانپ بن چکا تھا۔ وہ جس کو آسان تر سمجھتے تھے وہ محال ترین و ناممکن ہو گیا تھا۔ آپ کو شادی کے ہونے اور نہ ہونے کا تو شاید اتنا خیال نہ ہوتا مگر اپنی نبوت کو منوانے کے لئے جو دعوے بڑے طمطراق اور لن ترانی سے کئے گئے تھے ان کا رہ رہ کر خیال آتا تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا اور اوسان خطاء ہو جاتے۔ گو ان دنوں طبیعت کچھ زیادہ ناساز تھی اور مرض ذیابیطس زوروں پہ تھا۔ دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا اور قویٰ بھی جواب دے چکے تھے۔ مگر واہ رے استقلال ہمت نہیں ہاری اور ایک اور خط اپنی بہو سے تاکیدی لکھوا کر اپنی سمدھن کو اپنے قلم سے روانہ فرمایا۔ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں۔

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ ماجدہ

سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مرزا صاحب (قادیانی) کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہو گی اور ہزار طرح کی رسوائی ہو گی۔ اگر منظور نہیں تو خیر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

اس خط پر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ ریمارک ہے ”جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر نکاح رک نہیں سکتا تو پھر بلاتوقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان میں آدمی بھیج دو تا کہ ان کو لے جاوے۔“

عزت بی بی بہو بذریعہ خاکسار غلام احمد رئیس قادیان ۶ رمئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۸

غریب و بیکس، ناتواں و کمزور، عزت بی بی جب مرزا قادیانی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکی اور حسب ارشاد طوعاً و کرہاً من مانے الفاظ رقم کر چکی تو مرزا قادیانی کے پاؤں پڑ کر روئی اور اس شدت سے روئی کہ گھر کی مائیں بلبلا اٹھیں۔ مگر مرزا قادیانی کی تیوری کا بل نہ اترا اور اس کے اس قدر انتہائی عاجزی سے لبریز جذبے کی وقعت کو یوں کہہ کر ٹھکرا دیا گیا کہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ کوئی رشتہ ناطہ محمدی کے نکاح کے بعد باقی نہ چھوڑوں گا۔ یہ سارے فساد کی بانی مبانی صرف وہی ایک ساحرہ ہے۔ جس نے تمام کنبے کو مجھ سے منحرف و مبدل کر دیا اور ایسا سحر پھونکا کہ میرے پاس بھٹکنے کو ان کو ڈر معلوم ہونے لگا۔ نہایت گرے ہوئے الفاظ ان کو تحریر کئے۔ جن سے میں بات کرنا بھی ہتک خیال کرتا تھا۔ مگر یہ صرف تیری ماں مکارہ جو یقیناً ساحرہ ہے کے ہی کرتوت ہیں۔ جو میں یوں ناکام و نامراد رہا جاتا ہوں اور ایک دنیا مجھ پر تمسخر اڑا رہی ہے اور وہ سب ان کے ممد و معاون ہو رہے ہیں۔ اگر ان کو تیری آبادی کا پاس ہوتو وہ سب ایک نہ ہو جاتے اور میرے عزت پر یوں ہاتھ صاف نہ کرتے۔ آخر میں کوئی چوہڑا چمار یا بھکاری تھوڑا ہی تھا۔ جو وہ اس رشتے کو باعث ننگ یا عار سمجھتے۔ جا اب بھی جا ابھی وقت باقی ہے دامن سے گرنے کے بعد ابھی کسی کی نظر نہیں پڑی اٹھا لیں۔ پھر مجھ کو تم سے کوئی فرق نہیں میں تمہارا یہ احسان عمر بھر نہ اتار سکوں گا اور میرے تمام املاک کی تو واحد مالک ہو گی۔ مگر خدا کے لئے جس طرح سے بھی ہو اپنی ماں کے قدموں پر یہی سر رکھ اپنے ماموں کو رو کر منتیں کر کے سمجھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہبہ نامہ کی رضامندی کے علاوہ اور اس سے دوگنی زمین مجھ سے محمد بیگ کے نام ہبہ کرا لیویں اور وہ جو دیوار کا مقدمہ ہے اس میں بھی جو وہ چاہتے ہیں مان لوں گا اور فضل احمد کو ایسا ٹھیک کروں گا کہ وہ عمر بھر خاندان بھر کا غلام رہے اور اگر میری بات نہ مانی گئی خدا کی قسم اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ کیا مجھ کو لڑکیوں کا کال پڑا ہے۔ اگر میں آج چاہوں تو میرے مرید سینکڑوں اس سعادت کو سر آنکھوں پر قبول کرنے کو تیار اور کار ثواب سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس چونکہ میں اپنے کنبے کو اپنا ہی تصور کرتا تھا۔ اس لئے بلا سوچے سمجھے بات نکال دی۔ جس سے ساری دنیا آگاہ ہو گئی اور اس کو میں نے اپنی نبوت کی سچائی کا معیار بنایا اور اب یہ کس قدر ظلم و جہالت ہے کہ وہ دوسری جگہ بیاہی جا رہی ہے۔ تیرے باپ سے ایسی خشک توقع نہ تھی وہ تو میرا بازو تھا۔ اس کی عزت میری اور میری عزت اس کی تھی۔ مگر افسوس وہ بھی اسی مکارہ عیارہ کا ہی ہو گیا اور بیوی کے لئے مجھ سے یوں نمک حرامی کی اور ایسا خشک جواب دیا جو مرتے دم تک میرے یاد سے نہ بھولے گا۔

عزت بی بی نے کہا۔ حضور مانا ایسا ہی ہوگا۔ مگر میں نے کیا قصور کیا جس کے بدلے میں دیس نکالا دیا جارہا ہے۔ میں نے کبھی عمر بھر آپ کی کوئی بے ادبی کی یا کبھی کسی حکم سے سر موانحراف کیا۔ آپ نے دن کو رات فرمایا تو بندی نے آمنا کہا۔ کیا میں نے اس رشتہ میں حتیٰ الامکان کوشش نہیں کی۔ میں باپ اور ماں کو مجبور کرنے میں آپ سے ایک قدم پیچھے رہی ہوں اور کیا میں نے ماموں کے پاس بیسیوں دفعہ جا کر منت و خوشامد نہیں کی میں تو آپ کی چیری ہوں۔ لونڈی خدا کے واسطے نبی ہو کر اپنی بہو پر رحم کرو۔ للہ ترس کھاؤ میری عزت پہ حرف آیا تو آپ کا ہی نقصان ہے۔ کیا دنیا رشتہ نہ ملے تو سابقہ رشتے بھی توڑ دیا کرتی ہے اور وہ بھی بلا قصور جہاں حکم دو گے جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی۔ سر اور آنکھوں کے بل جاؤں گی اور کہوں گی جو دو گے اور مانوں گی جو فرماؤ گے مگر خدا کے لئے اس کے نتیجہ سے بے نیاز ہو کر یہ کہہ دو کہ تو بدنصیب میرے گھر کی پاؤں دبانے والی وہی مثل سابق لونڈی ہی رہے گی اور تم کو دھکے دے کر بلا قصور باہر نہیں نکالا جائے گا اور تیری عزت کو بلا قصوری یوں بٹہ نہیں لگایا جاوے گا۔ میرے پیارے ابا سسر میں تو دعاء کرتی ہوں کہ میرے مولا مجھ بد بخت کو اس دن زندہ ہی نہ رکھیو۔ جب یہ منحوس خبر میرے کان میں پڑے کہ تو جیتے جی شوہر والی رانڈی ہوگئی۔

آریہ مشن کی طرف سے مرزا قادیانی کی شہادت

آسمانی نکاح کی تائید میں مرزا قادیانی نے ایک اور بیان شائع فرمایا۔ جس کے ضروری اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جس پر آریہ مشن کی طرف سے بھی آپ کے دعاوی پر شرطی شہادت درج ہے کہ اگر یہ نکاح ہوگیا تو مرزا قادیانی صادق ہیں۔ ورنہ کاذب تصور کئے جاویں گے۔

''عرصہ قریباً تین برس کا ہوا کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جس کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ والد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آوے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کا مفصل بیان معہ اس کی میعاد خاص اور اس کے اوقات مقرر شدہ کے اور معہ ان کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اس کو

باہر کر دیا ہے۔ اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور وہ اشتہار عام طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی کہ اگر یہ پیش گوئی پوری ہو جاوے تو بلاشبہ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ پیش گوئی ایک سخت مخالف قوم کے مقابل پر ہے۔ جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی تلواریں کھینچی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو جوان کے حال سے خبر ہوگی وہ اس پیش گوئی کی عظمت کو خوب سمجھتا ہے۔ ہم نے اس پیش گوئی کو اس جگہ مفصل نہیں لکھا۔ تا بار بار کسی متعلق پیش گوئی کی دل شکنی نہ ہو۔ لیکن جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ گو کیسا ہی متعصب ہوگا۔ اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیش گوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اس اشتہار پر سے ملے گا کہ خداوند تعالیٰ نے کیوں یہ پیش گوئی بیان فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، ۳۹۷، خزائن ج ۳ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

آخری سانسوں میں محمدی کی یاد

"اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ر اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اس حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا "الحق من ربك فلا تكونن من الممترين" یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے سو اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خداتعالیٰ نے اپنے رسول کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا جو خداتعالیٰ تازہ یقین دلانے کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور وصیت نے تجھے کیوں نومید کیا تو ناامید مت ہو۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

اس اشتہار سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے ضرور ہوگا اور اس نکاح کی ازحد مخالفت ہوگی۔ مگر بطور نشان باوجودیکہ انتہائی مخالفت ہوگی یہ نکاح بالضرور پایۂ تکمیل کو پہنچ

جائے گا۔ تمام مانع اموررو کاوٹیں اللہ تعالیٰ خوددور فرمائیں گے اور یہ کسی طرح سے بھی ہرگز ہرگز نہ رک سکے گا اور اس کی رکاوٹ کرنے والے اپنی میعاد مقرر کے اندر ہلاک کئے جاویں گے اور باقی کوئی نہ ہوگا جو اس کو روک سکے۔ بہر حال خدا اس کو مرزا قادیانی کی ضرور منکوحہ بی بی بناوے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اس پیش گوئی کا تعلق خاص مسلمانوں کی قوم سے ہے۔ جو بہت سختی سے اس کو نا کامیاب کرنے پر تلی ہوئی ہے اور دشمنی کی وجہ سے وہ عناد کی تلواروں سے صف بستہ کھڑی ہے۔ گویا ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے اور آریہ منصف ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ پیش گوئی پوری ہوگئی تو اس کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک نہیں۔ کیونکہ یہ انسانی طاقت سے بہت بالاتر ہے اور اس پیش گوئی کے الفاظ ہی ایسے ہیں جو ہر منصف مزاج کو اس کی عظمت منوانے اور منجانب اللہ ہونے اور انسانی طاقت سے بالاتر ہونے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور خواہ کیسا ہی متعصب آدمی ہو وہ بھی یقین لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گویا دوست اور دشمن اس بات کے قائل ہیں کہ اگر یہ پیش گوئی سچی ثابت ہو جائے تو مرزا قادیانی اور ان کی نبوت سچی ہے اور بفرض محال اگر پوری نہ ہو تو بقول خود وہ ہر بد سے بدتر ٹھہریں گے۔ معاملہ نہایت واضح ہے اور نتیجہ عیاں اور اس کے منجانب خدا ہونے کی ایک زبردست دلیل وہ یہ دیتے ہیں جو ان کی بیماری کی وجہ سے ظاہر ہوئی وہ فرماتے ہیں میں ازحد بیمار ہوگیا اور وصیت تک کردی گئی تو اس وقت پیش گوئی محمدی بیگم کے نکاح کا خیال آیا۔ گویا مرتے دم تک یہ خیال میرے ساتھ میری جان کی طرح وابستہ رہا اور یہ خیال اس وقت تک بھی مجھ سے جدا نہ ہوا جب موت کو یقیناً میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور یقین تھا کہ کل جنازہ اٹھنے والا ہے۔ حالت نزع میں میں نے اس کے متعلق توجہ کی تو خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ اے مرزا تو اس نکاح میں کیوں شک کرتا ہے یہ ضرور ہوگا۔ تو اس میں شک نہ کر یہ تیرے خدا کی طرف سے ایک اٹل حکم ہے اور وہ ضرور پورا ہوگا اور خدا کے حکم پر تو ایمان لا اور شک کرنے والوں سے نہ ہو۔ تب مجھے یقین کامل ہوا کہ یہ نکاح ضرور ہوگا اور کسی کی جرأت وطاقت ہی نہیں جو اس کو روک سکے۔ بلکہ مجھ کو اس آیت کی تفسیر کا صحیح علم ہی اسی دن ہوا کہ یہ آیت قرآن شریف میں کیوں آئی اور میں نے خیال کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر کوئی ایسا ہی نازک وقت آپڑا ہوگا جب یہ آیت آئی ہوگی۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ میرا ایمان رب العزت کے اس فرمان سے ایک چٹان سے زیادہ مضبوط ہوگیا اور مجھے حق الیقین ہوا کہ نکاح آسمانی جس کا اللہ میاں نے وعدہ کر رکھا ہے ضرور ہوگا اور کوئی نہیں جو اس کو کسی حالت میں بھی روک سکے۔

مرزا قادیانی کا ایک خواب

مرزا قادیانی کو آج خدا جانے بہو کے اصرار و اقرار پر یا دل کے غبار نکالنے کی وجہ سے ظلمت کے سیاہ بادلوں میں بجلی کی چمک سے کرن امید پیدا ہوئی رات بھی آج ابر آلود تھی۔ نسیم سحر کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے بیماروں کی تیمارداری میں جلد جلد آ رہے تھے اور دل جلوں کی کلفت مٹانے کو پیغام تسلی و صبور بخش رہے تھے۔ سچ ہے انسان جن خیالات میں دن کو ڈوبا ہوا ہو وہی رات کو خواب میں کبھی کبھی آ جایا کرتے ہیں۔ غرضیکہ مرزا قادیانی پر گہری نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ آپ خراٹے بھر کر اس لطف سے بہرہ اندوز ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ آپ کے حلقہ زن ہے اور مولوی نور دین صاحب نے پھولوں کا ایک ہار پیش کرتے ہوئے مبارکباد کا ہدیہ تبریک پیش کیا۔ ہم نے مولوی صاحب سے استفسار کیا یہ مبارک بادی آپ کس بات کی دے رہے ہیں تو عرض کیا گیا کہ مرزا علی شیر بیگ اور ان کی بیوی ابھی ابھی آئے ہیں اور وہ یہ خوشخبری لائے ہیں کہ محمدی کا رشتہ آپ سے ہوگا اور وہ نکاح کا بھی ابھی اصرار کرتے ہیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ ہم سب مرزا احمد بیگ کے ہاں پہنچ گئے اور نکاح کی رسم ادا ہو رہی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے کپڑوں میں پھولا نہ سماتا تھا اور میرے تمام عوارض کافور تھے۔ گویا جوانی واپس عود کر آئی۔ نہایت لذیذ کھانے ہمارے آگے چنے گئے۔ جو سب نے سیر ہو کر خوشی خوشی کھائے۔ اس کے بعد بڑے اہتمام سے واپسی ہوئی۔ مگر راستہ میں فریق مخالف مرزا سلطان محمد اور اس کے آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اور دھینگا مشتی تک نوبت پہنچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے عشرہ مبشرہ بڑی عالی حوصلگی سے جواب دے رہے ہیں اور دشمن گویا مغلوب ہوا ہی چاہتا ہے۔ مگر افسوس کسی موذی نے ایک بڑا پتھر اٹھا کر مجھ پر وار کرنا چاہا۔ مجھے یاد ہے شاید مولوی نور دین صاحب نے عبداللہ سنوری کو آواز دیا تھا کہ حضرت صاحب کی مدد کرو۔ وہ لبیک کہتا ہوا دوڑا اور قریب تھا کہ وہ پہنچ جائے۔ مگر اس ظالم نے جو میرے سر پر بلائے ناگہانی کی طرح مسلط تھا پتھر اوپر سے چھوڑ ہی دیا۔ اس کی وحشت سے گویا میری جان بدن سے نکل گئی اور میں پسینہ میں شرابور ہو گیا اور ایسا کانپا کہ اپنے آپ کو اپنے آبائی مکان میں بستر پر پایا۔ بہت دیر تک معاملہ کو میں اصل ہی خیال کرتا رہا اور آنکھیں بند کئے خاموش سوچتا رہا۔ مگر نیند کے کلیۃً اچاٹ ہو جانے سے معلوم ہوا ۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

چند روز کے بعد حضرت صاحب کو معلوم ہوا کہ آپ کی بہو کی کوشش اور سارے مرزا اینڈ کو کی ان تھک دوڑ دھوپ سے معاملہ صاف اور بالکل قریب پہنچ گیا ہے اور اب خدا چاہے تو ہوا

ہی چاہتا ہے۔ ولیکن آپ مہربانی کر کے صرف ایک خط منت وسماجت اور معافی کا نہایت ہی خوش اخلاقی ووضعداری سے مرزا احمد بیگ خسر آسمانی کی طرف روانہ کر دیویں۔ بس اس کے جواب میں خدا نے چاہا تو مشکل آسان ہو جائے گی اور من مانی مراد بر آئے گی۔ چنانچہ آپ نے جو خط روانہ کیا اس کی نقل ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ ماخوذ از کلمہ فضل رحمانی!

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج وغم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزنداں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرماوے اور عزیزی مرزا محمود بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے آپ کے لئے دعائے خیر وبرکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت وخلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جاوے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز وپیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم وفکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین وآسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی نظر اس طرف لگی ہوئی

ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے لئے بصدق دل دعاء کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی برکتیں عطاء کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا آپ کو خدا تعالیٰ عطاء فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام!

خاکسار! احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ

۱۷ر جولائی ۱۸۹۵ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳ تا ۱۲۵

اس خط کے روانہ کرنے کے بعد مرزا قادیانی نہایت مطمئن تھے اور خیال واثق پیدا ہو گیا تھا کہ اب کام سرانجام ہونے کے دن قریب پہنچ چکے اور وہ رؤیا بھی جو گذشتہ شب آ چکا ہے اسی کی ایک بشارت ہے۔ مگر اس کے انجام کے الفاظ اچھے نہ تھے۔ وہ ظالم سعد اللہ نو مسلم معلوم ہوتا تھا اور جو پتھر اس نے اٹھایا ہوا تھا وہ اس کا انتہائی تعصب ظاہر کرتا ہے۔ وہ یقیناً روسیاہ ہو گا اور جب یہ رشتہ بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچ جاوے گا۔ اس صالح رؤیا کو شائع کر کے اس کی ایسی خبر لوں گا کہ یاد ہی کرے گا دل تو چاہتا ہے کہ ابھی شائع کرا دوں۔ مگر عشرہ مبشرہ اور خاص کر مولوی نور دین نہ مانے گا۔ اس لئے بہتر ہے توقف ہی کیا جاوے۔ آج کل کے زمانہ میں کسی کی رشتہ داری دوستانہ یا چاپلوسی پر اعتماد کرنا حماقت ہے اور تعصب کا تو ستیاناس اپنے نفع و نقصان کو بھی نہیں سوچتا۔ اب یہی دیکھ لو کہ پانچ ہزار سے کم کی زمین نہیں جو یونہی مفت میں ہاتھ آ رہی ہے اور نالائق لڑکا برسر روزگار ہو رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ محمدی میری وراثت کی مالکہ بن رہی ہے۔ مگر کمبخت کو کچھ سوجھائی ہی نہیں دیتا۔ اس خط سے زیادہ منت اور کیا کر سکتا تھا اور اس سے زیادہ طمع کیا ہو سکتا ہے اور وہ یہ جو خیال کرتا ہے کہ میں الہام خود بنا لیتا ہوں سوائے اس کی کور باطنی و جہالت کے اور کیا کہہ سکتا ہوں اور یہ لفظ جو میں نے لکھے ہیں اس کے شکوک ضرور رفع کر دیں گے کہ میں

ظالم طبع ہوتا اگر خدائی حکم کو آپ تک نہ پہنچاتا اور اس عاجز کے دل میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے جو ظاہری الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی اور بقیہ مضمون خط بھی نہایت ہی موزوں ہے۔ گمان غالب ہے کہ وہ پتھر دل احمد بیگ ضرور موم ہو جائے گا اور پرسوں تک انشاء اللہ اس کا شافی جواب آ جاوے گا۔ یہ باتیں اپنے دل ہی دل میں کر۔ کر آپ کا چہرہ بشاش ہو رہا تھا اور آپ نسبتاً آج بہت خوش تھے اور پھر کبھی یہ خیال بھی آ جاتا کہ میری عمر پچاس برس سے زائد ہے اور وہ لڑکی ابھی دس برس سے بھی کم کی چھوکری ہے۔ شاید اس لئے ہی رضامند نہیں ہوتے اور ایک شعر عربی زبان میں آپ بار بار پڑھتے تھے جو یہ ہے۔

هذه المخطوبة جارية حديثة السن
عذراء وكنت حينئذ جاوزت الخمسين

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴، خزائن ج ۵ ص ۵۷۴)

یعنی یہ ابھی چھوکری ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ ہے۔

آج کل احمد بیگ اور اس کے عزیز و اقارب محمدی بیگم کی شادی کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ گو کام کوئی بڑے پیمانہ پر نہ ہوگا۔ مگر پھر بھی منہ کا نوالہ نہیں ہے۔ درزی کے کہنے پر بازار سے فارغ ہو کر ابھی ابھی پہنچے ہی تھے کہ سنار کے اصرار پر پھر جانا پڑا اور اب کے جو آئے تو ایک لفافہ ہاتھ میں اور چہرہ متغیر معلوم ہوتا تھا۔ مجھ سے یوں مخاطب ہوئے ابھی کل ہی تو مولوی غلام اللہ جو میری بھانجی کے فریسندہ تھے سفارت کا حق ادا کرنے کے بعد واپس ہوئے ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ اس نے منتیں کرنے میں کوئی کسر باقی چھوڑی تھی اور وہ کون سی باقی ایسی بات رہ گئی تھی جس کا جواب نہیں دیا گیا تھا۔ پھر یہ فضول خط و کتابت سے کیا فائدہ یہ خط ہرکارے نے ابھی مجھے دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہے۔ آپ پڑھتے جاتے تھے اور اس پر تنقید کرتے جاتے تھے۔ لو محمود کی تعزیت آج یاد آئی۔ نری چاپلوسی کی باتیں ہیں اور دجل دینے کے لئے قسم بھی کھائی گئی ہے۔ اب میں یہی دیکھنا چاہتا ہوں تم کہاں تک سچائی کے پتلے ہو۔ کتنا جھوٹ ہے کہ ہزاروں مسلمان مسجدوں میں اور وہ بھی تمہارے لئے دعائیں کریں۔ آسمانی فیصلہ ہے تو تم کیوں گھبراتے ہو۔ بہر حال میں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر چکا اور جو سوچنا تھا سوچ چکا۔ میں نے کہا کیا اس کو معلوم نہیں کہ چند روز تک برات بھی آنے والی ہے اور مدت ہوئی رشتہ دے چکے ہوئے ہیں پھر اب اس خط و کتابت کے کیا معنی۔ کیا عہد کرنے کے بعد مسلمان توڑ دیا کرتے ہیں۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ مٹ جاویں گے ولیکن یہ مراد جیتے جی پوری نہ ہونے دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

مرزا قادیانی کی بیماریاں اور ان کے ثبوت

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم، حصہ دوئم خط نمبر ۱۴

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ پہنچا، کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ کی ان کریمانہ قدرتوں کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکے ہیں۔ تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب اور شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کو معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اس پر مصائب نازل کرتا ہے۔ تا اسے معلوم ہو جائے کہ وہ نومیدی سے امید کر سکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر وکریم ورحیم ہے۔ البتہ جس پر چاہے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت پر وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ پر امید اور دعاء کرتا رہا سو اللہ جل شانہ نے اس دعاء کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں...... اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ والسلام!

خاکسار! غلام احمد از قادیان ۲۲ر فروری ۱۸۸۷ء

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جل شانہ، آپ کو دین ودنیا میں آرام دلی بخشے...... دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ لے گئے تھے۔ اس کے استعمال سے بفضل تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی وسستی کو دور کرتی ہے...... اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور اس کو استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیویں مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آگئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

(ماخوذ از مکتوبات احمدیہ ص ۱۲، ۱۳، خط نمبر ۹، ج ۵)

خاکسار! غلام احمد ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۶ء

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! (ماخوذ از مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۵۲ خط نمبر ۳۵)

ہر دو عنایت نامے پہنچ گئے۔ خدا قادر ذوالجلال آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو آپ کے

ارادات میں خیر و برکت کرے۔ اس عاجز نے آپ کے نکاح ثانی کی تجویز کے لئے کئی جگہ خط روانہ کئے۔ ایک جگہ سے جواب آیا وہ کسی قدر حسب مراد معلوم ہوتا ہے...... اس خط میں ایک شرط عجیب ہے کہ حنفی ہوں غیر مقلد نہ ہوں۔ آگے اس کے اپنے مرید کی ہسٹری بیان کر کے فرماتے ہیں تین باتوں کا جواب دو۔

۱...... حنفی ہونے کی قید کا جواب معقولیت سے دیا جاوے۔

۲...... اگر اسی ربط پر رضامندی فریقین ہو جاوے تو لڑکی کے ظاہری حلیہ سے بھی کسی طور سے اطلاع ہو جانی چاہئے۔ بہتر تو بچشم خود دیکھ لینا ہوتا ہے۔ مگر آج کل کی پردہ داری میں بڑی قباحت ہے کہ وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔

۳...... ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں۔ جن کا نام مرزا محمد یوسف ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے۔ جس میں کچلہ مدبر داخل ہوتا ہے وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ و فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لئے اور نیز تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں۔ چھ سو روپیہ کے لئے جو آں مخدوم نے لکھا ہے اس کی ضرورت تو بہرحال درپیش ہے۔ مگر بالفعل اپنے ہی پاس بطور امانت رکھیں اور مناسب ہے کہ وہ روپیہ آپ کے مصارف سے الگ پڑا رہے تا جس وقت مجھے ضرورت پڑے بلاتوقف آپ بھیج سکیں۔ لیکھرام کی کتاب کے متعلق اگر جلد مسودہ تیار ہو جاوے تو بہتر ہے لوگ بہت منتظر ہیں۔ خاکسار! غلام احمد از قادیان ۲۳ رجنوری ۱۸۸۸ء

ان دنوں حضرت مرزا قادیانی کی کشتی حیات عجیب کش مکش سے گزر رہی تھی۔ آپ کو مجموعہ امراض کا گلدستہ کہنا کچھ نازیبا نہ ہوگا۔ کوئی دن شاید ہی قدرت ایسا دے دیتی جو آپ اطمینان کے سانسوں سے مستفیض ہوتے ورنہ عام طور پر آپ کو بیسیوں بیماریاں گھیرے رہتیں اور جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ آنے والے مسیح موعود کی نشانی جو حضور رحمت عالم نے حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ وہ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو دو چادروں میں ملبوس ہوں گے۔ سو میرے اوپر کی چادر تو دائمی سر درد و مراق ہے اور حصہ زیریں کی چادر ذیابیطس سلسل بول ہے۔ جس کے دورے دن میں کبھی سو سو دفعہ پیشاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ یعنی ہر سات منٹ کے بعد پیشاب کی رفع حاجت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ ضعف جگر، ضعف دماغ بھی ساتھ ہو۔ سر درد و مراق بھی تنگ کرتا ہو قوت باہ بھی از حد کمزور ہو اور نامردی کا پورا یقین رہ چکا ہو اور عشق کے آزار

میں مبتلا ہو اور جس کا بھروسہ دواؤں سے اٹھ چکا ہو اور دعائیں برعکس پڑتی ہوں وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ خدارا کوئی صاحب تکلیف گوارا فرمائیں کہ نبوت کے کاروبار نماز کی ادائیگی اور دوسرے ضروری کام کس طرح انجام دے سکتا ہے۔

محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کی تصدیق سرکار مدینہ سے

مرزا قادیانی اپنے نکاح کی تصدیق فرماتے ہیں:

’’یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے درست ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے۔ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے۔ (محمدی بیگم) جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ (جس کی موت پیچھے میں بیان کر چکا ہوں) جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس میں رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جوب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔

خاکسار! غلام احمد قادیانی

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

محمدی بیگم کے نکاح کی تصدیق سرکاری عدالت میں

ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی کا اپنے چچازاد بھائیوں سے ایک دیوار کے متعلق مقدمہ تھا۔ جس میں انہوں نے مرزا قادیانی پر چند سوال کئے۔ جن کے جواب میں مرزا قادیانی نے عدالت میں حلفیہ بیان دیا۔

’’فرماتے ہیں احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام دین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے۔ وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اس عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آیا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر

بیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ضرور بیاہی جاوے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چھ مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزو پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصا شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جزو تھا۔ انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے خدا کی باتیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔"

الحکم اخبار ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء، ص ۱۴ کالم نمبر ۳

محمدی بیگم کے نکاح کی تصدیق مرزائی گزٹ سے

مرزا قادیانی آسمانی نکاح کی تائید میں (حقیقت الوحی ص ۱۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۸) پر فرماتے ہیں کہ:

"یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی۔ طمع دی گئی اور خط لکھے گئے۔ یہ عجیب اعتراض ہے۔ سچ ہے انسان خدمت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور جائز طریق سے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔"

مرزا قادیانی نے جو حدیث یتزوج ویولد لہ اپنے معیار صداقت میں بیان فرمائی ہے وہ تحریف شدہ ہے۔ اس کی مثال میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو، گویا تحریف کرنا کوئی آپ سے سیکھے۔ اب ناظرین کرام کی خدمت میں اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔

"قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۸۰، الفصل الثالث)" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین کی طرف اتریں گے۔ پھر نکاح کریں گے اور ان کے اولاد پیدا ہوگی اور آپ پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ پھر فوت ہو کر میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ایک ہی مقبرہ سے قیامت کو اٹھیں گے۔ جبکہ ہم ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان ہوں گے۔

مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑ وخدارا انصاف کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ مندرجہ بالا حدیث جو معیار صداقت میں پیش کی گئی ہے اور جس میں سے صرف دو لفظ اپنی صداقت کے منوانے کے لئے لے کر بقیہ کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا ہے۔ کیا ارشاد فرماتی ہے اور یہ ایک حدیث ہی جس پر کہ ضمیمہ نبوت کو بھی ایمان تھا اور اسی لئے تو انہوں نے اس کو اپنی صفائی میں پیش کیا۔ مگر افسوس بقیہ مضمون حدیث چونکہ خود ساختہ نبوت کے دھول کے پول بکھیر نے کو کافی تھا۔ ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کیا تم میں کوئی اہل بصیرت نہیں جو اسی ایک مضمون پر غور کرے اور ایمان لائے۔

مرزا قادیانی نہایت مایوسی کی حالت میں حیران وسرگردان خیالات میں منہمک کسی گہری سوچ میں دنیا ومافیہا سے بے نیاز۔ گردن جھکائے اپنے آبائی مکان میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کا چہرہ حزن وملال افسردگی ودرماندگی کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے اور آپ کے بشرے سے حسرت وحشت ٹپکتی ہے اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہیں۔ رہ رہ کر ایک سرد آہ بھرتے ہیں اور فرماتے ہیں افسوس تمام تدبیریں ناکام اور محنتیں اکارت گئیں اور بنائے کچھ نہ بن سکی۔ آہ فلک ناہنجار نے ایک ایسا چرکا دیا جو کہیں کا نہ رکھا اور قدرت نے ایک نہ بھرنے والا دل اور نہ مٹنے والا داغ حسرت بنادیا۔ افسوس کچھ قسمت ہی سے یہ روز بد دیکھنا منظور تھا۔ اب معترضین کو اپنے دعاوی کا کیا جواب دیا جائے گا۔ وہ تو کم بخت پنجے جھاڑ کر پیچھے ہولیں گے اور دم نہ لینے دیں گے۔

میاں علیم جاؤ مولوی نورالدین صاحب کو کہو حضور یاد فرما رہے ہیں فوراً تشریف لائیں۔

مولوی صاحب حاضر ہو کر السلام علیکم حضور نے یاد فرمایا تھا غلام حاضر ہے کیا حکم ہے۔

مرزا قادیانی نے کہا مولوی صاحب کیا بتاؤں ان لوگوں کو کیا جواب دیا جائے گا یہ لوگ تو بہت شور کریں گے اور میرا ناک میں دم کریں گے۔ ہاں یاد آیا ہمارے الہام میں یہ بھی تو لفظ موجود ہیں۔ ''ویردھا الیك ''بس یہی ٹھیک ہے۔ یعنی وہ پہلے ہمارے پاس تھی ہمارے عزیزوں میں سے تھی۔ پھر چلی گئی اور اب پھر دوبارہ واپس لائی جاوے گی۔ پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہوا اور ہمارے الہاموں کی سچائی کی دلیل کھل گئی۔

بس حضور اس سے شافی جواب اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہی درست ہے۔ اعتراض کرنے والے جاہل اور کور باطن ہیں وہ تو یونہی بودے اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ان میں معقولیت نام کو بھی نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب نے کہا:

حضرت صاحب! ہاں مولوی صاحب یاد آیا فضل احمد سے طلاق عزت بی بی کو فوراً

دلوادینی چاہئے کیونکہ یہ ہمارا حتمی وعدہ ہے اور ایک دنیا اس سے آگاہ ہے۔ جلدی کیجئے اور اس کام کو سرانجام دیجئے۔

مولوی صاحب! حضور فضل احمد طلاق دینے پر رضا مند نہیں ہوتا میں نے ہر چند سمجھایا منت وخوشامد کی مگر وہ رام نہ ہوا۔

حضرت صاحب! کیا کہا وہ نالائق نہیں مانتا۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس کو فوراً عاق کر دیا جائے اور آج کے بعد میرے املاک سے ایک پائی یا ایک دانہ تک بھی اس کو نہ دیا جائے ار ہر طرح سے اس کو قطعی محروم کر دیا جائے۔

مولوی صاحب! حضور جلدی نہ کیجئے عبداللہ سنوری نے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کو سمجھاؤں گا اور امید ہے وہ ضرور مان لے گا۔ لیجئے وہ دونو ادھر ہی آ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سنوری صاحب نے اس کو صحیح کر لیا ہے۔

چنانچہ دونوں نے سلام عرض کیا اور ادب سے دوزانو بیٹھ گئے تو عبداللہ سنوری صاحب بولے۔

حضور میں نے بہت کوشش کی کہ چھوٹے حضور مان جائیں۔ مگر یہ بہت ضدی واقع ہوئے ہیں۔ انکار ہی کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحب! کیوں بے نالائق میری بات بھی نہ مانے گا اور باپ کی عزت کو یونہی بٹہ لگائے جائے گا۔

فضل احمد! حضور مجبور ہوں کچھ بات ہی ایسی ہے۔ جو ضمیر کے خلاف ہے میں حیران ہوں کہ بلاقصور اور بلاوجہ اپنی اس بیوی کو جو شرافت اور عصمت کی ایک سچی تصویر ہے بلاسوچے سمجھے صرف اس لئے طلاق دے دوں کہ اس کے ماموں نے محمدی کا رشتہ آپ سے کیوں نہیں کیا۔ بھلا آپ خود سوچیں اور انصاف فرمائیں کہ حضور اس میں اس غریب کا کیا قصور ہے۔ گویا میں نے جب سے شادی ہوئی کوئی خاص سلوک ومروت اس نے نہیں کی۔ بلکہ کچھ کھینچا ہی رہا ہوں۔ مگر پھر بھی وہ غریب مجھ پر پروانہ نثار اور میرے نام کا وظیفہ کرتی ہے۔ کس قدر ظلم ہے اور کیسا اندھیر ہے کہ بلاقصور وبلاوجہ اس عفیفہ کو طلاق دے دوں۔ جو میری آمد پر بلائیں لیتی ہوئی اپنی آنکھیں فرش راہ کرتی ہے اور پھر وہ بھی بے نتیجہ وبے معنی کیا ایسا کرنے سے محمدی کی شادی آپ سے ہو جائے گی اور جب یہ نہیں ہوسکتی تو مفت میں اپنے اوپر جگ ہنسائی وبدنامی کیوں مول لی جائے۔ میرے خیال میں تو اس روسیاہی سے مرجانا بہتر ہے۔ اس لئے معاف فرمایا جائے۔

حضرت صاحب! مولوی صاحب اس نالائق پاجی کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کر دو اور فوراً عاق کر کے گھر سے نکال دو۔ ایسی بدبخت اولاد جو اپنے آرام کو والد پر قربان نہ کرے اسی لائق ہے کہ وہ جگہ جگہ کی ٹھوکروں سے پائمال ہو جائے۔

مولوی صاحب! بہت اچھا حضور۔

مولوی صاحب پھر اس کو سمجھاتے ہیں آخر بعد منت و بہزار وقت وہ فرضی طلاق دینے پر رضامند ہو جاتا ہے۔ جو دلوادی جاتی ہے اور جب اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ عزت بی بی کو گھر سے نکال دیا جائے تو وہ بضد ہوتا ہے کہ یہ کام ہرگز ہرگز تادم زیست نہ ہوگا اور میں اس کو گھر سے کبھی نہ نکالوں گا۔ چنانچہ دوبارہ وہی دھمکی دھرائی جاتی ہے۔ مگر وہ بھی اپنی بات پر ڈٹا رہتا ہے۔ جس پر اس کو عاق کر دیا جاتا ہے اور یہاں تک سرد مہری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور صلہ رحمی کا نمونہ اور پنجابی نبوت کی شان دکھائی جاتی ہے کہ اس کی بیماری اور تیمارداری تو کجا بیمار پرسی بھی نہیں کی جاتی اور جب وہ قریب المرگ ہو جاتا ہے تو مرزا قادیانی کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت آپ کا لخت جگر صرف چند لمحوں کا مہمان ہے اور عالم جاودانی کی تیاریاں کر رہا ہے۔ آہ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مرتا ہے تو مرنے دو۔ (صلہ رحمی ملاحظہ ہو) یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے مگر آپ کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور آپ کو اس کا ایک ذرہ بھر درد نہیں ہوتا اور خیال تک نہیں آتا کہ آخر ہمارا ہی بیٹا تھا جو جوان مرگ فوت ہوا۔ آپ کی شقاوت قلبی ملاحظہ ہو اور آپ کے احساس کی داد دو۔ آپ کے شفقت و حلم، محبت و ملنساری، ایثار و اخوت کے پیارے نمونے جن سے آپ کی نبوت ٹپکی پڑتی ہے اور بزور جوش مارتا ہے اور غلل ہم چوں دیگرے نیست کہتا ہے کچھ ایسے ہی تھے۔

محمدی بیگم کی شادی خانہ آبادی

۲۷؍اپریل ۱۸۹۲ء کا روز سعید تاریخی حیثیت سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں وہ فیصلہ کن اور مبارک ساعت جو ایک سچے جھوٹے میں بالامتیاز فرق کرتی ہے یہ وہ مبارک گھڑی تھی جس کی دنیا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ اس میں وہ مبارک تقریب سرانجام پائی جو علمی دنیا میں محمدی بیگم کی خانہ آبادی کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ چنانچہ قادیان میں آج خاصی چہل پہل و رونق ہے اور ہر شخص وفور محبت سے سرشار نظر آتا ہے۔

مرزا احمد بیگ کا غریب خانہ اپنی بساط سے زیادہ سجا ہوا ہے۔ برآمدہ پر سائبان اور قناتیں لگی ہوئی ہیں اور جا بجا قیمتی پردے آویزاں ہیں۔ جوان کی شان کو دوبالا کر رہے ہیں۔ فرش قالینوں سے مزین ہے۔ وسط میں ایک نہایت قیمتی کامدار چادر پر گاؤ تکیے کچھ ایسے طریقے سے

لگائے گئے ہیں جو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ گل دانوں میں رنگ برنگ کے پھول کچھ ایسے انداز سے چنے گئے ہیں جو بہار کا سماں پیش کرنے میں بیش بیش ہیں۔ غرضیکہ مکان کیا ہے ایک دنیاوی جنت بنادی گئی ہے۔ خوشگوار صبح جبکہ مشاطۂ قدرت ہر چیز پر حسن کی بارش کر رہی تھی اور طیور خوش الحان اس کی حمد کے ترانے گا گا کر غافل مخلوق کو بیداری کا پیغام دے رہے تھے۔ ٹھیک آڑھائی بجے برأت بڑے اہتمام کے ساتھ قادیان میں رونق افروز ہوئی۔ جس کے نوشہ میاں مرزا سلطان محمد صاحب رئیس پٹی تھے۔ پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور بڑے قرینہ سے معزز مہمانوں کی خدمت میں پر تکلف چائے پیش کی گئی اور حتیٰ المقدوران کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔

سر شام ہی سے برأت کی چڑھائی کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ جو خدا خدا کر کے کہیں ۱۰ بجے رات پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ مگر پروسیشن بھی قابل دید تھا۔ نوشہ میاں پر پھولوں کی چادر ایک عجیب دلفریب سماں پیش کرتی تھی اور سہرا رخ انور کی بلائیں لیتا ہوا نہ سیر ہوتا تھا۔ براتی پھولوں کا ہار زیب گلو کئے نوشہ میاں کے گرد یوں حلقہ زن تھے۔ جیسے چاند پہ ستارے اور شمع پر پروانے گویا رات تھی۔ مگر گیس کے ہنڈے دن کا مغالطہ دے رہے تھے۔ غرضیکہ یہ کامیاب و مبارک جلوس میزبان کے غریب خانہ پر ختم ہوا اور بڑی عزت واحترام سے خوش آمدید کہا گیا۔

ما حضر تناول فرمانے سے پیشتر نکاح کی مبارک سنت کا اہتمام ہوا اور اس مقدس فرض کی ادائیگی کے لئے قاری صاحب کی خدمت میں استدعا کی گئی۔ جس کو آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔ اللہ اللہ خدا کا بے مثل کلام اور وہ بھی قاری صاحب کے منہ سے نور علیٰ نور کا سماں پیش کر گیا۔ سامعین اس قدر محظوظ ہوئے کہ ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ چند لمحوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گئے اور یہ کیف ایجاب وقبول کے بعد مبارک بادی کے غلغلوں سے ٹوٹی۔ سنت نبوی کے مطابق خرمے تقسیم ہوئے۔ مگر اس بے دردی سے لٹائے گئے گویا نخلستان عرب کی بساط بچھادی گئی۔ ان خوش گپیوں میں بہت سا وقت ضائع ہوا اور اس کے بعد کھانا بڑے قرینے سے چنا گیا۔ جو سب نے سیر ہو کر کھایا۔ بعد از فراغت نماز عشاء یہ معزز محترم مہمان وجعل اللیل لباساً کے لطف سے بہرہ اندوز ہوئے۔ صبح رخصتی ہوئی اور یہ معزز مہمان بخیر و عافیت اپنے دولت کدہ پر واپس کامران وشادمان تشریف فرما ہوئے۔

مرزا قادیانی کی بے بسی

آہ! میری ان آنکھوں کے سامنے دن دھاڑے میرے گہوارۂ محبت کو لوٹا گیا۔ مگر میں

بے بس تھا۔ میری رزمگاہ عشق برباد کردی گئی اور میں کچھ نہ کر سکا۔ کیونکہ مجبور تھا۔ آہ! میرے جذبہ محبت کی قدر کسی نے نہ کی اور نبوت کے سوانگ کو کسی نے نہ سمجھا۔ آہ! میں اپنی روداد غم کس کو سناؤں کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے اور خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتا ہوں۔ میرے زخم دل اور داغ جگر پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر آہ! اس نئی نمک پاشی نے ان کو اور بھی گھائل کر دیا۔ آہ! ان ناکامیوں اور نامرادیوں نے میری صحت کا دیوالہ نکال دیا۔ آہ! کیا بتاؤں بزم محبت اجڑ گئی۔ صرف ایک شمع باقی ہے جو داغ فراق سے جل کر اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہے۔ قبر کھد چکی۔ صرف دفن ہونا باقی ہے۔ مگر افسوس! اگر پنجابی نبوت کا بار میرے کندھوں پر نہ ہوتا تو میں اس کے حاصل کرنے کے لئے ایسے ذرائع اور وسائل اختیار کرتا جو یقیناً خزاں کو بہار سے بدل کر دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھر دیتے۔ مگر افسوس! ایسا کرنے سے میری خود ساختہ نبوت مانع ہے۔

غرضیکہ انہیں خیالات میں آپ اس قدر محو ہوئے اور اس مخمصے میں ایسے الجھے کہ غروب آفتاب تک آپ کو نجات ہی نصیب نہ ہوئی۔

خاور افلک اپنی پوری منزلیں طے کرنے کے بعد مغرب میں پناہ گزین ہو رہا ہے۔ اس کی پیاری پیاری سنہری شعاعوں سے ہر چیز روپہلی معلوم ہوتی ہے۔ طیور خوش الحان اپنی نوا سنجی ختم کرنے کے بعد اپنے اپنے بسیروں کو جا رہے ہیں۔ مغرب کسی کے ماتم میں سیاہ لباس میں ملبوس ہو رہی ہے۔ کاروان اور تھکے ماندے مسافر منزل پر پہنچنے کی فکر میں کشاں کشاں بڑی عجلت سے جا رہے ہیں۔ غرضیکہ ہر جاندار رات آرام سے بسر کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ شب کی تاریکی لحظہ لحظہ بڑھ کر اپنا پورا تسلط جمانے کے لئے اجالے کو مار مار کر بھگا رہی ہے۔ خدا کے بندے عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے بستروں پر راحت پذیر ہیں اور لمبے لمبے خراٹوں سے وجعلنا الیل لباسا کے لطف سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ زاہد شب زندہ دار وظائف میں مشغول و عبادت الٰہی میں مخلول اس کی حمد کے ترانے گانے میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو رہے ہیں۔

خاموش ہوگیا ہے تار رباب ہستی
ہے میرے آئینہ میں تصویر خواب ہستی
دریا کی تہہ میں چشم گرداب سوگئی ہے
ساحل سے لگ کے موج بیتاب سوگئی ہے

عاشق کا دل ہے لیکن ناآشنا سکوں سے
آزاد رہ گیا تو کیونکر میرے فسوں سے

(اقبال)

مگر عاشق نامراد کو اکب شماری و آہ زاری میں اپنے پیارے محبوب کی یاد میں شکوے ورنج کی مجسم تصویر بن کر اپنی جان کو ہلکان کر رہے ہیں۔ ان کے دل کسی کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہیں۔ نرم بستر خار مغیلاں سے زیادہ کھٹکتے ہیں اور گویا وہ نیند سے بیزار اور پیازی اشکوں سے موتیوں کی مالا اپنے محبوب کے تصور میں پرونے میں سعادت قلبی تصور کرتے ہیں۔

یہ ممکن ہے یکایک چھوڑ دے گردش زمیں اپنی
یہ ممکن ہے زمیں پر ٹیک دے سورج جبیں اپنی

یہ ممکن ہے نہ برسے ابر باراں کوہساروں میں
یہ ممکن ہے نمک بن جائے پانی رودباروں میں

یہ ممکن ہے جلانا آب کا دستور ہو جائے
یہ ممکن ہے حرارت آگ سے کافور ہو جائے

مگر ممکن نہیں اس دل سے الفت دور ہو جائے

ہمارے مرزا قادیانی خشیت الٰہی سے پرنم اور بیقراری سے کروٹیں بدل رہے ہیں۔ بیچارے معذور ہیں اس لئے کہ خدا کی وحی بارش کی طرح الہام کر رہی ہے اور آپ کو مثل کلمہ شریف کے اپنی وحی پر پورا پورا اعتبار بلکہ ایمان ہے۔ فرماتے ہیں: ''احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس کی طرف ذرہ التفات نہ کی۔''

(اشتہار انعامی چار ہزار ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵)

استغفر اللہ ربی! وہ بیماریوں کا گلدستہ نبی، جس کی صحت کا پیمانہ یوں لبریز ہو اور جس کے ساتھ عزیز واقارب عدم تعاون کر چکے ہوں۔ بلکہ متفق علی آپ کے الہام کی جو آپ کی سچائی کا معیار ہو۔ ہمہ تن مخالفت میں خون و پسینہ ایک کر دیویں اور اپنے نفع ونقصان کو اپنے انتہائی تعصب کی وجہ سے نہ سمجھیں (بقول مرزا) اور جو استہزاء واہانت میں پیش پیش سبقت کرنا اپنا عین فرض تصور کریں وہ بیکس و بے بس جس کی وحی بڑی عجلت سے ادھورے پیغام ہی پہنچادے اور اس پر طرح یہ کہ وہ کس شوخ سیم تن کی زلف گیرہ گیر کا اسیر بھی ہو اور طرفہ یہ کہ اس کا

ملنا بھی محال ہو تو انصاف فرمایئے کہ وہ خدا کا فرستادہ رسول مگر غریب پنجابی کرے تو کیا کرے۔ ہمارے خیال میں تو آپ کی حالت ہی قابل رحم تھی اور ایسی حالت میں ان کا مقابلہ ہی عبث تھا۔ مگر معلوم نہیں ہوتا کہ ایک زمانہ نے کیوں آپ کو اس گری ہوئی حالت میں پریشان کیا اور وہ کہاں تک اس کے مجاز تھے۔

ہم مرزا قادیانی کے استقلال کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ ان کا ہی ملکہ کہ باوجود اس قدر تکالیف سے گزر رہے تھے۔ گویا قدم قدم پر اعتراضات سے جان پر بن رہی تھی۔ مگر نہایت استقلال سے ان کو جواب بھی دیئے جارہے تھے اور جب آپ کی ذات گرامی ازحد تنگ ہوئی تو ایک اور الہام قرطاس ابیض پر مرحمت فرمانے کی تکلیف گوارہ فرمائی:

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی دماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔''

(انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

مگر معترضین حضرات کی تسلی معلوم ہوتا ہے یہ الہام بھی نہ کر سکا اور ہو بھی کیسے سکتی تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے جناب کے بیسیوں الہاموں کا حشر ایک دنیا دیکھ چکی تھی۔

آزمودہ را آزمودن جہل است

وہ مسلسل اعتراضوں میں محو اور آپ کے آرام میں خلل اندازیاں کرنے سے باز نہ آئے۔ مرزا قادیانی جب ان بن بلائے مہمانوں کی تواضع میں جو سیر ہونے کو نہ آتے تھے تھک سے گئے تو آپ کا خیال اپنی محبوبہ منکوحہ آسمانی کی طرف مبدل ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے رقیب مرزا سلطان محمد کو متعدد تلخ دعوتیں دیں۔ آپ نے تخویف کا اشتہار دیا۔ یقین تھا کہ وہ اس سے ضرور خائف ہوگا اور اس کو امر واقعہ میں خائف ہو جانا لازمی تھا۔ کیونکہ موت سر پر منڈلاتی نظر آتی تھی۔ (بقول مرزا) اور سوائے اس کے چارہ ہی کیا تھا کہ وہ محمدی سے مرزا قادیانی کے لئے قطع تعلق کر کے اپنا دین و دنیا سنوار لیتا۔ (بقول مرزا) مگر فوجی آدمی عموماً نڈر ہی ہوتے ہیں۔ میدان کارزار میں سینکڑوں دفعہ خون کی ہولی کھیلنے کے بعد موت کو وہ محبت کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بھلا وہ موت سے کیا ڈریں جو موت کو کھیل سے زیادہ اہمیت ہی نہ دیتے ہوں اور پھر یہ پیشہ جو اسی کی چاہت میں اختیار کیا جاتا ہے وہ لوگ گویا موت کے عاشق ہوتے ہیں اور پھر مسلمان جن کا ایمان قرآن حکیم و فرقان حمید پر ہو اور جس کے مزین الفاظ قلب سلیم پر کنداں ہوں۔ ''اذ جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ'' اور جس کی تفسیر قرون اولیٰ کے چپے چپے

سے ملتی ہو اور جس کی تعلیم اس ہادی برحقؐ نے بذات خود کئی ایک غزوات میں تلقین فرمائی ہو۔ جنگ بدر کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔

رحمت عالم سرور کون و مکان آقائے نامدار کا نقیب مدینہ طیبہ کی گلیوں میں منادی کرتا ہے کہ صبح جہاد ہوگا۔ اس لئے اس امن کے شہزادے کا حکم ہے کہ تمام مہاجرین وانصار جائزہ کے لئے اس فوجی کالج میں جس کا دوسرا نام مسجد نبوی ہے میں جمع ہو جاویں۔ چنانچہ جب وہ رہتی دنیا تک کا قائداعظم وہ مولا کریم کا پیارا کملی پوش جس کے ادب ورعب نے قیصر وکسریٰ کے ایوان متزلزل کر دیئے تھے بنفس نفیس ایک جانب سے بڑے اخلاق ومحبت سے معائنہ شروع کیا۔ حضور نے دیکھا کہ سرفروشوں میں ایک کمسن بچہ ایڑیوں کے بل کھڑا ہوا ہے اور اس نے اپنی ایڑیاں صرف اس لئے اونچی کی ہوئی ہیں کہ مبادا میرا قد چھوٹا دیکھ کر حضور فخر دو عالمؐ بچہ ہونے کی حیثیت سے ازراہ کرم میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہ دیں۔ آہ! جب حضور پرنورؐ اس کو اس حالت میں دیکھتے ہیں تو وفور محبت میں وہی حکم ہوتا ہے۔ جس کا خدشہ تھا کہ بچوں پر جہاد فرض نہیں۔ میرے ماں باپ حضور آقائے نامدارؐ کے اس غلام بچہ پر فدا ہوں۔ بڑے عجز سے رو کر درخواست کرتا ہے اور مچل جاتا ہے کہ میں تو ضرور ہی اس پاک جہاد میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ حضورؐ اس کے عزم کی قدر کرتے ہوئے اجازت دے دیتے ہیں۔ میرا مطلب اسی واقعہ کے بیان کرنے سے صرف یہی ہے کہ کیا مرزا سلطان محمد حضورؐ کا حلقہ غلامی اپنے لئے فخر نہ سمجھتا تھا۔ وہ ضرور سمجھتا تھا اور ماشاءاللہ اب تک سمجھتا ہے۔ اس لئے یہ الہام کیا بھی وہ آقائے نامدار کے فرمان کے مطابق تیسوں جھوٹے نبی بھی آجاتے اور اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے تو غیر ممکن تھا کہ مولا کریم کا وہ بندہ جس کی پشت و پناہ ”الیس اللہ بکاف عبدہ“ تھی متزلزل ہو جاتا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے بیسیوں خط اور زبانی پیغام بڑی حکمت عملیوں سے بھیجے اور بڑی سے بڑی کوشش جو آپ کے امکان میں ہو سکتی ہے کی اور بڑے بڑے ناصح نصیحتیں کرتے کرتے اور منتیں کرتے کرتے تھک کر عاجز آ گئے۔ مگر واہ رے میاں سلطان محمد تو تو دیوار چین اور قلعہ انٹورپ کو بھی مات ہی کر گیا اور ایسی بازی لے گیا جس کا جواب ہی نہیں۔ گویا لاجواب ہے۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

مرزا قادیانی کو رہ رہ کر یہ بات بڑی شاق اور اذیت دہ معلوم ہوتی تھی کہ جس قدر خطوط جن جن عزیزوں کو بھی بھیجے گئے تھے مگر ان کا جواب صدا بصحرا ہی ثابت ہوا۔

خدا کی شان الہام، خطوط، نامہ بر، ناصح، انعام واکرام دھمکیں۔ سب ہی رائیگاں اور

محنت ہی برباد اور قصہ ہی ناکام ہوا تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جاوے۔ چنانچہ کسی نے حسب حال کیا خوب کہا ہے۔

اک چاک ہو تو سی لوں اپنا گریباں یارب
ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

ناظرین کرام! مومن کے اوصاف میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ غیر اللہ سے قطعاً نہیں ڈرا کرتے اور جب ڈرتے ہیں تو اسی سے اور جب جھکتے ہیں تو اسی مالک الملک سے، مقام حیرت ہے کہ وہ ڈرتا ہے بھی تو کیا ڈرتا۔ اپنی منکوحہ بیوی چھوڑ دیتا، وہ کیوں صرف اسی لئے کہ مرزا قادیانی الہام کر چکے تھے۔ وہ چونکہ مومن تھا اور اس کا ایمان تھا کہ نبوت اس نبیوں کے سردار، عاقب، حاشر، خاتم النبیین پر ختم ہو چکی اور جب باب نبوت ہی بند ہو چکا تو حضرت جبرائیل امین کیسے تشریف فرما ہوں۔ پھر یہ الہام کیسا اور نبوت چہ معنی دارد۔ ہاں بیوی تو کیا جان بھی مانگی جاتی تو مسلمان دینے کو فخر سمجھتے تھے۔ پھر ایک دفعہ خیر القرون کی یاد ناظرین کرام کو دینے کی تکلیف دیتے ہوئے ایک ایسا ہی واقعہ حسب حال پیش کرتا ہوں۔

خیر القرون قرنی کا مبارک زمانہ ہے۔ حضور فخر دو عالمؐ جبل احد کے دامن میں اپنے جان نثاروں کو لئے جہاد پاک میں مشغول ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کنداں عاشقان پاک طینت را

رب قدوس کی عنایت سے کفار مکہ پر فتح پا چکے تو زخمیوں کی مرہم پٹی وتیمارداری پر توجہ دلانے سے پیشتر شہیدوں کے دفن کا انتظام فرمانے میں مشغول ہوئے۔ ایک ایک لاش کا معائنہ سرور عالم خود فرماتے جاتے اور دعائیں پڑھتے جاتے تھے۔ آخر ایک لاش پر رک گئے اور رخ انور کا پہلو بدل لیا۔ مگر شرم و ہلکا سا تبسم چہرہ مبارک سے ہویدا تھا کہ معاً ایک عورت دوڑتی ہوئی حاضر ہوئی۔ روئی اور عرض کیا میرے دین وایمان کا مالک میرا پیارا شوہر سنا جنت کو سدھارا، یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں صرف اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ کو مطلع کروں کہ میرے شوہر حالت جنب میں تھے۔ ان کو غسل کی ضرورت ہے ہمارا نکاح گذشتہ شب ہی ہوا تھا۔ مگر علی الصبح آپ کے نقیب نے منادی کی کہ حضور کا ارشاد ہے جہاد پر فوراً پہنچو تو یہ سنتے ہی اسی حالت میں حاضر ہو گئے تھے کہ بیچارے واصل الی الحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! رحمت عالمؐ نے فرمایا اس کو غسل کی ضرورت نہیں میرا رخ انور کا بدلنا شرم کے باعث ہوا۔ ارشاد

فرمایا میں نے دیکھا جنت کی حوریں اس کو غسل دے رہی تھیں۔ سبحان اللہ میرا مطلب اس واقعہ کے یاد دلانے سے صرف یہ ہے کہ طلاق دینا تو کیا، جان دینا عین سعادت سمجھتے۔

مگر بقول علامہ اقبال۔

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

پہلے کوئی موسیٰ بھی بنے اور پھر دیکھیے کہ طور اب بھی ملتا ہے کہ نہیں۔ مگر افسوس آج کل کے گیسو دراز زاہد تو تیسرے روز ہی آسمان کی طرف بڑی بے چینی اور بے صبری سے جبریل امین کے منتظر ہو جاتے ہیں جو دو ایک باتیں حوادث زمانہ سے ٹھیک بھی نکل آئیں تو زمین آسمان کے کلابے ملانے میں محو ہو گئے۔ پھر کیا پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔

بھلا وہ قوی دل مرزا سلطان محمد جس سے صرف اس قدر قصور سرزد ہوا تھا کہ وہ عین شریعت محمدیہ کے مطابق النکاح من سنتی من رغب عن سنتی فلیس منی کے مطابق تعمیل ارشاد کر چکا تھا۔ مورد عتاب ہوا۔ اس کے بدلے میں آہ اس کے لئے موت کا اٹل حکم جس کی میعاد صرف آڑھائی سال تھی۔ یعنی ۶ راگست ۱۸۹۴ء کے بعد اس کو دنیا میں رہنے کا حق نہ تھا اور جو کہا جاتا ہے کہ یہ ناطق فیصلہ رب کعبہ کے دربار سے لیا جا چکا تھا۔ مگر افسوس! اس کی وقعت گوز شتر سے زیادہ نہ ہوئی۔ کیونکہ زمانہ بھر کی دعائیں مرزا سلطان محمد کے شامل حال تھیں۔ وہ فرانس کی جانگداز جنگ میں بھی ایک کافی عرصہ شریک رہے۔ جہاں ان کے سر میں گولی لگی مگر مالک الملک نے چونکہ ایک عالم کی رشد و ہدایت کا سوال ان کی زندگی پر منحصر رکھا تھا۔ اس لئے ایسے جانکاہ واقعہ میں بھی ان کی مدد فرمائی اور ان کو کلی شفا دی اور ان کو اہل بصیرت کے لئے اپنی سچائی کی ایک بیّن دلیل بنایا اور جو اس کے فضل و کرم سے اب تک ۱۹۳۴ء تک شاداں و فرحاں ہیں۔

ہم عرض کر آئے ہیں کہ معترضین نے مرزا قادیانی کا قافیہ تقریباً تنگ کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ ان دنوں بڑی تکلیف دہ گھڑیوں سے گزر رہے تھے۔ چنانچہ آپ کا ایک شعر ہے جو شاید ایسے ہی وقت پر کہا گیا ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص ۱۷۱)

بہر حال آپ کا عزم بدستور مثل سابق قائم تھا اور ابھی امید منقطع نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ

مرزا احمد بیگ کی اتفاقیہ موت جو صرف چند ایک ماہ کے بعد واقع ہوگئی تھی سے آپ مطمئن تھے کہ ابھی دو سال باقی ہیں کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے۔ گو کم بخت فوجی آدمی ہے۔ مگر کسی طریق سے یقیناً مارا ہی جائے گا۔ چنانچہ آپ نے ایک اور پیش گوئی فرمائی۔ ضمیمہ انجام آتھم میں اس پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اس پیش گوئی کے دو جزو ہیں۔ ایک مرزا احمد بیگ والد منکوحہ کی موت۔ دوسرا سلطان محمد کی موت۔'' اس دوسرے جزو کی بابت بڑی تحدی سے فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

پھر دوسری جگہ ایک عربی عبارت بھی آپ نے کہی ہے۔

''شاتان تذبحان وكل من دليها فان ولا تهنو ولا تخرنو الم تعلم وان الله على كل شئى قدير'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰)

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم (قطعی) اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔ اگر میں سچا ہوا تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔'' (انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

آمنا وصدقنا میں تو کم از کم جناب آپ کے حسب الحکم انتظار ہی کئے لیتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے اپنی سچائی کا معیار ہی یہی ٹھہرایا ہے۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مناقب سید الشہید امام حسینؓ

فاطمۃ الزہرا، سیدۃ النساء، بنت رسول اللہ کا گوشہ جگر، ونور العین ومظہر العجائب دلغرائب امیر المؤمنین علی اسد اللہ الغالب کا لخت جگر۔ سردار دو جہاں آقائے نامدار رسول اللہ ﷺ کا نواسہ، امیر المؤمنین امام القائمین حسنؓ کا چھوٹا بھائی، حسینؓ جن کا نام، بڑی جس کی شان۔ ایام طفلگی میں مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضور فخر رسل منبر پر رونق افروز تھے اور خطاب فرما رہے تھے۔ اتر کر شانوں مبارک پر اٹھالیا اور فرمایا خداوند گواہ رہیو حسینؓ کا دوست میرا دوست اور دشمن میرا دشمن ہے۔ پھر ایک دفعہ کھیلتے کھیلتے مسجد میں آئے دیکھا رحمت عالمؐ بارگاہ رب العزت میں سر بسجود ہیں۔ دل میں کیا آئی۔ سید الولد ولا فخر کی پیٹھ مبارک پر سوار ہوگئے۔ بہت دیر تک سرور

عالم سربسجود ہی رہے اور ناز برداری یوں ہوتی رہی۔ ایک اصحابیؓ بولے کیا اچھا گھوڑا ہے تو حضورﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا سوار بھی کچھ کم نہیں۔

جب یہ ناز ونعم کا پروردہ شہزادہ سن بلوغ کو پہنچا تو اس وقت سلطنت ایران زیر نگین اسلام ہو چکی تھی اور جہاں آگ پوجی جاتی تھی اور آتش کدے کبھی سرد ہی نہ ہوتے تھے۔ وہاں خدائے واحد کی عظمت اور رسول کا ڈنکہ بج رہا تھا اور اسلام کا طوطی بول رہا تھا۔ مال غنیمت میں نوشیرواں عادل کی پوتی یزدگرد شاہ ایران کی بھانجی جس کی پوشاک جواہرات سے لپی ہوئی تھی اور جس کا حسن چاند کو بھی شرماتا تھا۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا احترام یہ ہے کہ میں اس کو دین کی شہزادی بنادوں اور فتح ایران کا یہ نایاب گوہر مسلمان کی طرف سے اسلام کے شہزادے امام حسینؓ کی خدمت میں پیش کروں۔ جانتے ہو اس کا کیا نام نامی تھا۔ یہی وہ امام ہمام کا مبارک حرم تھا۔ جس سے علی اکبر جیسے لعل پیدا ہوئے جو رسول پاکﷺ کے مشابہ تھے اور نخل اسلام کو اپنے مقدس و مبارک خون سے سینچتے ہوئے عین آغاز جوانی میں میدان کربلا میں شہید کئے گئے اور عابد بیمار زین العابدین جیسے گوہر جن سے نسل سادات قائم رہی اور جو بیماری کی وجہ سے اور خدا کی مشیت سے اس کرب وبلا میں محفوظ رہے اور علی اصغر جیسے موتی جو دنیا سے معصومی کی حالت میں شیطانی ذریت کے ہاتھوں پیاسے جنت کو سدھارے اور حوض کوثر پر سیراب ہوئے آپ کا نام نامی بی بی شہر بانو تھا۔ دنیا ناپائیدار نے کیا کیا جگر خراش نمونے اہل بصیرت کے لئے وا کئے۔ نمرودی چرخہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا امتحان چھری سے لیا گیا۔ سردار دو جہانﷺ کو ایسی ایسی اذیتیں دیں گئیں جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ وہ ستم ڈھائے گئے۔ جن کے تصور سے روح کانپ جاتی ہے۔ اب امتحان کی باری امام حسینؓ کی آئی جو تاریخ میں خون سے لکھی ہے۔ آپ اس میدان قیامت میں جس کا نام کرب وبلا ہے۔ خیمہ زن ہیں۔ گرمی کا موسم شباب پر ہے اور وہ بھی عرب کا ریت بالو کی طرح گرم گویا ایک آگ کا دریا ہے جو لہریں مار رہا ہے اور اس پر تمازت آفتاب گویا آسمان سے آگ برسا رہی تھی۔ سامنے نہر فرات موجیں مار کر بہ رہی ہے۔ جس سے گھوڑے اور کتے سیراب ہو رہے ہیں۔ مگر آہ دل کٹتا ہے اور قلم رکتا ہے کہ آل محمدؐ و چمنستان زہراؓ کی سرسبز و شاداب پھول اور کونپلیں پیاس سے مرجھائی جارہی ہیں اور شیر خوار بچوں کے لئے دودھ کے عوض پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ یزیدی افواج کا پانی پر قبضہ ہے۔ گو وہ اس کے نانا پاک کی امت کہلاتی ہے اور غلامی کا دم بھی بھرتی ہے۔ مگر حسینؓ کی آل پر پانی بند

کر دیا گیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کا نانا ساقی کوثر ہے اور ایک پیاسی دنیا کو جب کہ وہ العطش العطش پکار رہے ہوں گے۔ سیراب کرے گا اور یہ کس قصور کے بدلے بائیس ہزار بد بخت جوان اس معصوم امام کے خون کے پیاسے ہو رہے۔ صرف اس لئے کہ وہ کیوں، ایک نا اہل، شقی القلب، فاسق و فاجر کی بیعت خلافت نہیں کرتا اور جان سے زیادہ عزیز رخت ایمان کی بیش بہا قبا جو سرمدی و ازلی ہے نہیں پھونکتا۔ آہ وہ حریت کا شہزادہ تین دن سے بھوکا و پیاسا سرور کائنات کا نواسہ اور حضرت علیؑ و سیدۃ النساءؑ کا لخت جگر وہ چمنستان زہرا کا مالی جب لخت جگر شیر خوار علی اصغرؑ جس کی شدت پیاس سے زبان سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھی اور دہن مبارک سے باہر لٹک آئی تھی اور جس کو دیکھ کر کنبہ بھر کے کلیجے کٹتے تھے۔ پانی کے چند قطرے صرف ایک گھونٹ کے لئے اپنے نانا کی امت سے جو اس کا کلمہ پڑھتی تھی متمنی ہوتا ہے تو آہ تیر سے اس کی پیاس بجھائی جاتی ہے اور تیر معصوم کے حلق میں امام کی گود میں لگتا ہے اور معصوم دم توڑ دیتا ہے اور گردن لڑھک جاتی ہے اور جس کے سامنے اس کے بیٹے علی اکبرؑ کی لاش اور محمدؑ و عونؑ بھانجوں کے سر اور قاسمؑ بن حسینؑ کا دھڑ جدا کیا جاتا ہے اور وہ صبر کے دامن کو نہیں چھوڑتا اور اس کے عزیز و اقارب چن چن کر اور دکھلا دکھلا کر ایک ایک کر کے اس کے سامنے شہید کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ صبر و تحمل کا کوہ پیکر وہ بحر توحید کا شناور اف نہیں کرتا اور راضی بر رضا اور شاکر بر حکم مولا رہتا ہے اور خدا سے دعاء کرتا ہے کہ میرے بچے، بہن کے بچے، بھائی کے بچے اور عزیز و اقارب بھوکے اور پیاسے اس ریتلے اور گرم میدان میں شجر اسلام کو اپنے مبارک خون سے سینچ کر جنت کو سدھارے اور میں بھی صرف چند لمحوں کا مہمان ہوں۔ مولا یہ ناچیز قربانی قبول کر اور استقامت دے کہ بیوی اور بہن و بچی کی محبت میرے ارادوں پر غالب نہ آ دے۔ احکم الحاکمین بیکس حسینؑ کے پاس سوائے اپنی جان کے اور کچھ نہیں جو تیری راہ میں پیش کی جائے۔ اے میرے مولا دل میں قوت، عزم میں برکت ارادوں میں وسعت دے کہ دشمن کے سامنے ہنس ہنس کر جاؤں اور تیری راہ میں تیری خوشنودی کے لئے تیرے پیارے دین کے لئے اپنی ناچیز جان کو جو تیری عطاء کردہ ہے۔ پیش کروں اور تیرے پیارے رسول کی عظمت پر مٹ جاؤں۔ مگر زبان سے حرف شکایت نہ نکلے۔

وہ معصوم امام جس کی مبارک زندگی کا باب اسلام کے لئے کھلا اور اسی کے لئے بند ہوا امت محمدیہ کے لئے ایک ایسی بیش قیمت مثال چھوڑ گیا جس کی نذیر ابدالا باد تک ناممکن ہے اور جو صبر و استقامت شجاعت و ہمت کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے اور غیر اللہ سے نہ ڈرنے کا ایک سبق عبرت ہے اور ایمان کے محکم ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے اور اللہ کے حکم پر چاہے جان جائے عمل

کرنے کا ایک درس عبرت ہے۔ آہ! وہ حسینؓ جس کے سامنے اس کے خیمے لوٹے گئے اور آگ لگادی گئی۔ زبان پر حرف شکایت ہی نہ لایا اور دندناتی اور مچلتی ہوئی جوان بچوں کی لاشیں میدان میں دیکھیں اور کندھوں پر اٹھا کر خیمہ میں لایا۔ کس عزم کا کامل انسان اور کس حوصلے کا مالک تھا۔ وہ مظلومیت کی سچی تصویر اور وفا وصدق کا مجسمہ جانتا تھا کہ میرے بعد اہل بیت پر کیا کیا مصیبت کے پہاڑ ٹوٹیں گے آہ ان کو پابزنجیر کیا جاوے گا اور یہ خدائی خوار دنیاوی کتے ان سے کیا کیا سلوک کریں گے۔ مگر قوت ایمانی ملاحظہ ہو خیر الانام کی عزت پر سب کچھ قربان کر دیا اور دامن رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ وہ قصر اسلام کی سنگین بنیادیں ایسی الوالعزمی سے استوار کر گیا جو تا روز قیامت متزلزل ہی نہ ہو سکیں گی اور تاریخ جس کے معاملہ میں نظیر پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ آپ کے اوصاف دنیا لکھتی لکھتی عاجز آ جائے، رقم ہی نہیں ہو سکتے۔ مگر آہ آج ایک ایسا بھی مسلم پیدا ہوتا جو کربلا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر ایک دفعہ پیش کرتا ہے اور بڑی جرأت سے اس معصوم امام کے مقابلہ میں کہتا ہے۔

''انی قتیل الحب ولکن حسینکم'' (اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو اب تک روتے ہو۔ پس سوچ لو۔''

یہ اشعار بڑی وضاحت سے اپنا مطلب بیان کر رہے ہیں کہ میں امام حسینؓ سے افضل ہوں۔ مجھ (مرزا) میں اور امام میں بہت فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر امام حسین کو خدا کی تائید اور مدد نہ ملتی تھی۔ اس لئے (انا خیر منہ) میں ان سے بہتر ہوں اور کہتا ہے کہ تم کربلا کے میدان کو یاد کرلو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امام کو خدا کی مدد اور تائید نہیں آئی تھی اور اسی لئے وہ بھوکے پیاسے شہید کر دیئے گئے تھے اور تم آج تک ان کے واقعہ کی یاد میں روتے ہو۔ پس تم سوچو، مطلب یہ ہے کہ اگر انکو مدد ملتی تو وہ شہید نہ کئے جاتے اور یہ کہ وہ اللہ والے نہ تھے یا اس کے محبوب نہ تھے اس لئے مدد نہ ملی اور اس کے مقابلہ میں مجھے دیکھو کہ ہر وقت مدد و تائید مل رہی ہے اس لئے کہ خدا کا خاص فضل وکرم ہر وقت میرے شامل حال ہے۔

پھر درثمین فارسی ص ۱۷۱ پر فرماتے ہیں۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم

اس کا مطلب بھی نہایت واضح ہے کہ میں ہمہ وقت کربلا میں ہوں اور وہی نقشہ ہر وقت پیش رہتا ہے اور ایسے ایسے تو سینکڑوں حسین میری آستین میں چھپے بیٹھے ہیں۔

ناظرین کرام غور فرمائیں اور آپ کی وہ سو گنا زیادہ مصیبت کی بھی کربلا ملاحظہ فرمائیں اور سو حسین کے صبر واستقلال کی الوالعزمی کو بھی ملاحظہ کریں۔

امیر حبیب اللہ والئے افغانسان کو مرزا قادیانی اپنی پیغمبری کی دعوت دیتے ہیں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مجھ پر ایمان لائیے۔ اس کے جواب میں امیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ (اینجا بیا) یہاں تشریف لاویں۔ مگر اس ڈر سے کہ مبادا وہ تین لفظ نہ کہہ دے۔ (بزن) یعنی اس کو قتل کردو۔ تبلیغ ہی بند کردیتے ہیں اور ادھر منہ نہیں کرتے۔

حج کے لئے آپ صرف اس لئے ارادہ ترک فرماتے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کی بادشاہی ہے۔ مبادا کوئی صاحب امیر حجاز کو میری نبوت کے متعلق کچھ لکھ نہ دے اور میں مارا جاؤں۔ حالانکہ آپ کا الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ مگر آپ کو جان بہت عزیز تھی اس لئے الہام چاہے ایک نہیں بیس جھوٹے ہو جائیں۔ مگر آنجناب کی جان عزیز پر کوئی گزند نہ آئے۔ ایک اسلامی فرض کو نظر انداز کردیتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۰۱ء کو دہلی میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگرد مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کے ساتھ مباحثہ قرار پایا۔ مرزا قادیانی نے دہلی میں جاکر دو اشتہار دیئے۔ پہلا ۲؍ اکتوبر اور دوسرا ۶؍ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو جن پر مناظرہ کی شرائط طے ہوئیں اور دور دراز سے بہت سے احباب تشریف لائے۔ جامع مسجد میں انسانوں کا ایک سمندر لہریں مار رہا تھا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نواب لوہارو کی کوٹھی سے باہر تشریف فرما صرف اس لئے نہیں ہوئے کہ جان کا خطرہ ہے کہیں جان عزیز تلف نہ ہو جائے۔ اس لئے شرائط توڑ دی گئیں۔ ایفائے عہد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تقریری مناظرہ کو تحریری مناظرہ میں مبدل کردیا گیا اور ایسی بودی شرطیں پیش کیں جو ناقابل قبول تھیں۔ مگر پھر بھی قبول کرلی گئیں۔ دعویٰ تو آپ کریں کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے اور ثبوت فریق مخالف دیوے۔ دوئم بحث اس عاجز کے مکان پر ہو۔ سوئم جلسہ عام نہ ہو (کیونکہ جان کا خوف مسجد میں جانے سے روکتا تھا) صرف دس آدمی ہوں (تاکہ نبوت صرف چار دیواری ہی سنے) اور وہ معززین ہوں۔ (کیونکہ غریبوں سے چندہ نہیں ملتا) مگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالمجید ساتھ نہ ہوں۔ چہارم پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور لطف یہ کہ پہلا پرچہ آپ کا ہو یہ شرائط مرزا قادیانی نے پیش فرمائیں۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں گو میرے ساتھ والے ان شرائط پر رضامند نہ تھے۔ مگر میں نے مرزا قادیانی کو پھر بھی حیلہ بنانے نہ دیا اور مناظرہ سے گریز کرنے پر بھی جانے نہ دیا اور یہی مندرجہ بالا شرائط منظور کر لیں۔ ۱۹ ربیع الاوّل بروز جمعہ مناظرہ شروع ہوا۔ میں نے حیات مسیح پر پانچ قوی دلائل لکھ کر حاضرین کو سنائے اور دستخط کرنے کے بعد مرزا قادیانی کے حوالے کر دیئے۔ مرزا قادیانی نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا ہر چند حاجی محمد احمد صاحب و دیگر اصحاب نے مرزا قادیانی کو الزام نقض عہد و مخالفت شروط کا دیا۔ مگر مرزا قادیانی نے نہ مانا اور یہی کہا کہ میں جواب لکھ رکھوں گا کل دس بجے آ کر لے جانا۔ بہت خوب! یہ ہیں حضور کے مناظرے اور یہ ہیں آپ کی پنجابی کربلائی نمونے اور یہ ہیں آپ کے صبر و استقامت کے جیتے جاگتے فوٹو۔

اخبار نور افشاں ستمبر ۱۸۹۴ء رقمطراز ہے کہ جب مرزا قادیانی کو پنڈت لیکھرام کے مرنے پر دھمکی کے خطوط پہنچے تو ایسا انتظام کیا گیا کہ کیا مجال کوئی اجنبی آدمی یک بیک حضور میں پہنچ سکے۔ سیر کو جاتے وقت جماعت کثیر ساتھ نہ ہو سیر مشکل ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کے حضور میں ایک درخواست بھی دے دی گئی کہ قادیان میں چند سپاہی میری حفاظت کے لئے مقرر کئے جاویں۔ کیونکہ میری جان خطرے میں ہے۔

اس میں بھی آپ کی اولوالعزمی ظاہر ہو رہی ہے کہ خطوط پر ہی جان عزیز کو فکر لاحق ہو رہی ہے اور حفاظت کے لئے پولیس طلب فرمائی جا رہی ہے

۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی بیان فرمائی۔ جس پر مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے ایک درخواست دی۔ جس میں کہ مرزا قادیانی نے میرے متعلق پیش گوئی کی ہے مجھے اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار رکھنے کے متعلق اجازت دی جاوے۔ مبادا لیکھرام کی طرح میں بھی نہ مارا جاؤں۔ جس پر عدالت نے مرزا قادیانی کے نام سمن جاری کئے اور لکھا کہ وجہ بیان کریں کہ کیوں نہ آپ سے حفظ امن کی ضمانت لی جائے۔ چنانچہ مقدمہ بڑے زور سے چلنے لگا اور آخر نتیجہ میں عدالت نے مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ کیا۔

۱...... میں مرزا ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا مورد عتاب ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو کہ فلاں شخص مورد عتاب الہٰی ہوگا۔

۴...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا ایسی کوئی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا۔ جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۵...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت پیش گوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

۶...... جہاں تک میرے احاطۂ قدرت میں ہے تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ بھی اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بجائے خود اس طریق پر عمل کریں۔ جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ ا تا ۶ میں اقرار کیا ہے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی ڈانٹ پر آپ نبوت کے کاروبار ہی چھوڑ بیٹھے الہام مباہلہ اور اپنی خاص سنت، پیش گوئی اور خدا سے اپیل کرنا اس میں آپ کی بہت ہی حد سے زیادہ بہادری اور خدائی مدد کا آنا ہر وقت ٹپک رہا ہے۔ اس برتے پہ یوں ترانا، لوجی مینڈکوں کو بھی زکام ہونے لگا اور کیسے دل آزار لفظ کہے سید الشہداء حضرت امام حسینؓ جیسے سینکڑوں میری آستین میں چھپے بیٹھے ہیں۔ توبہ نعوذ باللہ!

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس فیصلہ کے بعد جو دعاء بھی آپ کرتے اس کی نوعیت آپ کا ایک اشتہار بتا رہا ہے اس طرح کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے آپ کو مدد ہر وقت تو کجا ایک وقت بھی اللہ میاں سے نہ آتی۔ ملاحظہ ہوں وہ دعاء یہ کلمے جن سے آپ کی فضیلت ٹپک رہی ہے۔ فرماتے ہیں:

''مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعاء کرے تو میں تری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں'' رب انی مغلوب رب انی مغلوب '' یا اللہ میں ہار گیا ہوں، تھک گیا ہوں، مغلوب ہو گیا ہوں۔ مگر یہ نہیں فرماتے '' فانتصر '' میری مدد کر اس لئے کہ مبادا ڈاکخانہ میں نہ جانا پڑے۔ میں اس وقت کسی دوسری کو

مقابلہ کیلئے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں (مبادا دفعات کی زد میں نہ آجاؤں) (غلام احمد قادیانی اشتہار ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء ص ۴)

یہ تھی وہ نصرت جو آپ کو ہر وقت آرہی تھی اور یہ اس کربلا سے سوگنا زیادہ کرب وبلا ہے۔ جس میں آپ ہر وقت رہتے ہیں میں کہاں تک آپ کے واقعات قلمبند کروں۔ آپ کی ساری تاریخ میں کوئی ایک ایسا موقعہ مجھے نظر نہیں آتا۔ جس میں مدد کیا خدائی اشارہ تک ہی ہو کہ مدد ہوئی۔ افسوس آپ کی لن ترانیاں ہی لن ترانیاں ملیں گی۔ ورنہ مدد تو کسی جانور کا نام ہے میں صرف ایک اور واقعہ بیان کر کے اس مضمون کو بند کرتا ہوں۔ جو ضمناً آ گیا ہے اور دعویٰ سے یہ بات بیانگ دہل کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی ایک بھی پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہوئی اور میں اعلان کرتا ہوں کہ کوئی مرزائی چاہے اندلسی ہو یا دمشقی، مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی جو آپ نے بڑی تحدی سے کہی ہو اور وہ حرف بحرف پوری ہوگئی ہو ثابت کرے تو اس کو مبلغ پچاس روپیہ انعام دوں گا اور اس کی میعاد چھ ماہ تک ہے کسی کو حوصلہ ہے تو میدان میں آوے۔

مرزا قادیانی (رسالہ اعجاز احمدی ص ۱۱،۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷،۱۳۲) تحریر فرماتے ہیں اور مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر سچا ہے تو قادیان میں آکر میری کسی ایک پیش گوئی کو جھوٹا ثابت کردے۔ رسالہ نزول المسیح میں میری ڈیڑھ سو پیش گوئیاں لکھی ہیں۔ آپ کو ہر ایک پیش گوئی جھوٹی کرنے کے عوض ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ مولانا رمضان المبارک کی وجہ سے چند دن مجبوراً رک گئے اور تشریف نہ لے جاسکے تو ایک پیش گوئی اور شائع کردی اور اس پر کیا زور لگتا تھا۔ گھر کی چیز تھی جب رنگ چڑھتا دیکھا جھٹ حرکت کی اور شائع کردی۔

(اعجاز احمدی ص ۱۱،۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷،۱۳۲) پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ”اگر یہ مولوی ثناء اللہ سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی جھوٹی تو ثابت کریں (یہ سلطان القلم کی اردو عبارت ہے) اور ہر ایک پیش گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا (اور وہ بھی گھر سے نہیں بلکہ مریدوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال کر) اور آمد ورفت کا کرایہ علیحدہ۔ مولوی ثناء اللہ نے کہا تھا کہ سب پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں اس لئے ہم ان کو مدعو کرتے ہیں۔ خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آئیں رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیش گوئیاں میں نے لکھی ہیں تو گویا پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے (یہ بھی جھوٹ یہ تعداد اب تک نہیں ہوئی) پس اگر میں

مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب اس کی نذر ہو گا۔ خاکسار! غلام احمد قادیانی

پھر جب رمضان شریف کی وجہ سے مولانا ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ توقف سا کیا تو جھٹ ایک اور الہامی تحریر شائع تھی۔

(اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) فرماتے ہیں: ''واضح رہے مولوی ثناء اللہ کے ذریعے سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔

۱...... وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہ آئیں گے اور سچی پیش گوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہو گی۔ (اخلاق ملاحظہ ہو سنت مرزا)

۲...... اگر اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مریں گے۔ (خدائی فوجدار تب ہی آج تک بفضل ایزد زندہ ہیں)

۳...... اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدے کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہو گی۔ (جس کو اللہ روسیاہ کرے گا وہی ہو گا) غلام احمد قادیانی!

مرزا قادیانی کو اپنے زعم باطل میں مولانا ثناء اللہ صاحب کے رمضان کی وجہ سے توقف سے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ وہ قادیان میں نہیں آئیں گے اور یہی تحریر میری پیغمبری کی ایک درخشاں دلیل ہو گی۔ مگر جب مولانا قادیان میں تشریف لے آئے اور اپنے آنے کی اطلاع دی کہ حضرت میں آ گیا ہوں تا کہ آپ کے حسب وعدہ وہ ایک لاکھ پندراں ہزار کی رقم جو باوجود یہ کہ تمہاری پیش گوئیوں کے جھوٹ ہونے پر بھی تمہارے لٹو مرید تمہیں دیں گے لیتا جاؤں اب ذرا مہربانی کر کے گھر کی چار دیواری سے نکل کر مرد میدان بنیں اور شکوک رفع کریں تو جواب جو دیا گیا وہ کیا بیان کروں۔ شرم آتی ہے کہ ایک نبی جو قسم سے دعوت دیتا ہے اور خرچ کرایہ اور ایک لاکھ پندراں ہزار روپیہ انعام پیش کرتا ہے۔ مگر جب وہ فریق مخالف جس کو طلب کیا گیا ہے آ جاتا ہے تو گھر سے ہی نہیں نکلتا اور رقعے کا جواب الجواب گالیاں دیتا ہے اور ایسے بودے شرائط پیش کرتا ہے جو ناقابل قبول ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا جواب ہم ان کے اپنے الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک وشبہات پیش گوئیوں کی نسبت رفع کروائیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی

ہو گی۔ اگر چہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اوراوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ حق کے طالب کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر چہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے جاتے ہیں۔ آپ مشروط بات اس طریقہ پر کاربند رہنے سے کر سکتے ہیں۔ آپ مجلس میں زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہ ہوں گے۔ صرف ایک سطر یا دو سطر لکھ کر پیش کریں کہ میرا اس پیش گوئی پر یہ شک ہے۔ پھر اس کا جواب عین مجلس میں مفصل سنایا جاے گا۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک سطر کافی ہے۔ تیسری یہ شرط ہو گی کہ ایک دن میں ایک اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے۔ چوروں کی طرح آ گئے (مراق کی وجہ سے دعوت یاد ہی نہیں رہی) یاد رہے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کریں۔ بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ جیسے صم بکم (ذرا قادرالکلامی ملاحظہ ہو یہ کہ میری تقریر کو بہرہ ہونے کی وجہ سے نہ تم سنو اور گونگا ہونے کی حیثیت سے نہ جواب دو۔ ہمارے پوں باراں اور تمہارے تین کانے) یہ اس لئے تا گفتگو مباحثے کے رنگ میں نہ ہو جائے۔ (بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ بلایا کس لئے ہے) اوّل صرف ایک پیش گوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ (واہ صاحب واہ! کیا کہنے ہیں آپ کے) اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جاوے گا۔ (مگر خبردار جو زبانی اف بھی کی) اور اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو ایک اور سطر لکھ کر پیش کرو۔ مگر اس ایک سطر کو بھی آپ کا کام نہیں ہوگا کہ زبانی پڑھ کر سنادیں۔ ہم خود پڑھ لیں گے۔ اس میں آپ کا کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ آپ تو شبہات دور کرنے آئے ہیں (اور اس سے زیادہ دور کرنے کا طریقہ ہی نہیں ہو سکتا بہت مہربانی ہو رہی ہے) یہ طریق شبہات دور کرنے کے بہت عمدہ ہے۔ میں بآواز بلند لوگوں کو سنادوں گا کہ اس کی پیش گوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ کو یہ وسوسہ ہوا اور اس کا یہ جواب ہے (چاہے کتنا ہی بودا ہو خبردار آپ نہ بولیں) اس طرح وساوس دور کر دئے جائیں گے اور اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقعہ دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے۔ خود خدا تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔ سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو دو سطر سے

زیادہ نہ ہو۔ ایک ایک گھنٹہ بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایک بھلا مانس اور شریف آدمی اس کو ضرور پسند کرے گا۔ بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں۔ قادیان سے بغیر تصفیہ خالی نہ جاویں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اس کے پابند ہو جاؤ۔ اور میری نبوت کو چار چاند لگ جانے دو۔ ناحق فتنہ فساد میں عمر بسر نہ کریں۔ جو شخص انحراف کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہے۔ خدا کرے کہ وہ لعنت کا پھل اپنی زندگی میں دیکھ لے۔ اوّل آپ مطابق اس عہد مؤکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو سطر کا لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع جمع کیا جاوے گا اور آپ کو بلایا جاوے گا عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد بقلم خود

اس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جب کہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی حاضر ہوا اور صاف لفظوں میں رقعہ اولاً میں انہیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی بجز العادۃ طبعۃ الثانی کے اور کیا معنی رکھتی ہے۔ جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکور پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ آپ کی پیش گوئیوں کو جھوٹا ثابت کر دوں تو فی پیش گوئی ایک سو روپیہ انعام لو اور اسی رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کے پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹہ تجویز کرتے ہیں۔ (بھائی نبی جو ہوئے) ''تلك اذا قسمة ضيزىٰ'' بھلا یہ کیا تحقیق کا طریقہ ہے کہ میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے فرماتے جائیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے احتراز کرتے ہیں۔ جس کی بابت آپ نے در دولت پر مجھے حاضر ہونے کی دعوت دی تھی۔ جس سے عمدہ میں امرتسر ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلانیل ومرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطر ہی لکھوں گا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تقریر کریں۔ مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑے ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹے بعد پانچ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا۔ آپ

میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی۔ کاروائی آج ہی شروع ہو جاوے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حقدار نہیں تو کرنے والے پر پڑتی ہے۔

مرسلہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

۱۱ر جنوری ۱۹۰۳ء

اس کا جواب آپ نے خود نہیں دیا۔ مگر سنت کے مطابق گالیاں جی کھول کر مولوی صاحب کو دی گئیں اور جواب مرزا اینڈ کو نے حضرت مرزا قادیانی کی طرف سے یہ دیا کہ آپ کی شرائط منظور نہیں۔ وہی شرائط منظور ہوں جو امام الزمان نے لکھی ہیں تو تحقیق حق ہو سکتی ہے۔ والسلام!

خاکسار! محمد احسن الحکم امام الزمان قادیان

ناظرین کرام! میں نے مضمون کی طوالت کے ڈر سے مرزا قادیانی کے چند ایک کربلائی نمونے جن میں آپ کمال ثابت قدم رہے پیش کئے ہیں۔ اب ذرا انصاف فرمائیں کہ سیدنا امام حسینؓ کے مقابلہ میں کون سے آپ کے لخت جگر و عزیز و اقارب یا بنفس نفیس بھوکے و پیاسے گرم ریتلے میدان میں شہید کئے گئے اور کس نے ان کی تکا بوٹی کر کے چیل وکوؤں کو دی۔ مرزا قادیانی کی مثال تو ایسی تھی کہ لیلےٰ اپنے پیارے مجنوں کے لئے روز ایک چوری کا پیالہ ناشتہ کے لئے روانہ کیا کرتی تھی۔ مگر ایک نقلی مجنوں مجنوں کے نام پر روز کھا جاتا۔ لیلیٰ نے امتحاناً ایک دن خالی کٹورہ روانہ کر کے کہلا بھیجا کہ اس میں خون بھر دو۔ جب قاصد اسی نقلی مجنوں کے پاس جو روزمرہ چوری ہڑپ کر جاتا تھا۔ گیا تو وہ کانپ کر کہنے لگا کہ خون دینے والا مجنوں میں نہیں ہوں توبہ توبہ خون اور میں ہوں۔ وہ کوئی اور مجنوں ہوگا ہاں وہ اندر ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی تو صرف نام کے حسین ہیں اور سر کٹانے والا وہ سیدنا امام الہمام ہی ہیں۔ آپ کا تو پنکھ ہی پنکھ ہے اور الہام ہی الہام ہے۔

کس قدر دیدہ دلیری ہے اور کس طمطراق سے وعدے اور دعوے کئے جاتے۔ مگر ایفاء کا نام بھی نہیں جانتے اور ہر وقت مدد کی بھی خوب کہی منکوحہ آسمانی کے لئے گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ عبداللہ آتھم کے لئے کیا کیا تکلیفیں کیں۔ ابوسعید محمد حسین کی پیش گوئی کے کیا کیا پینترے بدلے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم سے دو دو ہاتھ ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ کے لئے مرنے کی دعاء کی۔ مولوی سعد اللہ سے کھری کھری باتیں ہوئیں۔ مگر کیا حشر ہوا سوائے ناکامی اور بدنامی کے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

پھر مرزا قادیانی ایک اور مقام پر سیدنا امام حسینؓ پر اپنی فضیلت ایک عربی شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

انی قتیل الحب ولکن حسینکم
قتیل العدیٰ فالفرق اجلیٰ واظھر

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

میں محبت کا کشتہ ہوں۔ مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق بیّن وظاہر ہے۔

نام غلام احمد کہلوانا اور دعویٰ غلامی کا کرنا، ظلی و بروزی نبی بننا اور اس کو منوانا۔ یعنی یہ کہ میں نبوت کا سایہ ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز ہوں۔ (بطور تناسخ) اور پھر یہ کہنا کہ تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ مگر میں محبت کا کشتہ ہوں۔ اس لئے میں افضل ہوں۔ افسوس کوئی محبوب کو عاشق کی نگاہ سے دیکھتا اور اہل بیت کی محبت ہادی برحق کے فرمان سے جانچتا اور قرآن سے اس کی عظمت کو ٹٹولتا اور ایمان سے اس کی تفسیر سمجھتا تو توحید کی کان کے اس موتی کو یا چمنستان زہرا کے اس ممتاز پھول کو یوں توڑنے کی کوشش نہ کرتا اور اہل بیت سے یوں محبت کا اظہار نہ کرتا اور اہل اسلام کو یوں خطاب نہ کرتا کہ تمہارا حسین گویا اس کو اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہم نے کب انکار کیا۔ ہاں صاحب ہمارا مظلوم امام ہمارا آقا ومولا ہے جو ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ میری عقل حیران ہوتی جب میں واقعہ کربلا کا بغور مطالع کرتا کہ یہ جانکاہ وجگر سوز واقعہ کس طرح ہوا۔ جب کہ مقابلہ میں اس کے نانا کے کلمہ گو مسلمان تھے اور سرور عالم کا کفن مبارک بھی میلا نہ ہوا تھا۔ مگر آہ! آج یہ الجھن بھی دور ہوگئی کہ قادیان میں ایک یزید ثانی بھی پیدا ہوا۔

چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ ”قادیان میں یزیدی لوگ پیدا ہوگئے۔“

(تذکرہ ص۱۷۶)

مندرجہ بالا الہام کے متعلق فرماتے ہیں معلوم نہیں کس کے حق میں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ آپ ہی ہیں۔

مرزا قادیانی کے الہاموں سے تسلی تو کیا خاک ہونی تھی۔ بہرحال کچھ عرصہ کے لئے مجبوراً خاموشی ہی اختیار کرنی پڑی۔ چنانچہ اہل قلم کچھ دنوں کے لئے چپ ہوگئے اور گاہے ماہے کوئی ایک آدھ من چلا جلد باز مرزا قادیانی کی ضیافت طبع کے لئے بطور یادداشت آدھا پونا ہدیہ

تحریک کر ہی دیتا اور اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوتا کہ مرزا قادیانی اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ ہم ان کے لئے ان کے آخری فیصلہ تک اور انتظار کئے لیتے ہیں اور معاملہ رب العزت کے سپرد کرتے ہیں۔ آخر خدا خدا کر کے یہ کاغذی جنگ عارضی صلح سے بند ہوئی اور کچھ عرصہ کے لئے فریقین دم لینے کے لئے رک گئے۔ مقام شکر ہے ورنہ ہزار ہا بندگان خدا کا کاغذی نقصان ہوتا اور مرزا قادیانی کا وہ جنگی جہاز جو بغیر بادبان کے خشکی پر بڑی سرعت سے چلتا ہے اور جس کو کشتی نوح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ ظلم توڑتا کہ الامان، والحفیظ کی صدا آتی۔ اس میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ عارضی صلح بھی بہت دیر تک ساقط وصامت نہیں رہی۔ بلکہ اس میں بھی کبھی کبھی فریقین میں چیرہ دستیاں وشب وخون مارے ہی جاتے تھے۔ چنانچہ شمال مغربی سرحد پر جو کچھ پھر شورش سی ہوئی۔ جس سے مرزا قادیانی کا پارہ بھی بغیر حدت کے نہ رہ سکا تو آپ نے اس کے جواب میں ایک ختم ہی کر دینے والا ایسا حربہ استعمال فرمایا جس کے ذریعہ سے دوست دشمن دونوں ایک محدود عرصہ کے لئے چاروناچار رضامند ہونے کو تیار ہو گئے۔ کیونکہ اس میں نہایت فیصلہ کن امور درج تھے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳) پر فرماتے ہیں کہ: ”چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیش گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی اس اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

اب بجز اس کے کہ وہ قلیل مدت جو کہ اب صرف چند ماہ باقی رہ گئی تھی اور انتظار کے لئے چھوڑ دی گئی اور فریقین ایک دوسرے کی نقل وحرکت کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے ہم ناظرین کرام کی توجہ مرزا سلطان محمد صاحب رئیس ساکن پٹی کی طرف مبذول کراتے ہیں۔

تحصیل قصور ضلع لاہور میں موضع پٹی ایک چھوٹا سا مگر بارونق قصبہ ہے۔ گو وہاں کوئی تاریخی مقام قابل ذکر نہیں۔ مگر فاتح مرزا سلطان محمد کی شہرت کی وجہ سے کافی سے زیادہ تحصیل خراج حاصل کر چکا ہے۔ آبادی گو مخلوط قوموں کی ہے۔ مگر اکثریت میں مغل قوم زیادہ ہے۔ ہمارے ناول کے ہیرو مرزا سلطان محمد بڑے اطمینان سے دیوان خانہ میں رونق افروز ہیں۔ رعب واستقلال ان کے چہرہ سے ٹپکتا ہے۔ بڑی متانت سے کسی معاملہ پر غور فرما رہے ہیں۔ تھوڑی دیر

سوچ و بچار کرنے کے بعد بڑی سنجیدگی سے پست آواز سے احباب سے جو حاضرین مجلس تھے استفسار کیا کہ میں حیران ہوں اور نہیں سمجھ سکا کہ یہ مرزا غلام احمد کس قماش کا آدمی ہے اور مجھے بار بار کیوں خط لکھتا ہے اور وہ بھی ایسے دل آزار لہجہ میں بعید از اخلاق میں خیال کرتا ہوں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دوں۔ پھر خیال آتا ہے بڑی عمر کے ہیں اور بیمار ہیں اور میرے خیال میں تو وہ صحیح الدماغ بھی نہیں۔ اس لئے غصہ تھوک کر ہنس دیتا ہوں اور تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ جب میں نے بیسیوں قاصد اور خطوط کا جواب دینا تو کیا ذرہ التفات کرنا بھی عبث اور لغو سمجھتا ہوں اور ہر خواہش کو نہایت حقارت سے ٹھکرا دیتا ہوں۔ پھر کس لئے روز روز پیغام اور پیامبر آتے ہیں اور یہ قاصد بھی ایسے ڈھیٹھ و جاہل مطلق ہیں کہ تین تین دفعہ دھکے دے کر نکالے گئے اور ایسی گوشمالی کی گئی کہ توبہ کر کے گئے۔ مگر کم بخت تیسرے کے بخار ہیں جو پھر آ جاتے ہیں اور وہ گویا بم باری کا کارخانہ ہے کہ الہام پر الہام پھینکے جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ جب اس کا ایک تیر بھی کمان سے سیدھا نہیں پڑتا تو پھر روز روز تکلیف کیوں کرتا ہے۔ کیا بچہ ہے جو مشق کر رہا ہے کیا میں طفل مکتب ہوں اور کچی گولیاں کھیلا ہوں۔ عجب ثم العجب مفتوح فاتح کو بودی دھمکیاں دے یہ معمہ میری سمجھ میں آج تک نہیں آیا۔ اصولاً تو ان کو میرے مخاطب و مقابل ہونے کی جرأت ہی نہیں کرنی چاہئے اور میرے خیال میں تہذیب بھی اس کی اجازت نہیں دیتی۔

احباب نے پوچھا کیا آج پھر کوئی نیا گل کھلا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا ہاں آج ایک اور الہام بھیجنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے اور وہ بھی بے سود۔

پتھر بھی کبھی سنتے ہیں فریاد کسی کی

ناحق میرا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ آخر کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ ایک دن ان کا تلخ تجربہ ایسا دیا جاوے گا جو چھٹی کا دودھ یاد کرا دیوے۔ معاملہ میری ذات تک محدود رہتا تو میں ایسی فضول باتوں کا تذکرہ کرنا بھی مناسب خیال نہیں کرتا تھا۔ مگر افسوس تو یہ ہے ادھر الہام نکلا ادھر دنیا بھر کے اخباروں میں لے دے شروع ہوئی آپ تو نکونام تھے ہی مجھ کو بھی ساتھ لے ڈوبے۔ یہ پیغمبری ہو رہی ہے اور دھڑا دھڑ الہام بافی کی مشین چل رہی ہے۔ ذرا دیکھو تو کیسا بودا مضمون ہے۔

"شاتان تذبحان وکل من علیہا فان" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰)
یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ ان میں سے ایک تو میرے خسر، اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ چل بسے اور دوسرا میرا نام ہے کہ میں جلد سفر کروں گا۔ سبحان اللہ! کیا کہنے

ہیں۔ میں تو ان الہاموں کو ایک مجذوب کی بڑ سے بھی کم درجے کا تصور کرتا ہوں۔ لو غور سے سنو:

''خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آوے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دیگا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

جب ہم جلیس یہ عربی عبارت سن چکے تو بولے آپ نے واقعی بڑی دانائی کی اور بڑی فراخ حوصلگی سے کام لیا۔ جو کسی زبانی و تحریری پیغام کا جواب نہ دیا ورنہ یہ جواب بھی جو آپ تحریر کرتے دنیا کے لئے ایک مضحکہ خیز کھلونے بن جاتے اور اس سے زیادہ بدنامی کا موجب ہوتے۔ ہم تو اب بھی جناب کو یہی عرض کریں گے کہ آپ مثل سابق خاموش ہی رہیں اور دنیا کو اور زیادہ ہنسی کا موقعہ نہ دیں۔

مگر ہم کو فریق مخالف کے وطیرے کا بھی از حد افسوس ہے کہ انہوں نے اس کو اس قدر حد سے زیادہ کیوں طول دیا اور یہ بھی کوئی طول دینے والی بات ہے۔ لڑکیاں ہر گھر میں جوان ہوتی ہیں اور ان کے حاصل کرنے کے لئے سوال بھی سبھی کرتے ہیں۔ مگر جب رشتہ ایک سے ہو چکا باقی سب چپکے ہو گئے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی نرالا نظر آتا ہے۔ شادی ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے اور چاند سا بچہ بھی اللہ نے دے دیا۔ مگر ابھی تک خام خیالی ہی نہیں گئی اور یہ مرنے کی دھمکی کیا معنی رکھتی ہے۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' ہر ایک ہی مرے گا۔ اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے۔ خاکم بدہن اگر مرزا سلطان محمد انتقال بھی کر جائیں تو کیا غلام احمد زندہ ہی رہے گا۔ ''افا امت فھم خالدون'' وہ بھی تو ایک دن ضرور ہی مرے گا۔

اے دوست بر جنازہ دشمن جو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

پھر اس کی کیا دلیل ہے کہ اس کا نکاح ثانی ہوگا اور وہ ضرور مرزا غلام احمد ہی سے ہوگا۔ یہ خیال ہی موہوم و مضحکہ خیز ہے اور ہماری سمجھ میں ان الہاموں کی حقیقت ہی نہیں جچی کہ یہ الہام کیا ہیں کہاں سے اور کس کی طرف سے اور کیوں آتے ہیں اور ان کی سچائی کی کی دلیل ہے۔ بہر حال اگر یہ مالک الملک کی طرف سے ہوتے تو نعوذ باللہ وہ کون سی طاقت تھی جو اس کو روکتی اور

کس کی مجال تھی جو اس میں شمع بھر بھی تحمل ہوتا۔ بہر حال آپ کو صبر ہی سے کام لینا چاہئے۔ ہمارے نزدیک تو یہ مرگ کی پیش گوئیاں صرف مکر وفریب ہی ظاہر کرتی ہیں۔ کیونکہ پیش گوئی کے وقت پہلے سوچ لیا جاتا ہے کہ مرنا تو ضرور ہے۔ جب مرے گا تب ہی تاویلات سے اپنی سچائی ثابت کردیں گے اور لطف یہ ہے کہ کیا آسمان پر مرزا قادیانی نے احمد بیگ کا جنازہ دیکھا تھا یا محمدی بیگم سے نکاح ہوا تھا۔

کجا مرگ کجا نکاح
کہاں ڈولی کہاں جنازہ

ان احباب میں سے ایک معمر آدمی جو خاموش بیٹھا سن رہا تھا ہنسا اور بولا کہ مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے۔ اس قصہ کو بند کرو کیسا لغو خیال ہے جو تاویل کے رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ منکوحہ تو آسمانی ہو اور بچے دوسری جگہ جنے اور اگر باکرہ نہیں تو بیوہ ہی ملے۔ کیا کوئی بھلامانس ناکح یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے جیتے جی اس کی منکوحہ دوسری جگہ آباد ہو اور وہ حرص لگائے ہی رکھے۔ اگر یہ منجانب اللہ ہے تو اس کے انجام کو دیکھو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔ ایک گذشتہ مگر دلچسپ واقعہ ہے سن لو۔

اکبر بادشاہ کے دربار کے نورتن تھے۔ ابوالفضل، فیضی، بیربل، مان سنگھ، ٹوڈرمل، ملاں دو پیازہ وغیرہ۔ ان میں ملاں دو پیازہ اور بیربل بڑے ہی ظریف مشہور ہیں۔ ان دونوں کا پیشہ ظرافت ایک ہونے کی وجہ سے ان میں بڑی سخت رقابت تھی۔ بیربل ہمیشہ ملاں دو پیازہ کو نیچا دکھانا چاہتا تھا اور ملاں بیربل کو۔ اتفاق کی بات ہے کہ ملاں دو پیازہ نے بیربل کو بھڑوا کہا۔ چونکہ یہ مذاق بحکم شاہی تھا اور گستاخی معاف تھی اور لفظ فی البدیہہ کہے جاتے تھے۔ اس لئے بیربل نے بھڑوے کے جواب میں ملاں دو پیازہ کو نروا کہا۔ بادشاہ نے کہا ارے بیربل یہ نروا کیا بلا ہے۔ بیربل نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور سو بھڑوے کا ایک نروا ہوتا ہے۔ بادشاہ کو نروے کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا بولا اچھا بیربل دیکھو نروا میرے دربار میں کل حاضر کرو۔ بیربل نے ہاتھ جوڑ کر معذرت کی کہ آٹھ دن تک حاضر کرسکتا ہوں۔ چنانچہ مقررہ میعاد ختم ہونے کو آ گئی مگر نروا دستیاب نہ ہوا۔ بیربل بیچارہ حیران پریشان سڑک پر مغموم بیٹھا تھا کہ ایک آدمی سامنے سے گذرا۔ بیربل چونکہ شکستہ دل تھا اور ظرافت کا پتلا تھا۔ راہ گیر سے ازراہ تمسخر پوچھا بڑے میاں نوری صاحب کہاں کا ارادہ ہے۔ راہ گیر کا جواب تسلی بخش اور مفید مطلب پایا۔ بڑی شفقت سے اپنے پاس بلالیا اور بڑے اطمینان وخوشامد سے پوچھا حضرت نوری صاحب یہ گٹھڑی میں کیا ہے۔ کہاں جارہے ہو۔

بولا مدت ہوئی میری گھر والی اتنا کہا اور رو دیا۔ مجھ سے قطع تعلق کر کے دوسرے گاؤں میں شادی کر چکی ہے۔ چونکہ اس محبت کا میں گرویدہ ہوں اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہوں سنا تھا اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اسی خوشی میں یہ چند کپڑے اور مٹھائی دینے جا رہا ہوں۔ بیربل نے اس کا بازو بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور شہنشاہ اکبر کے دربار میں پیش کیا۔

چونکہ باتوں باتوں میں وقت کافی سے زیادہ گزر چکا تھا اس لئے صاحب خانہ سے اجازت طلب کی گئی۔ میزبان نے اپنے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بڑے میاں کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ غریب خانہ کی رونق بڑھانے کے لئے کبھی کبھی قدم رنجہ فرمایا کریں۔

دنیا ناپائیدار اپنی بے ثباتی کے مظاہرے اکثر اہل البصیرت کو دکھاتی ہی رہتی ہے۔ سچ ہے کہ وعدہ چاہے کتنا ہی لمبا اور بے معنی ہو آ ہی جاتا ہے۔ مرزا سلطان محمد کی عمر کی آخری رات ۲۱ر اگست ۱۸۹۴ء تھی۔ جس کی مرزا قادیانی بھی تصدیق رسالہ (شہادت القرآن ص۷۹، خزائن ج۶ ص۳۷۵) پر فرماتے ہیں:

”مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی نسبت جو آج کی تاریخ سے جو ۲۱ر ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔“

آ ہی گئی جس کے لئے ایک دنیا بڑی بے صبری سے ایک ایک دن گن کر گزار رہی تھی اور جس کے لئے بڑی ملمع سازیوں سے بیسیوں اٹل الہام اور موت کو تقدیر مبرم قرار دیا تھا اور جن کو مرزا قادیانی نے بڑے وثوق سے فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائی تھی اور جس کے بعد مرزا سلطان محمد کو دنیا میں رہنے کا حق قطعاً نہ پہنچتا تھا اور جو اہل ذوق کے لئے بڑے انتظار کا موجب بنی اور جس کے لئے اہل اللہ نے مسجدوں میں شب بھر سلطان محمد کی درازی عمر کی دعائیں رب العزت کی درگاہ میں بڑے انکسار و عاجزی سے مانگیں آ ہی گئی۔

شب کی تاریکی لحہ بہ لحہ کم ہوتی گئی اور خدائے واحد کی وہ ادنیٰ مخلوق جو کلب کے نام سے یاد کی جاتی ہے اور جو رات بھر اپنے پرائے کی پاسبانی کرتی رہتی ہے تھک کر اونگھنے لگی۔ بزم جہاں کا وہ سکوت جو ہو کا عالم تھا ٹوٹا اور سپیدہ صبح نمودار ہوا تو مؤذن نے مالک الملک کے جبروت ومعظم پیغام سے گہری نیند میں غافل سونے والوں کو بیداری کا حکم دے کر خالق حقیقی کی عظمت کا پتہ دیا۔ کلیسا ومندر گھنٹوں اور ناقوس کی آوازوں سے گونج اٹھے آتشکدوں میں آگ بڑی تیزی سے سلگھائے جانے لگی۔ طیور خوش الحان اپنی نوا سنجی میں محو ہو کر اس کی یگانگت کا ترانہ گانے میں مشغول ہوئے۔ غنچے چٹک چٹک کر اس کی حمد میں پھول بنے۔ ننھی ننھی کلیوں نے شبنم سے وضو کیا

اور صبا کو باد بہاری کا نغمہ سنایا۔ سرو نے جھک جھک کر مجرا کیا اور نرگس بیمار نے آنکھ اس کی قدرت کا تماشا دیکھنے کے لئے کھولی۔ قمریاں شاخ صنوبر پر ہو ہو کر مستانہ وار نعرے لگانے لگیں۔ چڑیوں کے چہچہانے سے فضائے آسمان میں ایک گونج سی پیدا ہوئی کاروان شب بھر کی برق رفتاری سے چور ہو کر منزلوں پر دم لینے کے لئے رکے۔

مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو

وہ چمک اٹھا افق گرم تقاضا تو بھی ہو

مسجدیں بندگان خدا سے بھرپور ہوئیں اور قاریان خوش الحان اپنے لحن داؤدی سے مصحف یزداں کے بے مثل کلام سے بندگان خدا کو محظوظ کرنے لگے۔ خورشید اپنے سنہری تازیانوں سے شب کی تاریخی کو درس عبرت دینے لگا اور بندگان خدا اپنے اپنے مشاغل میں ویبتغوا من فضل اللہ کی تلاش مشغول ہوئے اور اہل علم و صاحب ذوق پیش گوئی کی تصدیق میں مصروف ہوئے۔

وہی مرزا قادیانی ہیں اور وہی ان کے دیرینہ کرم فرما دوست اور وہی الہاموں کے قضیئے اور جھگڑے۔ جہاں دیکھو یہی لے دے شروع ہو رہی ہے کہ فلاں الہام غلط ثابت ہوا۔ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی وہ بات جھوٹی ثابت ہوئی۔ غرضیکہ کوئی بستی شاید ہی ایسی خوش قسمت ہو جس میں یہ متعدی بیماری نہ پہنچی ہو اور جہاں جوتیوں میں دال نہ بٹ رہی ہو اور نبوت کے آٹے دال کا بھاؤ نہ معلوم کیا جاتا ہو جریدہ والوں کو تو شاید خبط ہو گیا ہے جو دنیا بھر کی خبروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان سے بے نیاز ہو کر اسی شغل میں ایسے منہمک ہو رہے ہیں کہ سوائے مرزا قادیانی کے الہاموں کی قلعی کھولنے کے اور ان کو ایک دنیا پر بے نقاب کرنے کے اور کچھ نہیں بھاتا۔ چنانچہ ہر چہار طرف سے اعتراضات کی بے پناہ بارش ایسی تیزی وخیزی سے شروع ہوئی کہ مرزا قادیانی کو خواب غفلت سے ناچار دوچار ہونا ہی پڑا۔ چنانچہ ایک اور الہام فرما کر معترض صاحبان کی گردن پر بار عظیم ڈال دیا اور اس کے بعد گویا آپ سبکدوش تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہام جیسا کہ ان کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں وقت کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے ہی سے بنا لیا گیا تھا جو داشتہ بکار آید کے مصداق اپنے مہمانوں کی آمد پر ایک خاصی تواضع کے لئے کافی وشافی تصور کیا گیا تھا۔

اور آپ کی یہ اندازی پیش گوئی جو بڑی تحدی سے اپنے صدق وکذب کے معیار پڑ کی گئی تھی۔ بالکل رائیگاں جاتی معلوم ہوئی تو اس کی زد سے صفائی سے بچنے کے لئے ایک ایسی مزین تاویل بنائی جو ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰) پر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ "یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نکاح کا ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی اور وہ یہ ہے "ایھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک" اے عورت توبہ کر توبہ کر بلا تیرے پیچھے ہے۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تا نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔"

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

بہت خوب، خدا کی قسم خوب سوجھی، اچھی کہی۔ جان بچی لاکھوں پائے، ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے۔ چلو اچھا ہوا جو روز کی توں توں میں میں ہی ختم کر دی۔

ہمارے شہر میں ایک دیسی ولی اللہ رہتے تھے وہ اپنی ولایت کا ثبوت ایسا ہی لاجواب دیا کرتے تھے۔ جب کبھی بادل کو گھرا ہوئے دیکھتے فرماتے کہ ضرور برسے گا اور ان کی والدہ فرماتی نہیں برسے گا۔ کبھی وہ دیکھتے فرماتے کہ ضرور برسے گا اور ان کی والدہ فرماتی نہیں برسے گا۔ کبھی وہ ہوتا جو دیسی ولی اللہ کہتے اور کبھی وہ ہوتا جو ان کی والدہ کہتی ولایت گھر کی گھر رہتی اور واہ واہ مفت کی ہوتی مگر تھے دونوں ہی پہنچے ہوئے۔

کیا ابلہ فریبی ہے۔ کس قدر دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کیا خوبصورت بناوٹ بنائی جاتی ہے۔ کیا اچھی ملمع سازی کے کرشمے دکھائے جاتے ہیں۔ گدھے پر شیر کا قالین ڈالا جاتا ہے اور لطف یہ کہ پھر ہمیں ڈرایا جاتا ہے۔ ناظرین اس ننھی سی الہامی عبارت کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس پیش گئی کے مطلب کو جس کی تہ میں ایک دجل عظیم ہے دیکھئے تو آپ کو اس کی حیثیت اور بناوٹ بتا دے گی کہ یہ ذومعنی کی پوٹ یہ دھکتی ہوئی جہنم کی چنگاری ایک دنیا کے رخت ایمان کو کس طرح خس وخاشاک کی طرح جلا کر راکھ کا ڈھیر کر گئی۔ اب ہم آپ کے لئے اس کو بے نقاب کرتے ہیں۔

"ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک" یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر بلا تیرے پیچھے ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

ناظرین کرام آپ کو یاد ہو گا کہ مرزا قادیانی کو گالیاں کس عورت نے دی تھیں۔ جس کا اقرار آپ خود کرتے ہیں اور جس کا ذکر آپ نے اس خط میں کیا ہے اور گالیاں بھی دہرائی ہیں جو

مرزا علی شیر بیگ کو لکھا تھا۔ آپ اس کو ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ آپ اپنی سمدھن کی بدزبانی سے ناراض تھے اور اسی کو توبہ کرتو بہ کرائے عورت بلا تیرے پیچھے ہے کہا ہوگا۔

اور پھر یہ مقفع و مقطع عبارت جہاں چاہو لگا لو اور جہاں ضرورت پڑے حسب واقعات پیش کرلو۔ آپ کی ایسی اور سینکڑوں عبارتیں ہیں جو مرزا قادیانی نے بیان فرمائی ہیں اور جن کو شاید کا لفظ ملا کر سینکڑوں جگہ چسپاں کرلیا گیا ہے اور لطف یہ کہ ایک ہی عبارت کو دس دس واقعات کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔ نمونۂ چند ایک الہام پیش کرتا ہوں جو حسب ضرورت و موقعہ کسی کے مرنے پر زلزلہ آنے پر، بیمار ہونے پر اور ایسے ہی کئی ایک امور پر جھٹ چسپان کردیئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ''کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا۔ معلوم نہیں کس کے حق میں ہے۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۲۱)

۲...... ''سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ ابھی پتہ نہیں کس کے متعلق ہے۔''

(البشریٰ ج۲ ص۹۵)

۳...... ''ایک دانہ کس کس نے کھانا، معنی معلوم نہیں ہوئے، کیا اشارہ ہے۔''

(تذکرہ ص۵۹۵)

۴...... ''دو پل ٹوٹ گئے۔ پتہ نہیں کیا مطلب ہے۔'' (تذکرہ ص۶۹۴)

۵...... ''قرنی بہت لذیذ ہے۔ معلوم نہیں کیا مطلب ہے؟۔''

۶...... ''ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی وس۔ اس کے کچھ معنی نہیں کھلے۔''

(البشریٰ ج۱ ص۳۶)

۷...... ھو شعنا، نعسا۔ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہوں گے۔ ان کے معنی ابھی تک عاجز پر نہیں کھلے۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

۸...... پریش، عمر پراطوس بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ پراطوس ہے یا پلاطوس۔ (البشریٰ ج۱ ص۵۱)

۹...... پیٹ پھٹ گیا۔ دن کے وقت کا الہام ہے معلوم نہیں۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۹)

۱۰...... خدا اس کو پانچ بار ہلاکت سے بچائے گا۔ نہ معلوم کس کے حق میں ہے۔

(البشریٰ ج۲ ص۱۱۹)

۱۱...... ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء بروز پیر موت تیراں ماہ حال کو قطعی طور پر معلوم نہیں کس

کے متعلق ہے۔ (البشریٰ ج۲ص۱۱۹)

۱۲...... بہتر ہوگا کہ شادی کرلیں۔ معلوم نہیں کس کے متعلق الہام ہے۔

(البشریٰ ج۲ص۱۲۴)

۱۳...... ۱۱۔انشاءاللہ! اس کی تفہیم نہیں ہوئی اس سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا ہفتے یا مہینے۔ (البشریٰ ج۲ص۶۵)

۱۴...... غثم، غثم، غثم۔ تین مرتبہ معلوم نہیں ہوا کیا اشارہ ہے۔ (البشریٰ ج۲ص۵۰)

۱۵...... ایک دم میں دم رخصت ہوا۔ معلوم نہیں کس کے حق میں ہے۔ مگر خطرناک ہے۔ (البشریٰ ج۲ص۱۱۷)

۱۶...... ایک عربی الہام تھا لفظ یاد نہیں رہے۔ مطلب یہ ہے مکذبون کا نشان دکھایا جائے گا۔ (البشریٰ ج۲ص۹۴)

۱۷...... لاہور میں ایک بے شرم ہے۔ پتہ نہیں کون ہے۔ (البشریٰ ج۲ص۱۲۶)

۱۸...... آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔ (البشریٰ ج۲ص۱۳۹)

پھر تو حضرت زمین ایک انچ رہ جانی چاہئے تھی اور ماشاءاللہ آپ اس وقت کہاں تھے۔

۱۹...... ربنا عاج۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی معلوم نہیں۔

(البشریٰ ج۱ص۴۳)

ہم بتائے دیتے ہیں ہاتھی دانت یا گوبر۔

۲۰...... زار بھی ہوگا تو ہوگا گھڑی بہ حال زار۔ (ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک دن محمود روئے گا۔) (تذکرہ طبع سوئم ص۵۴۰)

۲۱...... دو پیس کے تین گنے یہ پنجابی الہام ہے۔ ترجمہ ہم کردیتے ہیں کہ ۶ پائی کے تین ؟ ؟ ؟ ؟

۲۲...... Then you will go to Amritsar فرماتے ہیں شاید انگریزی زبان ہے۔ ترجمہ میں نہیں جانتا۔ (تذکرہ ص۵۴)

۲۳...... قادیان میں یزیدی لوگ پیدا ہوگئے۔ معلوم نہیں ہوا کون ہیں۔

(البشریٰ ج۲ص۱۹)

۲۴...... ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ (تذکرہ طبع سوم ص۶۹۶)

۲۵...... پچیس دن یا پچیس دن تک۔ (تذکرہ طبع سوم ص۷۰۱)

۲۶...... پہلے غشی۔ پھر بیہوشی۔ پھر موت۔ (البشریٰ ج۲ص۵۶)

۲۷...... اصبر سنفرغ لک یا مرزا۔ صبر کر ہم تیری خبر لیتے ہیں اے مرزا۔

(البشریٰ ج۲ص۷۸)

ناظرین کرام کیا بتاؤں یہ الہام اس قدر آپ کے کتب خانہ میں بھرے پڑے ہیں کہ ساری عمر لکھتا رہوں اور لکھتا چلا جاؤں ختم ہی نہیں ہوتے۔ پھر ایک الہام کو کئی دفعہ متعدد اشخاص پر لگایا جاتا ہے بناوٹ ملاحظہ ہو فلاں مر گیا فلاں کا پیٹ پھٹ گیا۔ پل ٹوٹ گیا۔ معلوم نہیں کیا کیا معنی سمجھ کر ذو معنی مقطع عبارتیں گھڑ لی گئیں۔ مگر یہ مرزا قادیانی کا احسان ہے کہ وہ ہم کو ہمیشہ تکلیف دینے سے معاف ہی رکھتے ہیں اور اپنے کیئے کی سزا خود ہی تجویز فرمالیا کرتے ہیں۔ سو ان الہاموں کی سزا جو آپ نے اپنے لئے تجویز فرمائی وہ بھی سن لیں۔ چشمۂ معرفت میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو اور زبان میں ہوں۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ص۲۱۸)

پھر ایک اور طریقہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ جب عزت بی بی کو طلاق مرزا قادیانی نے زبردستی فضل احمد سے دلوائی ہوگی تو سمدھن نے خاطر داری کی ہوگی اور آپ نے فرمایا ہوگا کہ اے عورت توبہ، کر توبہ کر، بلا تیرے پیچھے ہے۔ مگر معاملہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ سوال تو یہ ہے کہ یہ سارا قصہ ایک نکاح کا تھا۔ جو تقدیر مبرم تھی اور جو آسمان پر اللہ میاں نے خود پڑھا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ ضرور ہوگا۔ لاتبدیل الکلمات اللہ۔ خدا کی باتیں اٹل ہیں اور اسکی رجسٹری سرکار مدینہ سے کی تھی اور یہ مسیح موعود کی شناخت بتلائی تھی اور یہ مرزا قادیانی نے اپنے صدق وکذب کو معیار بتایا تھا۔

اور اب ہم کو عورت کی توبہ بتا کر خاکم بدہن نقل کفر کفر نباشد خدا کا فرمان باطل، رسول پاک کا فرمان باطل، مسیح موعود کا معیار باطل، فرمایا جاتا ہے۔

اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ اے عورت توبہ کر توبہ کر کس کو کہا گیا۔ اس کی کون مخاطب تھی اور وہ کس مراتب کی عورت تھی جو نعوذ باللہ خدا اور اس کے پیارے رسول کے فرمان کو باطل کرنے پر حاوی تھی اور پھر اس نے توبہ کی تو کن لفظوں میں کی اور کیا مفہوم تھا۔

اور توبہ کے معنی یہاں تو صرف یہی ہو سکتے تھے کہ وہ اپنے کیئے پر پچھتاتی اور نکاح سے

اپنے بھائی کو روک دیتی۔ جیسے کہ مرزا قادیانی کی خواہش تھی جو متعدد خطوط میں کی گئی اور اب وہ توبہ کرنے کی مجاز بھی نہ تھی۔ کیونکہ نکاح ہو چکا تھا۔

اور اب تو توبہ مرزا سلطان محمد کو کرنی چاہئے تھی جو آسمانی نکاح کے ناسخ تھے اور مرزا قادیانی کے بیسیوں ناصح، نامے، نامہ بروں اور الہاموں کو بڑی حقارت سے ٹھکرا چکے تھے اور تخویف کے اشتہار سے قطعاً خائف نہ ہوئے تھے۔

اور پھر ایک اور طرح سے توبہ کے مفہوم کی تذلیل ہوتی ہے کہ توبہ تو صرف نکاح کرنے کے جرم میں تھی اور تلافی اس کی سوائے منکوحہ کو طلاق دینے کے نہ ہو سکتی تھی۔ پھر یہ توبہ کیسی جب منکوحہ کو ہی نہیں چھوڑا گیا۔

اور پھر یہ ایک طرح سے بھی لغو معلوم ہوتی ہے توبہ کے معنی ترک معاصی اور آئندہ کے لئے نہ کرنے کا عہد اور دیکھنا یہ ہے کہ یہاں کیا موقعہ ہے۔ یہی کہ خدا کا کیا حکم ہے کہ محمدی کا نکاح مرزا قادیانی سے کر دیا جاوے اور فرمایا جاتا ہے کہ ان سے توبہ کرے۔ ذرا انصاف فرمائیں کہ وہ تائب کیا ہوئی۔ پنچوں کا کہنا سر ماتھے پر اور پرنالہ وہی رہا اور پھر مرزا قادیانی نے توبہ کرنے کے لئے کب لکھا اور اس کی توبہ سے سارے خاندان کی مصیبت یہاں تک کہ اس کے داماد سلطان محمد کی تقدیر مبرم ٹل گئی۔

ان الفاظ کی اشکال کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ اس میں بھی دجل ہے اور بیّن فریب ہے۔ یعنی اگر مرزا قادیانی کی زندگی نے وفا کی اور سلطان محمد فوت ہو گیا اور حالات موافق بنا لئے گئے اور زمانہ نے اپنی عادت کے مطابق مدد کی اور نکاح ہو گیا تو کہہ دیا جاوے گا پیش گوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا تھا کہ نکاح تاخیر میں پڑ گیا اور اگر مرزا قادیانی فوت ہو گئے تو بھی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ کہہ دیا جاوے گا فسخ ہو گیا۔ ذرا الفاظ کی بندش ملاحظہ فرمائیں کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ سبحان اللہ کیا کہنے ہیں۔ اچھی کہی کو یا فسخ وتاخیر میں باہم محاورہ ہے۔

ہم ناظرین کی خدمت میں مرزا قادیانی کا ایک اور مدلل جواب جو اس نکاح کے تصدیق میں آپ نے خود ارشاد فرمایا ہوا ہے پیش کرتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵) پر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میری اس پیش گوئی (نکاح محمدی) میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

اوّل...... نکاح محمدی بیگم کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوئم...... نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوئم...... پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم...... اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصے تک مر جانا۔

پنجم...... اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم...... پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ ایسی پیش گوئی سچی ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

یہ الہام بھی نہایت واضح ہے۔ اس میں چھ شرائط بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ایسی بیّن وظاہر پیش گوئی سچی ہونے کی حالت میں انسانی فعل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یقیناً منجانب اللہ ہے ہم بھی اس پر صاد کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کوئی ایک بات بھی اپنے وقت پر پوری ہوئی۔

۱...... اصل پیش گوئی کی بیخ بنیاد نکاح آسمانی تھا۔ بقیہ عوارض تھے۔

۲...... مرزا احمد بیگ کا تین سال کی مدت میں انتقال کرنا۔

۳...... مرزا سلطان محمد ناکح منکوحہ آسمانی کا اڑھائی سال کے اندر مرنا۔

۴...... محمدی بیگم کا بیوہ ہونا اور نکاح کی رسوم کو (عدت کو) توڑ کر مرزا قادیانی کی انتہائی دشمنی کے ہوتے ہوئے اور عزیز واقارب کو چھوڑتے ہوئے نکاح میں آ جانا۔

۵...... محمدی بیگم کا زندہ رہنا تا نکاح ثانی۔

۶...... مرزا قادیانی کا زندہ رہنا اور محمدی بیگم سے خانہ آبادی کرنا۔

پیش گوئی لکھی دو سے نمبر تین کو نمبر دوم کی موجودگی میں انتقال کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ نمبر ۲ کی مدت عمر چھ ماہ کے اندر بیفور ٹائم ہی چل بسا۔ اس کے دو سال بعد نمبر ۲ کی باری تھی۔ مگر وہ اب تک زندہ ہے۔ ستمبر ۱۹۳۴ اس کے بعد نمبر ۴ کو باوجود۔ از حد مخالفت کے مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا چاہئے تھا۔ مگر وہ نہیں آئی۔ اس کے بعد نمبر ۵ کو نکاح ثانی مرزا قادیانی کے لئے زندہ رہنا تھا۔ جواب زندہ ہے۔ ستمبر ۱۹۳۴ء تک۔ اس کے بعد نمبر ۶ کو تا نکاح محمدی بیگم زندہ رہنا تھا۔ جو

۱۹۰۸ء کو ہی چل بسا۔ نتیجہ اس کا کیا ہوا ایک شک بھی پوری نہ ہوئی۔

مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی پر بڑا ناز اور یقین تھا۔ چنانچہ آپ اس کی تصدیق اپنی متبرک کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔

وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔

اوّل...... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد میں فوت ہو۔

دوم...... اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

سوم...... اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

چہارم...... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

پنجم...... اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

ششم...... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔ (شہادت القرآن ج ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

ملاحظہ فرمائیں کس وثوق سے اور کس قدر واضح الفاظ میں پیش گوئی کا اظہار فرمار ہے ہیں اور یہ بھی تاکید فرمار ہے ہیں کہ یہ انسانی کاروبار نہیں بلکہ میری صداقت کی ایک بیّن دلیل ہی یہی ہے کہ یہ منجانب خدا ہے۔ پھر اس نکاح کی تصدیق ایک اور مقام پر بڑے زور سے فرماتے ہیں:

’’نفس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز (مرزا قادیانی) کے نکاح میں آنا تقریر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ ’’لاتبدیل لکلمات اللہ ‘‘یعنی میری (اللہ کی) یہ بات نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جاوے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

پھر مرزا قادیانی اس کی تائید میں اللہ اور رسول کو درمیان میں لا کر تصدیق فرماتے ہیں۔

مرزائیو! خدارا سوچو اور سمجھو اور اس مالک الملک سے ڈرو۔ جس کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ جہاں کوئی چیز کفایت نہ کرے گی نہ مال کام آئیں گے نہ اولاد۔ وہاں قلب سلیم

ہی کام آوے گا۔ اس سے ڈرو جو جبار ہے، قہار ہے۔ احکم الحاکمین ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے نام پر بیجا تاویلیں چھوڑ دو۔ عبث رسہ کشی چھوڑ دو اور جویائے حق ہو کر تعصب کی عینک اتار کر دل کے شیشہ کو صاف کر کے دیکھو اور ٹٹولو۔ تا صراط مستقیم حاصل ہو اور عاقبت بخیر ہو۔ لو ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں جو (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳) پر فرماتے ہیں۔ ترجمہ عربی عبارت ہے:

''یہ تم سے نہیں کہتا کہ یہ کام نکاح کا ختم ہو گیا۔ بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر مبرم (یقینی اور قطعی) ہے۔ اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا یہ بالکل سچ ہے۔ تم دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔''

فرماتے ہیں گو نکاح مرزا سلطان محمد سے محمدی کا ہو گیا اور وہ اس کو بیاہ کر موضع پٹی میں لے گیا ہے۔ مگر اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ یہ نکاح کا کام ختم ہو گیا۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ابھی باقی ہے۔ ابھی ختم نہیں ہوا اور اس نکاح ثانی کو کوئی بھی ہو اور چاہے کہ کسی حیلہ سے روک سکے یا رد کر سکے، نہیں کر سکتا۔ اس کے ٹل جانے کا کوئی طریقہ ہی نہیں۔ کیونکہ قطعی اور یقینی ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور محمد رسول اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یہ نکاح ضرور ہوگا، ضرور ہوگا۔ یہ بالکل سچ ہے تم دیکھ لو گے۔ یہ بالکل صحیح ہے اور میں یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر یہ نکاح نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔ مجھ کو سچا نہ سمجھو اور اگر ہو جاوے تو میں مسیح موعود ہوں اور یہ باتیں جو میں نے انجام آتھم کے ضمیمہ میں فرمائی ہیں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو اس کا یقین دلاؤں۔

اور پھر مرزا قادیانی ایک دوسرے مقام پر اس کی اور بھی زیادہ وضاحت فرماتے ہیں۔ اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ۔

''میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا اس عاجز کے نکاح میں آنا...... تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۵، ۱۱۶)

کیسے پیارے اور صاف صاف الفاظ ہیں اور کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی دعا فرما رہے ہیں کہ اے میرے مولا اگر عبداللہ آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا۔ تیری طرف سے الہام نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت سے ہلاک کر۔

وہ کہاں ہیں مرزائی پٹھو جو اس پیش گوئی میں شرطیں عائد کیا کرتے ہیں کہ یہ پیش گوئی مشروط تھی۔ مرزا سلطان محمد کی موت کے ساتھ وہ ڈرا اور توبہ کی۔ ''ایں خیال است ومحال است وجنون'' اس لئے فسخ ہوگئی یا تاویل میں پڑگئی۔

یہ بھی غلط ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب زادعمرہ ڈر گئے۔ ان کی تحریر فاتح قادیان مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے ہاں موجود ہے۔ جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق نہیں کی نہ اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔''

سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۱۳ر مارچ ۱۹۲۴ء

اور پھر اس کی تائید میں مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ انجام آتھم ص۲۱۶ فارسی عبارت کا ترجمہ:

''خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پس میں ان کو ایک نشان دوں گا اور تیرے لئے ان سب کو کافی دوں گا اور اس عورت کو احمد بیگ کی بیٹی ہے پھر تیری طرف واپس لاؤں گا۔ یعنی چونکہ وہ ایک اجنبی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے سبب سے قبیلہ سے باہر نکل گئی ہے پھر تیرے نکاح کے ذریعہ سے قبیلہ میں داخل کی جاوے گی۔ خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تیرا خدا جو کچھ چاہتا ہے وہ کام ہر حالت میں ہو جاتا ہے۔ ممکن نہیں کہ معرض التوا میں رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے لفظ فسیکفیکھم اللہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی کو رد کرنے والوں کی جان سے مار ڈالنے کے بعد میری طرف واپس لائے گا اور اصل مقصود جان سے مار ڈالنا تھا اور تو جانتا ہے کہ ہلاک اس امر کا جان سے مار ڈالنا ہے اور بس۔'' (انجام آتھم ص۲۱۶، خزائن ج۱۱ص۲۱۶)

پھر مرزا قادیانی اخبار الحکم ۳۰ر جون ۱۹۰۵ء میں فرماتے ہیں: ''اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔'' کہاں تک اس کی تائید میں حوالے لکھوں ایک اور بھی حوالہ چونکہ دلچسپ ہے پیش کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

''براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے ص۴۹۶ پر مذکور ہے۔ ''یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة ۔ یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة '' اس جگہ تین جگہ (سلطان القلمی ملاحظہ ہو) زوج کا لفظ

آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی (جو عاق کر دی گئی) ابتلاء پیش آئے۔ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہودیوں کی بد باطنیوں کا ابتلاء پیش آیا اور تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے۔ (یعنی محمدی بیگم) اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد و تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے۔ جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اس پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

مرزا قادیانی کی مایوسی کی انتہا جب ہام نامرادی سے اوپر پہنچ گئی اور بنائے کچھ نہ بنی تو مایوسی نے آ گھیرا اور تنگ آ گئے اور مرزا سلطان محمد صاحب کی عمر جو ختم ہونے کو نہ آتی تھی آپ کی پیشگوئی پر حرف غلط کی طرح خط تنسیخ پھیر گئی تو وہ باتیں جو دوسروں پر چسپاں کرنے کے لئے چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوئیں تو بہت گھبرائے۔ مگر بجز سنت قدیمہ کے سوائے بودی تاویلوں کے اور کر ہی کیا سکتے تھے۔ سو اس آخری حربے کو بڑی دانائی وصفائی سے یوں تعبیر کیا۔ مگر بقول دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس میں بھی ایک ایسا سقم رہ گیا جس کی تاویلیں آج تک امت مرزائیہ کرتے کرتے تنگ آ گئی۔ مگر چونکہ بنیاد ہی غلط تھی۔ اس لئے تعبیر بھی پانی پہ بنا ثابت ہوئی۔ فرماتے ہیں:

"احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت غم والم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔ جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶ راکتوبر ۱۸۹۴ء میں جو غلطی سے ۶ رستمبر ۱۸۹۶ء لکھا گیا ہے مفصل ذکر کر دیا۔ پس اس دوسرے حصے یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈال دی گئی۔ (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ حاشیہ ص ۹۴، ۹۵)

پھر انجام آتھم ص ۲۹ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹ پر فرماتے ہیں:

"رہا داماد اس کا (احمد بیگ کا) سو وہ اپنے رفیق کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا۔ گویا قبل از موت مر گیا۔" (حضرت مرنے والا تو فقط بات پر مر جاتا ہے)

ہم ان دونوں عبارتوں کا مدلل جواب ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

یہ ہر دو عبارتیں مرزا قادیانی کی اپنی قلم سے ہیں اور ان میں سوائے دو باتوں کے اور کچھ نہیں۔ اول

یہ کہ سلطان محمد از حد ڈر گیا گویا خوف سے مر گیا۔ دوم نکاح تاخیر میں پڑ گیا۔

الف...... اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی عبارتیں الہامی تھیں۔ یعنی یہ کہا گیا تھا کہ منجانب اللہ ہیں اور خدا کی قسم اٹھا کر اور رسول کا واسطہ دے کر اور نہ ہونے کی صورت میں انتہائی ذلیل الفاظ کی ذمہ داری لے کر کہا گیا تھا کہ ضرور پوری ہوں گی۔ انسانی کلام سے مولا کا کلام بدرجہ اتم و بہت زیادہ بلند تر اور قابل اعتبار ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی کلام خدا کی کلام سے برتر نہیں ہوسکتی۔

ب...... یہ کہ سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا۔ چنانچہ سابقہ اوراق میں خود مرزا قادیانی اس کی تصدیق کر چکے ہیں کہ تخویف کا اشتہار دیا۔ خیال تھا کہ ڈر جائے گا۔ خط پر خط روانہ کئے۔ کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ قاصد اور ناصح بھیجے۔ اس نے ذرہ التفات نہ کی اور یہ تو اس کا قصور بتایا گیا تھا جس سے تقدیر مبرم اس غریب پر لازم آئی تھی۔

ج...... بھلا وہ اس کے اور اس کے عزیز و اقارب کے عاجزی کے خطوط کہاں اور کس کس کی طرف سے ہیں اور ان میں کیا لکھا ہے اور پھر آپ نے آج تک شائع کیوں نہیں کئے: کچھ تو جس کی پردہ داری ہے۔

ایک چھوٹی سے چھوٹی بات جس کی تہذیب اجازت نہ دیتی ہو جیسے کہ آپ کی سمدھن کے وہ الفاظ کہ یہ شخص کیا بلا ہے کہیں مرتا بھی نہیں وغیرہ وغیرہ! بڑی بے باکی اور مزے لے کر بیان کرنے میں ادھار نہ رکھیں اور یہ کام کی باتیں اور عزت و بے عزتی کا سوال اور موت و زیست کی بازی کے معنی خیز خطوط صرف یہی فرما کر ٹال دیا جاتا ہے کہ آئے تھے تو کیا ہوئے۔ کیا زمین کھا گئی یا آسمان اٹھا کر لے گیا۔ آخر کہاں گئے اور کیوں نہ شائع کئے گئے۔

د...... نکاح تاخیر میں پڑ گیا۔ اب تاخیر التوا چاہتی ہے۔ یعنی کونسی تاخیر تک التوا ہوا۔ آخر کب ہوگا۔ یا روز قیامت تک ہی تاخیر میں پڑا رہے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو انتظار کرتے کرتے ہی چل بسے اور یہ حسرت اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اور ان قبر سے یہ صدا آرہی ہے: رباعی!

در آرزو بوس و کنارت مردم
در حسرت لعل آبدارت مردم
قصہ چہ کنم دراز کوتاہ کنم
بازآ باز آ کہ انتظارت مردم

من حاصل عمر خودندارم جزغم
دیگر درعشق تو یار خود ندارم جزغم
یک ہمدم وہمراز ندارم نفسے
یک مونس وغمخوار ندارم جزغم

مرزا قادیانی کو ۱۸۸۸ء سے محمدی بیگم کی چاہت پیدا ہوئی اور آپ نے اس قدر تکلیف ومحنت، رنج وغم اور صدمے اٹھائے جن کا سلسلہ انیس برس کامل چلتا رہا۔ ان تھک کوششیں اور لاتعداد الہامات، پیشگوئیاں، اشتہارات، خطوط، قاصد، ناصح، دھمکیاں، عنایات، نوازشات، روانہ کرنے میں ایک پیہم لگاتار سعی فرمائی اور چونکہ دل میں تسلی تھی اور اوائل میں یہ وہم وخیال بھی کبھی نہ گزرا تھا کہ یوں ناکامی ہوگی۔ اس لئے آپ قوت مردمی کے لئے بیش قیمت مرکبات بھی نوش فرماتے رہے جن کے نتیجہ میں آپ کی طاقت پورے پچاس مردوں سے بھی بڑھ گئی۔ مگر افسوس جس کی چاہت میں مرے تھے وہ محبوب ہاتھ نہ آیا اور قسمت میں بات تک کرنی بھی نصیب نہ ہوئی۔ دل کی امنگ کہ ظالم موت نے آدبوچا اور آنکھیں دیدار کو ترستی ہوئی کھلی کی کھلی رہ گئیں اور آپ راہی ملک عدم ہوئے:

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں پس مرگ اس لئے
جانے کوئی کہ طالب دیدار مرگیا

چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... ......اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی..........اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔''

(تریاق القلوب ص۷۵،۷۶، خزائن ج۱۵ص۲۰۳،۲۰۴)

مرزا قادیانی ایک ارشاد میں یوں بھی تحریر فرماتے ہیں جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے اور جو بطور سند ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ''بعض خواب اور الہام، بدکاروں، حرام کاروں بلکہ فاحشہ عورتوں کے بھی سچے ہوجاتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ص۱۶۷)

مولانا محمد علی ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی رائے

''یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور

پر کرنا چاہئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیشگوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیشگوئیوں کو چھوڑ دینا جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶؍جنوری ۱۹۲۱ء ص ۵ کالم ۳)

قادیانی مشن کے ایک سرگرم رکن نورالدین کی رائے

چند آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے زمانہ رسالت کے موجودہ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے۔ ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا اور کیا مرزا قادیانی کی اولاد مرزا قادیانی کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا۔ پھر یہ وجہ بیان کی۔ والحمد للہ رب العالمین''

(ریویوج ۷ ص ۴۷۹)

حکیم صاحب کا مدعا قابل قدر ہے۔ ہم تو آپ کے خیال بنانے کی اور تاویل کو سونے کا جھول جڑھانے کی داد دیتے ہیں:

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اجی حضرت قربان جاؤں آپ کے علم پر۔ کیا فرما رہے ہو۔ یہ کہ اگر مرزا قادیانی سے نکاح نہیں ہوا تو مرزا قادیانی کی اولاد نرینہ سے تاقیامت کسی کا نکاح محمدی بیگم کی لڑکی در لڑکی سے ہو جائے تو پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ یہ نکاح مرزا قادیانی کی سچائی کا معیار تھا۔ لہٰذا اس نکاح کے نہ ہونے سے مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوا۔ اور وہ حدیث جو آپ نے اپنی صداقت میں پیش کی تھی چسپاں نہ ہوئی۔ تو آپ مسیح موعود ہی نہ ہوئے اور معیار سے گرنے کی وجہ سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور منکوحہ آسمانی تو امہات المرزائیہ سے جو لڑکیاں پیدا ہوں گی وہ مرزا قادیانی کی اولاد نرینہ کی ہمشیرگان ہوں گی۔ اور پھر یہ نکاح کس طرح جائز ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ مولا کریم لڑکے ہی لڑکے دیویں اور لڑکیاں اس سے پیدا ہی نہ ہوں۔ پھر بھی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور آپ کی عقیدت تو اس وقت بھی قائم رہی جب آپ سے پوچھا جاتا تھا کہ مثیل مسیح بنوں یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کروں اور خواہش ظاہر کی جاتی تھی کہ خارق عادت کوئی فعل ایسا

ہو جائے تو مردہ زندہ ہو جائے یا زندہ ہی حسب خواہش مر جائے اور یہ عقیدت مندی کا ہی تو صلہ ہے کہ تخت خلافت پر آپ متمکن ہیں۔ ورنہ:

کس نمے پرسد کہ بھیا کون ہو

قادیانی مشن کے ایک سرگرم رکن قاضی اکمل کی رائے

فرماتے ہیں کہ: ''حضرت مرزا صاحب نے (نکاح آسمانی) کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔'' (تشحیذ الاذہان بابت مئی ۱۹۱۳ء)

ہم نے اس مضمون میں اپنے شہر کے ایک دیسی ولی اللہ کی جو مثال دی تھی دراصل وہی پوری ہوئی۔ اصل میں واقعہ یوں ہے۔ غور سے سنو۔ تاکہ یہ مشکل بھی حل ہو جائے۔

مرزا قادیانی کے حرم محترم ثانی نصرت جہاں بیگم صاحبہ ولد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس جن کے حق میں مورخہ ۲۵ر جون ۱۸۹۸ء کو مرزا قادیانی نے اپنی کل اراضی رہن رکھ دی تھی جس کی نقل ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کی دعا کا نتیجہ تھا جو پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ سوکن کا جلاپا ایک مشہور امر ہے اور ضرب المثل ہے۔ آپ دعا فرمایا کرتی تھیں کہ یا اللہ میرے پر سوکن نہ پڑے۔ اس کی دعا مستجاب ہوئی اور آسمانی نکاح رک گیا۔ ولایت گھر کی گھر ہی رہی۔ میاں کی نہ سہی بیوی کی سنی گئی:

نگاہ نکلی نہ دل کی چور، زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

انتقال جائیداد مرزا غلام احمد قادیانی

منکہ مرزا غلام احمد قادیانی حلف مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم مغل ساکن و رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں موازی ۶۴ر کنال ۱۴ مرلہ اراضی نمبر خسرہ ۲۲۴۷/۰۳۔۱۷۔۲۱۔۷ قصبہ کا کھاتہ نمبر ۱۷۰۔۷ معاملہ ۳۷ روپے ۱۲ آنے عمل جمعبندی ۹۶۔۹۷ واقعہ قصبہ قادیان مذکور موجود ہے۔ ۶۴ر کنال ۱۴ مرلہ منظورہ میں سے موازی ۱۳ کنال ۱۴ مرلہ اراضی نمبری خسرہ نہری ۲۲۴۷/۰۳۔۱۷ مذکور میں باغ لگا ہوا ہے اور درختان آدم وکٹھ منٹھ و شہتوت وغیرہ اس میں لگے ہوئے ہیں اور موازی ۱۲ر کنال ۱۳ مرلہ اراضی منظورہ چاہی اور بلاشراکتہ الغیر مالک و قابض ہوں۔ سواب مظہر نے برضا ورغبت خود بدرستی ہوش و حواس خمسہ اپنی کل ۶۴ر کنال ۱۴ مرلہ اراضی مذکورہ کو معہ درختان ثمرہ وغیرہ موجودہ باغ و اراضی و نصف حصہ آب و عمارت و خرچ چوب چاہ موجودہ اندرون باغ و نصف حصہ کنواں و دیگر حقوق داخلی و خارجی متعلقہ اس کے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج نصف جس

کے ۲۵۰۰ روپے ہوتے ہیں بدست مسماۃ نصرت جہاں بیگم زوجہ خود رہن و گروی کر دی ہے اور روپیہ میں بہ تفصیل ذیل زیورات و نوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لے لیا ہے۔ کڑے کلاں طلائی قیمتی ۵۰ے روپے کڑے خورد طلائی قیمتی ۲۵۰/ روپے ڈنڈیاں ۱۴ عدد بالیاں دو عدد بنی ۱۰ عدد دریل طلائی دو عدد بالی گنگرو والی طلائی دو عدد کل قیمتی ۶۰۰ روپے کنگنی طلائی قیمتی ۲۲۰ روپے بند طلائی قیمتی ۲۰۰ روپے کھنٹہ طلائی قیمتی ۲۱۵ روپے جھمیاں جوڑ طلائی، پونچیاں طلائی بڑی چار عدد قیمتی ۱۵۰ روپے جو جس اور مونگے چار عدد ۱۵۰ روپے نتھ طلائی قیمتی ۴۰ روپے چناں طلائی کلاں تین قیمتی ۲۲۰ روپے چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپے بالیاں جراؤلہ سات عدد قیمتی ۴۰ روپے ٹیپ چڑاؤ طلائی قیمتی ۱۷۰ روپے کرنسی نوٹ نمبری ۵۹۰۰۰/ ی ۲۹ لاہور وکلکتہ قیمتی ایک ہزار اقرار یہ کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد عرصہ مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں۔ فک الرہن کرالوں گا۔ ورنہ بعد انقضائے میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے تیتیسویں سال میں مرہونہ بالدان ہی رہوں میں بیع بالوفا ہو جائے گا، اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کر دیا ہے۔ داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ فصل خریف سمر ۱۹۵۵ سے مرتہنہ دیگی اور پیداوار لیویگی جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے اس کی بھی مرتہنہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ دار ہوں اور سطر تین میں نصف مبلغ و رقم ہزار ہزار کے آگے رقم ۲۰۰ روپے کا قلمزن کر کے پانچ سو لکھا ہے جو صحیح ہے اور جو درختن خشک ہوں وہ بھی مرتہنہ کا حق ہوگا اور درختان غیر نمبر د خشک شدہ کو واسطے ہر ضرورت و آلات کشاورزی کے استعمال کر سکتی ہے۔ بنا براں رہن نامہ لکھ دیا ہے کہ سند رہے۔

المرقوم ۲۵ر جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فضل احمد ۹۴۹

العبد مرزا غلام احمد بقلم خود، گواہ شد مقبلان ولد حکیم کرم دین بقلم خود، گواہ شد نبی بخش نمبردار بقلم خود بٹالہ حال گورداسپور، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۳۲، ۱۳۳۔

مرزا قادیانی کو یہ بیع بالوفا کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ آہ اس کا جواب سوائے ناکامی آسمانی نکاح کے اور کیا دیا جائے گا۔ مرزا قادیانی کے حکم سے فضل احمد جو آپ کا حقیقی بیٹا تھا بیوی کو طلاق دے چکا۔ مگر گھر سے نہ نکالا۔ مرزا قادیانی مصر ہوئے مگر تعمیل حکم سے قاصر ہی رہا۔ اس پر عاق کر دیا گیا۔ اور چونکہ فرما چکے تھے کہ اگر مرزا احمد بیگ اس رشتہ محمدی بیگم کے دوسری جگہ کرنے سے باز نہ آیا تو فضل احمد سے زبردستی طلاق اس کی بھانجی کو دلوا دوں گا اور اگر اس نے طلاق نہ دی تو عاق کر دوں گا۔ چونکہ یہ طلاق کی فرضی کارروائی مرزا قادیانی کو معلوم ہوئی۔ اس لئے اپنے

لفظوں پر یوں پھول چڑھائے کہ میری جائیداد سے فضل احمد ایک حبہ یا ایک دانہ تک بھی نہ لے سکے گا۔ یہ عہد ایسا پورا کیا کہ خود بادولت بھی کسی چیز کے مالک نہ رہے۔ گو یہ فرضی کاروائی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے قرائن ہی بتارہے ہیں۔ یہ مانا گو زیور مرزا قادیانی کی ملکیت ہی تھا اور بیوی کے تصرف میں تھا۔ مگر وہ اٹھارہ سو روپیہ کہاں سے آیا یہ بھی ممکن کہ آپ کی زوجہ محترمہ نے اپنے والد میر نواب سے لیا ہو۔ کیونکہ ان کی تنخواہ پندرہ روپیہ تھی۔ جس میں بمشکل بسر اوقات ہی ہوتی ہوگی۔ اس لئے یقیناً یہ روپیہ مرزا قادیانی کا اپنا ہی تھا۔ اللہ اللہ! یہ نبی کے کارنامے ہیں۔ ایک جائز وارث بیٹا اور حقیقی بیٹا اور فرمانبردار بہو کو صرف اس جرم میں عاق کیا جارہا ہے کہ اس کے عزیز واقارب نے محمدی بیگم کا رشتہ دوسری جگہ کیوں کردیا اور ذرا زیور کی لسٹ ملاحظہ ہو جس میں ایک بھی نقدی نہیں۔ کلہم طلائی ہیں اور اس آپ کا دعویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ دنیاوی محبت کا چولہ ہم نے نذر آتش کردیا اور اسی برتے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور ظل کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ ناظرین انصاف فرمائیں کہ کیا امہات المومنین کے پاس ایسے ہی زیور ہوا کرتے تھے اور ہزاروں روپے کے کرنسی نوٹ کی وہ مالکہ ہوا کرتی تھیں۔ کلام مجید میں سورہ احزاب میں مولا کریم نے اپنے پیارے محبوب رحمتہ اللعالمین کے حرموں کا زیور اور دنیاوی چاہت کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا ہے جو ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے مرزا قادیانی کی نبوت کا پتہ چل جاوے گا۔

جنگ احد میں حضور فخر رسل ﷺ کو بنفس نفیس متعدد ضربات وجود اطہر پر آئیں۔ بدبخت ازلی عتبہ کے پتھر سے آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا اور نامراد سرمدی ابن عمیہ کے پتھر سے چاند کو شرمانے والی پیشانی جوامت کی بخشش کے لئے گھنٹوں سربسجود ہوتی زخمی ہوئی اور کم بخت ابن شہاب کے پتھر سے آقائے نامدار ﷺ کا بازو جو رانڈوں اور بیواؤں کے سودے سلف اٹھایا کرتا تھا زخمی ہوا۔ مگر حضور ﷺ کا حلم واستقلال ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں لعنت کرنے کو نہیں آیا۔ ولکن بعثت داعیاً ورحمة ۰ اللهم اهدی قومی فانهم لایعلمون! بلکہ میں تو صرف اس لئے آیا ہوں تاکہ رحمت کی طرف ان کو لے جاؤں۔ یا اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ تاکہ وہ مجھ سے مانوس ہوں اور مجھ کو پہچان جائیں۔

”یایها النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوٰة الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا ۰ وان کنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فان الله اعدللمحسنات منکن اجراً عظیما(احزاب:۲۸،۲۹)“

ترجمہ: اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دیدوں اور اچھی طرح سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو سمجھ لو کہ بے شک اللہ نے تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے بڑا اچھا بدلہ تیار کیا ہے۔

حالانکہ رسول پاک ﷺ کی مدنی زندگی ایک شہنشاہ کی تھی۔ آپ کے جانثار سو سو اونٹ معہ غلہ کے آپ کے اشارے پر راہ مولا میں لٹادیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے کئی دفعہ درہم و دینار کے ڈھیر لگ گئے۔ لونڈیاں اور غلام سینکڑوں دربار نبوی میں پیش ہوئیں۔ مگر حضورؐ جب تک ان کو راہ مولا میں تقسیم نہ کر لیتے آرام فرما نہ ہوتے اور یہ دعا فرماتے کہ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑ گڑاؤں، تجھ سے مانگوں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کروں۔ یہ ہے وہ ہمارا آقا جو شہنشاہی میں فقیری کر کے خوش ہوا اور دعا فرماتے یا اللہ غریبوں میں رکھیو اور انہی میں ماریو اور غریبوں کے ساتھ ہی حشر کیجئے۔

ہمدردی کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور محبت سے لبریز دل تڑپتا ہے جب آقائے نامدار کی مبارک سیرت کے باغ وحدت کے پھولوں اور ننھی ننھی کلیوں پر نظر پڑتی ہے پتے پتے اور شاخ شاخ سے درس وحدت ملتا ہے۔ آقائے جہاں رحمت پروردگار سرکار مدینہ کی خدمت میں آپ کی لخت جگر امت کی شہزادی حضرت فاطمۃ الزاہرہؓ حاضر ہو کر دل ہلا دینے والی دکھی زندگی مگر نہایت صبر و عزم و حوصلہ سے بیان فرماتی ہیں کہ میرے ہاتھوں کو چکی پیس پیس کر چھالے پڑ گئے اور مشکیزہ اٹھا اٹھا کر تھک گئی ہوں۔ پیارے ابا آج اس قدر لونڈیاں دربار رسالت میں آئی ہیں ایک لونڈی عنایت فرمائیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے شفقت سے سر پر برکت کا ہاتھ رکھا اور پیشانی مبارک کو چوم کر فرمایا کہ بیٹی تم سے پہلے بدر کے یتیم درخواست کر چکے ہیں۔ میں اپنے مولا کی شان کیا بتاؤں کیا تھی:

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گوہر
اپنا یہ حال ہے کہ چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

سرور کون ومکاں کو مدت ہوئی وصال فرما چکے۔ مسلمانوں کی وہ پاک ماں عائشہ صدیقہؓ ایک دعوت میں شریک ہوئیں اور کھانا تناول فرما رہی تھیں اور آنکھ سے زار وقطار آنسو جاری تھے۔ میزبان نے ہاتھ جوڑ کر رونے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ خدا کا برگزیدہ رسول اور میرے ایمان کا مالک میرا پیارا شوہر جس پر نبوت ختم ہوئی دنیا سے رخصت ہوا مگر آہ افسوس کہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی جو اس وقت میرے حلق میں چپ رہی ہے ایک وقت بھی ان کو میسر نہ ہوئی۔ وہ دنیا کا مالک اور دین کا آقا۔ آہ جب اس جہان سے عالم جاودانی کو جانے کی تیاریاں کر رہا تھا رونا آتا ہے اور دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے۔ میرے حجرے کی دیوار جس میں سوراخ پڑے ہوئے تھے اور مٹی کی بنی ہوئی تھی اور جس کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی ایک مٹی کا دیا بھی موجود نہ تھا جو جلایا جاتا اور امت کے سرتاج کو رخصت کرتی۔ یہ تھی فخر رسل ﷺ کی مبارک حیات طیبہ۔

میں نے جو آیت شریف پیش کی ہے اس سے مرزا قادیانی کے حرم کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ ہم کو بار بار کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی رسول پاک ﷺ کے ظل وبروز ہیں۔ ہم نے آپ کی تعلیم کا متعدد دفعہ مطالعہ کیا مگر ہم کو سوائے بھول بھلیاں کے کوئی بات نظر نہ آئی۔

امت مرزائیہ ایک اور سوال اس کے آخر میں جب تنگ آ جایا کرتی تو کر دیا کرتی کہ محمدی بیگم کا آسمانی نکاح نہیں ہوا تو محمد ﷺ نے بھی تو کہا تھا کہ میرا نکاح مریم اور آسیہ اور کلثوم سے ہو گیا۔ سو اگر یہ پیشگوئی جھوٹی ہوئی ہے تو وہ بھی تو سچی نہیں نکلی:

دل پہ اک چوٹ لگی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

کاش کہ اسلام کی بادشاہی ہوتی اور پھر تمہارے جیسی امت ایسا بودا سوال کرتی۔ افسوس تمہاری آنکھیں پھوٹ گئیں اور عقل گھاس چرنے چلی گئی اور فہم وفراست پر پتھر پڑ گئے۔ یہ نہ جانا کہ باپ پر کیا بہتان لگا رہے ہیں اور وہ بھی سسر کی حمایت کے مصداق۔ اس عقل ودانش پر جس کا دیوالیہ یوں نکل چکا ہے۔ ماتم کرو اور اس کا نقد جواب ہم سے لو۔

(تفسیر ابن کثیر ج۸ ص۱۸۸ زیر آیت عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازوجا) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت کہ وہ مرض الموت میں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اے خدیجہ جب ملے تو سوکنوں اپنیوں سے تو میری طرف سے سلام کہنا۔ میں نے کہا کیا حضورؐ نے پہلے بھی کوئی عورت کی۔ فرمایا نہیں ولیکن اللہ تعالیٰ

نے نکاح کر دیا مجھ کو مریم کی بیٹی عمران سے اور آسیہ فرعون کی بیوی سے اور کلثوم موسیٰ کی بہن سے۔
یہ حدیث ضعیف ہے۔ دوسری حدیث:

ابو عمامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جان لیا ہے میں نے یہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے نکاح کر دیا جنت میں مریم بیٹی عمران سے آسیہ فرعون کی بیوی سے اور کلثوم موسیٰ کی بہن سے پس کہا میں نے خوشگواری ہوا ے رسول اللہ کے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۱۸۸ از یر آیت ایضاً)

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

اول تو یہ دونوں حدیثیں ہی ابن کثیر نے نقل کرنے کے بعد ضعیف لکھی ہیں۔ دوم یہ تینوں عورتیں فخر دو عالم کی پیدائش سے سینکڑوں برس پیشتر جنت کو سدھار چکی ہیں۔ سوم رسول پاک ﷺ اپنے حرم اول کو بوقت موت پیغام بیان فرما رہے ہیں جو جنت کو تشریف لے جا رہی تھیں۔ چہارم رسول پاک ﷺ نے اس نکاح کا ہونا جنت میں بیان فرمایا ہے نہ کہ دنیا میں۔ گو یہ حدیثیں معتبر نہیں ولیکن یہ تمہارا الزامی جواب پھر بھی قبول کرتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ اے بہتان لگانے والو! رسول پاک ﷺ کی شان اطہر میں اپنی بدگوہری کا ثبوت دینے والو یاد رکھو جب نکاح کی تکمیل جنت میں ہوگی اس کا پیغام تم کو جہاں جہاں بھی تم ہو گے پہنچا دیا جائے گا۔ گو تمہیں اس مبارک تقریب کے پاس بھی نہ آنے دیا جائے گا۔ کیونکہ تم اس مبارک خطہ سے بہت دور ہو گے ولیکن اس کے خرموں کی گھنٹیاں بدبختوں تک پہنچ ہی جائیں گی۔

فیصلہ آسمانی بر منارۂ قادیانی

اب ہم مرزا قادیانی کے وہ دعوے پیش کرتے ہیں جو آپ نے خود آسمانی نکاح نہ ہونے کی صورت میں بنفس نفیس بیان فرمائے تھے اور اپنی طرف سے یہ کہتے تھے۔ اگر گویم زبان سوزد

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجیب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

میں سچ کہتا ہوں کہ اس عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے سر ندامت سے نیچے ہوں گے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ خدا کی باتیں نہیں ٹلتی ہیں۔ پوری ہو کر رہیں گی۔ تیرے خاندان کے لوگوں کی ایک لڑکی خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی محمدی بیگم کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائے گی۔ غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ الہامی میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے ہیں۔ عنقریب تجھے وہ مقام ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے تیری تعریف ہوگی۔ وہ بے دینوں کو مسلمان بنائے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی سلطان محمد کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔ پھر فرماتے ہیں کہ چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیشگوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔ پھر ایک اور ارشاد فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ محمدی بیگم تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور سب مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا خدا تعالیٰ نے ہر طرح اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ پھر فرماتے ہیں میری اس پیشگوئی میں چھ دعوے ہیں۔ احمد بیگ اور سلطان محمد کی موت اور محمدی کا نکاح میرے ساتھ ہونا اور تا شادی محمدی بیگم میرا زندہ رہنا۔ اب آپ ایمانا کہیں کہ یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ ایسی پیشگوئی سچی ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا نفس پیشگوئی محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا تقدیر

مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی اور اگر یہ ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ کام نکاح کا ختم ہو گیا۔ بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کر سکتا۔ یہ تقدیر مبرم قطعی ویقینی ہے۔ اس کا وقوع ظہور میں آئے گا۔ خدا کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا یہ بالکل سچ ہے۔ تم تو دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔

مرزا قادیانی کی آخری دعا

"میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم کہ اگر احمد بیگ کی دختر کلاں کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔"

(غلام احمد قادیانی اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۶)

نتیجہ

مستجاب الدعوات نے سن لی۔ مرزا قادیانی کی وہ دعا جو نتیجہ خیز تھی مقبولیت کی وہ گھڑی جس میں یہ مبارک دعا ہوئی۔ لب سے نکلی ہی تھی کہ مومنین قانتین کی جگر خراش آہوں نے ہاتھوں ہاتھ اس کا استقبال کیا۔ باب رحمت کی توجہ سے ہوا نے اس گود میں لے کر پرواز کیا۔ آہ کی گرمی سے بادل نے آنسو گرائے اور راستہ دے دیا۔ تمنا کے جذبے سے فرشتے متاثر ہوئے اور کشاں کشاں رب العزت کے دربار میں پیش کیا۔ باب الدعوات کے قلزم نے جوش مارا اور انتقام کی بے پناہ موج بلند ہوئی اور عزرائیل کو مرزا قادیانی کی ہستی کا چراغ گل کرنے کا حکم ملا۔ اچھے بھلے تندرست وتوانا، نہ سردرد، نہ بخار، کوئی خاص عارضہ، نہ حیلہ، بغرض تفریح قادیان سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ شاداں وفرحاں ملاقاتیں اور پرتکلف دعوتیں ہو رہی تھیں کہ متاح حیات پر آناً فاناً ایک بجلی سی گری جو رخت حیات کو فنا کر گئی۔ بیماری ایسی بیماری اللہ دشمن کو بھی محفوظ رکھے۔ اس کے بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔

بہشتی مقبرہ کی حقیقت

ہندوستان میں ایک ممتاز قوم آباد ہے جب ان کا کوئی فرد مر جاتا ہے تو ان کا عقیدہ ہے کہ جب تک ملاں صاحب سفارشی رقعہ میت کے لئے نہ دیدیں مردہ جنتی نہیں ہو سکتا۔ جب بھی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے تو ملاں صاحب اکڑ جاتے ہیں اور جب تک ایک کافی رقم بٹور نہیں لیتے کیا

مجال جو رقعہ دیدیں۔ ایک ایک آسامی جو رقعہ کی متمنی ہوتی ہے پانچ پانچ صد روپیہ تک دے دیتی ہے۔ تب کہیں جا کر یہ رقعہ ملتا ہے جو میت کے سینہ پر رکھ کر دفن کر دیا جاتا ہے اور اس رقعہ کا مضمون بھی قابل قدر ہوتا ہے جو ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بھائی جبرائیل یہ مردہ فلاں ابن فلاں بڑا نیک آدمی ہے۔ اس کو دو حوریں ایک غلمان دینا اور جنت میں اعلیٰ جگہ اور بہت اچھا محل دینا وغیرہ وغیرہ۔ دستخط ملاں صاحب۔ تاریخ، اسی طرح اس بہشتی مقبرہ کی حیثیت ہے۔ ایک ایک قبر کی زمین کا ہزاروں روپیہ تک آ جاتا ہے۔ اس مقبرہ میں وہ شخص دفن ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی میں مندرجہ ذیل وصیت کر چکا ہو اور اس پر سختی سے کاربند رہ چکا ہو۔

میں فلاں ابن فلاں قوم فلاں سکنہ فلاں کا رہنے والا ہوں۔ میں بقائمی ہوش حواس خمسہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں کہ میری آمدنی کا ۱۰/۱ حصہ جو اس قدر ہے تادم زیست ادا کرتا ہوں گا اور میری اس قدر منقولہ وغیر منقولہ جائیداد واقعہ فلاں فلاں جگہ ہے جس کی قیمت مبلغ .... ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱۰/۱ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ گواہ شد۔ العبد فلاں ابن فلاں۔

ان شرائط کا پابند جب مر جاتا ہے تو اس کی لاش دور دور سے اس بہشتی مقبرے میں دفن کرنے کے لئے لائی جاتی ہے اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ خاص بہشتی ہے۔ چاہے اس کے عمل کیسے ہی ہوں اور چاہے جہنم کا ہی وہ مستحق ہو۔ مگر اس خطہ میں دفن ہو کر جمال ہم نشین در من اثر کرد کا مصداق بن جاتا ہے اور بہشتی سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ ایسا راسخ امت مرزائیہ میں ہو چکا ہے کہ ہزاروں موصی اس میں داخل ہو کر ثواب لے چکے ہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کرشمہ مرنے کے بعد بھی کیمیاگری کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ مبارک خطہ بہشتی مقبرہ کے لئے آپ نے ایک الہام کے مطابق بنایا تھا۔ انشاء اللہ! اس کا مکمل حال ہم ”نوبت مرزا“ جو ہمارا دوسرا ایڈیشن ہے میں ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کریں گے۔ صرف اس قدر بتائے دیتے ہیں کہ یہ خطہ زمین ایک بنجر اور شور زمین تھی جس میں ہرل اور آک کے خودرو پودے اور چند ببول کے درخت تھے جو ناقابل زراعت سمجھی جاتی تھی۔ یہ مرزا قادیانی کی کیمیاگری نہیں تو اور کیا ہے جو مرنے کے بعد بھی خوش عقیدت لوگوں سے خراج تحسین لے رہی ہے۔

کاش! اہل بصیرت اسی ایک نقطہ پر غور فرمائیں اور ایسی راسخ اعتقادی سے باز آئیں۔ ورنہ: ”وسیعلم الذین کفروا ای منقلب ینقلبون (شعرا:۲۲۷)“

عاشق کا جنازہ ہے ذرا جھوم کے نکلے

آہ! نبی کا سایہ مٹ چکا۔ افسوس جے سنگھ بہادر چل بسا۔ آہ! کیا بتاؤں۔ ضمیمہ نبوت جدا ہوا۔ وائے ناکامی آریوں کا بادشاہ نہ رہا۔ ہزار افسوس رودر گوپال روٹھ گیا۔ صد افسوس کرشن قادیانی مچل گیا۔ وائے ستم پنجابی نبی امت کو رانڈ کر گیا۔ افسوس الہامی کلام کا پنجابی سلسلہ منقطع ہو چکا۔ آہ! منارۃ المسیح بنیادوں سے نہ اٹھا تھا کہ اس پر مبعوث ہونے والا پنجابی عیسیٰ چل بسا۔ قادیان کی بنجر زمین کو چار چاند لگانے والا چند کوڑیوں کی اراضی کو لاکھوں کے عوض بیچنے والا۔ آہ! مٹی سے طلا بنانے والا پیارا امین الملک جے سنگھ بہادر سرگ باش ہوا۔

چونکہ یہ ظل اور بروز کا ڈھکوسلا خلاف آئین نبوت لاہور میں فوت ہوا تھا اس لئے اس جسد خاک کو ایک عالیشان تابوت میں رکھ کر برف اور پھولوں سے ڈھانپ دیا گیا اور خرد جال کے طویلے میں لا کر بصد مشکل و بہزار دقت ایک مال گاڑی میں سوار کر دیا گیا۔ جو خدا خدا کر کے بٹالہ پہنچی۔ جہاں کہرام مچا ہوا تھا اور مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑیں اشکوں سے ساون کا سماں پیش کر رہی تھیں اور آپ کے اصحاب وفور غم سے دیوانے ہو رہے تھے۔ آہ! مرزا قادیانی کی مفارقت قیامت کا سماں پیش کر رہی تھی اور غریب امت سے بنائے کچھ نہ بنتا تھا۔ مرزائیت کا چاند گہنا چکا تھا اور اس کی چاندنی مات ہو چکی تھی۔ مگر مرزائیت کے یہ پروانے سوجان سے شمع پر نثار ہونے کو ہلے پڑتے تھے اور دیدار محبوب کی آخری زیارت کو جو چند لمحوں کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوٹنے والی تھی دیکھ دیکھ کر کلیجہ تھام کر رہ جاتے۔

آہ! گرمی کا موسم اور کریلے کے دن ہجوم کا جمگھٹا اور لاش کا سیاہ پن جب یار لوگوں نے مطالعہ کیا تو اس کو جلد ٹھکانے لگانے کی سوجھی۔ چنانچہ بڑی حکمت عملیوں سے جنازہ اٹھایا گیا اور دوش بدوش قادیان میں پہنچے۔

قادیان کیا تھا گویا ماتم واندوہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی جس میں انسانوں کا ایک سمندر لہریں رہا تھا اور ماتم کے سائے میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ چنانچہ یہ جم غفیر بھی ساتھ ہو لیا اور لاش کو بہشتی مقبرہ میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا اور اس طرح سے مرزائیت کا بولتا ہوا طوطی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوا۔

مگر افسوس آسمانی منکوحہ کی حسرت دل کی دل میں ہی رہی جس کے لئے بیچاری امت اب تک ناکام تاویلوں سے شرمندہ ہو رہی ہے۔

تمت بالخیر!

صدائے بخاریؒ

جب شاتم رسول راجپال نے گستاخانہ کتاب لکھی تو شاہ جی علیہ الرحمہ نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

☆...... ''مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی غیرت کو جھنجوڑنے آیا ہوں۔ آج کفار نے توہین پیغمبر ﷺ کا فیصلہ کرلیا ہے۔ انہیں شاید یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان مر چکا ہے۔ آؤ اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آپہنچا ہے۔ گنبد خضریٰ کے مکین تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کی آبرو خطرے میں ہے۔ ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں۔ اگر قیامت کے روز محمد ﷺ کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر نبی ﷺ کی توہین کرنے والی زبان نہ رہے یا پھر سننے والے کان نہ رہیں۔''

''آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسول عربی ﷺ کی عزت وناموس کو برقرار رکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا وجود معرض خطر میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ میں گیارہ سال سے آپ لوگوں میں تقریریں کر رہا ہوں۔ آج مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب یہ دونوں حضرات سٹیج پر موجود ہیں۔ شاہ صاحب نے ان کی طرف اشارہ کرکے یہ فقرہ ادا کیا کہ دروازے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین حضرت خدیجہؓ آئیں اور فرمائیں کہ ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟''

ارے دیکھو! کہیں ام المومنین عائشہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں؟

(یہ سن کر مجمع پلٹا کھا گیا۔ لوگوں میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنینؓ کی کیا وقعت ہے؟

آج ام المومنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ حمیرا کہہ کر پکارتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم ﷺ کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہؓ اور عائشہؓ کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھو! جس روز یہ موت آئے گی، پیام حیات لے کر آئے گی۔